

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعِبْرِكَ إِنَّمِيقِي سَكْرَتَهُمْ عَجْهُونَ ○ سورة الحجر (آیت: ۷۲)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة الم نشرح (آیت: ۳)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت: ۱۲۸)

حصہ دوم

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف  
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے علما کا جوہر

## سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از افاضات

حضرت علامہ مولانا محمد ادریس صابکاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

الطاف اینڈ سنز



PDFBOOKSFREE.PK

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ایک ضروری گزارش!

معزز قارئین کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالب دُعا سعید خان



PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY

[www.pdfbooksfree.pk](http://www.pdfbooksfree.pk)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

لَعَبْرُكَ الْهَمَزُ فِي سَكْرِ تَهْمِزِهِ هَوْنٌ ○ سورة البقرة (آیت: ۷۲)

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ سورة الم نشرح (آیت: ۴)

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ سورة التوبة (آیت: ۱۲۸)

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قابلِ قدر اور عظیم تالیف  
اُمت کے اکابر مؤرخین اور اربابِ سیر کے علموا کا جوہر

# سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

## حصہ دوم

از افاضات

حضرت العلامة مولانا محمد ادریس صابو کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

## الطاف ایڈٹ سنز

پلی-اوپیکس نمبر ۵۸۸۲ کراچی ۳۰۰۰ پاکستان فیکس ۷۷۷۷۷۷-۲۱ (۹۲)

# حصہ دوم

نام کتاب \_\_\_\_\_ سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف \_\_\_\_\_ حضرت علامہ مولانا محمد ادویس صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

## ملنے کے پتے

### صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس، انظر پارٹنس، 458، مارڈن ایرٹ،  
پی. او. بکس. 609 کراچی۔ 74800 پاکستان، فیکس: (021) 7228823

### مکتبہ المعارف

دارالعلوم الحسینیہ

شہدادپور، سندھ پاکستان۔ فون: 02232 41376

### رئیسہ الجامعۃ الاسلامیہ لبنات الاسلام

جامعہ اسلامیہ اشتریت

فوارہ چوک گجرات، پاکستان

فون: 525710 - 510015 (0433)

### ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K,

QARI ABDUR RASHID TEYLOR

119-121- HALLIWELL ROAD,  
BOLTON. BL 13NE, U.K.

TEL / FAX : 01204 - 389080, MOB : 07930 - 464843

MOULANA MUSA KARMADI, LONDON, U.K,

Mobile : 07710 - 407175

HAFIZ SULEMAN, U.K,

DEWSBURY - MOB : 07773 - 514324

### DARUL ULOOM AL MADANIA, U.S.A.

182, SOBIESKI ST. BUFFALO, NY. 14212

TEL : (0716) 892-2606. FAX : (0716) 892-6621,

E-mail : office@madania.org

### AN-NOOR ISLAMIC BOOKS, CANADA.

YAKOOB S. NAIKIWALA

2680 LAWRENCE AVE. # 201,

SCARBOROUGH, ONT. MIP 4Y4 (CANADA)

TEL : (001) 416 - 759-6185, FAX : (001) 416 - 267-4192



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
فہرست مضامین سیرت المصطفیٰ ﷺ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۵	سریہ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ	۸	چساو فی سبیل اللہ
۴۶	سریہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۹	حکم جہاد
۴۶	غزوہ البوار	۱۱	جہاد کے اغراض و مقاصد
۴۶	غزوہ بواط	۱۳	جہاد کی حقیقت
۴۸	غزوہ عسیرہ		یعنی اعلام اللہ کے لئے جو جنگ کی جائے
۴۹	غزوہ بدر اوسے		جہاد اس کو کہتے ہیں قوم اور وطن کی آناؤں کیلئے
۵۰	سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ		جو جنگ کی پہلے قرعیت میں اس کو جہاد
۵۲	اسلام میں پہلی غنیمت		نہیں کہتے
۵۵	غزوہ بدر کبریٰ	۱۸	قوم پرستوں کا ایک مغالطہ اور اس کی ازالہ
۵۶	آغ و نقطہ	۲۰	آداب جہاد
۶۱	قریش کی روانگی کی اطلاع اور صحابہ سے	۲۳	جہاد کی اتسام قدام اور دفاعی
	مشورہ اور حضرات صحابہ کی جان نثارانہ	۲۵	جہاد کی مثال
۶۱	تقریریں	۲۶	دوسری مثال
۶۲	حفرت مقداد رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر	۲۶	جہاد کی غرض و غایت
	حفرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی عاشقانہ	۲۶	اسلام اور جبر
۶۳	اور وہابانہ پس منظر تقریر	۳۲	اسلام اور مسئلہ غلامی
۶۶	ماتحت بنبت عبد المطلب کا خواب	۳۲	ایک شبہ اور اس کا ازالہ
۶۶	جبر بن الصلت کا خواب	۳۳	سیاسی غلامی
۶۱	جنگ کی تیاری	۳۴	سلسلہ غزوات و سرایا
۶۵	میدان کھڑاؤں میں مقدمہ کی تقریر	۳۴	تعداد غزوات
۶۶	آغاز جنگ	۳۴	تعداد سرایا
۶۸	ذکر قتل عتبہ بن خنیسہ و ولید	۳۵	سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۶	اسرار حضرات بدر میں	۸۰	آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں دعا
۱۳۷	اسلام لانگہ بدر میں	۸۳	ایک شہید اور اس کا ازالہ
۱۳۹	شہداء بدر میں	۸۵	اہل اسلام کی امداد کے لئے آسمان فرشتوں کا نزول
۱۵۱	اسیران بدر کے نام و احوال	۸۶	فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم
۱۵۶	اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت	۹۲	ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوش دلانا
۱۵۸	غزوہ بدر پر دوبارہ نظر علامہ شبلی کے اس خیال فاسد کا ازالہ کہ غزوہ بدر کا مقصد قریش کے کارون تجارت پر حملہ کرنا تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع تھا آیات اور احادیث صریحہ اور علماء اہل سنت کی نصوص اور تصریحات سے اس خیال کی غلط ثابت کیا ہے۔	۹۵	امیتہ اور اس کے بیٹے کا قتل
۱۶۵	قتل عصام یہودیہ	۹۸	ابو جہل عدو اللہ فرعون امت رسول اللہ کا قتل فتح کے بعد ابو جہل کی لاش کی تلاش اور ابو جہل کا حضور پر نور کی طرف ایک پیام
۱۶۶	غزوہ قریظہ اللہ	۱۰۲	اسیران بدر
۱۶۷	قتل ابی علفک یہودی	۱۰۳	مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا
۱۶۸	غزوہ بنی نضیر	۱۰۴	فتح کی بشارت کے لئے مدینہ منورہ کا قصد مدائن کرنا
۱۷۰	غزوہ سولق	۱۰۵	ہال فینیت کی تحسیم
۱۷۱	عید الاضحیٰ	۱۰۸	اسیران بدر کے ساتھ سلوک اور احسان کا حکم
۱۷۱	نکاح حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۱۰۹	اسیران بدر کی بابت مشورہ
۱۷۲	غزوہ غطفان	۱۱۳	فدیہ لینے پر غناہ الہی کا نندل
۱۷۳	غزوہ بکمران	۱۱۷	حضرت انبیا کرام کی خطرات تہدیک کی تحقیق اور اہل حق کا مسلک
۱۷۹	قتل کعب بن اشرف یہودی	۱۲۰	مقتدر ندیہ
۱۸۱	کعب بن اشرف کے قتل کے درجہ	۱۲۱	اور اسیران بدر کے حالات
۱۸۲	اسلام کو بیعت بن مسعود	۱۲۲	نفاذ میں
۱۸۲	عمر بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۱۲۳	صلوات اللہ علیہ
۱۸۲	قتل ابی رافع	۱۲۴	تعداد بدر میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر پھیلنا ہو جانا۔	۱۸۵	غزوہ احد
"	حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ	۱۸۶	قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا
۲۱۹	ابی بن خلف کا قتل	۱۸۷	حضرت پر نور کا صحابہ سے مشورہ
"	حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا۔	۱۹۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری
۲۲۰	قریش کا مسلمانوں کی لاشوں کا شہد کرنا	۱۹۰	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی اودھ
"	ابوسفیان کا قوی آواز اور حضرت عمر کا جواب	۱۹۱	فوج کا معائنہ
۲۲۳	نوائے مستبظ از حدیث مذکور	۱۹۳	لشکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی
۲۲۴	سعد بن زید کی شہادت کا ذکر	۱۹۴	ترتیب فوج
۲۲۶	حضرت عمرہ کی لاش کی تلاش	۱۹۵	قریش کے لشکر کا حال
۲۲۷	عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۱۹۶	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاوین سے ایک خط
۲۳۰	عبداللہ بن عمرو بن حرام کی شہادت کا ذکر	۱۹۷	آغاز جنگ دو بار تین قریش کا ایک ایک کر کے قتل۔
۲۳۲	عمرو بن الحمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۰	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بیادگی
۲۳۷	حضرت خبیرہ کی شہادت کا ذکر	۲۰۱	حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت کا ذکر
"	حضرت اصیرم بنی کی شہادت کا ذکر	۲۰۲	حضرت خنظلہ بنی لملاکہ کی شہادت کا ذکر
۱۲۵	مدینہ منورہ کے مہلک اور عیسیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرنے کے لئے جوڑم۔	۲۰۵	مسلمان تیرا ناموں کا پانی بگ سے ہٹ جانا
۲۳۶	عین مسرکہ کا زمانہ میں صحابہ پر حق قحالی کا ایک خاص انعام یعنی ان پر شہدوگی طاری کر دی گئی۔	۲۰۵	عبداللہ بن جبریر - معصب بن جبریر
"	ایک خاص انعام یعنی ان پر شہدوگی طاری کر دی گئی۔	۲۰۷	آنحضرت کے مخالفین
۲۳۷	جنگ میں عورتوں کی شرکت اور اس کا حکم	۲۰۹	زیاد بن سکن کی شہادت
۲۴۰	شہداء واحد کی تعزیر و تکفین	۲۱۱	ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی جان شہدگی
۲۴۱	ایک شہید حرم کا ذکر	۲۱۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سرداران
۲۴۲	غزوہ احد کی شکست کے سردار حکم	"	قریش کے حرمین بنو دغاکہ اور آسیہ کا نندل
۲۵۰	غزوہ احد میں فوج کے بعد ہر حکمت پیش کو سہارا دینا۔	۲۱۵	روائی میں قتادہ بن انسمان کی آنحضرت کی تکی کا باہر
			علی جان اور حضور پر نور کا اس کو اپنی جگہ پر دینا اور اس کا پہلے سے ہو جانا۔
		۲۱۰	حضرت علی اور حضرت طلحہ کا حضور پر نور

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۲	نزل حجاب	۲۲۹	اسراء کرم پر اجمالی نظر
۳۳۳	سریہ محمد بن مسلمہ	۲۵۵	غزوہ حموہ الاسد
۳۳۴	غزوہ بنی حنیان	۲۵۶	واقعات متفرقہ سلسلہ
"	طونہ ذی قعدہ	۲۵۷	ذکر فرائد سلسلہ
۳۳۵	سریہ عکاشہ بن محنف	"	سریہ الی سلسلہ
"	سریہ محمد بن مسلمہ	۲۵۶	سریہ عبداللہ بن امیس
۳۳۶	سریہ ابو عبیدہ	۲۵۸	واقعہ حبیب
"	سریہ مجوم	۲۶۷	سریہ تراقرا لہی تفتہ بیہودہ
"	سریہ عیینہ	۲۷۰	غزوہ بنی نضیر سلسلہ
۳۳۷	سریہ طرہ	۲۷۲	تحریم غمر
"	سریہ حبشی	"	غزوہ ذات الریان
۳۳۸	سریہ وادی القری	۲۷۶	غزوہ بدر معد
"	سریہ دومۃ الجندل	۲۷۸	واقعات متفرقہ سلسلہ
۳۳۹	سریہ فک	۲۷۹	غزوہ دومۃ الجندل
۳۴۰	سریہ ام قریظہ	"	غزوہ حبیبہ یا بنی المصطلق
"	سریہ عبداللہ بن عتیک برائے قتل	۲۸۳	فائدہ علیہ جس میں آیتوں کا خوشبودار
"	ابی ماضیہ یهودی	"	برناہ یسوی باتوں کا بدبودار بنایا گیا ہے
"	سریہ عبداللہ بن عداہ	۲۸۷	واقعہ انک
۳۴۱	سریہ کزین جابر موحی عزیں	۲۹۵	نزل آیات برکات در بارہ ام المؤمنین عائشہ
۳۴۲	بعث عمرو بن امیہ ثمری	"	صدیقہ رضی اللہ عنہا
۳۴۳	غزوہ احد سیم	۳۰۵	ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اوسدگر انداز
۳۵۱	بیعتہ الرضوان	"	مطبوعات پر تبصرت لکھنے والوں کا حکم
۳۵۱	صلح حدیبیہ کے واقعہ کی تفصیل	۳۰۸	نزل آیت تیمم
۳۵۸	صلح نامہ کی شرائط	۳۰۹	غزوہ خندق و احزاب
۳۶۶	فائدہ لطائف اور مساکی احکام متعلقہ	۳۲۳	غزوہ بنی قریظہ
"	بقصہ حدیبیہ	۳۳۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت یزید کے خلاف

نزلہ اسد کی تربیت کے اسرار کا بیان



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۵	غنائم خیبر کی تقسیم: حضرت ابوہریرہؓ کی حاضری	۲۵۰	بیعت کی فضیلت
۲۲۹	فائدہ برائے مدرسین	۲۵۵	بادشاہان عالم کے نام و دعوت اسلام کے خطوط
۲۳۰	روشنائے الانفال یعنی مجاہدین کا انصار کرنا	۲۵۷	تغیر مردم کے نام نامہ مبارک
۲۳۱	باغات واپس کرنا	۲۵۸	تغیر مردم کے دربار میں حضرت وحیدؓ کی تقریر
۲۳۲	شہر حرام میں قتال	۲۵۹	تغیر مردم کا ابوہریرہؓ سے مکالمہ
۲۳۲	تقسیم آرامی	۲۶۸	کسٹری شاہ ایمان کے نام نامہ مبارک
۲۳۳	منوعات خیبر	۲۶۹	نباشی شاہ حبشہ کے نام نامہ مبارک
	تحریم متعہ	۲۹۲	نباشی کی طرف سے آپ کے والد نامہ کا جواب
۲۳۳	حرمت متعہ	۲۹۲	مقتول شاہ مصر کے نام نامہ مبارک
۲۳۵	ابتداء اسلام میں رباخت متعہ	۳۹۶	حضرت حاطبؓ کی دبا مقتول میں تقریر
۲۳۶	حرمت متعہ کا وجہ دلیل	۳۹۶	بادشاہ کا جواب
"	مجاہدین حبشہ کی دایمی	"	شاہ مصر اور مغیرہ بن شعبہؓ کا حضورؐ پر فائدہ
۳۳۳	مراجعت اور ولایت الشعریہ	"	کے بارے میں مکالمہ
۳۴۵	زفات ام حبیبہؓ	۴۰۲	منشد بن سادی شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک
"	نحوۃ القضاء و یقودہ شمس		
۳۴۸	حضرت یونسؑ سے نکاح	۴۰۳	منذر بن سادی کا جواب
۳۴۹	سریہ اخزم ذالحجہ شمس	۴۰۵	شاہ عمان کے نام نامہ مبارک
"	سریہ غالب بن عبد اللہؓ		شاہ عمان کا عمرو بن العارضؓ سے مکالمہ
۴۵۰	اسلام خالد بن رضہ	۴۰۹	رئیس پیامدہ کے نام نامہ مبارک
۴۵۸	غزوہ موتی جمادی الاولیٰ شمس	۴۱۱	امیر مشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک
۴۶۶	سریہ عمرو بن العاصؓ رضہ	۴۱۱	فوائد و لطائف متعلقہ بخطوط و دعوت اسلام
	بجانب ذات السلاسل	"	بنام شامان عالم
۴۶۸	سریہ ابو عبیدہؓ بجانب سیف البحر	۴۶۳	غزوہ خیبر حرم الاحرام شمس
	—————*—————	۴۶۳	فتح ندک
۴۶۸	قلعہ تاعلم قلعہ قوس	۴۶۵	زہر دینے کا واقعہ
۴۶۱	قلعہ صعب بن معاذ حسن قلعہ	۴۶۶	مجاہدہ



## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# جہاد فی سبیل اللہ

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مبعوث ہونا اللہ جل جلالہ کی ایسی عظیم شانِ نعمت ہے کہ ہر بن موبہی اگر زبان بن جائے تو کسی طرح اس نعمتِ کبریٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا اگر ان حضرات کا وجود ہوا تو اللہ جل شانہ کی ذات و صفات کی ہم گراہوں کو کون بتاتا کرتا اور مولائے حقیقی کی مرضیات اور نامرضیات سے ہم کو کون آگاہ کرتا۔ اور اُس معبودِ برحق کی عبادت اور بندگی کے طریقے کون سکھاتا۔ ہدایت اور ضلالت، سعادت اور قحط کا فرق کون سمجھاتا۔ معاش اور معاد اور دین اور دنیا، فقری اور وریشی، اور حکمرانی اور عدل عمرانی کی راہیں ہم کو کون بھاتا مسجد کے بورے پر بیٹھ کر کیسے حکومت کی جاسکتی ہے اور قیصر و کسری کا تختہ کیسے اٹا جاسکتا ہے مسجد کا امام بھی اور امیر مملکت بھی ہوا شیخ طریقت بھی اور مسجد کے صحن میں قیصر و کسری کے خزانے مسلمانوں میں تقسیم کرتا مویہ امر سوائے حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کوئی نہیں بتا سکتا ہماری ناقص عقلیں بغیر نورِ نبوت کی رہنمائی اور ہدایت کے بالکل معطل اور بے کار ہیں۔

آنکھ کتنی ہی روشن اور بصیر کیوں نہ ہو جب تک آفتاب اور ماہتاب کا نورِ معین اور مددگار نہ ہو۔ اس وقت آنکھ بے کار ہے۔ اسی طرح سے نورِ عقل اور نورِ بصیرت سے حق اور باطل کا فرق جب ہی نظر آسکتا ہے کہ جب نورِ نبوت اور شمعِ ہدایت اس کی ہادی اور رہنما ہو۔ جس طرح شب و بجزریں آنکھ کی روشنی کام نہیں دیتی اسی طرح ضلالت اور گمراہی کے شبِ تاریک میں عقل کی روشنی کام نہیں دیتی۔

عقل بھی اگر چہ حجت ہے مگر ناقام ہے مرتبہ بلوغ تک نہیں پہنچتی حجت بانہ  
تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہے جس پر آخرت کے دائمی عذاب و ثواب اور  
جزا و سزا کا مدار ہے۔ مخلوق اطفالِ اندر جز مست خدا ہے نیست بانخ جز رہید از ہوا  
یہ اندھی اور ٹوٹی اور سنسگری عقل۔ خداوند خود الجسلا کے اسماء حسنی  
اور صفات ثنی اور اس کی مرضیات اور نامرضیات کو بغیر حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام  
صلوات اللہ کے تعلیم و ارشاد کے کہاں جاسکتی ہے۔

الحاصل حضرات انبیاء اللہ کی بعثت عین رحمت اور عین نعمت ہے کہ جس پر دنیا اور  
آخرت کی سعادت اور فلاح کا مدار ہے، حق جل و علانے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
اس سلسلہ کا آغاز فرمایا اور یکے بعد دیگرے بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے تاکہ لوگوں کو  
مولائے حقیقی کی اطاعت کی دعوت دیں اور اُس کی نافرمانی سے بچائیں مطیع اور فرمانبرداروں  
کو جنت کی بشارت سنائیں نافرمانوں اور سرکشوں کو جہنم سے ڈرائیں۔

جو سعید اور خوش نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی قدر کی اور اللہ کا شکر  
کیا، اور دنیا سے دامن بھاڑ کر حضرات انبیاء اللہ کا آدامن پکڑا اور اپنے ارادوں اور  
خواہشوں اور مرضیات و مرغوبات سے دست بردار ہو کر اپنی ہر حرکت اور سکون کو حضرات  
انبیاء کے احادیث کے تابع کر دیا اور اپنے کو ان حضرات کے ایسا حوالہ اور سپر وکیا کہ جیسا  
مردہ بدست زندہ ہو اور جو بے وقوف اور بد نصیب تھے انھوں نے اس نعمتِ کبریٰ کی  
قدر نہ جانی اور تکلیفات شرعیہ اور ادا امر الہیہ کی بجا آوری ان پر شاق گزری اور حیوانات اور  
بہائم کی طرح شتر بے مہار بنا رہنا اپنے لئے پسند کیا اور اس شرف اور کرامت پر نظر نہ کیا کہ  
خداوند ذوالجلال نے اپنے اور مرد و نرہی کے خطاب سے ہم کو عزت بخشی اور بجائے اس کے  
نفسِ امّارہ اور شیطان بعین کی تسویل اور اغواء سے انبیاء اللہ کے انکار و تکذیب دشمنی اور  
مقابلہ پر تڑپ گئے۔ خدا اور خدا کے برگزیدہ بندوں کی اطاعت کو عار اور ذلت سمجھا اور نفس





کسی پرندہ برا مسلط کی اور کوئی بندہ اور سوراہا بنایا گیا۔ اللہُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذَٰلِكَ حَتَّىٰ  
 'اصْبِرْ، الغرض انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کا اس طرح عذابِ خداوندی سے ہلاک  
 اور برباد ہونا تاریخِ عالم کے مسلمات سے ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اہل عذاب دینے والا ہی عزیزِ مہتمم ہے لیکن ظہور اس کا ہمیشہ کسی  
 حجاب اور واسطہ ہی سے ہوتا ہے جس کو بھی اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے وہی  
 بے چون و چرا اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

کبھی دریا کو اپنے دشمنوں کے فرق کر لینے کا حکم دیا اور کبھی زمین کو دھنسانے کا اور ہوا کو بار  
 بار دھونے کا اور کبھی فرشتوں کو ان کے ہلاک اور برباد کرنے کا حکم دیا۔

### خلاصہ

یہ کہ جب سے خداوندِ عالم کی نافرمانی اور احکامِ الحاکمین اور اس کے وزراء و نائبین یعنی  
 انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے بغاوت اور کفری کا سلسلہ جاری ہے، اسی  
 وقت سے ان کی تعذیب و بربادی اور قسم قسم کے عذابوں سے ان کی ہلاکت اور رسوائی کا سلسلہ  
 بھی جاری ہے جو عینِ حکمت اور عینِ صلحت ہے، پس جس طرح ملائکہ اللہ فرشتوں کے  
 ہاتھوں سے حضراتِ انبیاء و مرسلین کے منکرین اور مکذبین کو عذاب و دنیا عینِ حکمت اور عین  
 صواب ہے۔

اسی طرح خود حضراتِ انبیاء و مرسلین اور ان کے اصحابِ متبعین کے ہاتھوں سے بھی  
 منکرین اور مکذبین کو عذاب و دنیا عینِ حکمت اور عینِ صواب ہے، کما قال تعالیٰ  
 قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ اِنَّ الْكَافِرِينَ لَكَاذِبُونَ کہ ان کافروں سے جہاد و قتال کرو تاکہ اللہ ان کو  
 عذاب دے تمہارے ہاتھوں سے۔ (التوبہ: آیت ۱۴)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو عذابِ بندوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت  
 میں اللہ کا فعل ہے بندہ کا ہاتھ اس کے فعل (عذاب) کے لئے محض منہجر اور واسطہ ہے جس طرح

ضرب اور قتل بعض مرتبہ ضارب سے بلا واسطہ صادر ہوتی ہے اور بعضی مرتبہ تیر اور تلوار کے واسطہ سے اسی طرح عذاب الہی کا ظہور کبھی بلا واسطہ ہوتا ہے اور کبھی انسان یا فرشتہ کے ہاتھ سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُّ بِكُمْ اَنْ يَّمَيِّنَ بَكُمْ اللّٰهُ بَعْدَ اِيْمَانٍ  
اور ہم فتنہ میں کہ اللہ تعالیٰ تم کو براہِ راست  
اپنی طرف سے عذاب پہنچائے یا ہمارے  
ہاتھوں کے ذریعے۔

یہ عذاب انہی کبھی فقط فرشتوں کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی فقط انسانوں کے ہاتھ سے بشکل جہاد و قتال ظہور میں آتا ہے اور انسانوں اور فرشتوں دونوں کے ہاتھ سے عذاب الہی کا ظہور ہوتا ہے جیسے جنگ ہدر میں کفار مکہ کا قتل صحابہ کرام کے ہاتھ سے ظہور میں آیا اور ملائکہ کریمین کے ہاتھ سے بھی مومنین غلصین اور ملائکہ مکرمین دونوں فریق نے مل کر محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے منکرین اور کڈتین کا مقابلہ اور ان سے مقابلہ کیا تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب غزوہ ہدر کے بیان میں آنے والی ہے چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ مجرم کا قتل امیر و حاکم کی نظر منسوب ہوتا ہے جلا و درسیا ف د تلوار چلانے والے کی طرف منسوب نہیں ہوتا اس لئے ارشاد فرمایا،

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ  
اور آپ نے مشقت خاک نہیں پھینکی جس وقت  
کہ آپ نے پھینکی لیکن وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔  
(انفال: آیت: ۱۷)

یعنی ان باغیوں کے قاتل حقیقت میں ہم ہیں اور تم محض آلہ اور واسطہ ہیں جس طرح تیر اور تلوار تمہارے انفال کے لئے آلہ اور واسطہ ہیں اسی طرح تم ہمارے انفال کے لئے مثل تیر اور تلوار کے واسطہ اور ظہور ہو و قتال ابوالطیب۔

فانت حسام الملک اللہ ضارب وانت لراء الدین واللہ عاقد

پس تو تلوار ہے سلطنت کی اور اللہ بار نے والا ہے اور تو دین کا جھنڈا ہے ، اور اللہ اس کو باندھنے والا ہے بلکہ بجائے فرشتوں کے انسانوں کے ہاتھ سے جہاد و قتال کی شکل میں غلاب الہی کا ظہور ایک خاص رحمت ہے اس لئے کہ فرشتوں کے ذریعہ سے جن امتوں کو ہلاک کیا گیا ان کو پھر مہلت نہیں ملی۔ اور جن امتوں سے انبیاء و مرسلین اور ان کے تابعین نے جہاد و قتال کیا ان کو مہلت ملی سنبھلنے کا اور سننے کا اور حق میں غور اور فکر کرنے کا کافی اور دانی موقع ملا۔ چنانچہ مہبت سے یہ دیکھ کر تائید ربانی اور حمایت رحمانی اور نصرت آسمانی اور ان حضرات کی حامی اور مددگار ہے اور خداوند ذوالجلال کے فرشتوں کا بے شمار لشکر ان کے دشمنوں کو غیظ و غضب کی نظروں سے دیکھ رہا ہے حق کے سامنے جھک پڑے اور کچھ گئے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں آسمان اور زمین براہِ بھرج و بھرج سب ان کی حمایت پر ہیں ان حضرات کے سامنے گردن تسلیم خم کرنے ہی میں سلاستی ہے اور جوازِ لیتنی اور بد نصیب تھے وہ پھر بھی بے حیائی اور ڈھٹائی سے مقابلہ پر ڈٹتے رہے ، نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت کی ذلت کا تو پوچھنا ہی کیا دنیا میں دیکھ لیجئے کہ مراحم خسروانہ سے بڑے سے بڑا انصور معاف ہو سکتا ہے لیکن بغاوت کی سزا سوائے قتل اور حبس دوام کے کچھ نہیں۔ حالانکہ یہ بھی انسان ہے اور وہ بھی انسان۔

ایام معدودہ و چند روزہ کی مجازی بادشاہت جرم بغاوت کو ناقابلِ عفو قرار دیتی ہے اور تمام مقلد اس کو حق اور صواب ، بجا اور درست سمجھتے ہیں حالانکہ باغی شخص نہ بادشاہ کا مخلوق اور پیدا کیا ہوا ہے اور نہ ذرہ برابر کبھی چیز میں اس کا محتاج ہے۔

معلوم پھر اس حکم الحاکمین اور رب العالمین اور خدا نے ذوالجلال اور کبر متعال اور اس کے وزراء و نائبین یعنی حضرات انبیاء و مرسلین سے بغاوت و کفر کو کیوں معمولی اور حقیر سمجھتا ہو اور خداوند قدوس کے وزراء سے سرتابی کرنے والوں کی سرکوبی اور احکامِ الہیہ سے گردن کشی کرنے



والوں کی گردن کٹشی کو کیوں ظلم اور تعدی خیال کرتے ہو۔

سلاطین عالم کا اپنے مخالفوں پر فوج کشی کر کے کسی کو قتل کرنا اور کسی کو اسیر کرنا اور ان کے مال اور اسباب کو ضبط کرنا اور پھر اس مال کو خیر خواہان سلطنت اور وفاداران حکومت پر بطور انعام تقسیم کرنا، میں شان شوکت و سلطنت کا اقتضار سمجھتے ہو، لیکن اس احکم الحاکمین اور شہنشاہِ سموات و ارضین سے بغاوت و کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال اور ان کو اسیر اور گرفتار کرنے اور ان کے غلام بنانے اور ان کے مال و متاع کے ضبط کرنے پر اعتراض کرتے ہو۔

پس جس طرح جنگ میں دشمن کو جانی نقصان پہنچانا عین سیاست اور فوجی تدبیر کا کمال ہے اسی طرح دشمن کی جنگی اور مالی قوت پر قبضہ کر لینا بھی فوجی تدبیر کا کمال ہے۔ عجیب بات کہ یورپ دشمن کی مالی قوت پر قبضہ کرتا ہے تو اس کو سیاست اور فوجی تدبیر بتلایا جاتا ہے اور جب اسلام خدا کے باغیوں کی مالی قوت پر قبضہ کرنے کے لئے کوئی پیش قدمی کرتا ہے تو اس کا نام لوث اور غارتگری ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کہ جب جنگ میں دشمن کی جان ہی لے لینا جائز ہے تو پھر اس کے مال کے متعلق کیوں اس قدر شور و غوغا ہے، آخر اسلام نے جب کبھی کسی کاروان تجارت پر حملہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی تو کیا وہ ان دشمنوں کا تافہ نہ تھا کہ جو اسلام کی جان و مال کے دشمن تھے ایسے لوگوں کی جان و مال پر چھاپہ مارنے کے لئے پیش قدمی کرنا کس آئین اور قاعدہ سے محبوب ہے اور پھر جبکہ وہ چھاپہ مارنا مال حاصل کرنے کے لئے نہ ہو بلکہ فقط اس وجہ سے ہو کہ یہ لوگ خداوند ذوالجلال کے باغی اور سرکش ہیں علاوہ ازیں سلاطین عام کی فوج کشی باعثِ صرت تو بیع مملکت ہے جو سب کے نزدیک روا اور جائز ہے۔ اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جہاد اور صحابہ کرام کا یہ تمام اقدام محض اعلیٰ کلمۃ اللہ اور اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لئے تھا تاکہ احکام خداوندی کی بے حرمتی نہ ہو سکے اور اشرار خداوند کو دگار کے احکام کا استہزاء اور تمسخر نہ کر سکیں اور خدا کے نام لیا اپنے مولائے ضیق کا اطمینان کے ساتھ نام لے سکیں، کفار و فجار چاہے ایمان لائیں یا نہ لائیں مگر احکم الحاکمین اور شہنشاہِ سموات و ارضین کے احکام کے اجراء و تنفیذ میں مزاحمت نہ کر سکیں۔

حضرت یثرب بن نزل اور حضرت واژد اور حضرت سلیمان اور حضرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ التحیات کا جہاد اسی غرض سے تھا اور حضرت مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہونے کے بعد اسی غرض سے دھال اور اس کے لشکر کے ساتھ جہاد فرمائیں گے جیسا کہ کاشفات یوحنا اور پلوس کے دوسرے خط ہلکنیوں کے نام میں مقرر ہے۔ دنیا کی جہاد سے جہاد اگر یہ چاہے کہ بدوں حکومت و سلطنت اور بدوں بدبہ و سطوت کے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کر سکے تو ناممکن ہے یا کوئی حکومت اگر یہ چاہے کہ اپنی قوم کو سے مراسم تقیہ اور رسوم باطلہ اور خیالات فاسدہ اور اوہام و اہیہ کو بدوں سیاست اور انضام کے مٹا دے تو امکان سے باہر ہے۔

پند و نصیحت بے شک مؤثر ہے لیکن مسلم طبیعتوں کے لئے۔ آپ کتنی ہی اخلاص اور مہر و مہر و مہر سے بہتر نصیحت فرمائیں لیکن ہیٹ و صرم طبیعتیں کبھی اثر پذیر نہیں ہو سکتیں۔

بنی زرع انسان کی طباع یکساں نہیں کسی کے لئے خدا نے کتاب اتاری اور کسی کے لئے ہوا اتارا۔ آج اگر ہزار و اعظمل کر یہ چاہیں کہ اپنی تقریر و پذیر سے کسی قبیح رسم کو مٹا دیں تو نہیں مٹا سکتے مگر ایک شاہی فرمان وقت و آمد میں ملک کے اس سرے سے اس سرے تک اس بُرائی کو مٹا سکتا ہے۔

نبی اکرم سید ولد آدم خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین کو جب احکم الحاکمین اور شہنشاہ سموات وارضین نے بشیر و نذیر بنا کر عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تو اس وقت آپ باطل بن تنہا تھے نہ کوئی آپ کا معین و مشیر تھا نہ کوئی آپ کا وزیر یا تدبیر تھا۔

نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا تو حیدر بانی کی دعوت دی کہ خداوند فدا بجلال کو ایک مانو اور ایک جانو ایک سمجھو اُسی سے مانگو اُسی کے سامنے جھکو ہر بخش اور بے حیائی اور ہریری بات سے روکو اور محاسن اخلاق اور مکالم انفعال کی ترغیب دی غرض یہ کہ آپ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی نہ چھوڑی کہ جس کی تعلیم و تلقین اور جس کا حکم نہ کیا ہو اور دنیا اور آخرت کی کوئی

برائی ایسی نہیں چھڑی کر جس سے منع نہ فرمایا ہو۔

سلیم لہانے نے آپ کے ارشاد سراپا ہدایت و ارشاد کو گوشِ ہوش سے سنا اور قبول کیا۔ اور جرمِ ہٹ و حرم اور ضدی اور مال و دولت کے نشہ سے غمور تھے۔ انھوں نے فقط انکار اور تکذیب ہی پر کفایت نہ کی بلکہ تکلیف اور ایذا اور تسخر اور استہزا پر تل گئے۔ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ (جس کی تفصیل پہلے گذر چکی) مگر آپ مبرا و متعل فرماتے اُن گمراہوں کے لئے دعائے ہدایت فرماتے۔ اللہم اھد قومی فاسہم لا یعلمون۔

اللہ جل جلالہ کی طرف سے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس کی مطلق اجازت نہ تھی کہ دشمنین مکہ سے زبان سے یا ہاتھ سے کسی قسم کا انتقام یا بدلہ لیں۔ بلکہ حکم یہ تھا،

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ  
اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ، آیتہ ۱۰۹) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں تک کہ آپ اور آپ کے صحابہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور جہاد کی اجازت نازل ہوئی۔

## حکم جہاد

ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ اور عائشہ صدیقہ اور ابو بکر صدیقؓ۔ زہری سعید بن جبیر۔ مجاہد عروہ بن زبیر زید بن اسلم۔ قتادہ۔ مقاتل بن حیان اور دیگر سلف سے یہ منقول ہے کہ جہاد کی اجازت

۱۔ ابن عباسؓ کی روایت سے احمد اور ترمذی، نسائی اور مستدرک و دیگر میں مذکور ہے۔ امام ترمذی نے اس کو حسن بتلایا۔  
حکم کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم کی شرط یہ صحیح ہے (مذکور تالیف و تراجم) ابو ہریرہؓ کی روایت کو عبد اللہ بن ابی اسلم نے ذکر کیا ہے۔ دار المنثور ص ۳۶۶ اور حضرت عائشہؓ کی روایت نسائی میں باسناد صحیح مذکور ہے۔ زرقانی ص ۳۰۳  
ابو بکر صدیقؓ اور زبیرؓ اور سعید بن جبیرؓ کا ذکر، ابو بکر رازی نے خلاص لے احکام القرآن میں کیا ہے ص ۲۵ اور  
سے مقاتل تک تفسیر ابن کثیر ص ۲۲۵ میں مذکور ہیں۔

میں جو آیت سب سے پہلے نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے۔

لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ ۚ وَلَئِنْ رَجَعْتُمْ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَأُولَٰئِكَ لَهْجَتُهُمْ نَسِيْلٌ ۚ وَالَّذِينَ يُقْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۚ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ ۖ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَفَ دَمَرْتُمْ مَرَامِعَ دَبِيعٍ وَصَلَوَاتٍ وَمَسَاجِدَ يُدْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۖ وَلَيَنْفِرَنَّ اللَّهُ مِنْ يَنْصُرُكَ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۚ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالنُّعُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَلِلَّهِ عَائِبَةُ الْأُمُورِ ۝

ایسے لوگوں کو جہاد و قتال کی اجازت دی گئی کہ جن کا نر ٹڑتے ہیں۔ یہ اجازت اس لئے دی گئی کہ یہ لوگ بڑے مغلوم ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے اور جن کی فتح و نصرت کا وعدہ کیا جا رہا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے فقط اس وجہ سے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کی مٹا رہا ہے تو پہلے زمانہ میں راہبوں کے غلو تھلنے اور نصاریٰ اور یہود کے عبادت خانے اور اس زمانہ میں مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے سب منہدم ہو چکی ہوتیں اور بیشک اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس شخص کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بیشک اللہ نزدیک و دست اور غالب ہے اور ہم ایسے لوگوں کی مدد کریں گے کہ اگر ہم ان کو روئے زمین کی بادشاہت اور حکومت بھی دیں تو ہماری جادہ اطاعت سے ذرہ برابر منحرف

راجع، آیتہ: ۳۹-۴۱

نہیں گے نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور دوسروں کو ہر نیک کا حکم کریں گے اور ہر بھائی سے منع کریں گے اور تمام امور کے انجام کا اللہ ہی کو اختیار ہے

لہ۔ علامہ زر قافی فرماتے ہیں کہ یہ آیت "اصغر سہ" میں نازل ہوئی۔ زر قافی ص ۲۴ اور بعض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ قتال کی آیت کا نزول ہجرت کے پہلے سال میں ہوا۔



اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ پہلی آیت کہ جو قتال کے بارے میں نازل ہوئی وہ یہ آیت ہے یعنی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ۔  
 انحراف ابن جریر من ابی العالیہ اور حاکم نے اکیل میں یہ کہا ہے کہ رَتِ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَهُمْ الْجَنَّةَ ط  
 قتال کے بارے میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی در تالی چم

## جہاد کے اغراض و مقاصد

ان آیتوں میں حق جل و علا نے اجمالاً جہاد کے کچھ اغراض و مقاصد کا ذکر فرمایا ہے اور اشارہ لوگوں کے اس شعبہ کا بھی جواب دیا ہے کہ جہاد کی اجازت دیکر خونریزی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں اپنا سابقین کو بھی جہاد کی اجازت دی گئی۔ ورنہ اگر جہاد کی اجازت نہ دی جاتی تو اللہ کا نام لینا دشوار ہو جاتا۔ اور تمام معاہدہ منہدم کر دیئے جاتے۔ اور خداوند ذوالجلال کی یہ قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے مفسدین کو جہاد کا حکم و تیار رہا تاکہ مفسدین اور فتنہ پردازوں کے شر اور فساد کو دفع فرمائے۔  
 کما قال تعالیٰ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ  
 بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ  
 اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔  
 اگر اللہ بعض لوگوں کے شر اور فساد کو بعض لوگوں  
 کے ہاتھ سے دفع نہ فرمائے تو تمام زمین میں  
 فساد پھیل جاتا لیکن اللہ جہانوں پر بڑا ہی فضل  
 فرمانے والا ہے کہ فتنہ اور فساد دفع کرنے کے لئے

جہاد کی اجازت دی۔

کند زنگے مست در کعبہ تے اگر چوب حاکم بنا شد ز پے

لہ۔ البقرہ، آیت: ۲۵۱

ان آیتوں میں جہاد کی عام و غرض دفاعیت کے علاوہ اس کی علت بھی بیان فرمائی ہے کہ صحابہ کرام کو کیوں جہاد و قتال کی اجازت دی گئی۔ وہ یہ کہ ان پر طرح طرح سے ظلم و زیادتی کی گئی اور بے قصور اور بلا وجہ اپنے گھروں سے نکال دئے گئے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اور جہاد کی اجازت سے فقط مشرکین مکہ کے پنجہ ظلم سے چھڑنا مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان کی نصرت و حمایت کریں۔

وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَمَتَدِيرٌ  
اور تحقیق اللہ تعالیٰ ان بے کسوں اور بے  
سر و سامانوں کی فتح و نصرت پتلا دے۔

اور اس قادر مطلق کو یہ قدرت ہے کہ روئے زمین ان کے قبضہ میں دین اور اپنے احکام کے اجراء و تنفیذ کی ملکنت و قدرت عطا فرمائیں تاکہ زمین پر دسترس پانے کے بعد خود بھی جان و مال سے خدا کی عبادت اور بندگی کریں نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی بھلی باتوں کا حکم کریں اور بُری باتوں سے منع کریں۔

یعنی جن لوگوں کو ہم نے جہاد کی اجازت دی ہے اور جن کی نصرت و حمایت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں کی شان یہ ہے کہ بادشاہ ہونے کے بعد سلاطین دنیا کی طرح عیش و عشرت میں مبتلا نہ ہوں گے بلکہ جان و مال سے خدا کے پورے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے اور دوسروں کو ٹھیک راستہ پر چلائیں گے، نیک باتوں کا حکم کریں گے اور بُری باتوں سے منع کریں گے، غرض یہ کہ خود کامل و مکمل ہوں گے اور دوسروں کے لئے مکمل ہوں گے خود بھی حمایت پر ہوں گے اور دوسروں کو بھی ہدایت لائیں گے۔ چنانچہ یہ اوصاف فاضلہ خلفاء راشدین میں علی وجہ اکمال موجود تھے اور کہیں نہوں جن کو خدا آسانی بادشاہت کے لئے منتخب فرمائے اُن کے یہی اوصاف ہونے چاہئیں۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت میں حق جل شانہ نے

خلافت اور بادشاہت عطا فرمانے سے پہلے ہی اُن کی ثنا اور تعریف فرمائی کہ وہ خلیفہ اور بادشاہ ہونے کے بعد ایسے ہوں گے۔

## جہاد کی حقیقت

جہاد جہد بمعنی طاقت سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی طاقت کو عا شا مال و دولت کے لئے نہیں۔ عصبیت اور قومیت اور وطنیت اور اظہار مرادگی و شجاعت اور توسیع سلطنت و مملکت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کا بول بالا کرنے کے لئے اپنی طاقت کو پانی کی طرح بہا دینا اس کو اصطلاح شریعت میں جہاد کہتے ہیں۔

اعلا رکلمہ اللہ یعنی اللہ کا بول بالا کرنا، اگر مقصود نہ ہو بلکہ فقط مال و زر مطلوب ہو یا قطع نظر حق اور باطل سے وطن اور قوم کی حمایت مقصود ہو یا اپنی جہاد کی اور شجاعت کا اظہار منظور ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک وہ جہاد نہیں جہاد تو وہ ہے کہ جو محض خالص اللہ جل جلالہ کے رضا اور خوشنوی کے لئے ہو، دنیادی اور نفسانی اغراض کے تابع سے بالکلیہ پاک ہو۔

## خلاصہ

یہ کہ خدا تعالیٰ کے وفاداروں کا خدا تعالیٰ کے باغیوں سے محض خدا کا باغی ہونے کی وجہ سے لڑنا اور اس کی راہ میں انتہائی جان بازی اور سرفروشی کا نام جہاد ہے بشرطیکہ وہ جان بازی اور سرفروشی محض اس لئے ہو کہ اللہ کا بول بالا ہو اور اس کے احکام بے حرمتی سے محفوظ ہو جائیں اور دنیا کا کسی قسم کا نفع مقصود نہ ہو۔ ایسی جان بازی اور سرفروشی کو شریعت اسلام میں جہاد کہتے ہیں۔

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ  
سرود ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اگر مال مقصود ہو یا نام مطلوب ہو یا بلحاظ اسلام قوم و وطن مقصود ہو تو شریعت میں

وہ جہاد نہیں بلکہ ایک قسم کی جنگ ہے، چنانچہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ انسان کبھی اظہار شجاعت کے لئے جنگ کرتا ہے اور کبھی قومی غیرت و حمیت کی بناء پر لڑکھن دینا اور نمودار شہرت کے لئے ان میں سے کوئی جنگ جہاد فی سبیل کا مصداق ہے تو ارشاد فرمایا:

مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ سَلَمَةً لِلَّهِ هُوَ  
الْعَلِيَّاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (بخاری مسلم)

جو شخص فقط اس لئے لڑے تاکہ اللہ ہی کا برل بالا رہے بس وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ایک باب منعقد فرمایا۔ باب لا یتقال فلان شهید یعنی کسی کے متعلق تلخ طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلان شخص شہید مرا۔ اس لئے کہ نیت اور خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں اور اس باب میں ایک واقعہ روایت کیا کہ کسی غزوہ میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکین سے مقابلہ ہوا تو قرآن نامی ایک شخص صحابہ کرام کے لشکر میں تھا جو درپردہ منافق تھا اس نے اس لڑائی میں مشرکین کا قرب مقابلہ کیا۔ اور کار نمایاں دکھلائے سہل بن سعد مدی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ

ما اجزا منا اليوم احدكما  
اجزانا فلان نے کیا

آج ہم میں سے کسی نے اتنا کام نہیں کیا جتنا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا:

اما انه من اهل الناس  
بالآخر کافروں سے لڑتے لڑتے یہ شخص شہید زخمی ہوا اور زخموں کی تکلیف سے گھبرا کر خودکشی کر لی۔ حافظ عسقلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ترجمۃ الباب سے مناسبت یہ ہے کہ اس شخص نے اللہ کے لئے قتال نہیں کیا تھا بلکہ قوم کے لئے قومی حمیت کے جوش میں قتال کیا تھا، اس لئے ایسا شخص شہید نہیں کہلایا جاسکتا۔ اتنی کلامہ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی کی حمایت میں کافروں سے بھی جنگ کرے مگر خدا کے لئے نہیں بلکہ قوم اور وطن

کے لئے جنگ کرے تو ایسا شخص مجاہد اور شہید نہیں کہلایا جاسکتا چہ جائیکہ تومی اور ملی بھائیوں کے ساتھ ہو کر اسلامی بھائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو۔ حافظ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ میدانِ قتال میں سب سے پہلے یہ شخص یعنی تیزان نکلا اور سب سے پہلے اس نے کافروں پر تیر چلایا اور للکار کر یہ کہا کہ اے آلِ اوس! اپنے حسبِ و نسب یعنی قبیلہ اور قوم کی حفاظت کے لئے قتال کرو توادہ بن النعمان صحابیؓ کا جب اس شخص پر گزر رہا تو اس کی نازک حالت کو دیکھ کر یہ کہا:

هنيئاً لك الشهادة - اے تیزان تجھ کو شہادت مبارک ہو۔

تیزان نے یہ کلمہ سن کر جواب دیا۔

انی واللہ ما قاتلتُ على دين  
ما قاتلت الا على الحفاظ  
خدا کی قسم میں نے دینِ اسلام کے لئے قتال نہیں کیا۔ میں نے تو فقط قوم اور قبیلہ کی حفاظت کیلئے قتال کیا ہے۔

صانِ مطلب یہ تھا کہ قوم اور وطن کے لئے جنگ کرنے اور اس راویں مارے جانے سے آدمی مجاہد اور شہید نہیں بنتا، ہض خدا کے لئے جو قتال خدا کے دشمنوں سے ہو اس میں مارے جانے سے شہید بنتا ہے۔

اس کے بعد اس شخص نے خود کشی کر لی۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کبھی کبھی مردِ فاجر اور کافر کے ذریعہ سے بھی دین کو قوت پہنچاوتے یہ روایت عمدۃ القاری ص ۶۳ باب لا یتقال فلان شہید میں مذکور ہے۔ حق بل شانہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ النِّعَةِ الْجَمْعَانِ اور جو کچھ تم کو مصیبت پہنچی جس دن دو جماعتوں

ملے۔ - حافظِ مقلانیؒ کی اصل عبارت یہ ہے ووجدنا السرمیہ مسلمہ شہداء برجمانہ فی امر الجبلہ فلو کان قتل لم یقتل ان یشتد الہل الشہادۃ وقد ظہر منہ انہ لم یقال للشدۃ فاقول فیہا قصۃ فلا یحق علی کل مقتول فی الجبلانہ شہیدہ قتال ان یکون شہیداً فہذا ہذا کہ ابابہ و اباب لا یتقال فلان شہید۔

فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ  
لَهُمْ تَعَاذُوا فَإِنَّ سَبِيلَ  
اللَّهِ أَوْ أَذِ نَعْوَا ۝

یعنی کافروں اور مسلمانوں کا مقابلہ پہلے ہی احد  
کے دن سودہ اللہ کے حکم سے ہوا اور اس میں حکمت  
یہ تھی کہ مومنین مخلصین اور منافقین ایک لڑے  
سے متمیز اور جدا ہو جائیں اس لئے کہ مصیبت کے  
وقت میں اخلاص اور نفاق ظاہر ہو جاتا ہے

۱۵

اس دن منافقین سے یہ کہا گیا کہ آؤ خدا کی راہ میں خدا کے لئے قتال کرو اور  
اگر خدا کی راہ میں نہیں لڑتے تو تومی اور وطنی حمیت کے لئے اپنی قوم اور وطن اور  
مال اور اولاد کی حفاظت کے لئے دشمن کی ممانعت کرو۔

کیونکہ اگر دشمن کا مایاب ہو گیا تو انتقام لینے میں مومنین اور منافقین کی تمیز نہ کرے گا اور عام  
مسلمانوں کی طرح تم کو بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ آیت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول  
کے ہارے میں نازل ہوئی۔ غزوہ احد میں مسلمانوں نے خدا کے لئے قتال کیا اور عبداللہ بن ابی  
اور دیگر منافقین نے جرتال کیا تو محض قومی اور وطنی حمیت کی بنا پر دشمن کی ممانعت کی جس سے  
صاف معلوم ہوا کہ قوم اور وطن کے لئے دشمن کی ممانعت کرنے کا نام حیا و نہیں آیت شریفہ میں جو  
أَوْ أَذِ نَعْوَا ۝ قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَاتِمٌ تَرَدُّوا لِيَا ۝ اس کا یہی مطلب ہے جو ہم نے  
عرض کیا۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ کچھ مسلمان (جنگ بدویں) مشرکین کی  
تعداد بڑھانے کے لئے اہل مکہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں نکلے اور بدر  
کی لڑائی میں یہ مسلمان جو کافروں کی فوج میں شریک تھے صحابہؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تو ان کے  
ہارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْهُمْ أَلَمَ لَهُمُ الْمَلَايَكَةُ  
ظَالِمِينَ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ  
قَالُوا كُنَّا مُتَضَاعِفِينَ فِي الْأَرْضِ  
قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً  
فَتَهَا جَبْرًا فِيهَا فَذُلُّنَا  
مَا دَا هُمْ جَهَنَّمَ وَسَاوَتْ مَصِيرًا

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے روح قبض کی  
ورائے لیکہ انھوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا تو  
فرشتوں نے ان سے بطور زبرد قریب یہ کہا کہ  
تم کس حال میں تھے ان ظالموں نے کہا کہ ہم  
سرزمین کفر میں مغلوب اور مجبور تھے فرشتوں  
نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ وطن  
کو چھوڑ کر وہاں چلے جاتے ایسے لوگوں کا ٹھکانا

(النساء، آیت: ۹۷) جہنم جہاں اور برا ٹھکانہ ہے۔

یہ آیت جن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے باوجود دعائے  
اسلام کے قوم اور وطن کے ساتھ ہجر اسلام کا مقابلہ کیا۔ اور قومی اور وطنی کافروں کے لشکر  
میں ہجر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نکلے۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

### خلاصہ کلام

یہ کہ اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے جو جنگ کی جائے اس کا نام جہاد ہے اور  
وطنی کافروں کے ساتھ مل کر غیر وطنی کافروں سے بلا لحاظ اسلام محض وطن کی آزادی کے لئے  
جنگ کرنے کا نام ہرگز ہرگز جہاد نہیں، حضرات انبیاء کرام نے اپنے ہم وطن کافروں سے نہ کبھی  
اتحاد کیا اور نہ ان کی ساتھ مل کر کوئی مشترک حکومت بنائی بلکہ اپنے اصحاب کو سب  
فراموشی اور اپنی قوم کے کافروں سے ہٹ کر اپنا الگ ٹھکانہ بنایا اور جہاد کی تیاری کی اور سب  
پہلے اپنی کافر قوم پر حملہ آور ہوئے اور اس کو فتح کیا۔ ہر رسول نے سب سے پہلے اپنی قوم کے  
کافروں سے جہاد کیا۔ غیر قوم کے کافروں سے بعد میں جہاد کیا۔ کَمَا تَأْتِي الْقَاتِلُوا  
الَّذِينَ يَكُونُ كُفْرُكَ مِنَ الْكُفْرَةِ وَلِيَعْلَمُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۝ حضرت پرنور کے  
تہم غزوات اور جہادات اپنی ہی قوم اور اپنے ہی خویش و اقارب اور اپنے ہی اغراء اور اجاب





یہ ان کا ایک مغالطہ اور دھوکہ ہے، اس گمراہ کا ایک خاص نظریہ اور خاص عقیدہ ہے جو شخص اس عقیدہ اور نظریہ میں ان کا موافق اور ہم خیال ہے وہ ان کا دوست ہے اگرچہ وہ دوسرے ملک اور دوسرے وطن کا باشندہ ہو اور جو شخص اس نظریہ اور اس عقیدہ میں ان کا مخالفت ہو ان کا دشمن ہے اگرچہ وہ ان کا باپ یا بیٹا یا بھائی یا استاد ہی کیوں نہ ہو۔

مشرق اور مغرب کے باشندے جو اشتراک عقیدہ رکھتے ہوں وہ دونوں ہا وجود بعد المشرقین کے قریب اور ایک ہیں اور دو حقیقی بھائی ایک گھر کے رہنے والے اگر مختلف المسلک ہوں تو وہ دونوں ایک دوسرے سے غایت درجہ بعید ہیں معلوم ہوا کہ اتحاد کا دار و مدار وطنیت اور قومیت پر نہیں بلکہ اتحاد کا معیار اور مدار اتحاد و مسلک پر ہے پس اگر شریعت اتحاد اور اخوت کا مدار اسلام اور کفر پر رکھتی ہے تو اس کو تعصب اور تنگ نظری کیوں بتاتے ہو۔

شریعت کے کل احکام اسی ایمان اور کفر کی تقسیم پر مبنی ہیں مسلمان اور کافر ایک دوسرے کا وارث نہیں اسی اسلامی تعلق سے بلال حبشی اور صہیب رومی اور سلمان فارسی، اسلامی بلوچیا میں شامل ہو گئے اور ابو جہل اور ابولہب باوجود قرابت قریب کے بعید ہو گئے اور ابوطالب جیسا جان نثار چچا اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے نماز جنازہ اور مقابر مسلمین میں دفن سے محروم رہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابوطالب کے لئے دعا مغفرت کا ارادہ فرمایا تو مانعت کی آیت نازل ہو گئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَهْمَابُ الْجَحِيمِ ۝ اور قیامت تک کے لئے حکم نازل ہو گیا کہ کافر اور مشرک رشتہ داروں کے لئے دعا مغفرت بھی جائز نہیں۔

فَوَمَنْ أَحْبَبَ لَا عَصِيَّةَ فِي السَّوْءِ  
قَسَامًا بِهِ وَبِحُسْنِهِ وَبِهَاسِهِ

## آداب جہاد

- (۱)۔ جب جہاد کے لئے گھر سے نکلو تو اللہ کا نام لے کر نکلو۔  
 (۲)۔ اتراتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے نہ نکلو۔  
 (۳)۔ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑانہ کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو  
 کو ہر وقت پیش نظر رکھو۔  
 (۴)۔ مقابلہ کے وقت ثابت قدم رہو۔ صبر اور تحمل سے کام لو۔  
 (۵)۔ عین معرکہ قتال میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو جس کے لئے جان بازی اور سرفروشی  
 کرنے نکلے ہو ایک لمحہ کے لئے اس سے غفلت نہ ہو قال تعالیٰ۔
- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ  
 فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ  
 كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ . وَأَطِيعُوا  
 اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا  
 فَيُفْشِلُوا وَتَذْهَبَ رِجَالُكُمْ  
 وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ  
 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا  
 مِنْ دِيَارِهِمْ أَبْطَرَاءَ وَرَهَاءَ النَّاسِ  
 وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ  
 وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُخِيطٌ
- اسے ایمان والو جب کافروں کی جماعت سے  
 تمہارا مقابلہ ہو تو اُمورِ بڑی کو ملحوظ رکھو۔  
 (۱) جہاد میں ثابت قدم رہو۔  
 (۲)۔ اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تاکہ اس کے  
 نام کی برکت سے تم کامیاب ہو۔  
 (۳)۔ اور ہر امر میں اللہ اور اس کے رسول کی  
 اطاعت اور فرمانبرداری کو ملحوظ رکھو۔  
 (۴)۔ اور آپس میں جھگڑانہ کرو کہ اس سے تم بزدل  
 ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکٹھ جائے گی  
 (۵)۔ اور ان کافروں کی طرح حسرت ہو جاؤ کہ  
 (جو اس واقعہ بدر میں) اپنے گھروں سے

اتراتے ہوئے اور دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں اور لوگوں کو خدا کے راستے سے روکنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا محیط ہے۔

(۶)۔ اپنی کثرت اور ساندوسا ان پر کبھی مغرور نہ ہوا ورنہ کثرت سے کبھی گھبراؤ نہیں بہر حال میں خداوند ذوالجلال پر اتنا داور بھروسہ رکھو فتح و نصرت کا مالک صرف اسی کی ذات کو جانو، کمال تعالیٰ۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بہت میدانوں میں تمہاری مدد کی اور جنین کے دن جب تمہاری کثرت تم کو غرور پسندی میں مبتلا کر دیا تو تم کو تمہاری کثرت ذرا برابر کام نہ آئی اور زمین باد جو وسیع ہونے کے تم پر تنگ ہو گئی، پھر تم پشت پھر کر بھاگ پڑے اللہ تعالیٰ نے یہی کنیت اور طمانیت کو اتنا مالا دیا اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اور ایسے لشکرا تارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے اور کافروں کو سزا دی اور اور یہی سزا ہے کافروں کی۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ. وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَصَافَتْ عَلَيْكُمُ الْأَمْرُضُ بِهَاجَبٍ ثُمَّ وَلَيْتُمُ الْمُذَبِّحِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَدْرُوهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ

(۶)۔ جب سوار ہونے لگو تو اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تمہاری آسائش کے لئے یہ سامان سفر پیدا فرمایا اور یہ پڑھو۔

پاک ہے وہ فطرت جس نے ان جانوروں کو ہماری سواری کے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی اور تحقیق ہم سب اللہ کی لٹنے والے ہیں۔

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ. وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

۱۔ التوبہ آیت: ۲۶-۲۵ - ۲۔ زخرف آیت: ۱۳

- (۸)۔ جب کسی بندہ پر چڑھو تو خداوند فدا الجلال کی عظمت و کبریائی کا خیال کر کے اللہ اکبر کہو اور جب تنہی اور نشیب کی طرف اُتر دو تو سبحان اللہ کہو۔ کہ وہ ہرستی سے پاک اور منزلِ آجہ اللہ اگر اپنے فضل سے فتح و ظفر نصیب فرمائے تو امیر شکر کو چاہئے کہ مجاہدین کی صفیں قائم رکھے ان الفاظ میں اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء کرے اور تمام شکر آمین کہے۔

اللهم لك الحمد كله لا قابض لما بسطت ولا باسط  
لما قبضت ولا هادي لمن أضللت ولا مضل لمن هديت ولا معطي  
لما منعت ولا مانع لما أعطيت ولا مقرب لما باعدت و  
لا مباعد لما قربت اللهم أبسط علينا من بركاتك و  
رحمتك وفضلك ورفقك .  
(رواه النسائي وابن حبان)

- ۱۱۰۔ فتح و نصرت کے بعد بطور مغزیہ نہ کہہ کر ہم نے فتح کیا بلکہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ اُس نے محض اپنے فضل اور رحمت سے ہم کو فتح دی۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے واپس ہوتے تو یہ کلمات تو حید آپ کی زبان پر ہوتے لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ الْيُسُوفُ تَابِعُونَ عَمِيدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ - وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ . (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

- (۱۱)۔ گستا اور گھنٹا اور باجا سمرا نہ ہو جس قافلہ میں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ فرشتے ان کے بلکہ نہیں ہوتے۔  
(روادولم عن ابی ہریرۃ رض)

میعنی عیش و طرب کا کوئی سامان ساتھ نہ ہو۔

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اسلامی جہاد کی یہ شان ہے کہ دیکھنے میں مجاہدین کا لشکر ہے اور دوسرے وہ ثَوَرُ السُّلُوتِ وَالْأَزْمِ کے عاشقوں کا ایک گروہ ہمارا ہے۔

## جہاد کی اقسام

جہاد کی مختلف قسمیں ہیں، جہاد کی ایک قسم دفاع ہے جس کو دفاعی جہاد کہتے ہیں یعنی کافروں کی کوئی قوم ابتداءً تم پر حملہ آور ہو تو تم اس کی مدافعت کے لئے ان کا مقابلہ کرو جہاد کی اس قسم کو حق تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ  
يَمَانُّونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ  
لَا يَحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝  
اور قتال کرو خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو  
تم سے جنگ کرتے ہیں اور زیادتی مت کرو  
تحقیق اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند  
نہیں کرتا۔

أَذِنَ لِلَّذِينَ يُنَاقِشُونَ بِآثَمِهِمْ  
ظَلَمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ  
لَقَدِيرٌ ۚ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِن  
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ  
يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ ۝  
مسلمانوں کو ان کافروں سے جہاد و قتال کی  
اجازت دی گئی کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑتے  
ہیں اس وجہ سے کہ مسلمان ستم رسیدہ ہیں اور  
بیشک اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد پر قادر ہے  
یہ مسلمان اپنے گھروں سے محض بے وجہ نکالے

گئے سوائے اس کے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار ایک اللہ ہے

جہاد کی دوسری قسم۔ اقدامی جہاد ہے یعنی جبکہ کفر کی توت اور شوکت سے اسلام کی  
آڑا دی کو خطرہ ہو تو ایسی حالت میں اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم دشمنان اسلام  
پر جارحانہ حملہ اور باجمانہ اقدام کرو کہ جب دشمنوں کی طرف سے خطرہ ہو تو اوسا احتیاط اور حفظ  
مانعہ کا مقصد یہی ہے کہ تم ان پر جارحانہ اقدام کرو تاکہ اسلام اور مسلمان کفر اور شرک کے فتنہ  
سے محفوظ رہو جائیں اور بغیر کسی خوف و خطر کے امن و عافیت کے ساتھ خداوند ذوالجلال کے احکام

کو بھالائیں اور کوئی قوت و طاقت ان کو ان کے سچے دین سے نہ ہٹا سکے اور نہ پھیر سکے اور نہ  
 کوئی طاقت قانونِ خداوندی کے اجراء و تنفیذ میں مزاحم ہو سکے۔ اسیے موقع پر عقل اور فراست  
 تدبیر اور سیاست کا یہی مقتضی ہے کہ خطرہ کو پیش آنے سے پہلے ختم کر دیا جائے، اس انتظار میں رہنا  
 کہ جب خطرہ سر پہ آجائے گا اس وقت مدافعت کریں گے یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت اور سفاہت ہے  
 جس طرح شیر اور چیتے کو حملہ کرنے سے پہلے ہی نقل کر دینا اور کاٹنے سے پہلے ہی سانپ اور بچھو کا  
 سر کپ کر دینا ظلم نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کا تدبیر اور انجام بخیر ہے، اسی طرح کفر اور شرک کا سر اٹھانے سے  
 پہلے ہی سر کپ کر دینا اعلیٰ درجہ کا تدبیر ہے۔ چور اور قزاق یا درندے اگر کسی جنگل اور بیابان میں جمع  
 ہوں تو عقل اور دانائی کا مقتضی یہ ہے کہ قبل اس کے وہ شہر کا رخ کریں ان کو آبادی کا رخ  
 کرنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے ورنہ دوسروں کے قتل میں اندام ہی عقل اور دانائی ہے اور قَاتِلُوا  
 الْمَشْرِکِیْن حِیْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ اور اَیْمَنُكُمْ تَقْتُلُوا اَوْ اَخِذُوا قَاتِلُوا الْفَیْلًا  
 میں اسی قسم کے کافر مراد ہیں۔ ورنہ دوسروں کے قتل میں دناغ کا تصور کرنا اور یہ سوچنا کہ جب یہ درندے  
 مل کر ہم پر حملہ آور ہوں گے اس وقت ہم ان کی مدافعت کریں گے، اس قسم کا تصور اہل عقل کے  
 نزدیک کھل ہوئی حماقت اور نادانی ہے حتیٰ جل شانہ کے اس ارشاد سر بارشاد و قَاتِلُواهُمْ  
 حَتّٰی لَا تَمْلُکُوْنَ فِتْنَةً وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ میں اس قسم کا جہاد مراد ہے، یعنی  
 اے مسلمانو تم کافروں سے یہاں تک جہاد و قتال کرو کہ کفر کا فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کے دین کو  
 پورا غلبہ حاصل ہو جائے، اس آیت میں فتنہ سے کفر کی قوت اور شوکت کا فتنہ مراد ہے اور وَّ یَکُوْنَ  
 الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ سے دین کا پورا اور غلبہ مراد ہے جیسا کہ دوسری آیت میں ہے لَیْظْہَرَنَّ اَنَّ  
 الدِّیْنَ کُلُّہٗ لِمِیْنِ دِیْنِکُمْ اَوْ لِمِیْنِ دِیْنِکُمْ اَوْ لِمِیْنِ دِیْنِکُمْ اَوْ لِمِیْنِ دِیْنِکُمْ اَوْ لِمِیْنِ دِیْنِکُمْ  
 ہونے کا احتمال باقی نہ رہے اور دین اسلام کو کفر کے فتنہ اور خطرے سے بالکلیہ اطمینان حاصل ہو جائے۔  
 اب رہا یہ امر کہ دین اسلام کو کفر کے فتنہ سے کس طرح اطمینان حاصل ہو سکتا ہے، سو اس  
 اطمینان کی تین صورتیں ہیں ایک صورت تو اطمینان کی یہ ہے کہ کفار، مسلمانوں کے سامنے ہتھیار

گال دیں اور مسلمانوں کی رعایا بن کر اور جزیہ دے کر اسلامی حکومت کے زیر سایہ رہنا منظور کریں یا بجائے جزیہ کے مسلمانوں کے رقیق یعنی غلام بن کر رہیں۔

دوسری صورت اہلینان کی یہ ہے کہ کافر مسلمانوں سے پُرمان معاہدہ کریں تیسری صورت استیمان کی ہے یعنی کافر مسلمانوں سے امن اور پناہ طلب کر کے ان کی پناہ میں آجائے۔ ان صورتوں میں ایسے کافروں سے جہاد و قتال کا حکم اٹھ جاتا ہے تیسریت اسلامیہ میں جہاد کا حکم کفارِ محاربین کے ساتھ مخصوص ہے، کافرِ ذمی اور ستامن کے احکام دوسرے ہیں۔

جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہوں وہ انہوں نے احکام اسلام عدالتی اور شہری احکام میں مسلمانوں کے برابر ہیں، ان کی جان و مال اور آمد کی حفاظت مسلمانوں اور اسلامی حکومت پر فرض ہے بشرطیکہ غذا کی اور خفیہ سازشیں نہ کریں اور دشمن اور غیر دشمن، مجارب اور غیر مجارب کے احکام میں فرق تمام عقلاء کے نزدیک مسلم ہے۔

**جہاد کی مثال ۱۔** جہاد کی مثال اس طرح سمجھ کر جب کسی کے ہاتھ میں پھنسی یا پھوڑا نکل آئے تو پہلا درجہ مریم کا ہے کہ اس کے لگانے سے فاسد مادہ نکل جائے یا تحلیل ہو جائے دوسرے درجہ نشتر کا ہے کہ شگاف دے دیا جائے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ ڈاکٹر اس عضو کو کاٹ تاکہ دوسرے اعضا صحیح اس سے متاثر نہ ہوں۔

ایسی صورت میں اگر ڈاکٹر کسی کا ہاتھ یا پیر کو کاٹ دے تو سب اس کے ممنون و مشکور ہوتے ہیں اور اگر انقدر نفیس کا ہدیہ اور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور مدتِ العمر اس کی مدح میں رطب اللسان رہتے ہیں کہ اس نے اس عضو کو کاٹ کر باقی اعضا کو رگنے اور سڑنے سے بچا لیا اور کوئی شخص ڈاکٹر کے اس فعل کو وحشیانہ اور ظالمانہ فعل نہیں کہتا اسی طرح اہلِ بددعائی (انبیاء و رسل) اڈا لاکھ کے ذہن (پھوڑے) پر وعظ و نصیحت کا ہر دم رکھتے ہیں اور اگر اس سے فائدہ نہ ہو اور عضو کے صحیح ہونے کی امید منقطع ہو گئی اس کے برعکس یہ خطرہ ہو جائے کہ یہ مرض متعدی ہو کر دوسرے اعضا یعنی اہل ایمان کو بھی خراب کر دے گا تو پھر اس عضو کو کاٹ

ڈالتے ہیں تاکہ ہائی اعضاء اُس کے ضرر سے محفوظ ہو جائیں اور یہ غیث مادہ آگے نہ بڑھنے پائے۔  
**دوسری مثال :-** چوروں اور رہنروں کی سرکوبی حکومت کے لوازم اور فرائض میں سے ہے اگر نہ کی جائے تو نظام حکومت درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح جولوگ دولتِ ایمان کے رہن ہوں اور یہ چاہتے ہوں کہ ہم سے ایمان اور حق کی دولت لوٹ کر لے جائیں اور اس امر کے خواہشمند ہوں کہ معاذ اللہ۔ اہل حق کو بھی اپنے جیسا رہن اور قزاق یعنی کافر بنالیں اور خداوندِ فدا الجلال کے وفاداروں کی فہرست سے اپنا نام کٹا کر باغیوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو ایسے لوگوں سے بھی جہاد و قتال کرنا میں حکمت اور عین مصلحت ہوگا بلکہ فرائض اور حاجب ہوگا اور شریعت کے لوازم اور فرائض میں سے ہوگا کہ ان قزاقوں کا قلع تھ کرے۔

**جہاد کی غرض و غایت :-** جہاد کے حکم سے خداوندِ قدوس کا یہ ارادہ نہیں یکلخت کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ اللہ کا دین دنیا میں حاکم بن کر رہے اور مسلمان عزت کے ساتھ زندگی بسر کریں اور امن و عافیت کے ساتھ خدا کی عبادت اور اطاعت کر سکیں کافروں سے کوئی خطرہ نہ رہے کہ اُن کے دین میں غلط انداز ہو سکیں۔ اسلام اپنے دشمنوں کے نفس و جود کا دشمن نہیں بلکہ ان کی ایسی شوکت و حشمت کا دشمن ہے کہ جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرہ کا باعث ہو۔

دنیا کی مہذب اور متمدن قومیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان و مال عزت اور آبرو کی حفاظت کے لئے جنگ کرنا انسان کا فطری حق ہے اور ایک شریفانہ اور بہادریانہ خیال ہے لیکن نہ معلوم مسلمانوں کے لئے اس حق کے تسلیم کرنے میں کرنے میں کیوں بخل کیا جاتا ہے۔ دنیا کی ہر مہذب اور متمدن سیاسی پارٹی ہر جائز اور ناجائز جھوٹ اور سچ مکر اور فریب جس طرح بھی ممکن ہو اپنے تفوق اور اقتدار کی طلب کا رہے اور اپنے مخالفین کو زیر کرنے میں جو حربہ بھی استعمال کیا جائے اس کا نام سیاست اور تدبیر رکھتی ہے لیکن اگر حق اور حقانیت، جائز طریق اور غایت عدل اور نہایت انصاف کے ساتھ باطل پر اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے۔



تو خود غرضوں کی پارٹیاں اس کا نام تعصب اور مذہبی جنون رکھتی ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ جس دینِ حق میں اپنے دشمنوں پر جھوٹ بولنا اور ان پر تہمت لگانا اور ان پر ظلم و ستم کرنا حرام ہے اور دنیا کے جان و مال اور عزت اور آبرو کی حفاظت اس کا اولین فریضہ اور مقصد ہے اس کے تفوق اور برتری اور اُس کے حاکنہ اقتدار پر ان خود غرض پارٹیوں اور سیاسی جوروں اور قزاقوں کا کیا منہ ہے کہ اس دینِ برحق کی عادلانہ جدوجہد میں کچھ لب کشائی کر سکیں۔

جہادِ اسلامی کا مقصد یہ ہے کہ حق اور حقیقی عدل و انصاف دنیا کا حاکم بن کر رہے اور خود غرض افراد یا پارٹیوں دنیا کے امن کو خراب نہ کر سکیں۔

جس جنگ کا مقصد یہ ہے کہ عدل و انصاف اور امانت و صداقت کی حفاظت ہو جائے اور رشوت خواری اور چمچداری اور بدکاری اور بدنام کاری اور بد اخلاقی اور بے حیائی اور تمام برائیوں اور خود غرضیوں کا قلع قمع ہو جائے اسی جنگ بربریت نہیں بلکہ اعلیٰ ترین عبادت ہے اور خلقِ خدا پر انتہائی شفقت و رحمت ہے۔

اور قرآن کریم میں جو جزیہ کا حکم مذکور ہے اس سے مقصد یہی ہے کہ کفر اور باطل کا زور ٹوٹ جائے اور حق اور عدل کے برتری اور حکمرانی کے سامنے باطل اپنی گردن جھکا دے آیت جزیہ میں حَتَّىٰ يَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ صغار سے ایسی ہی ذلت اور کمتری مراد ہے اسی جزیہ دینے والوں کو اصطلاح شریعت میں ذمی اور معاہدہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔

## اسلام اور تجربہ

جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان جانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے اور دنیا کی کوئی قوم اور عالم کا کوئی مذہب بدون حکومت کے اپنی حفاظت

نہیں کر سکتا مخالفین اسلام، آسمان اور زمین کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور زبان اور قلم سے ٹیٹھڑا پٹیتے رہتے ہیں کہ اسلام بنور شمشیر پھیلا۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں مسلمان و شخص کھلاتا ہے کہ جو برضا و رغبت حقانیت اسلام کا زبان سے اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے اور جو شخص کسی طبع اور لالچ یا کسی خوف اور ہراس سے اسلام کا محض زبان سے اقرار کرے اور دل سے اس کی تصدیق اور اعتقاد نہ رکھے تو وہ شخص شریعت اسلامیہ میں مسلمان نہیں بلکہ منافق کہلاتے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد جانم اور یقین تام رجحان اسلام کا جزو لا ینفک بلکہ اسکی معین حقیقت ہے کسی جبر و اکراہ سے حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ کسی ترغیب و ترہیب سے، اور نہ کسی تحریص و تحذیر سے۔ زبان اگرچہ جبر و اکراہ سے کسی شئی کا اقرار کرے مگر قلب جب ہی تصدیق کر سکتا ہے کہ جب اس کو براہین اور دلائل سے اس کا حق ہونا منکشف ہو جائے عالم کی تمام قوتیں بھی اگر یہ چاہیں کہ جبر و اکراہ سے کسی کے قلب کو مطمئن کر دیں تو ناممکن لادریحال ہے، تیغ و تبر اور خنجر سے کوئی عقیدہ قلب میں نہیں اتر سکتا۔ اور غالباً اس واضح حقیقت کا کوئی معمولی سے معمولی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا لہذا یہ کہنا کہ اسلام بنور شمشیر پھیلا ہے بالکل غلط ہے۔

(۶)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضو اعنہ کا کفار مکہ سے ہاتھ سے مسلسل تیرہ سال تک طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کرنا، ماں باپ خویش و اقارب سب کو اسلام کی خاطر چھوڑ بیٹھنا اس امر کی واضح اور روشن دلیل ہے کہ انھوں نے اسلام کو بہ بنوار رضاء و رغبت قبول کیا تھا اور اسلام کی حلاوت و شیرینی ان کے دلوں میں ایسی اتر چکی تھی کہ جس نے دنیا کے تلخ سے تلخ مصائب کو شیریں اور لذیذ بنا دیا تھا اور نالذیذ بنایا کہ جان و مال سب ہی اس پر قربان کر ڈالا۔ مخالفین اور معترضین و راہبلائیوں تو سہی کہ جو شی بھر و اکراہ اور گردن پر تھوار رکھ کر منوائی جاتی ہے کیا اس کی یہی شان ہوتی ہے۔

(۷)۔ نیز شریعت اسلامیہ کا مقصد یہ ہے کہ لوگ برضا و رغبت اُس کے احکام کی تصدیق کریں تاکہ ثواب اور نجات آخر دی اس پر مرتب ہو سکے بندہ ایمان اختیار کیا مکتف

ہے، اللہ اس کے رسول کے نزدیک وہی ایمان اور اسلام معتبر ہے کہ جدول سے ہر بجاری اور اضطراری ایمان کا اعتبار نہیں اسی وجہ سے ارشاد ہے

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَنَّ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَنِيْعًا ۖ أَفَأَنْتَ تَكْذِبُ النَّاسَ حَتَّى يَسْكُنُوا مَوَاطِنَهُمْ ۚ  
اگر خدا چاہتا تو تمام روئے زمین مالے ایمان لے آتے۔ کیا آپ لوگوں پر مبرس کر سکتے ہیں کہ وہ سب مومن ہو جائیں۔

فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِرْ سَوْمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ ۚ  
جو چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے وہ کفر کرے جی واضح ہے جبر کی ضرورت نہیں

(۴)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس وقت تنہا تھے کوئی حکومت اور سلطنت آپ کے پاس نہ تھی، نہ ہاتھ میں کوئی تلوار تھی جس سے نہ ایمان لانے والوں کو ڈرتے ہوں غیروں کا زکریا ذکر کنبہ اور خاندان جو انسان کا حامی اور مددگار ہوتا ہے وہی آپ کا جانی دشمن اور خون کا پیاسا ہو گیا تھا ظلم و ستم کی کوئی نوع اور کوئی قسم ایسی باقی نہ چھوڑی کہ جس کا آپ پر اور آپ کے اصحاب پر تجربہ نہ کر لیا ہو۔ اگر وہی ربانی آپ کی قتل اور ذلاسانہ کرتی تو پھر ان مصائب و لواشب کا تحمل تقریباً ناممکن تھا۔ ایسی حالت میں کیسے جبر اور اکراہ ممکن ہے۔

(۵)۔ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں تیرہ سال آپ کا قیام رہا۔ اسی زمانے میں اور اسی حالت میں صدیق باقی اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، ابوذر غفاری شروع ہی زمانے میں سلمان ہوئے اور جب واپس ہوئے تو ان کی دعوت سے نصف قبیلہ غفار مسلمان ہو گیا۔ ہجرت سے قبل تراشہ سر مرد اور اٹھٹھ عمرتوں نے، کہ جو مشرک باسلام ہو چکے تھے، کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہنشاہی شاہ حبشہ جعفر طہید کی تقریریں کو مشرک باسلام ہوا۔ ہجرت سے قبل مدینہ کے شتر آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ کے دست مبارک پر بیعت

کی مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا بعد ازاں باقی ماندہ انصار بھی مشرف باسلام ہو گئے۔

یہ سب قبائل جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہوئے اور ابو بکر صدیقؓ اور فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیع جنہوں نے چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا یہ بیادارانِ اسلام بھی آیت جہاد و قتال کے نازل ہونے سے پہلے ہی اسلام کے حلقہ بگوش بن چکے تھے۔

(۶)۔ خیران اور شام کے نصاریٰ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ بطور وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اسلام قبول کریں۔ ہر طرف سے وفد کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلام قبول کرتے۔ جبر تو درگنا آپؐ نے تو ان کے بلانے کے لئے کوئی قاصد نہیں بھیجا تھا۔ جیسا کہ آئندہ چل کر وفد کا بیان پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

(۷)۔ مسئلہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بھی میسرہ موجود تھا پس اگر اسلام کی ترقی اور اشاعت کا سبب صرف جہاد ہے تو دوسرے جن میں یہ موجود تھا وہ کیوں اس سرعت کے ساتھ شائع نہ ہوئے۔ خصوصاً جبکہ تاریخ میں بکثرت ایسی نظیریں موجود ہیں کہ بروقت قدرتِ سلاطین و یہود و نصاریٰ کے اپنے اپنے مخالفین کا قتل عام کرایا ہے۔

(۸)۔ سلاطین اسلام اگر لوگوں کی جبراً مسلمان بناتے یا اُس قسم کی تدبیریں کرتے جو عیسائیت کے لئے کی گئیں اور کی جا رہی ہیں تو کم از کم اسلامی قلم نویس کو کسی غیر مذہب کا وجود باقی نہ رہتا۔ اس لئے کہ اگر حق و صداقت کے ساتھ مادی امانت و مساعدت بھی شامل ہو جائے تو پھر حق کے تہول کرنے میں کیا مائل ہے جبکہ طبع اور لاپرواہی سے تخلیث کا گوگھ و حندا اور ایک ذاتِ انسانی میں باوجود ہزار اہتمام کے بغیریت اور الوہیت کا اجتماع اور خیر اور محبہ خدا اور مادہ اور رُوح کو خدا تعالیٰ کی طرح قدیم اصالتی الہی اور سرمدی منوایا جاسکتا ہے تو خداوندِ اکمل کی توحید

خاص اور یکتائی اور اس کی بے چونی اور چگونگی اور شانِ عظیمی و تقدیری اور کبھی دلیبیری کو قطع و لاپچ سے منوانا کیا مشکل ہے مگر اسلام کا خدا داد حسن و جمال اس سے منفرد اور مستغنی ہے کہ درہم و دینار کی چمک کو ذریعہ اشاعت بنائے اور شیطانِ کائنات کے ذریعے سے اپنے تیر چلائے جو لوگ اس راہ سے کسی مذہب کو اختیار کرتے ہیں وہ خدا کے بندے نہیں بلکہ وہ درہم اور دینار کے بندے ہیں، نعوذ باللہ من ذلک۔

(۱۹)۔ نیز اسلام کے قوانین خود اس کے شاہد ہیں کہ اسلام بزرگ شمشیر نہیں بھیلایا اس لئے کہ اسلام میں اشاعت اسلام کا قانون یہ ہے کہ جب کسی قوم پر حملہ کرو تو اذل ان پر اسلام پیش کرو کہ ایمان لے آؤ پس اگر وہ ایمان لے آئیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں سب برابر ہو اور اگر اسلام نہ لائیں اور اپنے مذہب پر قائم بنا چاہیں تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ تم اسلامی حکومت کی اشاعت کا عہد کرو اور جزیرہ دنیا قبول کرو اور حکومت میں کوئی بدامنی نہ بھیلاد تو ہم تمہاری جان اور آبرو کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، تمہاری جان اور مال اور آبرو کی حفاظت مسلمانوں کی جان و مال اور آبرو کی طرح ہوگی اس شرط کے ساتھ تم اسلامی حکومت میں عیسائی اور یہودی اور مجوسی بن کر رہ سکتے ہو حکومت اسلامیہ مذہب میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی اور مزید برآں تمہارے لئے یہ آزادی ہوگی کہ اسلام اپنے خاص حکام تم پر جاری نہ کرے گا، مثلاً شراب پینا اسلام میں منع ہے اور تمہارے مذہب میں جائز ہے اس لئے اسلام تم کو شراب پینے اور اس کی خرید و فروخت سے تم کو منع نہ کرے گا نکاح کے لئے اسلام میں جو خاص شرائط ہیں اسلام تم کو ان کے کرنے پر مجبور نہ کرے گا تم کو اپنے سدا ج کے مطابق نکاح کرنے کی اجازت ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

اور اگر جزیرہ دنیا بھی منظور نہ کریں تو پھر شمشیر کا حکم ہے معلوم ہو گا کہ شمشیر کا حکم مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ آخری درجہ میں ان کی کمرشئی کے جواب میں ہے، پس اگر اسلام تمہارے سے بھیتا تو

۱۰۔ شیطان کا مقولہ ہے کہ عورت میری قدیم ترس یعنی پرانی کمان ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو تیر چلا ہوں وہ خطائیں جاتا۔ ناہم ذلک واستقم۔

سب سے پہلے تو اراکِ کلمہ ہوتا تیسرے درجہ میں نہ ہوتا۔

(۱۰)۔ اگر اسلام جبر و اکراہ سے پھیلتا تو جبر و اکراہ سے اسلام لانے والے اسلام پر عاشق اور فریفتہ نہ ہوتے اس لئے کہ جبر و اکراہ کا اثر ظاہر و باطن پر ہوتا ہے قلب پر نہیں ہوتا پس جو لوگ جبراً مسلمان بنائے گئے ان کی حالت یہ ہوتی کہ ظاہر میں زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھتے اور دل میں اس سے متنفر اور مبغض رہتے حالانکہ یہ لوگ دل و جان سے ظاہر و باطن جلالت اور خلوت میں اسلام پر فریفتہ اور شیدائے اور بہ نسبت مسجد کے گھر میں زیادہ عبادت کرتے تھے اور اسلام پر اپنی جان اور مال دینے کو سعادت سمجھتے تھے علاوہ ازیں شریعت اسلامیہ کا مسئلہ ہے کہ جو شخص محض زبان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھ لے اس کا قتل جائز نہیں پس جس مذہب نے دشمن کے ہاتھ میں یہ سپردے رکھی ہو کہ ایک مرتبہ زبان سے کلمہ پڑھ لینے پر فوراً چھوڑ دے گا تو کیا وہ مذہب جبر و اکراہ سے پھیل سکتا ہے جبر کہ اس میں گنجائش ہی نہیں۔ ہر کار فرما تقیہ کر کے کلمہ پڑھ کر قتل سے بچ سکتا ہے اور پھر قدرت اور موقع پانے پر اپنے سابق مذہب کی طرف عود کر سکتا ہے آخر اس کی کیا جھک جو لوگوں نے بقول معتزلیں جبر و اکراہ سے اسلام کو قبول کیا تھا وہ ساری عمر کیوں اس جبر کے پابند رہے موقع پا کر اپنے سابق مذہب کی طرف کیوں نہ لوٹ گئے۔ فَبَلَّغْ عَنِّي مَا كَانَتْ

## اسلام اور مسئلہ غلامی

حق جل شانہ نے جبر عزت اور کرامت انسان کو دی وہ کسی مخلوق کو نہیں دی۔ اپنی خاص صفات کمایہ۔ علم و قدرت مع و بصیرت حکم و ادا و کا منظر اور تعقل گاہ بنایا اپنی خلافت سے سر فراز فرمایا مسجود ملا کہ بنایا تمام مخلوق پر اس کو نصیحت دی تھی کہ اطیس یعنی یہ بول اٹھا هَذَا الَّذِي كَرَّمْتُ عَلَىَّ۔ تمام کائنات کو اس کے لئے پیدا کیا اور اس کو اپنی عبادت اور عبودیت کے لئے بنایا اس کو وہ حریت اور آزادی عطا فرمائی کہ تمام دوسرے زمین اس کی ملک اور تصرف میں دی، کہا قَالَ لَمَّا خَلَقْتُكُمْ مَخْلُوقِي الْاَرْضِ جَمِيعًا لَكِنِ جَبَرْتُ عَلَيْكُمْ

خالق اور پروردگار کے واجب الاطاعت ہونے ہی سے انکار کر دیا اور خداوند ذوالجلال سے بغاوت (کفر) کی ٹھکان ل اور انبیاء و مرسلین سے مقابلہ اور مقابلہ کے لئے میدان میں نکل آیا تو ساری کرامتیں اور عظیم حق خاک میں مل گئیں اور وہ حریت اور آزادی جو اس کو عطا کی گئی تھی وہ یکجہت سلب کر لی گئی اور حق جل و علانے اس باغی اور سرکش انسان کو اپنے اُن عباد صالحین کا رجھوں نے اس کا بول بالا کرنے کے لئے ہان بازی اور سرفروشی کی) عبادِ مملوک بنادیا اور ان کو یہ اجازت دی کہ بہائم اور اموالِ مملوک کی طرح جس طرح چاہیں اس کی خرید و فروخت کر دو تم کو اس کی بیع و شراء بہہ اور رہن کا کئی اختیار ہے اور یہ تمہاری بغیہ اجازت کے کوئی تصرف نہیں کر سکتا جرم کی سزا اس کی نوعیت کے لحاظ سے ہوتی ہے جس درجہ کا جرم ہو گا اسی درجہ کی سزا ہوگی۔ چوری اور زنا کے مجرم چند روز سزا پانے کے بعد رہا کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ یہ جرم رعیت کے مقابلہ میں ہے لیکن بغاوت کا جرم معاف نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ حکومت کے مقابلہ میں ہے اور حکومت سے انحراف اور سربازی ہے اس وجہ سے ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ  
تحقیق اللہ تعالیٰ اس جرم کو معاف نہیں کریں گے کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور شرک سے کم درجہ کے جو گناہ ہیں وہ جس کو چاہیں گے معاف کر دیں گے۔

کیونکہ کافر و منکر اصولی طور پر خدا تعالیٰ کو واجب الاطاعت اور اس کے بھیجے ہوئے قانون کو واجب العمل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے کو خداوند ذوالجلال کی مرضی کا پابند خیال کرتا ہے اس لئے یہ شخص خدا کا باغی ہے اگرچہ فطری یا عقلی یا اخلاقی طور پر اس سے ایسے ہی اعمال صادر ہوتے ہوں کہ جو شریعت کے مطابق ہوں کیونکہ یہ اطاعت اور متابعت نہیں بلکہ محض صورتہ قرآن و سنت اور موافقت ہے اصول طور پر تو مخالفت اور باغی ہی ہے اور ظاہر ہے کہ اصولی مخالفت اور کل نافرمانی اور اعتقادی انحراف

کے بہتے بہتے جزئی اور ظاہری مراقبت کیا معتبر ہو سکتی ہے اس لئے بغیر ایمان اور تسلیم کے مغفرت نامکن ہے اور تمام اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ بغیر ایمان کے بیچ میں بخلاف مومن نامتن کے کہ اس کی مخالفت جزئی ہے وہ اصولی طور پر خدا اور اس کے رسول کو واجب الاطاعت سمجھتا ہے جب کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو بارگاہِ ولایت میں رجوع ہو کر بعدِ عجز و نیاں اور ہزارِ بجزائے و ندامت عفوِ تقصیر کی درخواست کرتا ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ ۚ  
وَلَوْ أَنَّمَجِبَكُمْهُ أُولَٰئِكَ يَذَّعُنْ  
إِلَى النَّارِ ط

اور ایک غلامِ مسلمان۔ آزاد کا فرسے کہیں بہتر ہے  
اگرچہ وہ تم کو پسند آئے کیونکہ یہ لوگ جہنم کی طرف  
بلاتے ہیں۔

جانِ شہداء اور نادار کو باغی اور فساد کے برابر کر دینا عقل اور فطرت اور توازنِ سلطنت میں صریح ظلم ہے وہ کوئی تمدنِ حکومت ہے کہ جس کے قانون میں۔ فرمانبردار اور مجرم تمام احکام میں مساوی ہوں خداوندِ عالم کا ارشاد ہے۔

أَفَتَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ  
كَالْمُجْرِمِينَ۔ ط

کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں  
کہ دونوں کے احکام میں کوئی فرق نہ رہے۔

تمام تمدنِ حکومتوں میں باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کی منسل جوڑوں اور بد معاشوں اور دھوکہ بازوں اور جعل سازوں سے کہیں زیادہ ہے جس پر بغاوت اور سازش کا جرم ہم اس کی منزا بجز منزائے موت یا عمر بھر کی جلاستے وطنی اور کچھ نہیں ہوتی اگرچہ مادہ تمرد و عصیان اور سرکشی کا دونوں مجرموں میں ہے مگر جوڑوں اور بد معاشوں کا تمرد و عصیت کے کسی ایک یا چند افراد کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور باغیوں اور پولیٹیکل مجرموں کا تمرد اور عصیان سلطانِ وقت اور حکومت اور قانونِ حکومت کے مقابلہ میں ہوتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ یہ حکومت ہی مٹ جائے۔ اور تمام تمدنِ حکومتوں کی نظر میں بغاوت سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں۔ چوری اور بددی کا جرم بغاوت



کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا حکومتوں کا مسئلہ قانون ہے کہ جو شخص بغاوت کرے تو اس کی تمام نظری آزادی یکھنت سلب ہو جاتی ہے اور مال و جان و اسب ضبط ہو جاتی ہے اور حق و ذیل چوپایہ کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگرچہ یہ پولیٹیکل مجرم کتنا ہی لائق اور عاقل اور فاضل کیوں نہ ہو اور عجب نہیں کہ یہ مجرم عقل اور فہم اور تعلیم میں صدر جمہوریہ سے بھی بڑھ کر ہو پس جبکہ خالی اور مجازی حکومتوں کو اپنے باغیوں کی آزادی سلب کرنے کا اختیار ہے تو اس خداوند و الجلال کو جس نے ان باغیوں کو وجود اور حیات اور عقل اور فہم کی دولت عطا کی ہے یہ اختیار نہیں کہ وہ اپنے باغیوں کو کافروں سے اپنی دی ہوئی آزادی سلب کر سکے۔

الحاصل :- چونکہ علامی خداوند و الجلال سے بغاوت یعنی کفر کی سزا ہے اس لئے اس مسئلہ کا ذکر نوریت اور انجیل میں بھی پایا جاتا ہے بلکہ کوئی ملت اور مذہب ایسا نہیں کہ جس میں علامی کا مسئلہ نہ ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استرقاق اور علامی کا مسئلہ تمام ادیان اور ملل کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے۔

استرقاق اگر قبیح لذتہ ہوتا تو کسی شریعت میں ہمارے نہ ہوتا تو ریت و انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و مرسلین اس کے جائز رکھتے آئے۔ معاذ اللہ اگر استرقاق قبیح لذتہ تھا یا کوئی وحیانہ رسم تھی یا کوئی شرمناک فعل تھا تو حضرات انبیاء نے اس کو کیسے جائز رکھا کیا حضرات انبیاء کرام کو اس کا علم نہ تھا کہ استرقاق قبیح لذتہ ہے اور قانونِ فطرت کے خلاف ہے۔ ماریہ قبطیہ بطور کنیز آپ کے فرش میں تھیں جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدۃ العمر اس قبیح ذاتی کے مرتکب رہے اور معاذ اللہ قانونِ فطرت کے خلاف کرتے رہے اور اگر بغیر ضحال حضرات انبیاء سے اس بارے میں کوئی اجتہادی غلطی ہو گئی تھی تو پھر سوال یہ ہے کہ اس عظیم و قدیر نے بذریعہ وحی کے اس غلطی پر کیوں نہ متنبہ کیا۔

اسلام سے پیشتر کوئی قوم ایسی نہ تھی کہ جس میں علامی کا رواج نہ ہو اسلام آیا اس نے فقط



قرآن کریم میں مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کا لفظ پندرہ جگہ آیا ہے اور گناہوں کے کفارہ میں غلام کے آزاد کرنے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اور اسی طرح غلاموں کو مکاتب بنانے کا حکم بھی قرآن کریم میں صراحتہً مذکور ہے اس قسم کی تمام آیات سے غلامی کا ثبوت اس درجہ واضح ہے کہ کسی بنیاد پر مشنوار کے سنے تو مجال انکار نہیں اور حدیث میں ہے المکاتب عبدان علیہ درجہ مکاتب غلام ہے جب تک کہ اس پر ایک درہم بھی باقی ہے، سعد بن معاذؓ نے جب بنی قریظہ کے بارے میں یہ حکم دیا کہ تقتل مقاتلتہم وتبس ذریتہم ان کے لڑنے والے جہان تو قتل کئے جائیں اور ان کی ذریت غلام بنالی جائے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ قُضِيَتْ بِحُكْمِ اللَّهِ، اے سعد تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا اور غزوہ اوطاس کے استترفاق بلے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَمْ تُحْصَنْتْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ قرآن وحدیث سے غلامی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے۔

عارف رومی قدس اللہ سرہ السامی ثنوی رحمۃ اللہ دفتر جہان میں فرماتے ہیں :

در تفسیر این حدیث نبوی کہ اس حدیث نبوی کی تفسیر میں

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَلَائِكَةَ  
وَرَكِبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ خَلَقَ الْبَهَائِمَ  
وَرَكِبَ فِيهَا الشَّهْوَةَ وَخَلَقَ نَبِيَّ  
آدَمَ وَرَكِبَ فِيهِمُ الْعَقْلَ الشَّهْوَةَ  
فَمَنْ غَلَبَ عَقْلَهُ عَلَى شَهْوَتِهِ  
فَهُوَ أَعْلَى مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمَنْ  
غَلَبَتْ شَهْوَتُهُ عَلَى عَقْلِهِ فَهُوَ  
أَدْنَى مِنَ الْبَهَائِمِ مُصَدِّقُ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں  
خالص عقل رکھی اور بہائم کو پیدا کیا اور ان میں  
شہوت رکھی اور نبی آدم کو پیدا کیا اور ان میں  
عقل اور شہوت دونوں رکھی پس جس کی عقل  
شہوت پر غالب آگئی وہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ  
اور ان سے اور جس کی شہوت عقل پر غالب  
آگئی وہ بہائم سے بھی بدتر ہے شک ایسا  
بھی ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ  
فرمایا۔

در حدیث آمد کہ یزدان مجید خلق عالم را سه گونہ آفرید  
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسم پر پیدا فرمایا ہے۔

یک گروہ را محمد علم و عقل و جود آں فرشتہ است و نماند جز جود  
ایک گروہ کو سرا یا علم و دانش اور محکم جود و کرم بنایا یہ فرشتوں کا گروہ ہے جو سوائے  
سجود یعنی اطاعت خداوندی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

نیست اندر عنقرضش حرص و ہوا نور مطلق زندہ از عشق خدا  
اس کی ماہیت میں حرص اور ہوائے فضالی کا کہیں نام و نشان نہیں نور سے پیدا ہوئے  
ہیں خدا کے عشق اور محبت سے ان کی زندگی ہے۔

یک گروہ ہے دیگر از دانش تہی ۱ بہو حیواں از علف و زہی  
دوسرا گروہ وہ ہے کہ جو عقل و دانش سے بالکل خالی ہے جیسے حیوان جس کا کام سوائے  
چرنے اور موٹے ہونے کے کچھ نہیں۔

او نہ بیند جز کہ اسطبل علف از شقاوت غافل ست در شرف  
وہ سوائے اسطبل اور چارہ کے کچھ نہیں جانتا شقاوت اور سعادت سے بالکل بیخبر ہے۔  
آن سوم بہت آدمی زادہ بشر از فرشتہ نمی دشمن زخہ  
تیسرا گروہ یہ انسان ہے جس کا نصف حصہ ملکی ہے اور نصف ہماری یعنی حیوانی ہے  
ملکیت اور حیوانیت سے مل کر کٹنا ہے۔

نیسم خرد و مائل سفلی بود نیسم دیگر مائل علوی بود  
اس بشر کا نصف ہماری حیوانات کی طرح سفلیات کی طرف مائل ہے اور دوسرا نصف  
ملکی ملائکہ کی طرح مائل بہ علویات ہے۔

تا کہ امین غائب آید در نبرد زمین دو گانہ تا کہ امین بر نہی  
اور ان دو حصوں میں باہمی جنگ ہے دیکھئے کہ اب اس جنگ میں کون غالب آئے اور

اس امتحان میں کون بازی سے جائے۔

عقل گر غالب شود پس شد فزون از ملائک این بشر در آدموں  
پس اگر اس امتحان میں عقل غالب آگئی اور حیوانیت مغلوب ہو گئی تو پھر یہ شخص ملائکہ اللہ سے  
بھی افضل اور بہتر ہے کہ باوجود حیوانی اور شہوانی موانع کے عقل کو ترجیح دی۔ بخلاف ملائک  
کے کہ ان کے میلان علوی میں کوئی شئی مزاحم نہیں۔

شہوت از غالب شود پس کمتر است از پیام این بشر زان کمتر است  
اگر شہوت غالب آگئی تو پھر یہ شخص پیام اور حیوانات سے بھی بدتر ہے، کما قال تاملے  
اُولَٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلَّغْهُمْ اٰفْلٰ

آں دو قوم آسودہ از جنگ حراب دی بشر با دو مخالف در عذاب  
وہ دونوں گروہ یعنی فرشتے اور پیام۔ نفس اور شیطان کے مجاہدہ اور مقابلہ سے فارغ  
ہیں۔ مگر یہ تیسری نوع یعنی انسان عقل اور شہوت کی مخالفت اور منازعت سے ایک عذاب  
اور کشمکش میں ہے۔

دی بشر ہم ز امتحان قسمت شدند آدمی فعل اند و سداست شدند  
پھر یہ بشر باعتبار امتحان اور ابتلاء کے تین قسموں پر منقسم ہے، کما قال تاملے فَاَصْحَابُ  
الْاَيْمَنِۃِ مَّاۤ اَصْحَابُ الْاَيْمَنِۃِ ۚ وَاَصْحَابُ النَّشْۡمَةِ ۚ مَّاۤ اَصْحَابُ  
النَّشْۡمَةِ ۚ وَاَلْسَابِقُونَ السَّابِقُونَ ۚ اُولَٰئِكَ اَلْمُقَرَّبُونَ ؕ  
ایک گروہ مستغرق مطلق شدہ ہجو عینی بالملک ملحق شدہ  
ایک گروہ وہ ہے کہ جبرائیل جل جلالہ کی محبت اور عشق میں مستغرق اور فنا ہے اور حضرت  
عینی علیہ السلام کی طرح فرشتوں کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

رفائدہ) حضرت عینی علیہ السلام چونکہ فقرہ جبریلی سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے  
وہ صورتہ انسان اور معنی فرشتہ ہیں تفصیل کے لئے فتوحات کیمیا و خصوصاً الحکم کی مراجعت

کی جائے۔

نقش آدم ایک معنی جبریل رستہ از شتم و ہواؤ قال قیل  
یہ گردہ صورتہ بشر ہے اور معنی جبریل ہے شہوت اور غضب اور ہر قسم کی قیل و قال  
سے معرا اور متبرائیں یہ گردہ مقررین اور سابقین کا ہے۔

قسم دیگر اخسہ ان ملحق شدند خشم محض و شہوت مطلق شدند  
دوسرا گردہ وہ ہے کہ جو گدھوں اور جانوروں کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے اور سہرا  
شہوت و غضب بن گئے ہیں کما مال تعالیٰ کَانَتْهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِزٌ ۖ وَ قَالَ تَعَالٰی  
اُولٰٓئِكَ كَانُ لَّغَٰمٌ لَّكَ هُمْ اَصْلًا ۚ

وصف جبریل و رایشان بود رفت تنگ بود آسختہ و آن وصف رفت  
وصف جبریل ان سے جاتا رہا غرت کی ٹنگی سے وہ وصف ان میں باقی نہ رہا یہ دوسرا  
گردہ اصحاب الشمال کا ہے۔

ماندیک قسم دیگر اندر چہاد نیم حیوان نیسم جیسے بارشاد  
میں قسموں میں سے ایک قسم باقی رہ گئی وہ عوام مومنین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب  
الیمینہ یعنی اصحاب الیمین فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے لیکن ہنوز ان کا نفس  
مطمئنہ نہیں ہوا۔ ایمان۔ اللہ کی طرف کھینچتا ہے اور نفس۔ لہذا اند اور شہوات کی طرف لیجا ناچتا  
ہے عجب کشمکش میں ہیں کبھی نفس حیوانی غالب آتا ہے اور کبھی ایمان اور ہدایت غالب آتی ہے۔  
روز و شب در جنگ داند کشمکش کردہ چالش اور شش با آخرش  
دود و شمشیری جنگ اور کشمکش ہے عقل کا نفس کے ساتھ اور روح کا جسم کے ساتھ مقابلہ  
عارف مدعی کا یہ کلام ہم نے مختصر مع مختصر توضیح کے ذکر کر دیا ہے اب اہل مقصد کی  
طرف رجوع کرتا ہوں۔

آدم پہر مطلب : انسان کو جو صفت حریت اور وصف آزادی حاصل ہے، وہ

اس کی ذات اور مابیت کا اقتضا نہیں کہ اس وصف کا انفکاک اس سے محال ہے بلکہ صفات ملکی کے ساتھ منصف ہونے کا ثمر ہے، جب تک صفات ملکی کیساتھ متصف رہا اس وقت اس کو انادی حاصل رہی اور جب نعمات ہمیشہ کیساتھ متصف ہوا تو وہ حریت اور آزادی سب ختم ہو گئی۔  
نصوص قرآنیہ سے یہ امر صراحتہ ثابت ہے کہ انسان کفر اور شرک کرنے سے بیہوش اور حیوانات کے حکم میں ہو جاتا ہے کما قال تعلقے!

إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا۔  
نہیں ہیں یہ کافر مکمل جو پایوں کے بلکہ ان سے کہیں زیادہ گم کردہ راہ میں۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا۔  
تحقیق بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو اللہ کے منکر ہوئے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ۔  
اور کافر دنیا میں خوب عیش کرتے ہیں اور چرواہوں کی طرح اندھا دھن اور کھڑے کھڑے اور چپے چپے کھاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ ذَٰلِكَ

جیسا کہ آجکل اس حیرانی تہذیب اور یہی تمدن کا چرچا ہے حق تعالیٰ نے جو خبر دی تھی آجکل کی تمدن مجاس میں اس کی تصدیق بلکہ مشاہدہ ہو رہا ہے کیا دنیا کے عقلاء اخلاقی مجرموں کو حیوانات اور بیہوش سے بدتر نہیں سمجھتے تو پھر اگر اسلام خدا کے باغیوں کو حیوانات سے بدتر بتلاتا ہے تو کیا غلط کہتا ہے۔

پس جس طرح حیوانات پکڑنے اور شکار کرنے سے ملوک ہو جاتے ہیں اسی طرح خداوند ذوالجلال کے باغی اسیر اور گرفتار کرنے سے ملوک بن جاتے ہیں اور جس طرح حیوانات میں قید اور صید ہلک کا سبب ہے اسی طرح کفار پر غلبہ اور استیلا ان کے تملک اور استرقاق کا سبب تام ہے۔ انسان الخیر ان میں جو فرق ہے وہ محض عقل اور ادراک کی بنا پر ہے اور اسی وجہ سے تمام

عقلا کے نزدیک غیر ذوی العقول ہونے کی وجہ سے حیوانات کی بیخ و شمار فقط جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے پس انسان جب عیے عقلی پر اتر آئے اور کسی کی حق تلفی کرے تو ہر اوقات عدالت بھی اس کی بیخ و شمار کو کا عدم قرار دیتی ہے اور ہر اوقات عدالت جبراً اس کے اموال الملک فروخت کر کے لوگوں کے حق دلاتی ہے کیا یہ حریت اور آزادی کا مطلب نہیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ :- جاننا چاہیے کہ انسان کو جو فطرۃً آزاد کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حریت اور آزادی انسان کی نفس مابیت کے لوازم اور مقتضیات سے ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سان فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس لئے فطرتاً آزاد ہے اور جب اسلام زائل ہو گیا تو آزادی بھی زائل ہو گئی اور یہ غلامی اس جرم کی سزا ہے جو خلاف فطرت ہے اور اگر تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جائے کہ آزادی انسان کا فطری حق ہے تو ہمارا یہ سوال ہے کہ یہ حق کس کا دیا ہوا ہے اور کیا یہ ایسا ائیل حق ہے کہ کوئی جرم کر دے کفر کر دے شرک کر دے خداوند الجلال سے بغاوت کر دے اس کے آئارے ہوئے قانون کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کر دے اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاؤ ان کا تسخر کر دے ان کا مقابلہ کر دے اس کے پرستاروں کو ستاؤ غرض یہ کہ جبریم چاہو کہ نہ مگر تمہارا یہ حق آزادی کسی طرح زائل نہیں ہو سکتا۔

کچھ اور خوب سمجھ لو کہ تمام ادیان سماویہ اور اہل البیہ اس پر متفق ہیں کہ کفر و شرک کے بعد حیات اللہ وجود کا حق بھی باقی نہیں رہتا۔ صفت حریت اور وصف آزادی کا تو ذی کیا ہے اور ایسا آزادی تو کسی بڑی سے بڑی متمدن اور جمہوری حکومت میں بھی کہ حکومت کو کبھی نہ مانو ورنہ اللہ حکام سلطنت کو کبھی نہ مانو۔ قانون حکومت کو کبھی نہ مانو اور اس کے خلاف تقریریں کر دے اور اس کے اجراء اور تنفیذ میں مداخلت کر دے اور پھر بھی تم آزاد ہو اور نہ کوئی گرفتاری عمل میں آئے۔ اور نہ کوئی مقدمہ چلایا جائے اور نہ تمہاری زمین اور جائداد پر حکومت قبضہ کرے اور تمہاری دولت کا سرمایہ جو تنک میں جمع ہے وہ بھی ضبط نہ ہو۔ کیوں نہیں۔ جب تم حکومت سے بغاوت کر دے گے تو حکومت بھی وہ سب کچھ کرے گی جس کے تم مستحق ہو اعضا جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ میں



سے ہیں لیکن حدود و قصاص میں اعضا رجمانی کا قطع اور حیات انسانی کا انزال اور اعدام واجب ہو جاتا ہے۔ ارتکاب جرم سے فطری حقوق ختم ہو جاتے ہیں اور کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں

## سیاسی غلامی

فرنگی قومیں اسلامی غلامی کا ذکر کرتی ہیں مگر تواریت اور بائبل میں جو غلامی کا مسئلہ مذکور ہے اس کا نام نہیں لیتیں اور سیاسی غلامی کو اپنے لئے واجب اور ضروری سمجھتے ہیں موجدہ سیاست نے پوری قوم اور پورے ملک کو غلام بنانے کے طریقہ ایجاد کر دیے ہیں اس لئے انفرادی غلامی کی ضرورت نہیں رہی اور آج بھی اس دور جمہوریت اور مساوات میں سفید فام کو سیاہ فام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ امریکہ کی ولایات متحدہ میں سرخ فام باشندوں کے لئے سیاہ فام باشندوں سے الگ قانون بنا رکھا ہے۔

# سلسلہ غزوات و سرایا

## یعنی

راہِ خداوندی سے جہاد و قتال شروع فرمایا اور باغیوں کے خلاف لڑا اور خداوند کا جلال ہے سرتاج ہے اور گردن کٹنے کے لئے دالوں سے لکھے ہوئے کتبے اور گردن کٹنے کا ایک بابہ -

جہاد کا حکم نازل ہوا اور آپ نے جہاد و قتال شروع فرمایا اور اطراف و جوارب میں لشکر روانہ فرمائے جس جہاد میں آپ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی - علماء سنیہ کی اصلاح میں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں آپ شریک نہیں ہوئے اس کو سریہ اور لغت کہتے ہیں۔

**تعداد غزوات :-** موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحق، واقدی، ابن سعد، ابن جوزی، دمیاطی عراقی نے غزوات کی تعداد تائیس بتائی ہے اور سعید بن مسیب سے جوہر بن ابی جابر بن عبد اللہ سے اکیس اور زید بن ارقم سے اٹھ کی تعداد مروی ہے علامہ سیوطی فرماتے ہیں، وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ بعض علماء کے چند غزوات کو قریب قریب اور ایک سفر میں ہونے کی وجہ سے ایک غزوہ شمار کیا اس لئے ان کے نزدیک غزوات کی تعداد کم رہی اور ممکن ہے کہ بعض کو بعض غزوات کا علم نہ ہوا ہو۔

**تعداد و سرایا :-** علی بن اسیرایا کی تعداد میں بھی اختلاف ہے - ابن سعد سے چالیس اور ابن

عمرہ رواہ عبد الرزاق بسند صحیح ۱۲ - عمرہ رواہ ابو یعلیٰ باسناد صحیح - عمرہ رواہ البخاری و مسلم و الترمذی ۱۳ -

عمرہ - فتح الباری - ۱ ج ۱ ص ۲۱۸ - زہد تانی ج ۱ ص ۱۱۱ - ۲۸۸

عبدالبرہہ بن مالک اور محمد بن اسحق سے اڑھیس اور واقدی سے اڑتالیس اور ابن جوزی سے چھین کی تعداد منقول ہے تفصیل کے لئے زرقانی صفحہ ۳۶ کی مراجعت کریں ۱۲

سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ہجرت کے سات مہینے بعد رمضان المبارک ۱ھ میں یاربیع الاول ۱ھ میں علی اختلاف الاقوال تیس ہجریں کی جمعیت کو حضرت حمزہؓ کی سرکردگی میں سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا تاکہ قریش کے تین سو سواروں کا قافلہ جو ابو جہل کی سرکردگی میں شام سے مکہ واپس آ رہا ہے اس کا تعاقب کریں ہجرت کے بعد یہ پہلا سریہ تھا اس جمعیت میں ہجریں کے سوا انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ جب حضرت حمزہ سیف البحر پر پہنچے اور رفیقین کا آنا سامنا مریا اور جنگ کے لئے حصص تقسیم ہو گئے۔ تو محمد بن عمرو جینی نے درمیان میں چکر کھینچ بھاڑ کر دیا ابو جہل قافلہ لے کر مکہ چلا گیا اور حضرت حمزہ مدینہ واپس آ گئے۔ ۱۳

سریہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ :- پھر ہجرت کے آٹھ مہینہ بعد ۱۱ھ خوال ۱۲ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجریں رضی اللہ عنہم کے ساٹھ یا اسی سواروں پر عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر رابغ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں کوئی انصاری نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر قریش کے دو سو سواروں کی جمعیت سے مدعیہ طیر ہو گئی۔ مگر لڑائی کی فوج نہیں آئی۔ بہت سلاہن ابی وقاصؓ نے ایک تیر چلایا۔ یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں چلایا گیا۔ ابو سفیانؓ بن حرب یا عکرمتہ بن ابی جہل یا کبیر بن حصص علی اختلاف الاقوال اس جماعت کے انسر

۱۴۔ بعض کہتے کہ اس سریہ میں کچھ انصاری تھے ابن سعد کہتے کہ صحیح یہ ہے کہ انصاریوں سے کوئی نہ تھا۔ غزوہ بدر سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی سریے روانہ کیے ان میں کوئی انصاری نہ تھا اس لئے کہ انصاریوں میں روک رکھنا ظلم کا وعدہ کیا تھا باوجود اس کے کہ وہ نہیں کیا تھا اس لئے آپؐ غزوہ بدر میں انصاریوں کو طلب کر لیا کہ تمہاری کیا رائے ہے طبعات ابن سعد ص ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

تھے۔ مقداد بن عمرو۔ اور عقبہ بن غزوٰں جب پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے مگر قریش کے پیغمبر میں ہونے کی وجہ سے ہجرت سے مجبور تھے۔ قریش کے قافلہ کے ہولے تاکہ جب موقع پڑے تو مسلمانوں میں جا ملیں۔ چنانچہ اس موقع پر جب مسلمانوں اور قریش کا مقابلہ ہوا تو یہ دونوں حضرات کفار کے گروہ نکل کر مسلمانوں میں آئے بلکہ

حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کی روانگی چونکہ نہایت قریب قریب ہے اس لئے علماء کا اختلاف سے بعض حضرت حمزہ کی روانگی کو مقدم بتاتے ہیں اور بعض حضرت عبیدہ کی روانگی کو مقدم کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں بعثت معاً واقع ہوئے اس لئے اشتباہ ہو گیا کسی نے سر یہ، حمزہ کو مقدم بتلایا اور کسی نے سر یہ عبیدہ کو پہلے بتلایا اور ہر ایک اپنی اپنی جگہ صحیح ہے۔

سر یہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۱۔ پھر راہ ذی قعدہ ۳ھ میں بیس مہاجرین کی پاپیادہ جمعیت کو سعد بن ابی وقاص کی سرکردگی میں خثار کی طرف روانہ فرمایا۔

خثار محضہ کے قریب ایک وادی ہے۔ فدیہ غم بھی اسی کے قریب میں واقع ہے۔

یہ لوگ دن کو چھپ جاتے اور رات کو چلتے۔ خثار پہنچ کر معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ نکل چکا ہے، یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔

جاننا چاہیے کہ واقعہ اور محمد بن سعد کے نزدیک یہ تینوں سر یہ ۳ھ ایک ہجری میں روانہ کئے گئے اور محمد بن اسحق یہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں سر یہ ۳ھ دو ہجری میں بعد غزوۃ البوا کے روانہ کئے گئے۔ ۳ھ اور ابن ہشام نے بھی اپنی سیرت میں اسی کو اختیار کیا ہے کہ اول غزوۃ ودان کو ذکر کیا اور پھر سر یہ عبیدہ بن الحارث اور پھر سر یہ حمزہ کو ذکر کیا اور اس ناچیز نے حافظ ابن قیہاد علامہ قسطلانی اور علامہ زندقانی کا اتباع کیا۔

**غزوہ البوار ۱:** یہ پہلا غزوہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نفس نفیس تشریف لے گئے اور غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے۔

شروع صفر ۳۵ھ میں ساٹھ مہاجرین کو جن میں کوئی انصاری نہ تھا اپنے ہمراہ لے کر قافلہ قریش اور بنو غزوہ پر حملہ کرنے کے لئے البوار کی طرف روانہ ہوئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جاننا لین مقرر فرمایا اس غزوہ میں مجتہد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ البوار پہنچے تو قریش کا قافلہ نکل چکا تھا بنی نضیر کے سردار مخشی بن عمرو سے صلح کر کے واپس ہوئے شرائط صلح یہ تھیں کہ بنو نضیر نہ مسلمانوں سے جنگ کریں گے اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن کی مدد کریں گے اور نہ مسلمانوں کو کبھی دھوکہ دیں گے اور عند الضرورت مسلمانوں کی اعانت اور امداد کرنی ہوگی۔ ۳۵ھ

اس غزوہ کو غزوہ دؤان بھی کہتے ہیں۔ البوار اور دؤان دو مقام ہیں جو قریب قریب ہیں جن میں صرف چھ میل کا فاصلہ ہے

اس غزوہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ روز کے بعد بلا قتال مدینہ منورہ واپس ہو گئے اس سفر میں نوبت قتال کی نہیں آئی عیون الاثر ۲۲/۱ فتح البدی ۲۱۱/۱ ۳۵ھ

### غزوہ لبواط ۲:

پھر آپ کو بذریعہ وحی یہ معلوم ہوا کہ قریش کا ایک تجارتی قافلہ مکہ جا رہا ہے اس لئے آپ ماہ ربیع الاول ۳۵ھ یا ربیع الثانی میں دو سو نو کوئے قریش کے اس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے لبواط کی طرف روانہ ہوئے اور سائب بن عثمان بن مظعون کو جو سابقین اہلین اور مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔ مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

۱۔ البوار بیچ الہمة و سکون الموحدة بالمدن قریۃ من عل الفرج یلہا دین الجحۃ من جهة المدینۃ ثلاثۃ عشر و مئۃ  
میلۃ فتح الہامی ص ۱۱۱ کتاب المغازی - ۳۵ھ طبقات ابن سعد - ج ۲، ص ۳۰  
۲۔ عیون الاثر - ج ۱، ص ۳۲۶ - ۳۲۷ - مکہ بڑا طبار فتح - اور بارہ مضموم بھی پڑھا جاتا ہے۔ یہ ایک  
پہاڑ کا نام ہے جو حبشہ کے قریب ہے مدینہ سے کچھ کم و بیش اڑھائی سو میل کا فاصلہ ہے - ۱۲ نقلی

قریش کے اس قافلہ میں وحاشی ہزار اونٹ تھے اور امتیہ بن خلف اور نضو آدمی قریش کے تھے براہِ پیچہ معلوم ہوا کہ قافلہ کل چکلا ہے اس لئے آپ بلا جہال و قتال مدینہ منورہ واپس آ گئے۔  
غزوہ عسیرہ : انصارِ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں آپ نے رؤف بن مہاجر بن کوسے کو قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے عسیرہ کی طرف خروج فرمایا۔ جو بیع کے قریب ہے اور مدینہ میں ابولکته بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور سواری کے لئے تین اونٹ سہرا لئے۔ جس پر صحابہ تربت بہ تربت سوار ہوتے تھے۔

آپ کے پہنچنے سے کئی روز پیشتر قافلہ کل چکا تھا آپ بقیۃ ماہ جمادی الاولیٰ اور چند باتیں جمادی الثانیہ تک وہیں قیام پذیر رہے اور بنی مدلج سے معاہدہ کر کے بلا جنگ کئے ہوئے مدینہ واپس ہوئے معاہدہ کا الفاظ یہ تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہ ایک تحریر ہے محمد  
 رسول اللہ کی طرف نبوخذ نصر کے لئے کہ ان کے  
 جان و مال سب محفوظ رہیں گے اور جو شخص نبوخذ نصر  
 سے جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے مقابلہ نبوخذ نصر  
 کی مدد کی جائے گی بشرطیکہ نبوخذ نصر اللہ کے دین میں  
 کوئی مزاحمت نہ کریں جب تک وہ یا صوف کوتر  
 کرے یعنی یہ شہر ہمیشہ کے لئے ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 مدد کے لئے بلائیں تو حاضر ہوں گے۔ یہ ان پر اللہ  
 اور اس کے رسول کا عہد ہے اور جو شخص ان میں سے  
 اور پرہیزگار رہے گا اس کی مدد کی جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ  
 لِبَنِي ضَمْرَةَ بَا نَهْمَ آمَنُونَ عَلَى  
 اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاَنْ لِّعَمْرٍ  
 النَّصْرَ عَلَى مَنْ رَا مَهْمًا اَنْ لَا  
 يَحَارِبُوْا اِلَى دِيْنِ اللّٰهِ مَا بَلَ بَحْرٍ  
 صَوْفَةً وَاَنْ النَّبِيَّ اِذَا دَعَاهُمْ  
 لِنَصْرِهِ اَجَابُوْهُ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ  
 ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ وَلَهُمْ  
 النَّصْرُ عَلَى مَنْ بَرَّ وَاَتَقَى۔

۱۔ نزہتانی، ج ۱: ص ۴۶۲

۲۔ رد المحتار، ج ۱: ص ۵۸۔ نزہتانی، ج ۱: ص ۱۹۶

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کونسا غزوہ وقوع میں آیا محمد بن اسحاق اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلا غزوہ - البوار ہے پھر بواط اور پھر عشیہ اسی ترتیب کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں اختیار فرمایا اور اسی کو حافظ عسقلانی نے شرح بخاری میں اختیار فرمایا۔ اور بعض علماء اس طرز کے ہیں کہ پہلا غزوہ غزوہ عشیہ ہے۔

نیز علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ اول الذکر تین سرے یعنی سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ و سرہ سعد - یہ تین سرے ہجرت کے پہلے سال میں - غزوہ البوار کے بعد ستر سال میں وقوع میں آئے۔ اکثر علماء نے ان تین سرے کو ہجرت کے پہلے سال میں غزوہ البوار سے مقدم ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اذن قتال کے بعد منازکی کی ابتداء بعوث اور سرایا سے ہوئی اور حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اور علامہ سطلانی نے مہاسب میں اور علامہ ذر تانی نے شرح مہاسب میں اول الذکر تین سرے کو یعنی سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ اور سرہ سعد کو ہجرت کے پہلے سال کے واقعات میں شمار کیا اور اس ناچیز نے غزوات اور سرایا کی ترتیب میں اکثر سطلانی اور ذر تانی کا اتباع کیا ہے اور محمد بن اسحاق وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منازکی کی ابتداء غزوہ البوار سے ہے اور اس کے بعد سرہ حمزہ و سرہ عبیدہ و سرہ سعد کے گئے چونکہ حضور پرورد نے ان دونوں سرے کی روانگی کا حکم معاذیا اس نے روایت کرنے والوں کو اشتباہ ہو گیا کہ کونسا سرہ پہلے معاذ کیا گیا اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں اسی ترتیب کو اختیار فرمایا کہ اول غزوہ دوان کو ذکر کیا اور پھر سرہ عبیدہ ابن الحارث کو اور پھر سرہ حمزہ کو اور پھر اس کے بعد غزوہ بواط کو اور پھر غزوہ عشیہ کو ذکر کیا۔ اور ان تمام سرایا اور غزوات کو ستر سال کے واقعات سے شمار کیا۔

غزوہ بدر اولیٰ - غزوہ بدر اولیٰ :- غزوہ عشیہ سے واپسی کے بعد تقریباً دس روز آپ نے مدینہ تیار فرمایا جو گا کہ کرب بن جابر ہنری نے مدینہ کی چراگاہ پر شب خون مارا اور لوگوں کی لاشیں اور بکریاں لے بھاگا۔

آپ یہ فرماتے ہی اس کے تعاقب میں مقام سُفْوَان تک گئے جبکہ کے قریب ایک موضع ہے  
مگر آپ کے اس مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی کرزیاں سے نکل چکا تھا۔ اس لئے مدینہ کی طرف  
مراجعت فرمائی۔

سُفْوَان چونکہ بدر کے قریب ایک موضع ہے اور آپ اُس کے تعاقب میں بدر تک  
گئے۔ اس لئے اس غزوہ کو غزوہ بدر اُدی کہتے ہیں اور غزوہ سُفْوَان بھی کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں  
جالتے وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنا گئے تھے

کرزین جابر روماء قریش میں سے تھے بعد میں مشرک باسلام ہوئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عربین کے تعاقب میں بیس سو اردل کا ایک دستہ  
 روانہ فرمایا تو کرزین جابر رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا۔ فتح مکہ میں شہید ہوئے تھے

## سمریہ عبد اللہ بن حش رضی اللہ عنہ

غزوہ سُفْوَان سے واپسی کے بعد ۱۰ ماہ جب ۲۷ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے عبد اللہ بن حش رضی اللہ عنہ کو مقام خُثَلہ کی طرف روانہ فرمایا اور گیارہ ہاجرین کو آپ کے  
بمراہ کیا جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

۲۔ عکاشہ بن محص رضی اللہ عنہ

۱۔ ابو خذیفہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ

۴۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۳۔ عقبہ بن غزو ان رضی اللہ عنہ

۶۔ واقد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۵۔ عامر بن ربیع رضی اللہ عنہ

۸۔ سہیل بن سیف رضی اللہ عنہ

۷۔ خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ

۱۰۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ

۹۔ عامر بن ایاس رضی اللہ عنہ

۱۱۔ زکریا بن ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳



۱۱۔ صفوان بن یحیٰی رضی اللہ عنہ۔

یہ گیارہ ہاجرین آپ کے ہمراہ تھے اور یارِ محرم خود امیر سر رہے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک سر میں بیچنے کا ارادہ کیا اور یہ فرمایا کہ تم پر ایسے مرد کو امیر بناؤں گا کہ جو تم میں سب سے زیادہ بھوک اور پیاس پر صابر ہوگا۔ بعد ازاں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا یہ اسلام میں پہلے امیر تھے معجم طبرانی میں باسنا حسن، جناب نجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عبداللہ بن جحش کو بھانا فرمایا تو ایک خط لکھ کر دیا اور یہ حکم کیا کہ جب تک وہ دن کا راستہ نہ قطع کر لو اس وقت تک اس خط کو کھول کر نہ دیکھنا اور روز کا راستہ طے کرنے کے بعد اس خط کو دیکھنا جو اس میں لکھا ہوا اس پر عمل کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ وہ روز کا راستہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے آپ کا والا نامہ کھول کر دیکھا تو اس میں یہ تحریر تھا کہ تم برابر چلے جاؤ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے مابین مقام نخل میں جا کر اترو اور قریش کا انتظار کرو اور ان کی خبروں سے مطلع کرتے رہو۔ عبداللہ بن جحش نے اس تحریر کو پڑھ کر یہ کہا سنیغاد طاعتہ میں نے آپ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی اور تمام ساتھیوں کو اس صفوان سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور نہیں کرتا جس کو شہادت عزیز ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ چنانچہ سب نے طیب خاطر سے آپ کی مرافقت کو منظور کیا اور آپ کی ساتھ ہوئے۔

راستہ میں سعد اور عتبہؓ کا اونٹ راستہ سے بٹھ کر کہیں چلا گیا اس لئے یہ دونوں حضرات اونٹ کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور گم ہو گئے اور قتیقہؓ حضرات نے مقام نخل پہنچ کر قیام کیا۔ فتح الباری ص ۳۱۱ باب ما ذکر فی المناذیر و کتاب اہل العلم الی البلدان ۱۲ و عیون الاثر و زرقانی ص ۳۹

۱۵۔ زرقانی۔ ج: ۱، ص: ۳۹۰

## اسلام میں پہلی غنیمت!

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے مکہ واپس آ رہا تھا اس دن رجب الحرام کی آخری تاریخ تھی (اس مہینہ میں قتل و قتال حرام تھا) قرۃ شعبان کے اشتباہ میں اس قافلہ پر حملہ کر دیا۔

واقعہ بن عبد اللہ نے قافلہ کے سرگروہ عمرو بن العاصی کے ایک تیر مارا جس سے وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی قافلہ والے مسلحہ اور پریشان ہو کر بھاگ اٹھے اور مسلمانوں نے قافلہ کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کیاں کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک تقسیم غنائم کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عبد اللہ بن محض رضی اللہ عنہ نے محض اپنے جہاد سے چار غنیمتیں تقسیم کر دیئے اور ایک غنیمت (دو اونچاں حصہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ چھوڑا جب مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی آپ نے فرمایا میں نے تم کو شہر حرم میں قتل کا حکم نہیں دیا تھا۔ غیر جب تک کوئی وحی نازل نہ ہو اس وقت تک مال

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں چار مہینوں میں قتل و قتال حرام تھا۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم، ربیعہ۔ مسلسل اور ایک رجب۔ ذی الحجہ کا مہینہ ۶ کا مہینہ ہے۔ ایک مہینہ قبل اور ایک مہینہ بعد کا اس لئے حرام کیا گیا۔

۲۔ اگر دور دراز سے آنے والے حجاج امن کے ساتھ چکر کے واپس ہر جائے اور ماہ رجب میں عمرو کرنے کے لئے اکثر دنوں تک آتے تھے جو مکہ کریم سے دن پندرہ ایم کے مسافت پر رہتے تھے، اس لئے ماہ رجب کو حرام کیا گیا۔ چودہ ہندو آدمکے اور چودہ ہندو ہندو کے لئے مکہ کو گزیرنے کے قافلے بھی انہی مہینوں میں آتے تھے اس لئے ان مہینوں کو حرام کیا گیا تاکہ لوگوں کے جان و مال لٹ مارے نہ رہیں۔ کہا قال تعالیٰ جَعَلَ اللَّهُ الْكَافِرَ وَالْمُنَافِقَ وَالْمُشْرِكَ وَالْمُتَكَبِّرَ عَنَّا وَبَيْنَ ذَٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْدَاءً۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے شروع اسلام تک یہ حکم رہا یہاں تک آیت سید سے یکم شروع ہو گیا۔ اور ان مہینوں میں قتل کی اجازت دی گئی لیکن ابوجہاد و قتال کی اجازت کے غفلت و حرمت اب بھی ان مہینوں کی باقی ہے۔ کہا قال تعالیٰ۔ وَمِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ فَلَا تُقَاتِلُوهُنَّ فِيْهِنَّ أَوْ لَمْ يُقَاتِلُوْهُنَّ فَإِنْ جَاءَنَّهُمْ يَغْلِبُهُمْ فَمَا يَكُنْ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَقاتِلُوْهُنَّ فَإِنْ جَاءَنَّهُمْ يَغْلِبُهُمْ فَمَا يَكُنْ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَقاتِلُوْهُنَّ فَإِنْ جَاءَنَّهُمْ يَغْلِبُهُمْ فَمَا يَكُنْ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَقاتِلُوْهُنَّ فَإِنْ جَاءَنَّهُمْ يَغْلِبُهُمْ فَمَا يَكُنْ عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ عَلَيْهِمْ أَنْ يَقاتِلُوْهُنَّ

۴۔ یہاں سے یہ کہان مہینوں میں جہاد و قتال کے حرام ہونے کا حکم اب بھی باقی ہے۔ شروع نہیں ہوا۔

روضہ الانف ص ۲۰۲

غنیمت اور قیدیوں کو حفاظت سے رکھو۔ اس پر عبداللہ بن محض اور ان کے رفقا بہت نادوم اور شیامان ہوئے اور ہر شرکین اور یہود نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب نے شہر حرام میں قتل و قاتل کو طلال کر لیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْمُكُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قَتَالٍ  
 فِيهِ قُلُودٌ قَاتِلٌ فِيهِ حَيَاتٌ وَصَدٌّ عَنْ  
 سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ  
 الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ  
 عِنْدَ اللَّهِ - وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ  
 الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ  
 حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ  
 اسْتَطَاعُوا -

آپ سے ماہ حرام میں قتال کرنے کی بابت دریافت کرتے ہیں۔ آپ جواب میں کہہ دیجئے کہ بیشک ماہ حرام میں قصد قتال کرنا بڑا گناہ ہے لیکن خدا کے راستے کسی کو روکنا اور خدا کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور اہل حرم کو حرم سے نکالنا اللہ کے نزدیک یہ جرم سب جرموں سے زیادہ سخت اور بڑا ہے اور کفر اور شرک کا فتنہ اس قتل سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور یہ کافر

بیشک تم سے جنگ کرتے رہیں گے تاکہ تم کو تمھارے دین سے ہٹا دیں اگر ان میں طاقت ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی اشتباہ اور التباس کی بنا پر نادانستہ طور پر شہر حرام میں قتل و قاتل کا واقعہ ہو جانا کوئی بڑی چیز نہیں البتہ کفر و شرک کا فتنہ اور مسلمانوں کا مسجد حرام سے ویدہ و دانستہ روکنا ایک عظیم فتنہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں، اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آپ نے نفس قبول فرمایا اور باقی ال غنیمت کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا عبداللہ بن محض اور ان کے رفقا اس آیت کو سن کر خوش ہو گئے اب اس کے بعد عبداللہ بن محض اور ان کے رفقا کو اجراء اور ثواب کی طبع دانستہ ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اس غزوہ پر کچھ اجر کی بھی امید رکھ سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآلَاءِ سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا ایسے لوگ بلاشبہ اللہ کی رحمت کی امید کر سکتے اور کیوں نہیں اللہ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہ اسلام میں پہلی غنیمت تھی اور عربوں نے پہلا مقتول تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور حکم بن کسبان کا فدیہ بھیجا۔ آپ نے فرمایا جب تک میرے ساتھی سعد اور عقبہ واپس نہ آجائیں اس وقت تک میں تمھارے قیدیوں کو نہ چھوڑوں گا۔ اس لئے کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو قتل نہ کرو، اگر تم میرے ساتھیوں کو قتل کرو گے تو میں بھی تمھارے آدمیوں کو قتل کروں گا۔

اس کے چند دن بعد سعد اور عقبہ واپس آ گئے آپ نے فدیہ لے کر عثمان اور حکم کو چھوڑ دیا۔ عثمان تو رہا مرنے ہی تک واپس ہو گیا اور مکہ ہی میں جا کر کا فر مرا۔ اور حکم اور کسبان مسلمان ہو گئے اور مدینہ ہی میں رہے یہاں تک غزوہ بدر معونہ میں شہید ہوئے۔ ۱۷  
اور اسی بارے میں عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے۔

تَعْدُونَ قَتْلًا فِي الْأَعْدَاءِ عَظِيمَةً      وَأَعْظَمُ هِنَةً لَّوَيُرَى الْمَوْتُ دَائِبَةً  
مَدُودٌ كُنْ عَبَا يَقُولُ مُحَمَّدٌ      وَكُفْرٌ بِهِ دَالِلُهُ تَرَاءُ وَشَاهِدُ  
تم لوگ شہر حرام یعنی جب کے مہینہ میں قتل و قتل کو بڑی شے خیال کرتے ہو حالانکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں اس سے روکن اور ان کے ساتھ کفر کرنا اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش کر لیں کچھ داور ذرا خیال کرے اور اللہ خوب دیکھنے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہے۔

وَاخِرُ أَحْكَامِ مَسْجِدِ اللَّهِ أَهْلُهُ      لَيْلَا يُرَى فِي الْبَيْتِ لِلَّهِ سَاجِدُ  
اللہ تمھارا اللہ کے گھر سے اللہ والوں کو نکالنا تاکہ اللہ کا سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ لائے یہ بھی شہر حرام میں قتال کرنے سے کہیں فوج کہے۔

فَانَا وَانْصَبْتُكُمْ نَا بَقِيَّةً      وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٌ وَحَاسِدٌ

۱۷۔ سیرۃ ابن ہشام ج: ۲، ص: ۷۰۔ زرقانی ج: ۱، ص: ۳۹۰۔

سَقَيْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِ رِمَاحَنَا بِسَخْلَةٍ لَمَّا اَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاِذْ  
 دَمَا وَاِبْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَثْمَانُ بَيْنَنَا يَسْأَعُهُ عُدُوٌّ مِنَ الْقَيْدِ عَايِدًا  
 تم اگرچہ ہم کو اس قتل پر عار و لاؤ اور عاصد لوگ اسلام کے متعلق کتنی ہی جھوٹی خبریں  
 اڑائیں لیکن ہم کو پر دانیس بے شک ہم نے عمرو بن الحضرمی کے خون سے مقامِ نخاع میں اپنے نیزوں  
 کو سیراب کیا جبکہ واد بن عبد اللہ نے لڑائی کی آگ بجھ کرانی اور عثمان بن عبد اللہ ہمارے مابین  
 اسیر محتاج کو طوق و سلاسل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ والعاذ الما کل یعنی میں فیملید و مجذوبہ  
 (سیرۃ ابن ہشام ص ۹۹ و حسن الصحابہ ص ۳۳)

## غزوہ بدر کبوتر عظمیٰ ثانیہ

### رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ سَلَامٌ

یہ غزوہ غزواتِ اسلام میں سب سے بڑا غزوہ ہے اس لئے کہ اسلام کی عزت و شوکت  
 کی ابتداء اور علی بذکرہ و شرک کی ذلت و رسوائی کی ابتدا بھی اسی غزوہ سے ہوئی۔  
 اور اللہ جل جلالہ کی رحمت سے اسلام کو بلا غلطی اور بادی اسباب کے محض غیب سے  
 توت حاصل ہوئی اور کفر و شرک کے سر پر ایسی کاہلی ضرب لگی کہ کفر کے داغ کی تہی چور چور ہو گئی  
 میدان بدر جس کا شاہد عدل اب تک موجود ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے اس دن کو قرآن  
 کریم میں یَوْمَ الْفَتْحِ قَدْ فَرَّغْنَا مِنْ فِرْقٍ اَوْ اَمَّا يَزَادُنْ بَلْكَ يَهْمِيْنِ ہر فرقان  
 تھا یعنی رمضان المبارک تھا جس میں حق جل و علا نے قرآن مجید اور فرقان حمید کو نازل فرما کر  
 حق اور باطل بدایت اور فضالت کا فرق واضح فرمایا۔ اور پھر اسی مہینہ میں روزے فرض فرمائے

۱۔ سیرۃ ابن ہشام - ۵ : ۲ : ص ۹۰

۲۔ بدایہ کاؤن کا نام ہے کہ جو مدینہ منورہ سے چار منزل اور اٹھائیس فرساع یعنی تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے  
 مدینہ یثرب کے تقریباً تین سو سال پہلے کی طرف منسوب ہے۔ ہم اس کا بانی تھا و بعض کہتے ہیں کہ بدایہ کا  
 کنوین کا نام ہے کنوین ہی کے نام سے تہا مشہور ہوئی۔ دند قالی ص ۲۱۲

ہا کہ مجین و مخلصین۔ ماضین و المہین کا امتحان فرمائے کہ کون اس کا محب صادق ہے کہ کس سے صادق سے ملے کہ غروب آفتاب تک اس کی محبت میں سخت سے سخت گرمی میں شائد کوہِ رواشت کرتا ہے اور کون محب کا ذب ہے۔ کہ اپنے پیٹ۔ اور جڑوں کا زرخیز غلام ہے غرض یہ کہ یہ ہمیں ہی فرقان کا ہے کہ اس میں مختلف حیثیات اور متعدد جہات سے مخلص اور غیر مخلص کا فرق ظاہر اور نمایاں ہوتا ہے۔

## آغازِ قصہ

شروع رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ ابوسفیان قریش کے قافلہ تجارت کو شام سے مکہ واپس لا رہا ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے اس کی خبر دی اور فرمایا یہ قریش کا کاروان تجارت ہے جو مال و اسباب سے بھرا ہوا ہے تم اس کی طرف خروج کرو۔ عجب نہیں کہ حق جل و علائم کو وہ قافلہ غنیمت میں عطا فرمائے۔

چونکہ جنگ و جدال اوقیل و قتال کا دم و گمان بھی نہ تھا اس لئے بلا کسی جنگ تیاری اور اہتمام کے نکل کھڑے ہوئے ابوسفیان کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا اس لئے جب ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچا تو ہر راہ گیر اور مسافر سے آپ کے حالات اور خبریں دریافت کرتا۔ تا آنکہ بعض مسافروں سے اس کو یہ خبر ملی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نیزے قافلے کی طرف خروج کا حکم دیا ہے۔ ابوسفیان نے اسی وقت مضمر غفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قریش کو اطلاع کر دے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اپنے قافلہ کی خبر لیں اور اپنے سر راہ کو بچانے کی کوشش کریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر اس قافلہ سے تعارض کئے لئے روانہ ہوئے ہیں۔

۱۵۔ یہ روایت سیرۃ ابن ہشام میں اس سند کے ساتھ مذکور ہے۔ قال ابن اسحق قد ثنی محمد بن الزہری دعاء محمد بن عمر بن قنارہ و عبد اللہ بن ابی بکر بن زید بن ریان عن عروۃ بن الزہیر عن محمد بن عطاء عن ابن عباس انہ اس سند کے صحیح اور قوی بلکہ شریک بخاری و مسلم پر ہونے کی کیفیتیں ۱۶۔ و ذلک ظاہر لمن کان لہ قلب و ادعى السمع و هو شہید۔ البدایہ و النہایہ ج ۳: ص ۲۵۶۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

لما تخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر ولم يعاقب احد تخلف عنها انما خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم غير قرين حتى جمع الله بينهم وبين عدوهم على غير ميعاد صحيح بخاری باب قصة غزوة بدر

میں کسی غزوہ میں پیچھے نہیں رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہوں مگر غزوہ تبوک غزوہ تبوک کے علاوہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا، لیکن غزوہ بدر سے تخلف کرنے والوں پر کوئی عتاب نہیں ہوا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قافلہ قریش کے ارادہ سے پیچھے تھے۔ حسب الاتفاق بلا کسی قصد کے اللہ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں سے بھڑا دیا۔

(نکتہ)۔ کعب بن مالک نے غزوہ تبوک اور غزوہ بدر کے تخلف کو علیحدہ علیحدہ حروف استنثار سے ذکر فرمایا۔ دونوں کو ایک حرف استنثار سے مستثنیٰ نہ کیا۔ اور اس طرح نہیں فرمایا الا في غزوة تبوك وغزوة بدر لانه غزوة تبوك کے استنثار کے لئے حرف (ك) اور غزوہ بدر کے لئے حرف (غ) کا استعمال کیا۔ اور اس طرح فرمایا الا في غزوة تبوك غير اني تخلفت عن غزوة بدر اور دونوں کو ایک حرف استنثار کے ساتھ مستثنیٰ نہ کیا۔ کیونکہ دونوں تخلف ایک نوع اور ایک قسم کے نہ تھے۔ غزوہ تبوک کا تخلف مذموم تھا تبوک سے تخلف کرنے والوں پر بارگاہِ خداوندی سے عتاب نازل ہوا اور غزوہ بدر کا تخلف مذموم نہ تھا چنانچہ جو شخص غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوا اس پر کوئی عتاب نہیں اس لئے غزوہ بدر کے تخلف کو حرف غیاء کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ غزوہ بدر کے تخلف کا غزوہ تبوک کے تخلف سے معایر اور مباین ہونا معلوم ہو جائے۔ فافهم ذلك فانه وثيق لطيف

ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ وہی قافلہ تھا جس کے لئے آپ نے غزوہ ذی العشرہ میں

دوستو مہاجرین کو ہمراہ لے کر خروج فرمایا تھا اب یہ قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا چونکہ آپ کا خروج فقط قافلہ کی غرض سے تھا اس لئے عجلت میں بہت تھوڑے آدمی آپ کے ہمراہ ہو سکے اور یہ سفر خزانہ کی یاد و قبال کے لئے نہ تھا اس لئے نہ جانے والوں پر کسی قسم کا عتاب اور کسی قسم کی ملامت نہیں کی گئی۔

روانگی: ۱۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین شتویرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے عہدہ تھے بے سرو سامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مقداد کا تھا۔ اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں تھا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہمیں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے۔ ابوالباہیہ اودھانیؓ رسول اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادہ چلنے کی نوبت آتی تو ابوالباہیہ اودھانیؓ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ سوار ہو جائیں ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ پا چل لیں گے۔ آپ یہ ارشاد فرماتے، تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں اور تم سے میں زیادہ خدا کے اجر سے بے نیاز نہیں۔

بیرانی غلبہ پر پہنچ کر اجماع دینیہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے (تمام جماعت کا معاینہ فرمایا جو کم عمر تھے ان کو واپس فرمادیا، مقام روحانی پہنچ کر ابوالیاسہ بن عبدالمنذر کو مدنیہ کا حکم مقرر فرما کر واپس کیا۔

اس شکر میں تین علم تھے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں اور دوسرا مصعب بن عمیر اور تیسرا کسی انصاری کے ہاتھ میں تھا۔

۱۷۰۰ میں سورتیہ کا قول منہا محمد بن ابی امامہ طبرانی میں عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے اور چودہ کا قول ابی  
طبرانی میں ابو ایوب انصاری سے اور پندرہ کا قول یحییٰ میں اسناد حسن عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے  
منقول ہے۔ فیج الباری ج ۲۲ باب مدۃ اصحاب بدر ۷۰



جب مقام سفر کے قریب پہنچے تو تبس بن عمرو جہنیؓ اور عدی بن ابی الریحلہ جہنیؓ کو قافلہ ابی سفیان کے تجسس کے لئے آگے روانہ کیا۔  
اور اُدھر ضمیمہ غفاری ابو سفیان کا پیام لے کر مکہ پہنچا کہ قافلہ معروضِ خطر میں ہے  
وَرُوْدَاوَر جلد از جلد اس کی خبر لو۔

اس خبر کا پہنچنا تھا کہ تمام مکہ میں ہل چل پڑ گئی اس لئے کہ قریش میں کا کوئی مردارِ عورت  
ایسا نہ رہا تھا کہ جس نے اپنی پردیسی پونجی اور سرمایہ اس میں شریک نہ کر دیا ہو۔ اس لئے اس خبر کے  
سننے ہی تمام مکہ میں جوش پھیل گیا۔ اسی ایک ہزار آدمی پورے ساز و سامان کے ساتھ نکل کھڑے  
ہوئے۔ ابو جہل سردارِ لشکر تھا۔

قریش نہایت کروفر اور سامانِ عیش و طرب کے ساتھ گانے بجانے والی عورتوں اور  
طبیلوں اور طبلچیوں کو ساتھ لے کر اکڑتے ہوئے اترتے ہوئے معانہ ہوئے کما قال تعالیٰ  
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ يَبْتَغُوا الْفِتْنَةَ ۚ  
اے مسلمانو تم اُن کافروں کی طرح مت ہو جانا جو اپنے گھروں سے اترتے ہوئے اور اپنی قوت  
اور شوکت کو دکھلاتے ہوئے نکلے ہیں۔

تقریباً تمام سردارانِ قریش شریکِ لشکر ہوئے مگر ابو لہب کسی وجہ سے نہ جاسکا اور  
اپنے بجائے ابو جہل کے بجائی عاص بن ہشام کو روانہ کیا۔

عاص بن ہشام کے ذمہ ابو لہب کے چار ہزار درہم قرض تھے اور مفلس ہو جانے کی وجہ سے  
اداکر نے کی استطاعت نہ رہی تھی اس لئے قرض کے دباؤ میں ابو لہب کے عرضِ جنگ میں جانا  
قبول کیا۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج : ۲ ، ص : ۶۰ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ -

اداسی طرح۔ امیہ بن خلفت ناخلف نے بھی آؤل آؤل ہدر میں جانے سے انکار کیا لیکن ابوجہل کے جبر اور اصرار سے ساتھ ہو لیا۔

امیہ کے انکار کا سبب یہ تھا کہ سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے۔ امیہ جب بغرض تجارت شام جا تا تو راستہ میں مدینہ میں سعد بن معاذ کے پاس اترتا اور سعد بن معاذ جب مکہ جاتے تو امیہ کے پاس اترتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت مدینہ کے بعد ایک مرتبہ سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے مکہ آئے اور حسب دستور امیہ کے پاس ٹھہرے اور امیہ سے یہ کہا کہ طواف کرنے کے لئے مجھے ایسے وقت ملے چلو کہ حرم لوگوں سے خالی ہو یعنی ہجر نہ ہو۔ امیہ دوپہر کے وقت سعد بن معاذ کو رے کر نکلا۔ طواف کر رہے تھے کہ ابوجہل سامنے سے آگیا اور یہ کہنے لگا ای ابو مصفوان رہ امیہ کی کنیت ہے یہ تمھارے ساتھ کون شخص ہے۔ امیہ نے کہا سعد ہے ابوجہل نے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص الطینان سے طواف کر رہا ہے تم ایسے بے دنیوں کو ٹھکانہ دیتے ہو اور ان کی اعانت اور امداد کرتے ہو، اسے سعد خدا کی قسم اگر یہ ابو مصفوان یعنی امیہ تمھارے ساتھ نہ ہوتا تو تم یہاں سے صبح و سالم واپس نہیں جاسکتے تھے۔ سعد نے بلند آواز سے کہا اگر تو مجھے طواف سے روکے گا تو خدا کی قسم میں مدینہ سے تیرا شام کا راستہ بند کر دوں گا۔ امیہ نے سعد سے کہا کہ تم ابوالحکم (یعنی ابوجہل) پر اپنی آواز نہ بلند کرو۔ یہ اس مادی کا سرور ہے سعد نے ترش روئی سے کہا کہ اے امیہ میں رہنے دے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو حضور پر نوز کے اصحاب اور احباب کے ہاتھ سے قتل ہو گا۔ امیہ نے کہا کہ کیا میں تم میں مارا جاؤں گا۔ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں کہ تو کہاں اور کس جگہ مارا جائے گا۔ یہ سن کر امیہ گھبرا گیا اور نہبت ڈر گیا اور جا کر اپنی بیوی ام مصفوان سے اس کا تذکرہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ امیہ نے یہ کہا کہ واللہ ما یکذب محمد فکا دان یکدث۔ خدا کی قسم مجھ کو غلط نہیں کہتے، اور قریب تھا کہ خوف ہراس کی وجہ سے امیہ کا پیشاب اور سچا نہ خطا ہو جائے نفع الباری ج ۲۲ اور امیہ پر اس وجہ خوف و ہراس غالب ہوا کہ یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی مکہ سے باہر نہ نکلوں گا۔ چنانچہ جب

ابو جہل نے لوگوں سے بدر کی طرف نکلنے کو کہا تو امیہ کو مکہ سے نکلنا بہت گراں تھا اس کو اپنی جان کا ڈر تھا۔ ابو جہل، امیہ کے پاس آیا اور چپنے کے لئے اصرار کیا۔ ابو جہل نے جب یہ دیکھا کہ امیہ چلنے پر تیار نہیں تو یہ کہا کہ آپ سردار میں اگر آپ نہیں نکلیں گے تو آپ کی دیکھا دیکھی اہل لوگ بھی نہیں نکلیں گے۔ غرض ابو جہل امیہ کو چٹا مارا اور بد برا مارا کرتا رہا۔ بالآخر یہ کہا کہ اے صفوان تیرے لئے نہایت عمدہ اور تیز رو گھوڑا خرید دوں گا تاکہ جہاں خطرہ محسوس کرو تو فوراً اس پر بیٹھ کر واپس آ جاؤ۔ امیہ جاننے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور گھر میں جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ میرے سفر کا سامان تیار کر دو۔ بیوی نے کہا کہ رے ابو صفوان تم کو اپنے شیر بی بھائی کا تو ریا دہ نہیں رہا امیہ نے کہا میرا ارادہ تھوڑی دور تک جانے کے لئے ہے پھر واپس آ جاؤں گا پس امیہ اسی ارادہ سے روانہ ہوا جس منزل میں اترا اپنا اونٹ ساتھ باندھتا۔ مگر قصار و قدر نے بھاگنے کا موقع نہیں دیا۔ بدر پہنچا اور میدان قتال میں صحابہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (بخاری شریف غزوہ بدر) غرض یہ کہ امیہ کو اپنے قتل کا یقین تھا ابو جہل کی زبردستی سے ساتھ ہو لیا ابو جہل خود بھی تباہ ہوا اور سردوں کو بھی تباہ کیا۔ اُحسوا قومہم اذ البوار جہنم یصلونہا و یبئس القراس۔

## قریش کی رانگی کی اطلاع اور صحابہ مشورہ اور حضرات صحابہ کرام کی جان نثارانہ تقریریں

روحانہ سے چل کر جب آپ مقام صفراء پہنچے تو بنس اور عدی ثانی نے اگر آپ کو قریش کی رانگی کی اطلاع دی اس وقت آپ نے ہاجرین اور انصار کو مشورہ کے لئے جمع فرمایا اور قریش کی اس شان سے رمانگی کی خبر دی ابو بکر رضی اللہ عنہ سنتے ہی فوراً کھڑے ہو گئے اور نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ جان نثاری فرمایا اور سب کو ختم آپ کے اشارے کو قبول کیا اور دل و جان سے اطاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی نہایت خوبصورتی کے ساتھ اہلہ جان نثاری فرمایا۔

## حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

بعد ازاں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا،

امض لہما امرک اللہ (تعالیٰ) یا رسول اللہ جس چیز کا اللہ نے آپ کو حکم دیا  
فمنح مملک واللہ لا نقول کہا قالت اس کو انجام دیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں  
بنو اسرائیل لموسیٰ اذہب انت و خدا کی قسم ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہ کہیں گے  
ربک فقاتلا انا ہمنا قاعدون کہ اسے موسیٰ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم تمہیں  
ولکن اذہب انت وربک فقاتلا بیٹھے ہیں ہم بنی اسرائیل کے خلاف یہ کہیں گے  
انا معکم مقاتلون کہ آپ اور آپ کا ہر دروگر جہاد و قتال کرے  
ہم بھی آپ کے ساتھ جہاد و قتال کریں گے۔

یہ ابن اسحق کی روایت کے الفاظ ہیں۔۔۔ اور بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ولکننا نقاتل عن یمینک وعن شمالک ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے  
وبین یدیک وخلفک سے لڑیں گے۔

راوی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ الور فرط مسرت سے چمک اٹھا بخاری شریف ص ۵۶۷، غزوہ بدر  
ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مقداد کے لئے دھتے خیر  
فرمائی۔

۱۔ محمد بن اسحق کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مقداد نے یہ تقریر مقام صفراء میں فرمائی اور صحیح بخاری اور  
نسائی کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب مکہ کے دن یہ تقریر کی فتح الباری ص ۱۰۶ لیکن دونوں روایتوں میں کوئی  
تفاوت نہیں اول حضرت مقداد نے یہ تقریر صفراء میں آپ کے حباب میں کہ اور بعد ازاں مختلف مقامات پر پھیلا  
رسولہ انامیں انت مال کر کے لئے ان جان نثارانہ اور غلغلاہ کلمات کو بار بار دہراتے رہے واللہ اعلم  
تعالیٰ الم ۱۳۔ مکہ نسائی ج ۱، ص ۱۴۴۔ سیرۃ ابن ہشام ج ۲، ص ۱۲۰۔

ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قافلہ الی سفیان کی خبر دی اور فرمایا کہ اگر تم اس کی طرف خروج کرو تو مجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو غنیمت عطا فرمائے ہم نے عرض کیا بہتر ہے اور روانہ ہو گئے، جب ایک دو دن کا راستہ طے کر چکے تب آپ نے ہم کو مکہ سے قریش کے روانہ ہونے کی خبر دی اور جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ بعض لوگوں نے کچھ تامل کیا کہ کیونکہ گھر سے اس ارادہ سے نہ چلے تھے، حضرت مقداد کھڑے ہوئے اور انہار جان شاری فرمایا کاش ہم سب ایسا ہی کہتے جیسا مقداد نے۔ (رواہ ابن ابی حاتم) یعنی کاش ابتداء ہم سب ایسا ہی کہتے اس لئے کہ بعد میں پھر سب نے یہی کہا دلوں میں سب کے وہی تھا جو حضرت مقداد فرما رہے تھے چنانچہ مسند احمد میں باسنو حسن مروی ہے۔

قال اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال  
عليه وسلم لا نقول كما قالت  
بنو اسرائيل ولكن انطلق انت  
وربك ففاتلا انا محكمه

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اصحاب  
شفقہ طور پر یہ کہا۔ یا رسول اللہ ہم بھی اسرائیل  
کی طرح نہ کہیں گے۔ ہم ہر حال میں آپ کے  
ساتھ ہیں۔

باوجود اس شافی اور کافی جواب کے آپ نے قیسی بار پھر یہی ارشاد فرمایا۔

استبدوا علیٰ ایہا الناس اے لوگو مجھ کو مشورہ دو۔

سورہ انصار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ نبی اکرم انصح العرب وایم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اس بیخ اشارہ اور دقیق نکتہ کو سمجھ گئے اور فوراً عرض کیا۔ یا رسول اللہ شاید روئے سخن انصار  
کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں بلکہ

۱۔ چونکہ انصار نے آپ سے صحت بیعت عقبہ میں اس کا عہد کیا تھا کہ جو دشمن آپ پر حملہ کرے ہر گاہ اس وقت  
ہم آپ کے حامی اور مددگار رہیں گے۔ مدینہ سے باہر چاکا آپ کی ساتھ جنگ کرے گا وعدہ نہ تھا۔  
اس لئے آپ بار بار انصار کی طرف دیکھتے تھے سعد بن معاذ نے آپ کے اس اشارہ کو سمجھ کر جواب دیا اللہ

خب جہاب یا نبی اللہ تعالیٰ عنہ دار فناء آمین ۱۲۔ البیاض والہامیۃ ص ۲۳۳۔ ۱۳۔ ابن جریر اللہ ص ۲۳۳

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی جان نثارانہ تقریر

اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت اور جان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو بہتر عبد و مشفق دے چکے ہیں۔ یا رسول اللہ! آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو بشار مبارک ہے اس پر چلے اور جس سے چاہیں تعلقات قائم فرمائیں اور جس سے چاہیں قطع کریں اور جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں۔ دشمنی کریں ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا جو حصہ آپ لیں گے وہ اس حصہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا کہ جو آپ ہمارے پاس چھوڑ دیں گے اور اگر آپ ہم کو برک انعام جانے کا حکم دیں گے تو بلا ضرر ہم آپ کے ساتھ جائیں گے

یا رسول اللہ! قد اصابک  
ومد ثالث وشهدنا ان  
ما جئت به هو الحق واعطيناك  
على ذلك عهدا ومواثيق على  
السبح والطاعة ولعلك يا رسول الله  
خرجت لا مرفعا حدث الله غيره  
فامض لما شئت. وصل حبال من  
شئت واقطع حبال من شئت وسالم  
من شئت وعاد من شئت وخذ  
من اموالنا ما شئت واعطنا ما  
شئت وما احدثت منا كان احب  
الينا مما تركت وما امرت به  
من امرنا فامرنا تتبع لا مرك  
لئن سرت عني تاتي برك الغداة  
لنسيرن معك فوالذي بعثك  
بالحق لو استعرضت بنا هذا

لہ۔ میں میں فرات اشلہ ہے کہ ہمارے امال میں آپ کی ملک ہیں۔ اگر ہمارے مال میں سے ہمارے لئے  
آپ کو چھوڑ دیں گے تو گمراہ وہ آپ کا علیہ ہوگا۔ ۳ منہ عفا عنہ۔

البحر. لخصناه وما تخلف منا  
رجل واحد وما نكره ان نلقى  
عدونا انا الصبر عند الحرب  
صداق عند اللقاء ولعل الله يرسل  
منا ما تقرب به عينك فسرنا على  
بركة الله (زرقانی ص ۲۱۳)

تم ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق و کیم  
بھیجا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم  
دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور  
اور ہم میں کا ایک شخص بھی کچھے نہ رہے گا ہم دشمنوں  
سے مقابلہ کرنے کو کمرہ نہیں سمجھتے البتہ تحقیق ہم  
طوائف کے وقت بڑے مابرا در مقابلہ کے سچے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس  
کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی پس اللہ کے نام پر ہم کرنے کر چلے۔  
تنبیہ : بعض روایات میں سعد بن معاذ کے بجائے سعد بن عبادہ ذکر آیا ہے مگر یہ  
صحیح نہیں، راوی کا دم ہے اس لئے کہ سعد بن عبادہ بالاتفاق بدر میں حاضر نہیں ہوئے تفصیل کیلئے  
زرقانی کی مراجعت کی جائے۔ ۱۲

رسول اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے یہ جان نثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا  
اللہ کے نام پر چلو اور تم کو شہادت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابو جہل یا ابوسیف  
کی دو جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت پر ضرور فتح و نصرت عطا کر دوں گا۔  
اور مجھ کو توڑ کفار کے پچھاڑے جانے کی جگہیں دکھلا دی گئی ہیں کہ فلاں شخص فلاں جگہ اور فلاں  
شخص فلاں جگہ پچھاڑا جائے گا۔  
وقال تعالیٰ :

وَإِذْ يَبْعِدُكُمُ اللَّهُ إِخْدَىٰ الظَّلَامَيْنِ  
أَتَقَاتِلُكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنْ عَيِّرَ دَا بَ  
السُّؤْكَ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ

اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب اللہ تم سے یہ وعدہ  
کرا تھا کہ کافروں کی دو جماعتوں میں سے ایک  
جماعت تم کو مارے گا اور تم پر سپرد کرتے ہو کہ غیری

اَنْ يَّجِيَّ اَلْهَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ  
كَلِمَاتُكَ لَا يَبْرِيْنِ لِيَجِيَّ اَلْهَقَّ وَ  
يَبِيْطُ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

شوکت جماعت تم کو اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ  
حق کو اپنے آیات سے ثابت کرے اور کافروں  
کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل  
ہونا ظاہر طور پر واضح ہو جائے۔

عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب :

ادھر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے صحابہ کو  
یہ خبر دی کہ مجھ کو قوم کی بچھاڑے جانے کی  
جگہیں دکھائی گئیں اور اُدھر مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی عاتکہ بنت عبد المطلب  
نے منصف غفاری کے مکہ پہنچنے سے پہلے یہ خواب دکھا کہ ایک شتر سوار آیا اور اطمینان میں اُٹھ بٹھا کہ  
باوازا بلند یہ پکار رہا ہے۔

الا انظروا یا آکل عذیر المصاعم  
فی ثلاثہ

اے اہل فدا اپنے مقتل اور بچھڑنے کی جگہ کی طرف  
تین دن میں نکل جاؤ۔

لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے، پھر وہ اپنا اونٹ لے ہوئے مسجد حرام میں گیا اور پھر  
یہی آواز دی اس کے بعد جبل ابی قیس پر چڑھا اور لوہے سے پتھر کی ایک چٹان پھینکی جسے چٹان  
پہاڑے کے دامن میں پہنچی تو چوہر چھڑ ہو گئی اور مکہ کا کوئی گھرا بیا نہ رہا کہ جس میں اس کا کوئی ٹکڑا جا کر  
نہ گرا ہو۔

عاتکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے ذکر کیا اور کہا اے بھائی خدا کی قسم  
آج میں نے یہ خواب دکھا ہے اور اندیشہ ہے کہ تیری قوم پر کوئی بلا اور مصیبت آنے والی ہے۔  
دیکھو اس خواب کو کسی سے بیان نہ کرنا عباس گھر سے باہر نکلے اور اپنے دوست ولید بن عتبہ سے  
اس خواب کا ذکر کیا اور یہ تاکید کی کہ اس خواب کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ

۱۔ سۃ انفال، آیت ۱۰

۲۔ چونکہ لوگوں نے انشاء اس کے رسول سے خبر کیا تھا، اس نے حکم دیا میں ان کو آلِ فدا کہہ گا اور مجھ نہیں کہ فدا سے  
شیخ مولانا دیوبند کے مولانا محمد رفیع الرحمن نے بیان کیا کہ اس نے ان کو آلِ فدا کہہ گا اور اللہ عالم۔



عقبہ سے اس خواب کا لفظ بلفظ تذکرہ کر دیا اسی طرح بات تمام مکہ میں پھیل گئی۔ دوسرے قریب روز حضرت عباسؓ کو مسجد حرام میں گئے تو دیکھا کہ ابو جہل ایک مجلس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ابو جہل نے حضرت عباسؓ کو دیکھتے ہی یہ کہا کہ اے ابو الفضل مجھے مرد تو نبوت کے مدعی تھے ہی اب تمہاری عزتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں میں نے دریافت کیا کیا بات ہے، ابو جہل نے عاقلہ کے خواب کا ذکر کیا، اسی آثار میں منعم غفاری۔ ابرہہؓ کا پیام لے کر اس شان سے مکہ میں پہنچا کہ پیر ابن چاک ہے اور اونٹ کی ناک کٹی ہوئی ہے اور یہ پکارتا آ رہا ہے کہ اے گروہ قریش اپنے کاروان کی خبر لو اور جلد از جلد ابرہہؓ کے قافلہ کی مدد کو پہنچو۔

یہ خبر سنتے ہی قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اور بدر میں پہنچ کر خواب کی تعبیر بحالت بیداری آنکھوں سے دیکھ لی۔ یہ قال اہتی رعاء الطبرانی مرسلادنیہ ابن ہشیم وغیرہ ضعیف و حدیث حسن۔ مجمع الزوائد موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ منعم غفاری جب مکہ آیا تو قریش کو عاقلہ کے خواب سے ڈر پیدا ہو گیا۔

**ف۔** عاقلہ بنت عبد المطلب کے اسلام میں اختلاف ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ عاقلہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ۱۲-۱۱ ص ۱۱۰۰ ترجمہ عاقلہ بنت عبد المطلب۔

**جہیم بن الصلت کا خواب :** غرض یہ کہ قریش پورے ساندو سامان کے ساتھ گاتے بجاتے روانہ ہوئے جب مقام جحفہ میں پہنچے تو

جہیم بن صلت نے یہ خواب دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے اور ایک اونٹ اس کے براہ ہے۔ وہ آکر کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہے۔ قتل ہوا عقبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالمسلم بن ہشام یعنی ابو جہل۔ اور امیہ بن خلف اور فلاں فلاں۔ بعد ازاں اس شخص نے اونٹ کے ایک برچھا مار کر لشکر میں چھوڑ دیا۔ لشکر میں کا کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس پر اس کے خون کے چھینٹے نہ پڑے۔

۱۔ مستدرک للحاکم ج ۳، ص ۱۹، مجمع الزوائد ج ۶، ص ۱۱۰۱،

۲۔ الہدایۃ والنہایت ج ۳، ص ۲۵۸،

۳۔ الاصابہ ج ۴، ص ۳۵۰۔

ہوں۔ ابو جہل کو جب اس خواب کی اطلاع ہوئی تو بہت برعزم ہوا اور یہ کہا کہ یہ بنی المطلب میں دوسرا نبی پیدا ہوا ہے کل کو جب مقابلہ ہوگا تب اس کو معلوم ہو جائے گا کہ جنگ میں ہم میں سے کون قتل ہوگا۔

بیش اور عدیٰ بن کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کے جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب مقام بدر پہنچے تو ایک ٹیلہ کے نیچے جہاں ایک پانی کا چشمہ تھا۔ اپنے اونٹوں کو ٹھلایا اتنے میں دو عورتیں دکھائی دیں جن میں سے ایک دوسری پر اپنے قرض کا قافلہ کرتی تھی تو اس نے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ شام سے آنے والا ہے، اس وقت منت و مزدوری سے جو کماؤں گی اس تیرا حق ادا کر دوں گی۔

مجدی بن عمر وجہی بھی پانی کے چشمہ پر موجود تھا اور یہ تمام گفتگو سن رہا تھا جب قرضدار عورت نے قرض خواہ عورت سے یہ کہا کہ کل یا پرسوں قریش کا قافلہ آنے والا ہے۔ اس وقت قافلہ کا کچھ کام کر کے تیرا حق ادا کر دوں گی تو مجدی نے یہ کہا۔ سچ کہتی ہے اور یہ کہہ کر بیچ بچاؤ کرا دیا بیش اور عدیٰ یہ سنتے ہی اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اطلاع کی اطلاع دی۔

بیش اور عدیٰ کے چلے جانے کے بعد ابوسفیان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل و حرکت کی خبر لینے کی غرض سے اس مقام پر پہنچا اور مجدی بن عمرو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کسی کو یہاں آتے جاتے دیکھا ہے۔

مجدی نے کہا کسی کو نہیں دیکھا صرف دو سواروں کو دیکھا کہ اس ٹیلہ کے نیچے آکر اونٹ ٹھلکے اور پانی پلایا اور مشکیزہ پانی سے بھر کر چلے گئے ابوسفیان فوراً اس مقام پر پہنچا وہاں کچھ میگنیاں پڑی تھیں ایک میگنی کو اٹھا کر تو اس میں سے ایک گٹھلی برآمد ہوئی۔ ابوسفیان نے اس گٹھلی کو دیکھ کر کہا۔ خدا کی قسم۔ شیرب رعد نیزہ کے کھجور کی گٹھلی ہے۔

نوراً وہاں سے واپس ہوا اور قافلہ کا رخ بدل دیا۔ اور ساحل کے راستہ سے قافلہ کو بچا کر صحیح سامنے لے گیا اور قریش کو یہ پیام دے کر بھیجا۔ انکم انفا خرجتم لتنعوا غیرکم وبعالکم واماو الکم وقد نجاها اللہ فارجعوا۔ یعنی تم صرف اس لئے نکلے تھے کہ قافلہ کو اور اپنے آدمیوں کو اور اپنے اموال کو بچا لو اللہ نے سب کو بچالیا۔ لہذا تم سب مکہ واپس ہو جاؤ۔ ابو جہل نے کہا جب تک ہم بدر پہنچ کر تین دن تک کھاپی کر اور گاجا کر خوب مرے نہ اڑائیں اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہوں گے۔

انفس بن شریق سردار بنی زہرہ نے کہا کہ اے بنی زہرہ تم فقط اپنے اموال کی حفاظت کے لئے نکلے تھے۔ سو اللہ نے تمہارے اموال بچائے اب ہمیں لڑنے کی ضرورت نہیں بے وجہ ہم کربلاک میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے جیسا کہ یہ شخص ابوہیل اکتساب لہذا تم واپس ہو جاؤ قبیلہ بنی زہرہ کے تمام لوگ اپنے سردار انفس بن شریق کے کہنے سے واپس ہو گئے اور بنی زہرہ میں سے کوئی شخص بھی بدر میں شریک نہیں ہوا اور دیگر بعض نے بھی یہی کہا کہ جب ہمارا قافلہ صحیح سالم بچ گیا تو اب جنگ کی کیا ضرورت رہی۔ مگر ابو جہل نے ایک نہ مٹتی اور بدر کی طرف روانہ ہوا۔

اور ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے بدر پر پہنچ گئے۔ مگر قریش نے پہلے پہنچ کر پانی کے چشمہ پر قبضہ کر لیا اور مناسب موقعوں کو اپنے لئے چھانٹ لیا۔ بخلاف مسلمانوں کے کہ ان کو نہ پانی ملا اور نہ جگہ مناسب ملی۔ ریستلا میدان تھا جہاں چٹانوں کی دستار مختاریت میں چر و حسن و حسن جاتے تھے جن جل و علانے باران رحمت نازل فرمائی جس سے تمام ریت جم گیا۔ اور پانی جمع کرنے کیلئے مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے تاکہ پانی وضو وغسل کے کام آئے سورۃ انفال میں حق تعالیٰ شانہ اس احسان کو ذکر فرمایا ہے۔

وَمِيزَاتٍ يُعَلِّمُكُمُ فِيهَا الشَّمَاءُ مَاؤَ  
لَيْسَ طَهُرًا كُفِّرُ بِهِ وَيَسْطُرُ عَلَيْكُمْ  
اور اللہ تعالیٰ تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا  
تاکہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی دور

وَجَزَّ الشَّيْطَانُ وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ ۖ كُودٌ اُورْتَاكَ تَحَارَى دُلُوں كُو مَغْبُوطَا كُو دے  
وَيَجِيَّتْ بِهٖ الْاَلْفَادَا ۝ اُور تَحَارَى تَدْرِيكَا كُو جَاوے ۔

یہ پانی اگرچہ مسلمانوں نے اپنی ضرورت کے لئے جمع کیا تھا مگر نبی اکرم رحمت عالم۔ رات  
مجمہ نے اپنے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو اس سے پینے کی اجازت دی۔

جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن  
ابی وقاص اور چند صحابہ کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے ان کو مد غلام ہاتھ آگئے  
ان کو کچھ لائے اور دریافت کرنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ان غلاموں  
نے کہا ہم قریش کے ستھ میں پانی لانے کے لئے نکلے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کہنے کا کچھ یقین  
نہ آیا اور یہ سمجھ کر ان کو کچھ مارا ۔

کشاہد بارپیٹ کے خوف سے ابوسفیان کا کچھ حال بتلایا  
جب ان کچھ مار پڑی تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے آدمی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے مارنا چھوڑ دیا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ  
کہا تو تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو چھوڑ دیا، خدا کی قسم یہ قریش کے آدمی ہیں یعنی ابوسفیان  
کے ہمراہیوں میں سے نہیں) آپ نے فرمایا کہ قریش کہاں ہیں ان غلاموں نے کہا واللہ اس مَقْشَقَسْ  
ٹیلہ کے پیچھے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتنے لوگ ہیں۔ جواب دیا کہ بہت ہیں۔ اپنے  
فرمایا ان کی تعداد کتنی ہے، غلاموں نے کہا ہم کو ان کی شمار اور تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا  
مدنہ کھانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ جواب دیا کہ ایک دن نو اور ایک دن  
دس آپ نے فرمایا نہرا اور نو تلو کے دو میان ہیں۔

بعد ازاں آپ نے دریافت کیا کہ سر راران قریش میں سے کون کون ہیں۔ انھوں نے کہا  
کہ عقبہ اور شیبہ سپران ربیعہ اور ابو الجحتر بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خولید اور  
حارث بن عامر اللہ غمیہ بن عدی اور نصر بن الحارث اور زمعہ بن اسود اور ابو جہل بن ہشام اور۔

امیہ بن خلف اور نمیرہ سپران حجاج اور سہیل بن عمرو اور مروان عبدود۔ یہ تین کرکڑا ہوا  
کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ فرمایا کہ مکر نے آج اپنے تمام جگر گوشوں کو تمھاری طرف پھینک دیا  
ہے۔ الغرض اس طرح آپ نے قریش کا حال معلوم کیا۔

## جنگ کی تیاری

جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی تیاری کی اور سعد بن معاذ رضی اللہ  
عنه کی رائے سے آپ کے قیام کے لئے میلہ پر ایک چھپر بنایا گیا

ان سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔  
قال یا نبی اللہ الان نبی لک مرینا نکون  
فیہ ونعد عندک رکائبک ثم نلتق  
عدونا فان اعزنا اللہ و اظہرنا  
کان ذلک ما احببنا وان کانت الاخری  
جلت علی رکائبک فلحققت بہمن  
درائنا من قومنا فقد تخلف  
عنک اترام یا نبی اللہ ما نحن  
باشد لک حبا منہم ولو ظنوا انک  
تلتق حوبا ما تفلخوا عنک یمنعک اللہ  
بہم یناصحون ویجاہدون معک  
فاثنی علیہ رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ

سعد بن معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ  
کے لئے ایک چھپر نہ بنا دیں جس میں آپ تشریف  
رکھیں اور سواریاں آپ کے قریب تیار رکھیں پھر ہم  
دشمن سے جا کر مقابلہ کریں پس اگر اللہ نے ہم کو  
عزت دی اور دشمن پر غلبہ عطا فرمایا تو ہماری مین  
قمتا ہے اور اگر خدا نخواستہ دوسری صورت پیش  
آئی تو آپ سواری پر ہو کر ہماری قوم کے بال بوند  
لوگوں سے جا ملیں قوم کے جو لوگ پیچھے رہ گئے  
ہیں اسے بغیر خدا ہم ان سے زیادہ آپ کے  
محبب نہیں اگر ان کو کسی وجہ سے اس میں بھی یہ گمان  
ہوگا کہ آپ کو جنگ کا سامنا ہوگا تو برگزینے  
پر رہتے شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ آپ کی

لے۔ یہ انتہائی اخلاص ہے کہ باوجود انتہاء جدوجہد کے محب اور جان نثار ہونے کے زبان سے اور نہ تلب سے اس  
محبت کا کوئی دعویٰ ہے محب نفس رہی ہے جس کا اپنے اخلاص پر بھی نظر نہ ہو۔ ۱۲ منہ فاعانہ

و سلم خیر اودعاله بخیر ثم  
بنی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم عربین فکان فیہ .  
حفاظت فرماتا اور وہ نہایت اخلاص اور خیر  
خواہی سے آپ کے ساتھ جہاد کرتے۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن معاذکی تعریف کی  
اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی بعد ازاں آپ  
کے لئے ایک چھپر بنایا گیا آپ اس میں رہے

یہ چھپر ایک ایسے بلند ٹیلہ پر بنایا گیا جس پر کھڑے ہو کر تمام میدان کا راز نظر آتا تھا۔  
حضرت انسؓ حضرت عمرؓ سے راوی ہیں کہ جس شب کی صبح کو میدان کا راز ارگرم ہو نہوا  
تھا اس شب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جم کو میدان کا راز کی طرف لے کر چلے تاکہ اہل مکہ  
کی قتل گاہیں ہم کو آنکھوں سے دکھلا دیں چنانچہ آپ اپنے دست مبارک سے اشارہ فرماتے  
جاتے تھے اسی پر کہتے جاتے تھے بذامصرع فلاں غذا انشاء اللہ یہ ہے فلاں کی قتل گاہ صبح کو  
انشاء اللہ اور مقام قتل پر ہاتھ رکھ کر نام بنام اسی طرح صحابہ کو بتلاتے رہے قسم ہے اس خدا کی  
جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا کسی ایک نے بھی اس جگہ سے سر نہ تجاو نہ کیا جہاں آپ نے  
اپنے دست مبارک سے اس کے قتل کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ (رواہ مسلم)

باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل بندہ

بعد ازاں آپ اوصاف کے بار بار رفیق جان غار صدیق المہاجرین ابو بکر صدیق رضی اللہ  
عنہ اس غریش پر چھپیں داخل ہوئے اور در کحت نماز ادا فرمائی اور صدیق الانصار سعد بن معاذ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپر کے دروازہ پر تھوڑے کر کھڑے ہو گئے تھے

۱۵۔ سند احمد میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا آپ بھی بدین حاضر  
ہوئے تھے، اپنے فرمایا میں بدین سے کہن غائب ہو گیا تھا اور حضرت انسؓ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیلئے آپ کے ہمراہ  
گئے تھے میفرماں ہوئے کہ جس سے قتال میں شریک نہیں ہوئے۔ آپ کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی تھی ایک وجہ  
آپ کا بدین میں شمار نہیں کیا گیا۔ زرقانی ص ۴۲ عہ یہ چھپر کھجور کی شاخوں کا تھا۔ طبقات ابن سعد

۱۶۔ زرقانی۔ ج ۱۔ ص ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲۔ طبقات ابن سعد ج ۲۔ ص ۹

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بدر کی شب میں کوئی شخص ہم سے ایسا نہ تھا جو سونہ رہا ہو سوائے آپ کی ذات بابرکات علیہ الف صلوات والہ الف تحیات کہ تمام شب نماز اور دعا گریہ و زاری میں گزاری۔ اسی طرح صبح کو وہی درواہ الطبرانی وابن جریر و ابن خزیمہ وغیرہم طلوع فجر ہوتے ہی آپ نے یہ آواز دی الصلاۃ عباد اللہ اے اللہ کے بندوں نماز کا وقت آگیا۔ آواز کا سننا تھا کہ سب جمع ہو گئے۔ آپ نے ایک درخت کی جڑ میں کھڑے ہو کر سب کو نماز چھائی۔ اور نماز سے فارغ ہو کر اللہ کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی کی ترغیب دی (دعاہ ابن بی شیبہ و احمد وابن جریر و صحیحہ منتخب کنز العمال ج ۹)

بعد ازاں آپ نے اصحاب کی صفوں کو سید ہا کیا اور ہر کفار کی مغفیں تیار تھیں ماہ رمضان المبارک کی تشرہ تاریخ ہے اور جمعہ کا روز ہے کہ ایک طرف سے حق کی جماعت اور دوسری طرف سے باطل کی جماعت میدانِ فرتان کی طرف بڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی عظیم الشان جماعت کو پورے ساز و سامان کے ساتھ میدانِ کارزار کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو بارگاہِ انبوی میں یہ عرض کیا، اے اللہ -

اللهم هذا قریش قد اقبلت بنحیلة ثھار فخرھا اتحادك و تکذب رسولك اللهم  
یہ قریش کا گروہ ہے جو تکبر اور غرور کے ساتھ مقابلہ کئے آیا ہے تیری مخالفت کرتا ہے اور تیرے بھیجے ہوئے پیغمبر کو جھٹلاتا ہے اے اللہ اپنی فتح و نصرت الذی وعدتہی اللہم  
نصرت نازل فرما جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا،  
اور اے اللہ ان کو ہلاک کر،  
اجنہم الغداۃ -

سیرۃ ابن ہشام فتح الباری، باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم الیٰ تو را شدید العقاب بعد ازاں آپ نے لشکر اسلام کو مرتب فرمایا۔ ترتیب اور صف آرائی کے وقت دست

۱۵۔ حق تعالیٰ نے یوم بدر کو یوم الفترتان فرمایا ہے یعنی حق اور باطل میں فرق اور فیصلہ کا دن اسی مناسبت سے اس نام پزیرنے اس میدان کو میدانِ فرتان سے تعبیر کیا ہے کہ اسی میدان میں اور باطل، زور و ظلمت کا فرق نمایاں ہوا۔ ۱۶۔

مبارک میں ایک تیر تھا مصف میں سے سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ فرما آگے کو نکلے ہوئے تھے۔ آپ نے بطور لطافت سواد بن غزیہ کے پیٹ پر تیر کا ایک ہلکا سا کوچہ دے کر فرمایا استویا سواد۔ اے سواد سیدھا ہو جا۔

سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ارجعتنی وقد بعثك الله بالحق والعدل فاقصدنی۔  
یا رسول اللہ اپنے مجھ کو درمند کیا اور تحقیق اللہ نے آپ کو حق اور عدل کے ساتھ بھیجا ہے میرا بدلہ دیدیجئے۔

آپ نے شکم مبارک پر ابن شریف کو اٹھا کر سواد سے فرمایا اپنا بدلہ لے لو۔ سواد رضی اللہ عنہ نے شکم مبارک کو گکے لگایا اور بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ شاید یہ آخری ملاقات ہو آپ صرور رہے اور سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے لئے دوائے خیر فرمائی۔ اصابع، ترجمہ سواد بن غزیہ انصاریؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکرا سلام کو مرتب اور اس کی صفوف کو صفوف ملائکہ کی طرح درست اور ہموار فرما کر عرش (چھپر) میں تشریف لے گئے صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ عرش میں داخل ہوئے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تلوار سے کر عرش کے دروازہ پر کھڑے ہو گئے۔

ابو مخنف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ۵

وَسَيِّتٌ مَّدِيْقًا وَهَجْرًا مَاجِرًا  
آپ کا نام مدیق رکھا گیا۔ اور ہر مہاجر  
سَبَقْتُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ شَهِدٌ  
اُنپے اسلام کی طرف سبقت کی اور اللہ گواہ ہے۔  
سَوَاكُ يُسْمَى بِاسْمِهِ غَيْرُ مَسْكُورٍ  
آپ کے سواد دوسرے نام سے پکارا جاتا ہے  
وَكُنْتُ حَلِيْسًا بِالْعَرَبِيَّةِ الْمَشْهُرَةِ  
اور چھپر میں آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتین تھے



وَبِالْعَارِ اِذْ سُمِّيَتْ بِالْعَارِ صَاحِبَا وَكُنْتَ رَفِيقًا لِلنَّبِيِّ الْبَطْهَرِ  
اور علی بذاتِ ایں بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اسی وجہ سے آپ کو یارِ فار کہا جاتا ہے۔  
(استیعاب لابن عبد البر، ترجمہ ابی بکرؓ)

قریش جب مطمئن ہوئے تو آغازِ جنگ سے پہلے عُمیر بن عبد منافؓ کو مسلمانوں کی جماعت کا  
اندازہ لینے کے لئے بھیجا۔ عُمیر بن عبد منافؓ نے پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ارد گرد بچھ کر دایسے آئے  
اور یہ کہا کہ کم و بیش تین سو آدمی ہیں لیکن مجھ کو ذرا جھلت و دکہ یہ دیکھ آؤں کہ مسلمانوں کی مدد کے لئے  
اور جماعت تو کہیں کمین گاہ میں چھپی ہوئی نہیں۔ چنانچہ عُمیرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر دو دور دوسایک چکر  
لگا کر واپس آئے اور یہ کہا کہ کوئی کمین اور مدد نہیں لیکن اے گروہ قریش میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ  
مدینہ کے ادنیٰ موت (عمر قتل) کو اپنے اوپر لا دے ہوئے ہیں اس قوم کا سوائے ان کی تمام اہل  
کے کوئی پناہ اور ہمالا نہیں، خدا کی قسم میں یہ دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے جب تک اپنے مقابل  
کو نہ مارے گا اس وقت تک ہرگز نہ املا جائے گا۔ پس اگر ہمارے آدمی بھی انھیں کے برابر مارے  
گئے تو پھر زندگی کا لطف ہی کیا رہا۔ سوچ کر کوئی رائے قائم کر لو۔

حکیم بن حزام نے کہا بالکل درست ہے اور اٹھ کر عقبہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید آپ  
قریش کے سردار اور بڑے ہیں کیا آپ کو یہ پسند نہیں کہ ہمیشہ خیر اور بھلائی کے ساتھ آپ کا ذکر ہوتا ہے  
عقبہ نے کہا کیا ہے حکیم نے کہا کہ لوگوں کو ٹوٹے چلو۔ اور عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اپنے ذمہ لے لو۔  
عقبہ نے کہا میں عمرو بن حفصؓ کا خون بہا اور ویت کا ذمہ دار ہوں لیکن ابوجہل سے بھی مشورہ کر لو  
اور کھڑے ہو کر یہ خطبہ دیا۔

## میدانِ کارزار میں عقبہ کی تقریر

اے گروہ قریش واللہ تم کو محمد (صلی علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب سے جنگ کے کوئی  
فائدہ نہ ہوگا۔ یہ سب تمہارے قرابت دار ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تم اپنے باپ اور بھائی بنی الامیام اور

بنی الاخرال کے قاتلوں کو دیکھتے رہو گے۔ محمد اور عرب کو چھوڑ دو، اگر عرب نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کر دیا تو تمہاری مراد پوری ہوئی اور اگر اللہ نے ان کو غلبہ دیا تو وہ بھی تمہارے لئے باعث عزت و شرف ہوگا کیونکہ وہ تمہاری ہی قوم کے ہیں ان کا غلبہ تمہارا غلبہ ہے) دیکھو میری نصیحت کو رومیت کرو اور مجھ کو سفید اور نادان نہ بناؤ۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابو جہل کے پاس آیا۔ ابو جہل اس وقت زہرہ بن کر ہتھیار سج رہا تھا۔ میں نے کہا عقبہ نے مجھ کو یہ پیام دے کر بھیجا ہے۔

ابو جہل سنتے ہی عقدہ سے بھڑک اٹھا اور یہ کہا کہ عقبہ اس لئے بھی لڑائی سے جان چڑا رہا ہے کہ اس کا بیٹا ابو عبد اللہ یغہ سکالوں کے ساتھ رہے اس پر کوئی آپج نہ آئے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک اللہ ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مابین فیصلہ نہ کر دے اور عمرو بن العفری کے بھائی عامر بن العفری کو ملا کر یہ کہا کہ یہ تیرا حلیف، عقبہ لوگوں کو لوٹا کر لے جانا چاہتا ہے اور تیرے بھائی کا خون تیری آنکھوں کے سامنے ہے، عامر نے سنتے ہی داعلہ و اعمرہ ہائے عمرو ہائے عمرو کا نعرہ لگنا شروع کیا جس سے تمام فوج میں ہوش بھیل گیا۔ اور سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے (رفاٹ لگا) ابو جہل، عمار بن العفری کے خون کا ذکر، لوگوں کو محض جوش دلانے کیلئے کرتا تھا اصل مقصد جس کے لئے قریش مکہ سے نکلے تھے وہ کاروان تجارت کی حفاظت تھی جب وہ بچ نکلا تو لوگ جنگ کے لئے آمادہ نہ تھے اور قدم قدم پر واپسی کا مسئلہ زیر بحث آتا تھا، لہذا کسی علامہ کا یہ گمان کرنا کہ قریش محض عمار بن العفری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت سے نکلے تھے بالکل غلط ہے، تاہم روایات کے خلاف ہے۔

## آغاز جنگ

ابو جہل کی طعن آمیز گفتگو کا یہ اثر ہوا کہ عقبہ بھی ہتھیار سج کر جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور گروہ

مشکرین میں سب سے پہلے عقبہ بن ربیعہ ہی اپنے بھائی شعیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید کو لے کر میدان میں آیا۔ اور لٹکار کر اپنا تئبا رنادر مقابل طلب کیا۔

شکر اسلام میں سے تین شخص مقابلہ کے لئے نکلے۔ عوف اور متوذ سپہ سالار حارث اور عبد اللہ بن رواحہ۔

عقبہ نے پوچھا تم کون ہو۔ ان لوگوں نے کہا درہط من الانصار یعنی ہم گروہ انصار سے ہیں۔ عقبہ نے کہا انا بکم من حاجتہ یعنی ہم کو تم سے مطلب نہیں ہم تو اپنی قوم سے لڑنا چاہتے ہیں، اور شخص نے لٹکار کر یہ آمادگی۔

یا محمد اخرج الینا اکفاءنا اے محمد ہماری قوم میں سے ہماری جھوٹ کے ہم من قتومینا۔ سے لڑنے کو بھیج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ صف قتال کی طرف واپس آ جائیں اور حضرت علی اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن الحارث کو نام بنام مقابلہ کے لئے نکلنے کا ارشاد فرمایا۔ حسب الارشاد یہ تینوں مقابلہ کے لئے نکلے۔ چہروں پر چونکہ نقاب تھے اس لئے عقبہ نے دریافت کیا تم کون ہو عبیدہ نے کہا میں عبیدہ ہوں حمزہ نے کہا میں حمزہ ہوں علی نے کہا میں علی ہوں عقبہ نے کہا:

نعم اکفاء جردنا ہاں تجم ہمارے جھوڑ اور برابر کے ہوا در محرم ہو۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

۱۔ عوف اور متوذ کے باپ کا نام حارث ہے اور ان کا نام عفر آ ہے عفر آ بھی صحابیہ ہیں۔ حافظ عثمان فرماتے ہیں عفر آؤں ایک خاص نصرت ہے جو کسی اور صحابیہ میں نہیں ہائی جاتی۔ وہ یہ کہ عفر آ نے اول نکاح حارث سے کیا حارث تین بیٹے ہوئے عوف اور متوذ اور معاذ۔ حارث کے بعد بکریاں یا اس سے نکاح کیا جس سے چار لڑکے ہوئے، ایسا اور عائشہ اور خالد اور عاتق۔

اور یہ ساتوں بیٹے تین پہلے شوہر کے اور چار دوسرے شوہر کے سب کی کُل غزوہ بدر میں شریک تھے ایسی ہی تھیں جس کے ساتوں لڑکے بھی شریک ہوئے یہاں عوف عفر آ سے اللہ تعالیٰ مہنا دے گا ۱۲۔ زرتانی ج ۱۴

توموا یا بنی ہاشم بحکم الذی بعث اللہ بہ بینکم اذا جاؤا بباطلہم لیظنوا انہما اللہ۔ اسے بنی ہاشم انھوں اس حق کے ساتھ جس کو اللہ نے تمہارے نبی کو دے کر بھیجا ہے یہ باطل کو لے کر اللہ کا نور کھانے آئے ہیں۔

## ذکر قتل عقبہ و شیبہ ولید

اس کے بعد جنگ شروع ہو گئی۔ عبیدہؓ عقبہ کے مقابلہ میں نکلے اور حمزہؓ شیبہ کے اور علیؓ ولید کے مقابل ہوئے۔

حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نے تو اپنے اپنے مقابل کا ایک ایک ہی دامن کام تمام کر دیا۔ عبیدہؓ خود بھی زخمی ہوئے اور اپنے مقابل کو بھی زخمی کیا۔ بالآخر عقبہؓ نے حضرت عبیدہؓ پر تلوار ایسا وار کیا جس سے حضرت عبیدہؓ پر کٹ گئے حضرت علیؓ اور حمزہؓ اپنے اپنے مقابل سے فارغ ہو کر حضرت عبیدہؓ کی امداد کا پہنچنے اور عقبہؓ کا کام تمام کیا۔ اور عبیدہؓ کو اٹھا کر آپ کی خدمت میں لے آئے، عبیدہؓ کی پینڈلی کی ہڈی سے خون جاری تھا۔ عبیدہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا میں شہید ہوں اپنے فرمایا ہاں۔ اس پر عبیدہؓ نے کہا کاش اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس فخر کے ہم زیادہ متقی ہیں۔

وَسَلِّمْ حَتَّى نَفْوَ عَ حَوْلَهُ وَنَدَّ هَذَا عَنْ أَنْبَاءِ نَا وَالْحَلَاوِل

ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دشمنوں کے حوالہ کر سکتے ہیں کہ جب ہم سب اُن سے پہلے قتل کر دیئے جائیں اور اپنے بیٹوں اور بی بیوں سے بے خبر ہو جائیں اور اس کے بعد یہ شعر پڑھے :

فَإِنْ يَقْطَعُوا رَحِيلِي فَأَنَا مُسْلِمٌ أَوْ تَجِي بِهِ عَيْشًا مِنْ اللَّهِ عَالِيًا

۱۔ یہ محمد بن اسحق کی روایت ہے کہ عبیدہؓ عقبہ کے اور حمزہؓ شیبہ کے مقابلہ میں برسرِ نبی بنی ہاشم کی روایت میں اس کے برعکس ہے کہ عبیدہؓ شیبہ کے اور حمزہؓ عقبہ کے مقابلہ میں ہوئے۔ میر کی کل روایات اس پر متفق ہیں کہ حضرت علیؓ ولید کے مقابلہ میں ابوطالبؓ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبیدہؓ تھا۔ عبیدہؓ نے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں تلوار سے حملہ کیا اور حضرت علیؓ کی ہڈی سے خون جاری تھا۔ عبیدہؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا میں شہید ہوں اپنے فرمایا ہاں۔ اس پر عبیدہؓ نے کہا کاش اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو یقین کرتے کہ ان کے اس فخر کے ہم زیادہ متقی ہیں۔

اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں عترتِ جلال سے بہت ہی بلند عیش کا امیدوار ہوں یعنی پیر قطع ہر جانے سے یہ حیاتِ فانیہ قطع ہوگی۔ مگر اس کے بدلے میں ایسی حیات ملے گی جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔

وَأَلْبَسْنِي الزَّخْرَيْنِ مِنْ قُضَلٍ مَمْنُونَةٍ لِبَاسًا مِنَ الْإِسْلَامِ عَطَى الْمَسَاوِيَا  
انہ کیوں نہ امید کروں خداوند مہربان ہی نے محض اپنی مہربانی سے مجھ کو اسلام کا لباس پہنایا جس نے  
تمام برائیوں کو ڈھانک لیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ جس جسم پر اسلام اور تقویٰ کا لباس نہ ہو تو وہ عربیاں اور برہمنہ ہے عالم  
شہادت والے اگر آپس میں عربیائی کا احساس نہ کر سکیں لیکن عالم غیب کے رہنے والے اس برائی کو ضرور  
محسوس کرتے ہوں گے۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ جب حضرت لبید مشونؓ باسلام ہوئے تو یہ  
شعر کہا: ۱۵

الْحَمْدُ لِلَّهِ إِذْ لَمْ يَأْتِنِي آجِبِي حَتَّى أَكْتَسَيْتُ مِنَ الْإِسْلَامِ سِرِّيًّا لَا  
یہ شعر بھی اسی کا مزید ہے اگر اندلیغ طوالت نہ ہوتا۔ تو کتاب و سنت سے کچھ اور شواہد  
ذکر کرتا حضرات اہل علم ادنیٰ توجہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔

فائدہ کا: عقبہ اور شعیبہ۔ اہل میں جنگ سے اس نے جان چراتے تھے کہ اول  
تو فاطمہ اور پھر جیم بن صلت کے خواب کیوجہ سے پریشان تھے اور پھر یہ کہ مکہ سے چلتے وقت  
یہ ماجرا پیش آیا کہ عدا اس رضی اللہ عنہ نے (جو عقبہ اور شعیبہ کے غلام تھے اور انفرامیت سے تائب  
ہو کر طائف کی واپسی میں حضور کے دست مبارک پر مشرف ہو چکے تھے) جب عقبہ اور شعیبہ بدر کے  
لئے روانہ ہونے لگے تو جاتے وقت عدا اس نے عقبہ اور شعیبہ کے پیر بچڑے اور یہ کہا:

۱۶۔ ایک حدایت میں ہے کہ جب صحابہ رہے یہ حالت دیکھی تو غیبہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدمت کے بیچ  
ہوئے مینہ نے غبارِ سارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر رکھ کر یہ کہا کہ یا رسول اللہ اگر اللہ طالب  
زندہ ہوئے تو ہم کو دیکھتے تو وہ بیان لیتے کہ ہم اس سے زیادہ اس شعر کے حق میں اس کے بعد وفات پائی آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خداوند انکے شہید کیا گواہی دیا ہوگی تو شہید ہوا وہ اسٹانی ابا بکر و انہما یہ جوتہ

باجی دای امتہا واللہ انہ  
لرسول اللہ وماتاقان الا  
الی مصار حکما۔  
میرے ماں باپ تم پر خدا ہوں خدا کی قسم وہ یعنی  
محمد بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نہیں ہانکے  
جارے ہر تم مگر اپنے اپنے مقتل و قتل گاہ

کی طرف اور دوڑے۔ عاص بن شیبہ نے حضرت عباس کو روکتے ہوئے  
دیکھ کر رونے کا سبب دریافت کیا تو عباس نے کہا کہ میں اپنے ان آقاؤں کی  
وجہ سے رہتا ہوں کہ دونوں اللہ کے رسول سے قتال اور جنگ کے لئے  
جارے ہیں، عاص نے کہا۔ کیا واقعی وہ اللہ کے رسول ہیں۔ عباس کا نپاٹھ  
اور یہ کہا :

ای واللہ انہ لرسول اللہ الی  
الناس كافة۔ (امام ترمذی رحمہ اللہ)  
تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔  
عباس کا یہ کلام عقبہ اور شیبہ کے دل میں اتر چکا تھا کہ یہ سب لوگ مارے جائیں گے۔  
اس لئے عقبہ اور شیبہ جنگ سے جان چراتے تھے، فقط ابو جہل کے طعن کی وجہ سے عقبہ اور شیبہ  
نے سبقت کی۔ ابو جہل بار بار عقبہ اور شیبہ کو بزدلی اور نامردی کا طعنہ دیتا تھا۔ اس لئے سب سے پہلے  
یہ دونوں جنگ کی طرف بڑھے تاکہ اپنے سے بزدلی اور نامردی کے طعنہ کو دور کریں ابو اسید  
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا، اپنے تیروں  
کو وقت کے لئے بجا رکھنا۔ جب کافر تم پر ہجوم کر دیں اور قریب آجائیں اس وقت تیر مارنا۔  
(بخاری شریفین غزوہ بدر)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ خداوندی میں عارفت

عقبہ اور شیبہ کے قتل کے بعد میدان کارزار گرم ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھترے  
برآمد ہوئے اور صحابہ کی صفوں کو بھرا کر کیا۔ اور پھر ابو بکر صدیق کو ساتھ لے ہوئے عرش چھترے

میں واپس تشریف لے گئے اور سعد بن معاذؓ تلوار لے کر چھپرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے حضورؐ پرورد نے جب اپنے اصحاب اور احباب کی قلت اور بے سرو سامانی کو اور اعداء کی کثرت اور قوت کو دیکھا تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا میں مشغول ہو گئے اور یہ دعا مانگتے تھے۔

اللَّهُمَّ افِ انْشُرْكَ عَهْدِ اے اللہ میں تیرے عہد اور عہدہ کی وفا  
و وعدك اللهم ان شئت لم کی درخواست کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے  
تعبد۔ تو تیری پرستش نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شروع و خضوع کی ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ بارگاہ  
خداوندی میں کبھی سر بسجود تضرع و ابتهال ہاتے اور کبھی سلطانہ اور فقیرانہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر  
فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ محویت کا یہ عالم تھا کہ دوش مبارک سے رواں گر گزرتی تھی۔  
حضرت علیؓ راوی ہیں کہ میں نے بدر کے دن کچھ قتال کیا اور آپ کی طرف آیا دیکھا کہ  
کہ آپ سر بسجود ہیں اور یا حسیٰ یا قیوٰم کہتے جاتے ہیں میں لوٹ گیا اور قتال میں مصروف  
ہو گیا اور کچھ دیر بعد پھر آپ کی طرف آیا پھر اسی حال میں پایا۔ تین مرتبہ اسی حال میں پایا پھر تھی  
بار اللہ نے آپ کو فتح دی۔ (رواہ النسائی والحاکم فتح الباری۔ باب قول اللہ تعالیٰ انا متغنی عن  
رکب صحیح مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب بدر کا دن  
ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین مکہ ایک ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین  
سو کے کچھ زیادہ ہیں تو آپ عرش چھپرے میں تشریف لے گئے اور مستقبل قبلہ ہو کر بارگاہ خداوندی  
میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے۔

اللَّهُمَّ انْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي اے اللہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس کو  
اللَّهُمَّ انْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعَصَابَةِ پورا فرما۔ اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک  
من اهل الاسلام لا تعبد في الارض ہو گئی تو پھر زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی۔

اس نے کہ آپ خاتم النبیین ہیں یہ امتِ آخری امت ہے اگر خدا غواستہ آپ اور آپ کے صحابہ ہلاک ہو گئے تو پھر زمین پر کوئی اللہ کی عبادت کرنے والا نہ رہے گا، نیز اس دُعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فتح و نصرت کی دعا فقط مسلمانوں کی جان بچانے کے لئے نہ تھی بلکہ اس لئے کہ زمین پر اللہ جل جلالہ کی عبادت اور بندگی باقی رہے ایسا نہ ہو کہ زمین اللہ کی عبادت سے خالی رہ جائے۔

دیر تک اٹھ پھیلانے ہوئے یہی دُعا فراتے رہے کہ اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری پرستش نہ ہوگی۔ اسی حالت میں چادر مبارک ودش مبارک سے گر چڑی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر ودش مبارک پر ڈال دی اور پیچھے سے آکر آپ کی کمر سے چٹ گئے، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ ابو بکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور عرض کیا،

حَسْبُكَ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ  
بِسْ كَانِي هُوَ تَحْقِيقُ أَهْلَ الْبَيْتِ حَضْرَتِ بَيْتِ  
الْحَاجَّاهُ وَنَارِي كِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت حق بل و علا کی عظمت و جلال اور شانِ استغفار و بے نیازی پر تھی، کہا قال تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ تَغْنِي عَنِ الْعَالَمِينَ۔ وقال تعالیٰ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ إِنَّ تَشَابُدُ هَبْكَمُ اس نے چہنہائے مبارک سے گریہ و نزاری کے چٹے جاری اور دعاں تھے لیکن ابو بکر کو آپ کی اس بے تابانہ اور مضطربانہ الحاح و نزاری سے یقین آ گیا کہ آپ کی دُعا مستجاب اور مقبول ہوئی، کہا قال تعالیٰ

أَمِنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَا  
وَيَكْنِيفُ الشُّوْبَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ  
الْأَرْضِ ۝

آبادہ ذات کہ جز مضطر اور پیرار کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور تم کو زمین میں صاحبِ تفرق بناتا ہے۔



غرض یہ کہ صدیق اکبر مقامِ رجا میں تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ خوف میں تھے۔  
**ایک شغبہ اور اس کا ازالہ :** شغبہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت کا وعدہ تھا تو حضور پُر نور کیوں اس درجہ مضطرب تھے۔

یہ ہے کہ حق جل شانہ کی طرف سے حق کی فتح و نصرت کا وعدہ مجھ تھا کوئی  
**جواب :** زمان و مکان اور کوئی واقعہ اور محل معین نہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی نظر حق جل و علا کی شانِ بے نیازی پر تھی کہ وہ مالکِ مطلق ہے جو چاہے سو کرے۔  
 مقامِ ربوبیت کا ادب یہی ہے کہ باوجود وعدہ برحق کے اُس سے ڈرتا رہے اور یہ سمجھتا  
 رہے کہ کوئی شئی کسی حال میں اس پر واجب نہیں بندہ کا کام مانگنے کا ہے وہ جو کچھ عطا فرمائے  
 وہ اس کا فضل اور انعام ہے اور اگر وعدہ نصرت کا وقت معین بھی ہو تو اس میں یہ اتالی ہے  
 کہ ممکن ہے کہ اس وعدہ کا وقوع اور تحقیق ایسے مخفی اسباب و شرائط پر معلق ہو جن سے اللہ  
 تعالیٰ نے کسی حکمت اور مصلحت کی بنا پر اپنے پیغمبروں کو بھی آگاہ نہ کیا ہو کہ اقال تعالیٰ  
 وَلَا يُجِیْطُونَ بِشَيْءٍ اِنْهَ اَعْلَمُ اَلَا بِمَا شَاءَ عَزَّ وَجَلَّ اللہ تعالیٰ پر یہ امر واجب نہیں  
 کہ کسی واقعہ اور کسی وعدہ کے اسباب و شرائط سے انبیاء کرام کو آگاہ کرے بسا اوقات حکمت  
 بالغہ کا اقتضایہ ہوتا ہے کہ اہل حقیقت سرکھم رہتے تاکہ بندہ کی نظر سے اللہ کی عظمت اور  
 ہیبت اور شانِ لا الہ الا بالی اور جہل نہ ہو جائے۔

اس لئے حضراتِ انبیاء کرام کا اس طرح کی مبالغہانہ اور مضطربانہ دعا مانگنا۔ اس لئے  
 نہیں ہوتا کہ ان کو وعدہ خداوندی پر وثوق نہیں ہوتا بلکہ خداوندِ جلال کی لا الہ الا بالی کا خوف  
 ان پر غالب ہوتا ہے۔ (ماخوذ از مدارج النبوة)

اس صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی نے عرض کیا:

كفناك منذ بك دبك فانه بس الله سے آپ کی یہ سوال کافی ہے تحقیق وہ

سینجز لك ما وعدك . اپنے وعدہ کو ضرور پورا فرمائے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِذْ تَنْتَفِیْثُوْنَ رَجَبُكُمْ فَاَسْتَجَابَ لَكُمْ  
اَنِّیْ مُیْتَدِّكُمْ بِاَمْنٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ  
مُرِدِّیْنَ . وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی  
وَلِیَطْمَیْنَنَّ بِہِ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ  
اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ  
حَکِیْمٌ ۝۴

یاد کرو اس وقت کہ جب تم اللہ سے فریاد کرو گے  
تھے پس اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں  
تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد کروں گا جو  
مجھے بعد و گمراہی کے اپنے دے ہوں گے اور نہیں  
بنایا اللہ نے اس امداد کو مگر محض تمہاری بشارت  
اور خوشخبری کے لئے اور اس لئے کہ تمہارے دل

مطمئن ہو جائیں اور حقیقت میں مدد نہیں مگر اللہ کی جانب سے بے شک اللہ غالب

اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے، آپ اس وقت عرشِ دجیتر سے باہر تشریف لائے

اور زبان مبارک پر یہ آیت تھی۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ  
الدُّبُرَ ۝

عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی  
اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔

ابنِ اُمّی کی روایت میں ہے کہ وہ مانگتے مانگتے آپ پر نیند طاری ہو گئی، تنہا دیر بعد

آپ بیدار ہوئے اور ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

۱ بشر یا ابا بکر اتال نصر اللہ  
هذا جبریل اخذ بعنان فرسہ  
يقودہ علی ثنایا العنبار ۝

اے ابو بکر تجھ کو بشارت ہو۔ تیرے پاس اللہ کی  
مدد آگئی۔ یہ جبریل امین گھوڑے کی باگ کپڑے  
ہارے ہیں دانتوں پر ان کے غبار ہے۔

۱۔ سورۃ انفال، آیت ۱۰ ۵۔ سورۃ القمر، آیت ۲۵

۳۔ فتح الباری ج ۱ : ص ۲۲۲ - عیون الاثر - ۱ : ۵ - ص : ۳۵۵

## اہل اسلام کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نزول

اول حق تعالیٰ نے ایک ہزار اور پچترہ ہزار اور پھر پانچ ہزار فرشتے مسلمانوں کی امداد کے لئے آکرے۔

**نکتہ:** جو عجم اس جنگ میں کفار و مشرکین کے امداد کے لئے ابلیس بعین اپنا شکر لے کر حاضر ہوا اس لئے حق تعالیٰ و علانے مسلمانوں کی امداد کے لئے جبریل و میکائیل و اسرافیل کی سرکردگی میں آسمان سے اپنے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں اداؤس کے لشکر کے لوگ بنی مدیج کے مردوں کی شکل میں ظاہر ہوئے جیسا کہ دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں ہی کی شکل میں نمودار ہوئے جیسا کہ علامہ سہیل اور امام قرطبی نے تصریح کی ہے۔

اور جن حضرات کی امداد اور اعانت کے لئے آسمان سے فرشتے اترے وہ حضرات اگرچہ صورتہ انسان تھے مگر معنی فرشتے تھے اور بلاشبہ اس کا مصداق تھے۔

نقش آدم یک معنی جبریل رستہ از جملہ ہوا ذقال دقل

ابو اسید سامدی رضی اللہ عنہ (جو صحابہ بدر میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتے زرد رنگ کے عماموں میں اترے تھے موند حرم کے درمیان چھوڑے ہوئے تھے۔ (دواہ ابن جریر باسناد حسن اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے زبیر بن عمام سے روایت کیا ہے اور زبیر رضی اللہ عنہ خود بھی بدر کے دن زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کے عماموں کا رنگ سیاہ تھا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ سفید تھا۔



اور مددگار ہے اور اُس کے فرشتوں کا لشکر تحاری پشت پناہی کے لئے حاضر ہے۔ پھر کیا فکر اور کیا غم ہے اور فتح و شکست کا مدار دلوں کی قوت اور ضعف پر ہے۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

تیسرا انعام حق تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ فرشتوں کو مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد اور قتال کا حکم دیا۔

چوتھا انعام یہ فرمایا کہ فرشتوں کو ان کا معین اور مددگار بنایا، اصل جہاد کرنے والے صحابہ تھے، فرشتے ان کے تابع تھے، جیسا کہ مدم کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے۔

پانچواں انعام یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالنا کمال تعالیٰ سَتَلَقُوا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعْبُ -

## فرشتوں کو طریقہ جہاد و قتال کی تعلیم

فرشتوں کو چونکہ آدمیوں کے قتل کا طریقہ معلوم نہ تھا اس لئے حق تعالیٰ شانہ نے ان کو قتل کا طریقہ بتلایا۔

فَاَضْرِبُوا قُلُوبَ الْكَافِرِ وَاضْرِبُوا اَعْيُنَهُمْ بِمَا نَبَئْتِ  
مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ لے کاٹ دو ان کے ہر لہر کو۔

ربیع بن انس سے مروی ہے کہ بد رکھے دن، فرشتوں کے مقتولین انسانوں کے مقتولین سے علیحدہ طور پر پچانے جاتے تھے مقتولین ملائکہ کے گردوں اور پوروں پر آگ کے سیاہ نشان تھے۔ (فتح الباری باب ثلثون والملائكة بدن)

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان مرد ایک مشرک کے پیچھے درڑا اور پر سے ایک کوڑے لود سوار کی آواز سنائی دی کہ اسے جیزم آگے بڑھو۔ اس کے بعد جو اس مشرک

لے۔ سورۃ انفال، آیت ۱۲۰ ۱۲۱۔ جیزم حضرت جبریل کے کوڑے کا نام ہے۔ ۱۲۔ نزقانی ص ۴۱

پرنظر پڑی تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ مشرک زمین پر چیت پڑا ہوا ہے۔ اور اُس کی ناک اور چہرہ۔  
کوڑے کی ضرب سے پھٹ کر نیلا ہو گیا ہے۔

انصاری نے اگر یہ تمام واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا۔  
تو نے سچ کہا۔ یہ تمیرے آسمان کی امداد تھی ۛ

صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے لئے  
یہ ارشاد فرمایا:

هذا جبرئیل آخذ بؤآس فوسه یہ میں جبرئیل جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے  
علیہ اداة الحرب ہرے ہیں سامان جنگ سے آماستہ ہیں؛

روبخاری شریف باب شہود الملائکہ بدرًا۔)

سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ہم نے یہ دیکھا کہ ہم میں کوئی  
شخص جب مشرک کی طرف اشارہ کرتا ہے تو قبل اس کے کہ تو اس تک پہنچے اس کا سرکٹ  
زمین پر گر جاتا ہے، حاکم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اور ان کے عزیز بہتقی نے  
اور نیز ابو نعیم نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے ۛ

سہیل بن سعد راوی ہیں کہ ابراہیم نے مجھ سے یہ کہا کہ اے بھتیجے اگر میں اد توبہ میں ہوتے  
تو میں تجھ کو وہ گھائی دکھلاتا جہاں سے نشتہ ہماری امداد کے لئے برآمد ہوئے تھے جس میں  
کوئی شک اور شبہ نہیں رواہ الطبرانی و فیہ سلامۃ بن روح وثقہ ابن حبان وضعفہ غیرہ غفلہ فیہ۔  
الحاصل جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا نازل ہونا اور  
پھر مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان کا جہاد و قتال کرنا۔ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے صراحتہ ثابت  
ہے جس میں کسی کے انکار اور شبہ کی گنجائش نہیں۔

فرشتوں کا گھوڑوں پر سوار ہونا یہ بھی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ ابلیس گھوڑوں پر سوار تھے یہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ملائکہ نے سوائے بدر کے اور کسی موقع پر قتال نہیں کیا۔ ہاں مسلمانوں کی نقطہ تائید اور تقویت اور بحیرہ جامت اور سکینت و طمانیت کیلئے فرشتوں کا نازل ہونا دوسرے مواقع میں بھی ثابت ہوا ہے مثلاً غزوہ حنین میں ملائکہ کا نزول سورۃ توبہ میں مذکور ہے، لکن قال تلعنہ :

فَأَنزَلَ جُنُودَ الْأَمِّ تَزْوَهَا۔ اور ایسے لشکر اتارے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

مگر ہماری اور مسلمانوں کی ایک حدیث سے میں غزوہ احد میں بھی جبرئیل و میکائیل کا قتال کرنا مذکور ہے لیکن وہ قتال تمام مسلمانوں کی طرف سے نہ تھا۔ صرف فات بابرکات علیہما افضل الصلوات والتمیحات کی حمایت و حفاظت کے لئے تھا۔

**نکتہ :** چونکہ یہ عالم۔ عالم اسباب ہے، اس لئے حق جل و علانے عالم اسباب کی رعایت ہے۔ فرشتوں کو لشکر کی صورت میں مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل فرمایا اور نہ ایک ہی فرشتہ سب کے لئے کافی تھا۔ اہل ناعل تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اس عالم میں اس کی قدرت کا ظہور اسباب اور وسائل کے ذریعے سے ہوتا ہے اس لئے عالم اسباب کے طریقے کے مطابق فرشتوں کا ایک لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش سے باہر شریف لائے اور جہاد و قتال کی ترغیب دی اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص صبر و تحمل اظہار میں اور صدق نیت کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جہاد کرے گا اور پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔

۱۔ نستان، ۲: ۵، ص: ۲۶، ایضاً: ۱۱، ص: ۲۵

۲۔ فتح الہامی، ۱: ۱، ص: ۲۲۳

عمر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت کچھ کھجوریں تھیں جن کے کھانے میں مشغول تھے۔ یہ ایک جب یہ کلمات طہیات ان کے کان میں پہنچے تو سنتے ہی بھل اٹھے۔

بخ بخر افما بینی و بین ان ادخل ماہ میرے اور جنت کے مابین نا معلوم  
الجنة الا ان یقتلنی ھو لا ہی کیا رہ گیا مگر من اتاک یہ لوگ مجھ کو قتل کر دے  
اور کھجوریں ہاتھ سے پھینک دی اور تلوار سے کر جہاد شروع کیا اور کڑا شروع کیا یہاں تک  
شہید ہو گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
عوف بن حارث نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ما یضحک الرب من عبدک یا رسول اللہ پر دہ گار کو بندہ کی کیا چیز ہنساتی  
من عبدک ہے۔ یعنی خوش کرتی ہے۔

آپ ارشاد فرمایا۔ بندہ کا برہنہ ہو کر خدا کے دشمن کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگ دینا  
عوف نے یہ سنتے ہی زہر آمار کر پھینک دی اور تلوار سے کر قتال شروع کیا یہاں تک  
شہید ہو گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۱۵۔ ابن ہشام ج ۲ : ص ۱۸۰ طہیات ابن سعد ج ۲ : ص ۱۶۱

۱۶۔ باپ کا نام حارث اور ماں کا نام غفرہ ہے یعنی معاذ اور معوذ کے بھائی ۱۲۔

۱۷۔ یعنی جس امر سے ہند کو خداوند خدا بجالا کی انتہائی رضامندی حاصل ہو جس مقام پر خوشنودی کے ساتھ لشارت  
کو امت مسرت و محبت کا اظہار مقصود ہو وہاں ہمسائے رضائے شک کا استعمال ہوتا ہے بلکہ انتہائی خوشنودی اور انتہائی  
رضامندی اور غایت محبت پر دلالت کرے اس لئے کہ آقا با اوقات اپنے ظلم سے راضی ہوتا ہے  
جس کا اظہار نہیں کرتا شک کا لفظ خوشنودی اور اس کے اظہار دونوں پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ طلحہ بن ہارث رضی اللہ  
عنہ کے حق میں مدث میں آیا ہے۔

اللہم انی ظلمتک فیضی الیک لے اللہ ظلم سے اس حال میں ملاقات فرما کہ وہ تجھ کو دیکھ کر  
ونضحک الیک جنے اندر اس کو دیکھ کر نہنے۔

میں ان کی ملاقات فرما کہ جو انتہائی رضامندی اور انتہائی محبت کو ظاہر کرتی ہو شک خداوند کی یہ معنی میں خوب ہو کہ وہ خود خداوند ۶۹



## ابو جہل کی دعا اور لوگوں کو جنگ کے لئے جوش دلانا

عتبہ اللہ شیبہ اور ولید کے قتل ہو جانے کے بعد۔ ابو جہل نے لوگوں کو یہ کہہ کر ہمت اور جرات دلانی اور جنگ پر آمادہ کیا۔

اے لوگوں۔ عتبہ اللہ شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے گھبراؤ نہیں ان لوگوں نے عجلت سے کام لیا تم ہے لات اور عزی کی ہم اس وقت تک ہرگز داہیں نہ ہوں گے جب تک ہم ان کو رسیوں میں نہ باندھ لیں گے۔

اور اُس کے بعد ابو جہل نے اللہ سے یہ دعا مانگی اے اللہ ہم میں سے جو قرابتوں کا قطع کرنے والا اور فیہ معروف امور کا مرتکب ہو اس کو ہلاک فرما۔ اور ہم میں سے جو تیرے نزدیک سب زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو آج اس کو فتح اور نصرت دے۔

اس پر اللہ جل جلالہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ  
وَ اِنْ تَحْسَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا مِمَّنْ يَنْفَكُوْنَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ الْاَوَّلُوْنَ ۚ

انخرجہ ابن اسحاق و الحاکم و صحیح ابی یحییٰ عن عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر خصائص کبریٰ ج ۲/۲۰۰  
ناد السواد ج ۲/۲۰۰ و قال ابن کثیر۔ انخرجہ الامام احمد و النسائی و رواہ الحاکم ثم قال صحیح علی شرط  
الشیخین و لم یخرجاه۔ البدایہ و النہایہ ج ۲/۲۰۰

۱۔ سورۃ انفال، آیت: ۱۹۔

دلائلِ سبقت اور دلائلِ الٰہی نعیم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو جہل کی دعار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعار کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: اے پروردگار اگر (خدا نخواستہ) یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں کبھی تیری پرستش نہوگی۔ ایک طرف ابو جہل دعار مانگ رہا تھا اور دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشغول دعار تھے ماس کے بعد فریقین میں گھسان کی لڑائی شروع ہوگئی۔ اس وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عریش (پتھر) سے باہر تشریف لائے اور صحابہ کو جہاد و قتال کی ترغیب دی اور یہاں فرمایا کہ جو شخص خدا کی راہ میں مارا جائے گا، حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کے اشارے سے ایک مشتبہ خاک لے کر منہ کن کے چہروں پر پھینک ماری اور صحابہ کو حکم دیا کہ کافروں پر حملہ کرو مشرکین میں کوئی بھی ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ اور ناک اور منہ میں یہ مٹی نہ پہنچی ہو۔

خدا ہی کو معلوم ہے کہ اس مشتبہ خاک میں کیا تاثیر تھی کہ اس کے پھینکنے ہی دشمن بھاگ اٹھے ماس بارے میں یہ نازل فرمائی:

وَمَا دَمِيَّتْ إِذْ دَمِيَّتْ وَلَكِنَّ  
اللَّهُ دَعَاهُ ۖ  
اور انہیں پھینکی وہ مشتبہ خاک آپ نے جس وقت  
کہ آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

یعنی ظاہر اگرچہ آپ نے ایک مٹھی خاک کی پھینکی لیکن ایک ہزار لشکرِ جبرائیل کے ہر فرد کی آنکھ اور ناک میں اُس مشتبہ خاک کے ریزوں کا پہنچانا آپ کا کام نہ تھا بلکہ یہ اللہ کا کام اور اس کی قدرت کا ایک کرشمہ تھا۔

جب جنگ کی شدت ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پڑھا اور فرمایا:

لے۔ نہ تانی۔ ۵۔ ۱۔ ۱۰ ص ۲۷۰، تاریخ ابن اثیر ج ۲، ص ۴۰۰

۷۔ مشتبہ خاک کے پھینکنے کا واقعہ صحیح طبرانی میں حکیم ابن خزام اور عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے حافظ ابن کثیر نے فرماتے ہیں کہ حکیم بن خزام کی روایت کی سند صحیح ہے اور ابن عباس کے روایت کے رجال۔ بخاری کے رجال ہیں

جمع المزمع ۱۰۱۱ھ  
۵۔ سورۃ انفال، آیت ۱۰۱

دیے چہرے خراب ہوئے، اچھک کر ایک مٹھی سنگریزے قریش کی طرف پھینکے اور صحابہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ایک ٹکڑے کی ہمت اور ایک لمحہ کا وقفہ نہ گورا کہ اعداد اللہ کے چہروں پر حسی اور معنوی ثقت کا بخار چھا گیا اور آنکھیں ملنے لگیں۔ اُدھر مسلمانوں نے دھماکا بول دیا۔ ابن شہاب زہری اور عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشتبہ خاک کی عجب شان بنائی ہر شخص سرنگوں اور حیران تھا کہ کہاں اور کدھر جائے۔

مشتبہ خاک کا پھینکنا تھا کہ کفار کا تمام لشکر سراسیمہ ہو گیا اور بڑے بڑے بہادر اور جانا باز قتل اور قید ہونے لگے اور مسلمان، خدا کے دشمنوں کے قتل کرنے اور گرفتار کرنے میں مشغول ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش میں تشریف فرما تھے اور سعد بن معاذ دروازہ پر تلوار سے کفایت تدبیری صفات اور ننگی بنات علیہ افضل الصلوات والتمیحات کی حفاظت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صحابہ قریش کو گرفتار کرنے میں مشغول ہیں اور سعد بن معاذ کے چہرہ پر ناگوارگی کے آثار اس وجہ نمایاں ہیں، کہ گریا کر ابتر اور ناگواری کوئی محسوس شئی ہے جو سعد کے چہرہ میں رکھی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے سعد غالباً تجھ کو قریش کا گرفتار کرنا ناگوار ہے۔ سعد نے عرض کیا:

اجل والله يا رسول الله كانت اول دقة اوقعها الله تعالى باهل الشرك فكان الا شخان في القتل احب الي من استبقاء الرحال۔  
 اس۔ خدا کی قسم یا رسول اللہ یہ پہلا حادثہ ہے۔  
 جو اللہ تعالیٰ نے اہل شرک پر نازل فرمایا میرے نزدیک خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کا قتل اور خیر خیر الی ان کے زندہ چھوڑنے سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔

جن کے قلوب۔ حق علیٰ وعلا کی توحید و تفرید سے لبریز ہو چکے ہوں اُن کے دلوں میں

نہ۔ یہ توحید و تفرید کا ہے اس لئے روایات میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

فولوا صدہم اور فانہم صوا اذکفر فاجامواہم۔ تعقیب بلا ہمت کے لئے متعل

خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے لئے کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔

نیز مخلوق باخلاق اللہ کا اقتضائے بھی یہی ہے کہ شرک کو معاف دیکھا جائے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ      تحقیق اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا  
وَيَغْفِرُ مَا دُونَهُ لِمَنْ يَشَاءُ      البتہ جو گناہ شرک سے کم و بڑا ہو اس کو معاف  
وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ      کرویسے جس کے لئے چاہے ہزار جرحخص اللہ کے  
إِسْمًا عَظِيمًا      ساتھ شرک ٹھہرائے اس نے بڑے ہی جرم کا  
اِسْمًا عَظِيمًا      ارتکاب کیا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے پیڑی پر یہ ارشاد فرمایا تھا کہ کچھ لوگ بنی ہاشم اور دیگر قبائل کے رضاء و رغبت سے نہیں بلکہ قریش کے محض جبر اور اکراہ سے آئیں ہیں۔ ان کو قتل نہ کیا جائے۔ ہیں ان سے قتل و قتال کی ضرورت نہیں لہذا تم میں سے جو شخص ابوالہجری بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب کو پائے تو قتل نہ کرے اس لئے صحابہ بجلتے قتل کے ان لوگوں کی گرفتاری کے درپے رہے۔

چنانچہ محمد بن زیاد انصاری نے جب ابوالہجری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے۔

ابوالہجریؓ کے ساتھ ایک رفیق بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا جس کا نام جنادہ بن ملحیہ تھا۔ ابوالہجری نے کہا میرا رفیق بھی مجھے رٹانے کہا۔ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم ہم تیرے رفیق کو ہرگز نہیں نہیں چھوڑ سکتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مرت تیری مابست مکہ دیا ہے ابوالہجری نے کہا خدا کی قسم یہ مجھ سے ممکن نہیں بلکہ میں اپنے ساتھی کو چھوڑ دوں۔ بل کو مکہ کی عورتیں مجھ کو یہ طعنہ دے گی کہ فقط اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کو چھوڑ دیا۔ لہذا یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ کے لئے آگے بڑھا۔

۱۔ سورۃ نساء، آیت ۸۱۔ ۲۔ ابوالہجری اگرچہ مشرک باسلام نہ ہوئے لیکن مکہ کے مالک کے حامی اور دو گروہ۔ ۳۔ حضرت علیؓ نے کہا ابوالہجری کا دل سے کبھی کبھی ناکاری چلی نہیں آئی۔ اور قاطعاً وہ مالک کا حامی نہ تھا۔ ۴۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۱۵۰۔ اہدایہ والہبایۃ ص ۲۴۲۔

كُن يُسْلِمَ ابْنُ حُوَظِرَ زَمِيلُكَ ۚ حَتَّى يَمُوتَ اَوْ يَمُوتَ سَبِيلُكَ ۚ  
ایک شریف زادہ اپنے رفیق کی امانت اور دشمنی سے کبھی دشمن نہیں ہو سکتا یہاں تک مر جائے  
یا اپنا راستہ دیکھے۔

ابو الجحزی کا مقابلہ پر آنا تھا کہ مجھ پر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے کام تمام کیا۔ اور رسول اللہ  
ﷺ سے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ جَهَدْتُ قَوْمَ هَذَا نَفَاتٍ يَكُفُّكَ عَنْهُمْ قَوْمٌ هَذَا قَوْمٌ هَذَا قَوْمٌ هَذَا  
ان یتأسفوناً فآتیك به فاجاب الا ان یقاتلنی فقاتلته فقتله ۚ  
قید ہو جائے اویں اس کو آپ کی خدمت حاضر  
کردوں لیکن نہ مانا یہاں تک مقابلہ کہ مقابلہ کیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا۔

## اُمیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل

اُمیہ بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا جس وقت  
جنگ بدر کا کوئی دم دھماکا بھی نہ تھا اس وقت سعد بن معاذ کی زبانی کہہ ہی میں اپنے قتل کی پیشین  
گفتی سن چکا تھا۔ اس لئے بدر کے موقع پر جنگ میں شریک ہونے سے جان چھٹا اور جہل نے یہ کہہ کر  
آذَرَ كِحُوا عَيْنِي كَعَه ۚ اپنے تھائی تانہ کی خبر لہو رہی تانہ لہو سیان کی،

لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کیا اُمیہ نے پہلو تہی کی۔ ابو جہل نے کہا اے ابو صفوان آپ  
اس وادی کے سردار ہیں، آپ کی پہلو تہی کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی پہلو تہی کریں گے۔ ابو جہل  
برا برا امر کر رہا۔ اُمیہ جب مجبور ہو گیا تو یہ کہا کہ خدا کی قسم میں ایک ہنایت عمرہ بہاؤ تیز رو اوٹ  
خریدوں گا تاکہ جب موقع ملے تو راستہ ہی سے واپس آ جاؤں اور اپنی بیوی اُم صفوان سے ہا کر  
کہا کہ سفر کا سامان تیار کر دے۔ ام صفوان نے کہا کیا تم کو اپنے بیٹے کی بھائی کا قول کہ تم محمد صلی اللہ  
ﷺ علیہ وسلم کے اصحاب کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے، یاد نہیں رہا۔ اُمیہ نے کہا نہیں، خوب یاد ہے۔

میں ادا نہ جانے کا نہیں بھڑکی دھڑک ساتھ جاتا ہوں اور پھر موتے پا کر واپس ہوجاؤں گا، اسی طرح تمام منزلیں طے کرتا ہوا بدست تک پہنچ گیا۔ بخاری شریف باب من یقتل بدرۃ۔  
جب بدر کے میدان میں آیا تو بلال رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی جن کو امیہ مکہ میں گرم پتھروں پر لٹایا رہا تھا۔ بلال نے امیہ کو دیکھتے ہی انصار کو لٹکا را۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زمانہ جاہلیت سے امیہ کے دوست تھے، وہ یہ چاہتے تھے کہ امیہ قتل نہ ہو بلکہ گرفتار ادا سیر ہو جائے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس پہاڑ سے اس کو ہدایت نصیب فرمائی۔  
ادھر ہمیشہ کے غدا ب سے تجارت پاتے۔

عبدالرحمن بن عوفؓ کے ہاتھ میں کچھ نہ رہیں تھیں جو کافر ملے سے چھینی تھیں۔ ان کو تو زمین پر ڈال دیا اور امیہ اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ بلال نے دیکھ کر آواز دی پکڑ کفر کے سردار امیہ کو نہ بچوں میں اگر امیہ بچ جائے۔ انصاریہ آواز سنتے ہی دوڑے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور امیہ کی طرف دوڑے عبدالرحمنؓ امیہ کے اوپر لیٹ گئے مگر انصاریہ نے اسی حالت میں پیروں کے نیچے سے تلواریں چلا کر امیہ کو قتل کیا جس سے عبدالرحمنؓ کے پیروں پر زخم آیا اور مدتوں تک اس زخم کا نشان باقی رہا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ فرمایا کرتے تھے خدا بلالؓ پر رحم فرمائے میری زندگی میں بھی گئی اور میرے قیدی بھی ہاتھ سے گئے۔ صحیح بخاری کتاب الوکالہ

## ابو جہل عدا اللہ۔ فرعون اُمتِ رسول اللہ کا قتل

عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ میں بسکے دن صف میں کھڑا تھا اچانک نظر جوڑی تو دیکھا کیا ہوا کمرے والی بائیں انصاریہ کے دونوں جوان ہیں۔ اس نے مجھ کو اندھیرا مارا کہ لوگ آکر مجھ کو لڑکوں کے درمیان

۱۔ فتح اباسی ج ۱، ص ۳۲۱

۲۔ اصل روایت صحیح بخاری کی ہے تو میں کی درمیانی مبارک متلازی ابن عاتکہ کی عہدت کا ترجمہ ہے جس سے نکالی کہ عہدیت کی شرح ہوجاتی ہے۔ فتح اباسی ج ۱، ص ۳۲۲

کھڑا دیکھ نہ آگھیریں)

اسی خیال میں تھا کہ ایک نے آہستہ سے کہا اے چچا بھٹکرا ابو جہل دکھاؤ کہ فرسا ہے میں نے کہا اے میرے بیٹے ابو جہل کو دیکھ کر کیا کر گئے اس نوحہ مان نے کہا میں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ابو جہل کو دیکھ پاؤں تو اس کو قتل کر ڈالوں، یا خود مارا جاؤں اس نے کہ مجھ کو خبر ملی ہے کہ ابو جہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرتا ہے۔ تم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اس کو دیکھ پاؤں تو میرا سایہ اس کے سایہ سے جدا ہونگا۔ یہاں تک ہم میں سے جس کی موت پہلے مقدر ہو چکی ہے نہ مر جائے۔

اُن کی یہ گفتگو سن کر دل سے یہ آرزو جاتی رہی کہ کاش میں بجائے دو لڑکوں کے دو مردوں کے امین ہوتا۔ میں نے اشارہ سے ابو جہل کو بتایا۔ سنتے ہی۔ شکر سے اوہ بازی طرح ابو جہل پر دوڑے اور اس کا کام تمام کیا۔ بخاری شریف کتاب الجہاد باب من لم یخس الاسلاب، و بخاری شریف جلد دوم باب غزوہ بدر)

یہ دو نوحہ مان۔ عفرار کے بیٹے معاذ اور معوذتہ تھے۔

عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم معاذ بن عمرو بن الجموح سے ملا دی جس کو میں ابو جہل کی تاک میں تھا جب موقع پڑا تو اس زور سے تلوار کا وار کیا کہ ابو جہل کی ٹانگ کٹ گئی۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے رجوتی مکر میں مشرت باسلام ہوئے) باپ کی حمایت میں معاذ کے شانہ پر اس زور سے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹ گیا لیکن تسمہ لگا رہا ہاتھ بیکار ہو کر لٹک گیا مگر بھان اللہ

۱۔ صحیح بخاری کی حمایت جو غزوہ بدر کے بیان میں مذکور ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اور معوذتہ عفرار کے بیٹے ابو جہل کے قاتل تھے لیکن کتاب الجہاد کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معاذ بن عفرار اور معاذ بن عمرو الجموح تھے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ عفرار کے بیٹوں کے ساتھ معاذ بن عمرو بن الجموح بھی شریک قتل تھے بلکہ معاذ بن عمرو بن الجموح ہی نے قتل میں زیادہ حصہ لیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنَّتِ معاذ بن عمرو بن الجموح ہی کو د لایا۔

اکنافی تھے ابی معاذ غزوہ بدر و فتح الباسی چپ من لم یخس الاسلاب و زعمانی ج ۴۲

معاذ شام تک اسی حالت میں روتے رہے۔ جب ہاتھ کے ٹکٹے سے تکلیف زیادہ ہونے لگی تو ہاتھ کو قدم کے نیچے دبا کر زود سے کھینچا کہ وہ قسم علیہ ہر گناہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے۔ مگر معوذ بن جعفر ابوجہل سے فارغ ہو کر لڑائی میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

## فتح کے بعد ابوجہل کی لاش کی تلاش

ابوجہل اگرچہ زخمی خراب ہو چکا تھا لیکن زندگی کی رمت ابھی کچھ باقی تھی۔ اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ ہے کوئی کہ ابوجہل کی خبر لائے۔ عبد اللہ بن مسعود نے جا کر لاشوں میں تلاش کیا، دیکھا کہ ابوجہل اس میں کچھ ریت باقی ہے۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابن اسحاق اور عاکم کی روایت میں ہے کہ انہو مسعود نے ابوجہل کی گردن پر ہیر کو کر یہ کہا۔

اخزاک اللہ، یا عدو اللہ ذیل اور رسوا کیا تجھ کو اللہ نے اے اللہ کے دشمن اور بھانناں اس کا سر کاٹا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لاکر ڈال دیا۔ اور یہ عرض کیا:

هذا اعداؤ اللہ، ابی جہل یہ سر ہے اللہ کے دشمن ابوجہل کا۔

آپ نے فرمایا:

اللہ الذی لا الہ الا ھو۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں کیا

یہ ابوجہل ہی کا سر ہے۔

میں نے عرض کیا:

نعم واللہ الذی لا الہ غیرہ اُن قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود

نہیں۔ ومن بعد ابن ابی اوفیٰ قتیل ابوجہل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا دی کہ اللہ اس کا بدلہ لے۔



نہیں یہ ابو جہل ہی کا سر ہے

آپ نے اللہ کا شکر کیا اور تین مرتبہ زبان مبارک سے یہ فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَغْرَا لاسْلَاحَ ۝ ۱ ۝  
فَاَهْلَهُ - ۱ ۝  
حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے اسلام کو اور اسلام والوں کو عزت بخشی۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے سجدہ شکر بھی، اور فرمایا دُعمدۃ القاری باب قتل ابی جہل،  
اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس شکر یہ میں ایک دو گانہ پڑھا۔ رواہ ابن ماجہ  
عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ - ۱ ۝

ایک روایت میں عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں ابو جہل کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا  
ابو جہل نے آنکھیں کھولیں اور کہا اسے بکریوں کے چرانے والے البتہ تو بہت ادب سے مقام پر چڑھ بیٹھا  
ہے، میں نے کہا۔

الحمد لله الذی ملک فی من ذلک ۝ ۱ ۝  
حمد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو قیدیت دی  
پھر کہا کس کو فتح اور غلبہ نصیب ہوا میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو، پھر کہا تیرا کیا ارادہ ہے  
میں نے کہا تیرا سر قلم کرنے کا۔ کہا کہ اچھا یہ میری تو ارادہ ہے اس سے میرا سر کاٹنا یہ بہت تیز ہے تیری مراد  
اور مدعا کو جلد پورا کرے گی اور دیکھو میرا سر شاؤن کے پاس سے کاٹنا تاکہ دیکھنے والوں کی نظروں میں  
مہیب مہینا نہ معلوم ہو۔

اد جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرٹ واپس ہو تو میرا یہ پیام پہنچا دینا کہ میرے دل میں نسبت  
گزشتہ کے آج کے دن تعاری عداوت اور بغض کہیں زیادہ ہے ابن مسعود فرماتے ہیں کہ بعد ازاں  
میں نے اس کا سر قلم کیا اور لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کے  
دشمن ابو جہل کا سر ہے اور اس کا پیام پہنچا دینا آپ نے اللہ اکبر کہا۔ اور فرمایا کہ یہ میرا اور میری امت کا  
ظہور تھا جس کا شر اور فتنہ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کے شر اور فتنہ سے کہیں بڑھ کر تھا۔ موسیٰ

۱ ۝ - فتح الباری ج ۱، ص ۲۳۰

۱ ۝ - اہدایہ و انہایت ج ۳، ص ۲۸۹

علیہ السلام کے فرعون نے مرتے وقت تمایمان کا کلمہ پڑھا مگر اس امت کے فرعون نے مرتے وقت بھی کفر اور تکبر ہی کے کلمات کہے اور ابو جہل کی توارین مسودہ کو عطا فرمائی۔ کذا فی شرح السیر الکبیر الامام السرخسیؒ  
یعنی جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضاں و کمالات میں تمام انبیاء و مرسلین (صلوات اللہ علیہم اجمعین) سے افضل و بزرگ تھے۔ اسی طرح آپ کی اُمت کا فرعون تمام اُمم کے فراغ سے کفر اور شقاوت میں بڑھ کر تھا کہ مرتے وقت بھی اُس کی آنکھ نہ کھلی اور سکراتِ موت نے بھی اس کے کفر اور تکبر کو متزلزل نہ کیا بلکہ کفر اور تکبر میں اور اضافہ ہو گیا۔ (اعاؤنا اللہ تعالیٰ من ذلک آمین)

(نکتہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کی طرف جانے کا قصد فرمایا تو یہ ارشاد فرمایا:

يَلْتَمِعُ مَعِيَ مَنْ لَمْ يَكُنْ فِي قَلْبِهِ  
مِيرے ساتھ چلنے کے لئے وہ شخص اُٹھے جس کے  
مُثْقَلُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَامَ ابْنُ مَعْرُوفٍ  
دل میں ذرہ برابر تکبر نہ ہو آپ اس ارشاد کے بعد  
فَخَلَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
ابن مسعودؓ کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ  
وَسَلَّمَ مَعَهُ نَفْسُهُ (بنا یشرع الہدیۃ لعمادہ الدین ص ۱۰۱) علیہ وسلم اُن کو اپنے ہمراہ لے گئے۔

عجب نہیں کہ ابو جہل کے آخری قتل کی سعادت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس نے حاصل ہوئی ہو کہ یہ اللہ کے خاص بندے تھے جن کا قلب تکبر اور غرور کے شوائب سے پاک اور منزه تھا اور ابو جہل غرور محترم اور سراپا تکبر تھا جس کے قلب میں جز ملایہ تجبری کے مقدار بھی تواضع کا نام و نشان نہ تھا۔

اس لئے ابو جہل کا قتل حق جل و علانے ایسے مبارک اور مسعود شخص کے ہاتھ سے مقدر فرمایا کہ جبرائیلؑ کا ایسا خاص بندہ ہو کہ جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی غرور اور تکبر نہ ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علما اتم و احکم رضی اللہ تعالیٰ عن عبداللہ ابن مسعود وارضاه وجزاه عن الاسلام ایچہ دیر ضاہ آمین  
شاید اسی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انیس میں جب باکسی تیار نہ رہت کہ جبرائیلؑ آیا تھا تو جبرائیلؑ بن مسعود رضی اللہ عنہ ملنے جاتے تھے کہ ان میں مہدی کی ایک خاص شان تھی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

رفاؤد ۴۸۔ ابو جہل کا اصل لقب ابوالحکم تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کا لقب عطا فرمایا۔ فتح الباری باب ذکر الجنی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل جبار یعنی جہل مطلق کا باب اور مرثیہ جب تک زندہ رہا اس وقت تک برابر اس سے ہر کم کی جہالت کا تو الود تامل ہوتا رہا۔ عکاشہ بن مصعب رضی اللہ عنہ کی روتے روتے تلوار ٹوٹ گئی، آپ نے ایک پھڑی مرحمت فرمائی جو عکاشہ کے ہاتھ میں جاتے ہی تیغ بران بن گئی اسی سے قتال کیا یہاں تک اللہ نے فتح دی۔ اس تلوار کا نام عون تھا۔ ہر غزوہ میں یہ تلوار ساتھ رہتی تھی۔

عبیدہ بن سعید بن العاص۔ بدر کے دن غرق آہن تھا سوائے آنکھوں کے کوئی شئی دکھلا نہیں دیتی تھی۔ حضرت زبیر نے تاک کر اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ پار ہو گیا۔ اور وہ فریادی مریگا۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اوپر سے رکھ کر پوری قوت کے ساتھ نیزہ کھینچا تب نکلا لیکن اس کے کنارے میٹرے ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور یادگار اس نیزہ کو حضرت زبیر سے مانگ لیا۔ آپ کی وفات کے بعد ابو بکر کے پاس رہا، پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی اور پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس رہا۔

۵۔ ابو جہل میں لفظاً اَبْرَصَات ہے اور جب مصفاۃ الیہ لوز محو ہے جس میں کسی قسم کی تعین نہیں پڑے اس کی تشریح جہل مطلق کے لفظ سے کر دی گئی ۱۲۔

۶۔ ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ستر ہزار آدمی میری امت کے جنت میں جا حساب کتاب داخل ہوں گے، چہرے ان کے چھوڑ دیں مات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے، عکاشہ رضی اللہ عنہ سینے ہی ٹوٹے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھ کو انہیں لوگوں میں سے بنائے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں میں سے ہے، اس پر انصار میں کا ایک اور شخص کھڑا ہوا اور اس نے بھی یہی درخواست کی آپ نے ارشاد فرمایا عکاشہ بوقت نے گیا۔ (سما کا شریف)

منصور لکھنؤ نے قہر کو ان ستر ہزار میں سے نہیں بلکہ سوالات کے سلسلہ کو ختم کر رکھا، فابہم دلک و استعظم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب ظہیر بن خویلد سدہ نے ہجرت کا وعدہ کیا، اور صدیق اکبر نے خالد بن الولید کو اس مسئلہ کے استیصال کے لئے روانہ فرمایا اس میں حضرت عکاشہؓ بھی شریک تھے بلکہ اچھے سے خند ہوتے طہات ابی سہ

جلد ۲۔ بابین مجاہدین۔ ۵۸ البدایہ والنہایہ ج ۳: ۳۰: ۹۰۔

معرکہ بدر میں حضرت زبیر کے زخم آئے ایک زخم شانہ پر اس قدر گہرا آیا کہ عروہ بن زبیر بچپن میں اس زخم میں انگلیاں ڈال کر کھیلا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے عروہ بن الزبیر سے کہا تم زبیر کی تلوار پہچانتے ہو عروہ نے کہا۔ ہاں۔ عبدالملک نے کہا کس طرح عروہ نے کہا۔ اس میں ہمد کے دن وند نے پڑ گئے تھے۔ عبدالملک نے کہا سچ کہتے ہو۔ اور تائید کے لئے یہ مصرع پڑھا:

بہن فلول من قدام الکتاب۔ ان تلواروں میں وند نے ہیں بڑے بڑے  
رمح بخاری غزوہ بدر۔ لشکروں کے مارنے سے۔

## اسیرانِ بدر

بعد اللہ فتح یمن پر لڑائی کا خاتمہ ہوا قریش کے ستر آدمی قتل اور ستر گرفتار اور اسیر ہوئے مقتولین کی لاشوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا مگر امیہ بن خلف کو اس کی لاش اس قدر پھول گئی تھی کہ جب زرد نکالنے کا ارادہ کیا تو اس کی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس لئے وہیں مٹی میں دبا دی گئی تھی

جب عقبہ بن یسیر کی لاش کنویں میں ڈالی جانے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عقبہ کے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر حزن اور ملال کے آثار ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو حذیفہ کیا باپ کی اس حالت کو دیکھ کر تیرے دل میں کچھ خیال گزرا ہے۔ ابو حذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم کوئی خیال نہیں صرف اتنی بات ہے کہ میرا باپ صاحبِ بلائے اور حلیم اور بردبار اور صاحبِ فضل تھا۔ اس لئے امید تھی کہ یہ فہم و فراست اسلام کی طرف رہنمائی کرے گی۔

۱۵۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں برابر بن عازبؓ سے اور صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے اور صحیح بخاری میں اس سے اس پر تمام اہل سیر کا اتفاق ہے کہ جب غزوہ امدیہ میں ستر مسلمان شہید ہوئے تو امدیہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ کیت نازل فرمائی۔ **اولا اصابکم مصیبت فقد اصابکم مثلیہا** راجع اباسی **موجہ ۲۲** اب من نفل من شہد بملاکہ ایک باب بعد فافہم۔ ۱۵۔ زرقانی ۵/۱۱۵ ص ۳۲۔

عین جب اس کو کفر پر مسمم کیا تو کھا کر کھا کر ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

## مقتولین بدر کی لاشوں کا کنوئیں میں ڈلوانا

انہی بن مالک ابو طلحہؓ سے راوی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس سردارانِ قریش کی لاشوں کے متعلق ایک بنائیتِ حبیبؓ، ناپاک اور گندہ کنوئیں میں ڈالنے کا حکم دیا، کنوئیں میں جرڈسے گئے وہ سردار کفار تھے اور باقی مقتولین کسی اور جگہ ڈلوادینے گئے۔

اور آپؐ کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب آپؐ کسی قوم پر غلبہ اور فتح پاتے تو تین شب وہاں قیام فرماتے۔ اسی عادت کے مطابق جب تیسرا روز ہوا تو آپؐ نے سواری پر زین کسے کا حکم دیا جب اہم بھڑاپ چلے اور صحابہ آپؐ کے پیچھے چلتے تھے صحابہ کہہ کر خیال تھا کہ شاید کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپؐ اس کنوئیں کے کنارے پر جا کھڑے ہوئے اور تمام بنام فلاں بن فلاں کہہ کر آواز دی اور یا عتبہ اور یا شیبہ اور یا ایتہ اور یا اباجہل اس طرح نام لے کر پکارا اور یہ فرمایا تم کہہ دینا چنانچہ معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے تحقیق جس چیز کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا ہم نے اس کو حق پایا کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پایا۔

یہ بخاری کی روایت ہے۔ ابنِ اثیرؒ کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے، اسے گھسے والوں

۱۔ مقتول ترستہ تھے لیکن اس کنوئیں میں مرنے والے سردار ڈالے گئے باقی مقتول کسی اور جگہ بھکودائے گئے  
 رنجِ اباری ۲۲ باب تل ابی جہل

۲۔ ایمان طارہ ہے اور کفر بغاوت ہے۔ لعلہ تعالیٰ۔ انھا المشرکون نجس۔ اہل شرک کی لاشوں کے لٹکانے کا مناسب تھا۔ کفر کی جنابت۔ ایمان ہی کے فعل سے نازل ہو چکا ہے۔ کفر عالمِ فیض میں حدتِ اکبر ہے۔ ایمان طارہ کبریٰ بمنزلہ فعل کے ہے اور کفر کے تمام شعبے میں معاصی اور ذلالت بمنزلہ حدتِ صغیر کے ہیں۔ اور ایمان کے تمام شعبے میں طاعات طارہ صغیر بمنزلہ فعل کے ہیں۔ غانم ۱۲ بمقتل بحث اللہ اللہ العزیز وجہ العدا کے بیان میں آئے گی۔  
 ۱۔ اللہ الموفق وہی مستعان



کے لئے مدینہ منورہ قاصد روانہ فرمائے اہل عالیہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ کو اور اہل سافلہ کی طرف زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا۔

اسا مکتبہ بن زید فرماتے ہیں کہ یہ بشارت اس وقت ہمارے کانوں میں پہنچی جس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبِ نادی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو مٹی دے رہے تھے۔ ان کی تیمارداری کے لئے حضور پر نور عثمان غنیؓ کو مدینہ بھجوا دئے تھے اسی وجہ سے حضرت عثمان بدر میں شریک نہ ہو سکے، مگر چونکہ یہ خلف حضور پر نورؐ کے علم سے تھا اس لئے حضرت عثمان مکتا بدر میں شمار کئے گئے میں نے دیکھا کہ زید بن حارثہ کو لوگ گھیرے ہوئے ہیں اور زید بھٹکے ہوئے ہیں کہہ رہے ہیں مارا گیا عقبہ بن ربیعہ اور شعیبہ بن ربیعہ اور ابوہریرہ بن ہشام اور عقبہ بن الاشعث بن ہشام اور امیتہ بن خلف اور نسیاء و زبنہ پس ان حجاز میں نے کہا اسے باپ کیا یہ خبر پہنچے زید نے کہا۔ ہاں خدا کی قسم باطل حق ہے۔

زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ روانہ فرمانے کے بعد آپ روانہ ہوئے اندلس میں جسکا قافلہ آپ کے ہمراہ تھا مالِ غنیمت عبداللہ بن کعب انصاری کے سپرد فرمایا۔ جب آپ مقامِ رومہ میں پہنچے تو آپ کو کچھ مسلمان ملے جنہوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اس فتحِ مبین کی مبارک باد دی۔ اس پر سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کس چیز کی مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم بڑھئیوں سے پالا چلا۔ رومی میں بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ان کو ذبح کر کے ڈال دیا۔

یعنی ہم نے کوئی ٹھکانہ ہی نہیں کیا جس پر ہم مبارک باد کے مستحق ہوں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر مسکرائے اور یہ فرمایا یہی تو تمکے کے سادات اور شرف تھے

## مالِ غنیمت کی تقسیم

فتح کے بعد ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تین روز قیام فرمایا۔ تین روز قیام کے

بعد از منہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مال غنیمت عہد بن کعب کے سپرد فرمایا اور مقام صفراء میں پہنچ کر مال غنیمت کو تقسیم فرمایا۔ ہنز مال غنیمت کی تقسیم کی قربت نہیں آئی تھی کہ اصحاب بدہ میں مال غنیمت کے تقسیم میں مختلف الراء ہو گئے جہاں یہ کہتے تھے کہ مال غنیمت ہمارا حق ہے کہ ہم نے کافر کو قتل کیا۔ بڑھ سے جو کچھ جھنڈل کے نیچے رہے اور قتل و قتال میں زیادہ حصہ نہیں لیا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم کو بھی مال غنیمت میں شریک کیا جائے اس لئے کہ جو کچھ فتح ہمارا ہی پشت پناہی سے فتح ہوا، اگر خدا نخواستہ تم کو شکست ہوتی تو ہماری ہی پناہ لیتے اور ایک جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہی تھی وہ اپنے کو اس مال کا حق سمجھتے تھے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یَسْمُوْكَاتٍ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِبَ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ  
آپ سے مال غنیمت کا حکم پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے یعنی مال غنیمت کے مالک حق تعالیٰ اور رسول اللہ اللہ کے نائب ہیں جس طرح مناسب سمجھیں تقسیم کر دیں مقام صفراء میں پہنچ کر آپ نے یہ تمام مال مسلمانوں میں برابر تقسیم کر دیا۔  
علاوہ ازیں مال غنیمت میں سے اُن آٹھ آدمیوں کو بھی حصہ دیا، کہ جو آپ کے حکم سے یا اجازت سے بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے۔

(۱۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بی بی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی وجہ سے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے

(۱۲)۔ طلحہ بن عبید اللہ۔

(۱۳)۔ سعید بن زید، ان دونوں صاحبوں کو مدینہ سے ابرسینان کے قافلہ کی خبر لینے کے لئے روانہ کیا تھا۔

(۱۴)۔ ابولبابہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں بغرض انتظام چھوڑ گئے تھے۔

(۱۵)۔ عامر بن عدی اُن کو عادیہ میں چھوڑ گئے تھے۔

۱۔ تفسیر قرطبی، ۵، ۱، ص ۳۶۰ - ابدایۃ والہاجہ، ۲، ص ۳۱



۱۶۷۔ حارث بن حاطب ان کو کسی وجہ سے بنی عمر بن عوف کی طرف واپس لوٹا دیا تھا۔  
 ۱۶۸۔ حارث بن العتمہ۔

۱۶۹۔ خوات بن جبر رضی اللہ عنہم۔ یہ اصحاب اگرچہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بدر کی غنیمت میں سے حصہ دیا اور بدر میں میں شامل فرمایا واللہ اعلم۔  
 فائدہ ۱۔ جانا چاہیے کہ یہ آیت یعنی یَسْتَلُونَكَ عَنْ الْأَنْفَالِ وِسَارَةٍ تَمِ غَنَامٌ محل ہے اور دَعَاكُمْ لِمَا كُنْتُمْ بَيْنَ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ الْآیۃ منقول ہے جس مال غنیمت کی تقسیم کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ ابو عبید اس طرف گئے ہیں کہ غنیم بدر میں سے غنم نہیں نکالا گیا مگر امام بخاری اور امام ابن جریر وغیر اس طرف گئے ہیں کہ غنم بدر میں سے غنم نکالا گیا تھا جیسا کہ صحیحین میں حضرت علی سے ان دو آدمیوں کے بارے میں کہ جن کے کوہانوں کو حضرت مزمنہ نے کاٹ ڈالا تھا منقول ہے کہ ان میں سے ایک نٹھی وہ بھی جو بدر کے غنم میں سے ان کو ملی تھی حافظ ابن کثیر نے یہی قول صحیح اور راجح ہے۔  
 اور اسی مقام صفر میں پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں میں سے نصر بن ماث کے قتل کا حکم دیا۔ اور صفر سے چل کر جب مقام عرق النبیہ میں پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم دیا۔ اور اسی جگہ اس کی گردن ماری گئی تھی

نصر بن حارث کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور عقبہ بن ابی معیط کو عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور باقی قیدیوں کو لے کر حضور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

فائدہ ۲۔ نصر اور عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھے بد زبان اور دریدہ دہن تھے۔ قول اور فعل سے آپ کی تذلیل اور توہین سب و قسم میں استہزاء اور تمسخر میں، اہل اتحاد و زبان سے ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا۔ اس لئے خاص طور پر تمام قیدیوں سے صرف ان دو کی گردن مارنے کا حکم دیا اسی عقبہ بن ابی معیط نے جبکہ آپ بارگاہ خداوندی میں سرکبود

۱۔ ابن الاثیر ج ۲، ص ۵۱۰

۲۔ البدایہ والنہایہ ج ۵، ص ۳۰۱ - ۳۰۲

۳۔ نہ قال ج ۱، ص ۲۶۹ -

تھے۔ آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھلا کر رکھی تھی اور آپ کا گلا گھونٹا تھا، دلائل الہی نعیم میں  
اسناد صحیح ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ (وہ پر تھوکا  
تھا۔ انفرن ذات قدسی صفات (علیہ الف الف صلوات والفت الف التحیات)  
کا استہزار اور مسخر تو اس کی غذا ہی تھی۔

نبی آفتہ کا مقابلہ اور مقابلہ۔ محاربہ اور مجاہدہ اگرچہ جرم عظیم اور خسران میں ہے لیکن اللہ  
کے فیہی کی شان میں گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنا سببِ قتل و کربا۔ اس کے ساتھ استہزار و مسخر  
کرنا یہ جرم، محاربہ اور مقابلہ کے جرم سے کہیں زیادہ شدید اور سخت ہے، کیونکہ یہ منصب نبوت کی  
توہین ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس مسئلہ مفصل کلام پھر کسی موقع پر کریں گے۔ حضرات الہی علم اس سند  
کی تحقیق کے لئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ قدس اللہ سرہ کی کتاب الصارم المسلول علی شاتم  
الرسول، کی مراجعت فرمائیں جو اس موضوع پر نہایت جامع کتاب ہے۔

انفرن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منزل بمنزل ٹھہرتے ہوئے اور قیدیوں کا قافلہ ہمراہ لئے ہوتے  
مدینہ منورہ پہنچے۔

## اسیرانِ بدر کی مسلمانوں میں تقسیم اور ان کے ساتھ سلوک احسان کا حکم

مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا۔

استوصوا بالاسارى خيلا قیدیوں کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرو

رواہ الطبرانی فی الکبیر وقال الحافظ ابیہی اسنادہ حسن

چنانچہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ جن کے پاس قیدی تھے وہ اول کھانا قیدیوں کو کھلاتے اور

بعد میں خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خود کھجور پرکتھا کرتے۔

۱۔ انصاف الکبریٰ ۵: ۱، ص ۱۰۰

۲۔ یہ کتاب حائرۃ العارث میدربادکن میں ملے ہے، کتاب کا نمبر ۶۰۰ صفحہ ہے۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے لئے جہاں ابو عزیٰ بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے جس گھر میں تھا ان کا یہ حال تھا کہ صبح و شام جو تھوڑی سیبت روتی بکتی وہ ترجمہ کو کھلا دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ میں شرماتا اور ہر چند اصرار کرتا کہ روٹی آپ کھائیں لیکن نہ مانتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قیدیوں کے ساتھ سلوک کا حکم دیا ہے قال البیہقی رواہ الطبرانی فی الصغیر و البکیر و اسنادہ حسن۔ (مجمع الزوائد ص ۳۶۳)

## اسیران بدر کی بابت مشورہ

مدینہ منورہ پہنچ جانے کے چند روز بعد آپ نے صحابہ سے اسیران بدر کے بارہ میں مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ اس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسیران بدر کے بارہ میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا کہ اس بارہ میں مائے دیں۔ اور ابتداءً از خود یہ ارشاد فرمایا

إِنَّ اللَّهَ أَمْلَأَكُمْ مِنْهُ تَحْقِيقُ اللَّهِ تَمَّ كَوْنُ الْقُدْرَةِ دَىٰ هَـ

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مناسب یہ ہے کہ سب کی گردن اُٹا دی جائے رحمت عالم رافت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور دوبارہ یہ ارشاد فرمایا  
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَمْلَأَكُمْ  
اے لوگو تحقیق اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی ان اللہ املأکم منہم کہ کہ غنواؤں میں کمال حاصل فرمایا تھا لیکن معرفت عمرؓ نے جب تلک کا مشورہ یا تو دوبارہ فرمایا کہ تم کی حد تک قدرت کے بعد غنواؤں میں کمال حاصل فرمایا تھا لیکن معرفت مکام انفاق ہے کہ تم یہاں عرب میں مائے بید کے لئے متعلق ہو رہے ہیں اے وہ لوگو جو غنواؤں میں کمال حاصل کرنا چاہتے ہیں غنواؤں میں رہ کر عرب میں رہنا چاہتے ہیں۔ اے اللہ میں کہنے والا کہ استعمال کے یہ سن کر کہ اللہ تم کو بگاڑنے والا نہیں کہہ کر مارا کہ وہ ہے تیری رحمت و درجہ چاہتے ہیں، ہم خدا کا کان رحمت اپنی رحمت عرب میں جہاں بل و ملائحتوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں زیادہ تر یہ ہیں باوجود اس عرب کے اس کے لئے معرفت کیا کہ استعمال کا مائے بید کے لئے حاجت ہو رہے وہ اسی معنی کہ ہے جو ہم سے بیان کرتے۔ ماہم ۱۲

لَا تَمَّا هُمْ اَخْوَانُكُمْ بِالْاَمْسِ اور کل پہ تمہارے بھائی تھے۔

حضرت عمرؓ نے پھر دبی عرض کیا۔ آپ نے پھر دبی ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے اور کل یہ تمہارے بھائی تھے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے رائے یہ ہے کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں (مسند احمد) وقال البیہقی رواہ احمد عن شیخ علی بن عامر بن صبیب و بہر کثیر الخطار لایرجح اذا قیل لہ العوایب و لقیبۃ رجال احمد رجال الصحیح لہ

یحیٰی مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے شخص اپنے عزیز کو قتل کرے علی کو حکم دیں کہ وہ اپنے بھائی عقیل کی گردن مارے اور مجھ کو اجازت دیں کہ میں اپنے اپنے فلاں عزیز کی گردن ماروں اس لئے کہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور سردار ہیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ ہی قوم کے ہیں میری رائے میں ان کو فدیہ سے کر آنا دو فرما دیں مجھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی ہدایت دے اور پھر یہی لوگ کافروں کے منتقے ہیں ہمارے معین اور مددگار ہوں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کوہند فرمایا۔ (صحیح مسلم باب الامداد بالملائکۃ فی غزوة بدر و اباحتہ الغنائم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر اور عمر کی رائے سن کر یہ ایشاد فرمایا اے عمر تیری شان حضرت نوح اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی کسی ہے جنہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں یہ دُعا کی۔ نوح علیہ السلام نے یہ دُعا کی تھی،

١٤. مجمع الزوائد - ج : ٤ ، ص : ٢٠٠

۱۷۔ عبداللہ بن مسعود کا روایت میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے آگ میں جلانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ نے یہ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کذب لوگ و آخر جہنم وقتا تلوک فاضرب اعناقہم اور آپ سے تمنا کیا پس ان کی گھر میں مارنے کا حکم دیجئے۔

[illegible]

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ  
الْكَا فِرِينَ دَيَّارًا إِنَّكَ إِن تَذَرَ  
هُمْ يُفْسِدُوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا  
إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ ۱۵

اے پروردگار! زمین پر کافروں میں سے  
کسی بے دے کو تو اٹھان کو چھوڑ دے کھنڈر لگ  
تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور انہیں نہیں ملے  
الاجہ کار اور کفر کرنے والے کو۔ ۱۵

اور عیسیٰ علیہ السلام نصیر و ناصی۔

رَبَّنَا أَطْمِئِنَّ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ  
عَلَى تَوْبَتِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّى  
يَذُوقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ۔ ۱۶

اے ہمارے پروردگار! ثاوسان کے مالوں کو  
اور ہر دستان کے دلوں پر کہ نہ ایمان لائیں  
یہاں تک کہ وہ ذکا غلاب کو دیکھیں۔ ۱۶

اور اے ابوبکر تیری شان حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی سی ہے جنہوں نے  
یہ دعا مانگی۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی۔

فَمَنْ يَبْعِدْ فَإِنَّهُ مَيِّتٌ وَمَنْ عَصَانِي  
فَإِنَّكَ عَقُوبٌ رَحِيمٌ۔ ۱۷

پس جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے وابستہ ہے  
اور جس نے میری نافرمانی کی تو آپ بڑے کثیر المغفر

اور کثیر الرحمت ہیں اور اس کو ایمان کی توفیق دے سکتے ہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن یہ فرمائیں گے۔

إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ذُنُوفٌ  
تَغُفِّرُ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ۔ ۱۸

اے اللہ اگر آپ ان کو غلاب دیں تو یہ آپ کے  
بندے ہیں آپ ان کے مالک ہیں اور اگر آپ ان  
کی مغفرت فرمائیں تو آپ بڑے غلاب اور حکمت

والے ہیں جس مجرم کو چاہیں معاف کریں اور آپ کی معافی حکمت سے خالی نہیں ہو سکتی۔

۱۵۔ سورہ نوح، آیت: ۲۴۔

۱۶۔ سورہ یونس، آیت: ۸۸۔

۱۷۔ سورہ ابراہیم، آیت: ۳۶۔

۱۸۔ سورہ المائدہ، آیت: ۱۱۸۔

آپ کی شانِ رحمتہ للعالمین نے ابو بکر کی رائے کو پسند کیا اور قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث الاسناد ہے، حافظ ذہبی نے بھی تلخیص میں اس حدیث کو صحیح

فرمایا ہے۔ مستدرک ص ۳۱۵

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو ایوب انصاری سے بھی مروی ہے۔ البدایۃ والنہایتہ ص ۲۹۹، آپ صحابہ سے مشورہ فرمایا رہے تھے کئی نازل ہوئی کہ آپ صحابہ کو قتل اور فدیہ کا اختیار دے دیں جیسا کہ حضرت علیؓ کم اللہ وجہہ راوی ہیں کہ جبریل امینؑ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اسیرانِ بدر کے بارے میں آپ اپنے اصحاب کو اختیار دیں یا ہمیں قتل کریں اور چاہیں فدیہ لیکر آزاد کر دیں مگر شرط یہ ہے کہ سالِ آئندہ تم میں سے اتنے ہی قتل کئے جائیں گے۔ صحابہ نے کفار سے فدیہ لینے اور سالِ آئندہ اپنے قتل ہونے کا اختیار کیا۔ (سواء الترفی والنسانی ما بن جلات والحق کم باسناد صحیح عن علیؓ) ص ۱۷

مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ابو سعید سے مسلسل روایت ہے کہ جبریل امینؑ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر یہ عرض کیا کہ آپ کے رب نے اسیرانِ بدر کے بارے میں آپ کو اختیار دیا ہے، آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم اُن سے اُن کو فدیہ لے کر آزاد کر دیں تاکہ ہم کو اُن کے مقابلے میں اس سے ایک گونہ قوت حاصل ہو اور سالِ آئندہ حق تعالیٰ جس کو چاہیں شہادت کی عزت و کرامت سے سرفراز فرمائیں۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ سالِ آئندہ ہم میں سے شتر آدمی جنت میں داخل ہوگا۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۱۸)

۱۔ البدایۃ والنہایتہ : ج ۳ : ص ۲۹۸ -

۲۔ فتح الباری : ج ۴ : ص ۲۲۹ -

۳۔ درمنثور : ج ۳۱ : ص ۲۰۲ -

۴۔ الطبقات الکبریٰ : ج ۲ : ص ۱۳۱ -

فدیہ لینے پر عتاب الہی کا نزول

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو پسند فرمایا اور تقدیر کے کچھ ٹوڑ دینے کا حکم دیا اور دیگر اکابر صحابہ کی فدیہ لینے کی رائے اس نے لی تھی کہ شاید یہی لوگ آئندہ چلے گئے۔ مسلمان ہوجائیں اور اسلام کے معین و مددگار بنیں اور فدیہ سے فی الحال جو مال حاصل ہو وہ جہاں سے مدد دے اور دینی کاموں میں اس سے سہارا لگے اور ممکن ہے کہ فدیہ کا مشورہ دینے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوں کہ جن کا زیادہ مقصود حصول مال و منال ہو جس کا منشاء رحمتِ دنیا ہے اگرچہ وہ دنیا کے حلال ہی ہو یعنی مالِ غنیمت اس پر بارگاہِ خداوندی سے غناپ ہو اور یہ آیت نازل ہوئی

مَا كَانَ لِإِنِّي أَنْ يَكُونَ لَكَ  
 أَسْرَى حَتَّى يَفْجُرَ فِي الْأَرْضِ  
 تَرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ  
 يُبِيدُ الْأَعْدَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ  
 حَكِيمٌ. نَوْلَا كِتَابَ مَنْ  
 اللَّهُ سَبَقَ لَكُمْ فِي مَا أَحَدْتُمْ  
 عَذَابَ عَظِيمٍ.

کسی نبی کے لئے یہ لائق نہیں کہ اس کے پاس قید  
 آئیں یہاں تک کہ ان کو قتل کرے اور زمین میں  
 خوب ان کا خون بہائے تم دنیا کا مال و منال  
 چاہتے ہو ادا اللہ آخرت کی مصلحت چاہتا ہے  
 ادا اللہ غالب اور حکمت والا ہے اگر اللہ کا فرشتہ  
 مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو اس چیز کے بارے میں جو تم نے  
 لی ہے ضرور تم کو بڑا عذاب پہنچتا۔

اس خطاب میں اپنا عتاب کے اہل مخاطب دہی لوگ ہیں جنہوں نے زیادہ تر بانی فائدہ اور دنیاوی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر فدیہ کا مشورہ دیا تھا جبکہ کہ تَرْسِیْدٌ وَنْ عَذْرُفُ الدُّنْیَا سے مترشح ہوتا ہے۔ باقی جن حضرات نے محض دینی اور آخروی مصالح کی بنا پر فدیہ کا مشورہ دیا تھا وہ فی الحقیقت اس عتاب میں داخل نہیں اور حضور پُر نور نے محض ملحد جمی اور رجمہ کی بنا پر فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اور تاکہ وہ دوسروں کو بانی فائدہ پہنچ جائے اور دوسروں کو مالی نفع پہنچائے کا تصور

۱۵۔ سورۃ انفال ، آیتہ : ۶۶ -

جود و کرم ہے اور غایت درجہ محمود ہے اور اپنے لئے مالی فائدے کو ملحوظ کنا یہ ناپسندیدہ ہے  
 آیت میں عتاب ان لوگوں پر ہے جن کی زیادہ نظر مالی فائدہ پر تھی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق  
 اکبر عتاب برائی سے بڑھ کر روپڑے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رونے کا سبب دریافت کیا آپؐ فرمایا:  
 ابکی للذی عرض علیٰ صاحبک تیرے ساتھیوں پر فدیہ لینے کی وجہ سے من جانب  
 من اخذهم الفداء لقد عرض الله جرم ذاب پیش کیا گیا اس کی وجہ سے روتا  
 علی عذاب هم اذنی من هذا ہوں میرے سامنے ان کا عذاب اس درخت  
 الشجرة • (مجموعہ ۹۳) کے قریب پیش کیا گیا۔

(فائدہ) عذاب فقط دکھلا دیا گیا، آثار انہیں گیا مقصود فقط تنبیہ تھی۔ بعد ازاں آپؐ  
 یہ ارشاد فرمایا اگر اس وقت عذاب آتا تو سوائے عمر کے کوئی نہ بچتا، اور ایک روایت میں ہے کہ اور  
 سوائے سعد بن معاذ کے۔

چونکہ سعد بن معاذ کی بھی یہی رائے تھی کہ قتل کئے جائیں اس لئے حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کو مستثنیٰ  
 کیا گیا۔ عبداللہ بن رواحہ اگرچہ فدیہ کے مخالف تھے مگر ان کا خیال یہ تھا کہ ان سب کو آگ میں جلا  
 دیا جائے جس کو شریعت پسند نہیں کرتی اس لئے عبداللہ بن رواحہ کا ذکر نہیں کیا گیا چونکہ اس غزوہ سے  
 احتیاج حق اور ابطال باطل اور کافروں کی جڑ کاٹنی مقصود تھی۔ کما قال تعالیٰ:

وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَيِّطَ الْحَقَّ  
 بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعُ دَابِرَ الْكَافِرِينَ  
 لِيُخَيِّطَ الْحَقَّ وَيَبْطِلَ الْبَاطِلُ  
 وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ  
 اور اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ حق کو اپنے وعدوں سے  
 ثابت کہے اور کافروں کی پیچ کنی کرے تاکہ علانیہ  
 طور پر حق کا حق ہو اور باطل کا باطل ہو اور افسوس  
 ہو جائے اگرچہ مجرمین کو ناگوار ہو۔  
 اسی لئے اس غزوہ میں من جانب اللہ خاص طور پر مسلمانوں کو قتل مشرکین کا حکم دیا گیا تھا کما قال تعالیٰ

۱۔ زمر، ج: ۱، ص: ۲۲۲ -

۲۔ سورہ انفال، آیت: ۱۰



فَأَمْرٌ جَبْرًا نَفَقَ الْأَعْمَاقُ وَأَمْرٌ جَبْرًا  
کافروں کی گردنوں پر مارا داسان کے سر پر رکھ  
مِنْهُمْ كَذَّابًا ۝ لہ کاٹ ڈالو۔

اور دوسری آیت میں ارشاد فرماتے ہیں،

فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ  
پس جب کافروں سے جنگ کرو تو ان کی گردنیں  
الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ  
مارو یہاں تک کہ جب ان کا خون خوب بہا چکو تو  
فَكَشَدُوا الرِّقَابَ ۚ فَإِنَّمَا مَسَّ بَعْدُ  
چروان کو نیکہ کردار نیکہ کرنے کے بعد یا تو ان پر اس  
وَأَمَّا فِدَاءٌ حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ  
کر دیا ان سے فدیہ لے لو اور یہ حکم اس وقت تک  
أَوْفَرَ أَرْهَاءَ ۝ لہ ہے کہ جب لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک اعداء اللہ کی اس وجہ خوریزی نہ ہو جائے کہ  
لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے اور حق کی ہیبت و بددہ قائم نہ ہو جائے اس وقت فدیہ لینا جائز نہیں  
ہاں اسلام کی عظمت و ہیبت و بددہ اور شوکت قائم ہو جانے کے بعد اگر فدیہ لے کر اُٹا دوں  
تو مضائقہ نہیں

اس موقع پر فشار خداوندی یہ تھا کہ کافی خوریزی کی جانے تاکہ دونوں میں اسلام کی ہیبت  
اور شوکت بٹھ جائے اور کفر کی جڑ کٹ جائے اور اُمتِ کفر کے لئے کفر اسلام کے مقابلہ میں سر نہ اٹھائے۔  
مسلمانوں نے چونکہ اعداء اللہ کی کافی خوریزی سے قبل فدیہ لیا اس لئے بارگاہِ خداوندی سے  
عتاب آیا۔ ۱۱۵

یہ وقت ترم نہ تھا بلکہ شدت اور سختی کا تھا۔ وقال ابو الطیب

ووضع الندي في موضع السيف بالعلم مفضّر كوضع السيف في موضع الندي  
بخش اور کرم کو تلوار کی جگہ رکھنا ایسا ہی مضرب ہے جیسا کہ تلوار کو کرم اور کرم کی جگہ رکھنا مضرب ہے۔

۱۱۵ - سورۃ انفال، آیت ۱۲۱ -

۱۱۵ - سورۃ محمد، آیت ۲۰ -

۱۱۵ - احکام القرآن ج ۵، ص ۳۱۵، ص ۲۱۰

دنیا کی کوئی حکومت بدون قتل اور خونریزی کے قوی اور مستحکم نہیں ہو سکتی ہے۔

لَنْ يَسْلَمَ الشَّرَفُ الرَّفِيعَ مِنَ الْأَذَى حَتَّى يَرِاقَ عَلَى جَوَانِبِهِ الدَّمُ  
یعنی شرف رفیع - ایسا رہے محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کے اطراف جواہب میں خون نہ بہا  
دیا جائے

اسلام تو فقط مجرمین کے قتل کا حکم دیتا ہے لیکن جن حکومتوں کو تہذیب اور تمدن کا دعویٰ  
ہے وہ اپنا دبدبہ قائم کرنے کے خیال میں مجرم اور غیر مجرم کا کوئی فرق نہیں کرتیں۔ بلا کسی استثنائے  
قتل عام کا حکم دے ڈالتی ہیں، جس میں بے قصور عورتیں اور بچے سب ہی شامل ہوتے ہیں اور اس  
مہذب لشکر سے جو حیار سوز افعال ظہور میں آتے ہیں وہ دنیا سے مخفی نہیں، مشین گنوں اور توپوں  
اور ہوائی جہازوں سے بمباری کر کے نہایت بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ تمام شہر کو چند منٹ  
میں نذر آتش کر دیا جاتا ہے۔

بعد ازاں اسلام اس فسادات اور بے رحمی اور سنگدلی سے بالکل پاک اور منزه ہے، اسلام  
نے جہاد میں جاتے وقت اپنے پیروؤں کو بچوں، عورتوں، بوڑھوں، عراہوں کے قتل کی سختی سے  
مانعت کی ہے۔

## ایک شبہ اور اس کا جواب

شبہ یہ ہے کہ بجانب اللہ فدیہ اور قتل دونوں کا اختیار دے دیا گیا تھا تو پھر فدیہ لینے  
پر کیوں غناہ آیا۔ علامہ طیبی طیب اللہ شاہ جعل الخیرہ مشواہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ  
یہ اختیار فقط ظاہری اور صوری تھا۔ لیکن معنوی اور حقیقی لحاظ سے وہ اختیار دینے امتحان تھا  
کہ دیکھیں اعداد اللہ کے قتل کو اختیار کرتے ہیں یا مسلمان دنیا کو جیسا کہ اندواج مطہرات نے جب  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید نان و نفقہ کا تقاضہ کیا تو یہ آیت اتری۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَنْفُسِكُمْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ  
اے نبی آپ اپنی عورتوں سے یہ کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا

تَرَدُّنَ الْحَيَلَةَ الدُّنْيَا وَزَيَّلَتْهَا نَفْعًا كَيْفَ  
 أَمْتَعَكُنَّ وَأَسَرَّحَكُنَّ سَرَّاحًا جَبِيلًا  
 وَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ  
 الْأَخْيَرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ  
 مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

کی زندگی اور آزمائش چاہتی ہو تو آدمی تم کو ہڑا  
 دے کر مناسب طرح سے رخصت کر دوں اور اگر  
 اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہو  
 تو اللہ تعالیٰ نے عالمِ آخرت میں تم میں سے جو نیکو کار  
 ہیں ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں ظاہر اگرچہ ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ خواہ دنیا اور اس کی زینت کو  
 اختیار کریں اور خواہ اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو اختیار کریں لیکن حقیقت میں یہ اختیار  
 نہیں تھا بلکہ اختیار یعنی امتحان اور آزمائش تھی۔

اور عیا کہ ہر دت ماروت کا تعلیم سحر کے لئے بابل میں آتا رہا محض فتنہ اور امتحان ابتلا  
 اور آزمائش کے لئے تھا۔ جادو کے سیکھنے اور نہ سیکھنے کا اختیار دینا مقصود نہ تھا۔

اور عیا کہ شبِ محراب میں آپ کے سامنے شرب اور دودھ کے دو برتن پیش کئے گئے اور  
 آپ نے دودھ کو اختیار کیا اس پر جبریل نے فرمایا کہ اگر آپ شرب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت  
 گمراہی میں پڑ جاتی۔

خلاصہ کلام :- یہ کہ صدیق اکبرؓ اور دیگر صحابہ کرام نے جو فدیہ کا مشورہ دیا وہ  
 محض دینی اور اخروی مصلحت کی بنا پر تھا اور بعض نے زیادہ تر مالی فوائد کو پیش نظر رکھ کر فدیہ لینے  
 کا مشورہ دیا اس لئے یہ آیت عتاب نازل ہوئی اور اس عتاب کے اہل مخاطب وہی لوگ ہیں کہ جن کو  
 زیادہ تر مالی فائدہ پیش نظر تھا جیسا کہ تَرْبِیْدُ ذُنْ عَدُوِّ الدُّنْيَا کے لفظ سے مترشح ہوتا ہے  
 اور مطلب عتاب کا یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کے اصحاب ہو کرو دنیا کے فانی مال و متاع اور حقیر  
 اسباب پر کیوں نظر کرتے ہو۔ اے اصحابِ رسول تم جیسے سابقین اور مقررین کی شانِ ہلیل اور منصب  
 مالی کے ہرگز ہرگز مناسب نہیں کہ دنیا حلال (مالِ فدیہ وغیرہ) پر نظر کر دینی حضور پر زور نے جو

فدیہ کی رائے کو پسند فرمایا اس کا منشاء محض صلہ رحمی اور رحم دل تھا بمعافا اللہ معافا اللہ حضور پرنور اور صدیق اکبر کے سامنے ذرہ برابر بھی مالی فائدہ پیش نظر نہ تھا، اس لئے وہ اس قتال میں داخل نہیں بارگاہ رسالت میں تو پوری دنیا ہی کا وجود و عدم برابر تھا وہاں فدیہ کے دراجم معدودہ پر کیا نظر ہوتی۔

**فائدہ جلیلہ :-** اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام بھی کبھی اجتہاد فرماتے ہیں۔ اور کبھی اس اجتہاد میں خطا بھی ہو جاتی ہے لیکن حق جل شانہ اپنے نبی کو کبھی اس خطا پر قائم نہیں رہنے دیتے بلکہ بذریعہ وحی اس پر متنبہ فرمادیتے ہیں لیکن انبیاء کرام کے اجتہاد اور مجتہدین کے اجتہاد میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہ یہ کہ نزول وحی کے بعد نبی کے اجتہاد پر عمل ساقط نہیں ہو جاتا اس لئے کہ حضور پرنور نے جو اجتہاد سے فدیہ لینے کا حکم دیا تھا وہ آیت کے نزول کے بعد بھی باقی رہا اور اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی طرف رجوع نہیں فرمایا بلکہ اسی فدیہ پر قائم رہے بخلاف مجتہد کے کہ اگر اس کو اجتہاد کے بعد یہ ظاہر ہو کہ میرا یہ اجتہاد غلط ہے اس کے غلط ہے تو اس پر اجتہاد سابق سے رجوع لازم ہے جانا چاہیے گو نبی اور رسول کا اجتہاد وحی خفی ہوتا ہے لقولہ تعالیٰ وَمَا يُنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَخْيٌ يُؤْتِيْهِ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَّخْفِيَ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَخْيٌ يُؤْتِيْهِ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَّخْفِيَ عَنِ الْهَوَىٰ کہ جو وحی خفی اس کو دیتی ہے وہی حکم ہوتا ہے کہ جو وحی علی کا حکم ہوتا ہے اور نبی کے اجتہاد کے غلط اگر کوئی وحی نازل ہو جاتی تو یہی وحی خفی (یعنی اجتہاد نبوی) کے لئے ناسخ بن جاتی ہے جیسے ایک آیت دوسری آیت کے لئے اور ایک حدیث دوسری حدیث کے لئے ناسخ ہوتی ہے، اسی طرح حق تعالیٰ کی نص اور وحی علی، وحی خفی (یعنی اجتہاد نبوی) کی ناسخ ہوتی ہے اور نسخ کی مکین اللہ ہی کو معلوم ہیں، اللہ کے نبی نے غیر منصوص امر میں جو اجتہاد کیا وہ بھی حق تعالیٰ ہی کے غیبی اشارہ سے تھا لقولہ تعالیٰ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَسَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْأَلَ جبرائیل اور شرع دیا وہ بھی اللہ کی ارادۃ اور اشارہ سے تھا۔ اور بعد میں جبرائیل کے غلط حکم نازل

ہوا وہ بھی اللہ ہی کا حکم ہے اور ایک حکم دوسرے حکم کے لئے ناسخ ہے۔ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔  
وَلِيُحْكَمْ مَا يَرِيدُ۔ نبی سے اجتہاد میں کوئی خطا واقع ہو تو اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی اس پر تنبیہ  
کر سکتے ہیں معاذ اللہ کسی انسان کی یہ مجال نہیں کہ وہ نبی اور رسول کے کسی اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کر کے  
اللہ تعالیٰ کے سکوت اور تقریر کے بعد نبی کے اجتہاد پر تنقید اور تنبیہ کرنا ایسا ہی کفر ہے جیسا کہ وحی  
جلی پر تصریح و تنبیہ کرنا کفر ہے مومن کی شان تو یہ ہے۔

زبان تازہ کردن با تسرار تو نینگین علت از کار تو

یہ مقام نبوت اور بارگاہ رسالت ہے، کہ جہاں ہوائے نفسانی کا کوس اور منزلوں بھی گز نہیں ایسے  
مقام میں گرفتار نہ ہوس کا دم ملنا کمال الٰہی و نادانی ہے۔

نہ ہر ہلے مرکب توں تا فتن کہ جا بسپہر باید انداختن

مسئلہ کی تفصیل اگر درکار ہو تو حضرت بل علم شرح تحریر الاموال اور شرح علم الثبوت بحر العلوم  
کی مراجعت کریں۔

نیز جاننا چاہیے کہ حضرات انبیاء کی خطا اجتہادی کے یہی نہیں کہ معاذ اللہ حضرات انبیاء  
غلطی سے حق کو چھوڑ کر باطل کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں بلکہ ان کی خطا کے معنی یہ ہیں کہ کسی وقت معمول  
چوک سے اوٹی اور افضل کے خلاف اوٹی کر بیٹھے ہیں اور بجائے عزیمت کے رخصت پر عمل کر گزر  
ہیں جیسے داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام ہر ایک کا اجتہاد ہوائے نفسانی سے پاک اور منزہ تھا  
اور ہر اجتہاد وحی خفی اور وحی باطنی تھا اگر وحی علی نے قیاس سلیمانی کو قیاس داؤدی سے اوٹی اور افضل  
قرار دیا۔ وحی علی نے جو قیاس سلیمانی کی تحسین کی اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیاس داؤدی غلط تھا بلکہ اس کا  
مطلب یہ تھا کہ اللہ کے نزدیک قیاس سلیمانی پر نسبت قیاس داؤدی کے زیادہ احسن اور اقرب  
الی مصالح انحصار تھا معاذ اللہ ان دو قیاسوں میں وہ نسبت نہ تھی جو حق اور باطل میں  
ہوتی ہے بلکہ وہ نسبت تھی جو کامل اور اکمل اور فاضل اور افضل اور عالی اور اعلیٰ میں ہوتی ہے۔  
یا عزیمت اور رخصت میں ہوتی ہے اور فقہار حنفیہ نے جو قیاس علی اور قیاس احنان کی تقسیم فرمائی



عیسان نے کہا یہی تو صنوان بن امیر ہے جو عظیم میں بیٹھا ہوا ہے میں نے اپنی آنکھوں سے اس کے  
باپ اور بھائی کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے ۱۵

ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابورافع نے بیان کیا کہ عباس کے گھروں میں اسلام داخل ہو چکا  
تھا لیکن ہم لوگ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔

جب قریش جنگ بدر کے لئے معانہ ہوئے تو ہم خبروں کے منتظر رہتے تھے، عیسایان خزاہی  
نے آکر جب قریش کی شکست کی خبر سنا لی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو سن کر اپنے دل میں  
بے حد خوش ہوئے میں اس وقت نزم کے سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اور میری زوجہ افضل بھی  
وہاں تھیں اتنے میں ابولہب بھی آگیا۔

لوگوں نے ابوسفیانؑ بن حارث کو سامنے سے آتے دیکھا ابولہب سے کہا یہ ابوسفیان ہیں  
بدر سے واپس آئے ہیں۔ ابولہب نے ابوسفیان کو ٹاکرا اپنے پاس بٹھلایا اور بدکا حال دریافت  
کیا۔ ابوسفیان نے کہا،

والله ما هو الا ان لقينا القوم فنحنناهم	خدا کی قسم کوئی خبر نہیں مگر یہ کہ ایک قوم سے ہم متقابل
اكتاننا يضرعون السلاح منا حيث شاؤا	ہم نے اور اپنے مژدھے ان کے حوالہ کئے جس طرح
ياسر دننا كيف شاؤا وادى الله مع ذلك	چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے اور جس طرح
ما لمت الناس لقينا رجالا بيضا بين	چاہتے تھے قید کرتے تھے اور اسی وجہ سے میں لوگوں
على خيل بلق بين السماء والارض والله	کو ملازمت نہیں کرتا خدا کی قسم سفید مرد ملحق گھوڑوں
ما تليق شيئا ولا يقوم لها شيء	پر سوار آسمان اور زمین کے درمیان خلق۔ ہمارے

۱۵۔ سیرۃ ابن ہشام، ص: ۲۶

۱۶۔ ابوسفیان بن حارث بن بلالہ مطلب بن انثم الباشمی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن عم اور رضاعی بھائی میں آپ کا والد  
ان کو طرہ سعدیہ نے دیکھ دیا ہے فتح مکہ میں شرف اسلام ہر نے انھیں کے بارہ میں بنی کریم علی الصلاۃ والسلام نے یہ اشارہ  
فرمایا۔ ابوسفیان بن حارث سید قحطان اہل الجند یعنی ابوسفیان بن حارث جو انان جنت سرور میں مغفل قہر انشا اللہ  
تعالیٰ فتح مکہ کے بیان میں آئے گا ۱۲۔ اصحابہ بیوہ قرمان ابوسفیان بن حارث باب الحکمۃ ۱۲

مقابل تھے خدا کی قسم وہ کسی چیز کو ماتی نہیں چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے لئے نہیں ٹھہرتی۔

قال ابو رافع قلت والله تلك الملائكة ابو رافع کہتے ہیں میں نے کہا مذاک قسم یہ فرشتے تھے۔

یہ سنتے ہی ابو لہب اس قدر مشتعل ہوا کہ زور سے میرے ایک ٹاپچر رسید کیا اور اٹھا کر زمین پر پھینک دیا اور مارنے کے لئے میرے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میں کمزور بدن کا تھا۔

ام فضل اٹھیں اور ایک سون اٹھا کہ ابو لہب کے سر پاس زور سے مارا کہ سر زخمی ہو گیا اور یہ کہا کہ اس کا آقا عباسؑ موجود نہ تھا اس لئے تو نے اس کو کمزور سمجھا۔

ابو لہب پر ایک ہفتہ نہ گزرا کہ ایک طاعونی پھوڑے میں مبتلا ہوا اور مر گیا۔ لاش اس قدر متعفن ہو گئی تھی کہ کوئی قریب بھی نہیں جاسکتا تھا۔

تین دن کے بعد میٹوں نے محض عمار کے خیال سے ایک گر مٹھا کھدوا کر لاکھٹیوں سے لاش کو دبا دیا۔ ۱۔ وقال ابیہی سواہ الطبرانی والبیہارونی اسنادہ حسین بن عبید اللہ وثقہ ابو عاتم وغیرہ وضعفہ جماعة وبقیۃ رجالہ ثقات ۲۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ام المؤمنین عالیثہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب اس مقام سے گزرتی جہاں ابو لہب اس طرح سے مرا تھا تو کپڑے سے منہ ڈھانک لیتی تھیں ۳۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دیار شہود پر سے گزرے تو چہرہ انور کو کپڑے سے چھپایا اور سواری کو تیز کر دیا۔ اشارہ اس طرف تھا کہ مواقع عذاب پر جب گزرے تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔

ام المؤمنین نے اسی سنت پر عمل فرمایا: ۴۔

قریش کو جب اپنے خویش اور آقارب کے قتل کا حال معلوم ہوا تو نوحہ و زاری شروع ہو گئی ایک ماہ تک اسی طرح گریہ و زاری کرتے رہے بعد ازاں یہ منادی کرا دی گئی کہ کوئی شخص گریہ زاری

۱۔ قال العلامة السید ابی الخیر ابن اسحق وابن سعد وابن جریر والحاکم طبعی والبیہقی والبیہقی ۲۔ خصائص کبریٰ ص ۲۰۴

۳۔ مجمع الزوائد ج ۶ : ص ۸۹

۴۔ الہدایۃ والنباتۃ ج ۳ : ص ۲۰۹

۵۔ زرقانی ج ۱ : ص ۲۵۲



نہ کرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھیوں کو جب خبر پہنچے گی تو بہت غمخس ہوں گے۔ اور نہ کوئی اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فدیہ کی مقدار نہ بڑھاویں۔<sup>۱۵</sup>  
لیکن باوجود اس اعلان اور نداؤں کے مطلب بن ابی وداعہ چار ہزار درہم بے کفرش سے پوشیدہ شب کو مدینہ روانہ ہوا۔ مدینہ پہنچ کر اپنے باپ ابو وداعہ کا فدیہ ادا کیا اور باپ کو چھڑا کر مکہ آئے۔ اس کے بعد سلسلہ چل گیا اور لوگوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ بھیج بھیج کر چھڑا کر آشوب کر دیا۔ ابن ہشام ص ۲۶۔

انھیں قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھے۔ نہایت زیرک اور فصیح اللسان تھے، محبوب میں آپ کی نامت کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ سہیل کے بچے کے دانت اناٹ اکھاڑوں تاکہ اس قابل ہی نہ رہے کہ کسی مرتع پر آپ کے خلاف زبان ہلا سکے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ان کو چھڑو و عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو ان سے کوئی خوشی و کھلے رواہ السیہتی فی الدلائل) اصحابہ ترجمہ سہیل بن عمرو، چنانچہ صلح حدیبیہ انھیں کی سہ سے ہوئی جس کو اللہ نے فتح مبین فرمایا اور فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے۔

ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عمر کے جواب میں یہ فرمایا۔ لَا أُقْبِلُ بَعْدَ فَيْسَمَلِ اللَّهِ، بی وان کنت نبیا۔ میں کسی کا مشد نہیں کرتا۔ مباد اکہیں خدا تعالیٰ میرا مشد نہ کرے اگرچہ میں نبی ہوں۔

انھیں قیدیوں میں ابوسفیان بن حرب کا بیٹا عمر بھی تھا۔ جب ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بیٹے عمر کو یہ دے کر فدیہ دے کر چھڑاؤ تو ابوسفیان نے یہ جواب دیا کہ ایسے ممکن ہے کہ میرا آدمی بھی آنا جائے اور فدیہ بھی دوں۔ میرا ایک بیٹا خطلہ تو قتل ہو گیا اور دوسرے عمر کو فدیہ دوں جب تک چاہی فدیہ رکھیں اسی اثناء میں سعد بن نھان انصاری مدینہ سے مکہ عمرہ کرنے کے لئے آئے ابوسفیان

۱۵۔ زرقانی - ج: ۱ - ص ۳۵

۱۶۔ ابن ہشام، ج: ۲، ص: ۲۶۔

نے ان کو اپنے بیٹے کے معاوضہ میں پکڑ لیا۔

انصار کی درخواست پر آپ نے عمرو بن ابی سفیان کو دے کر سعد کو چھڑا لیا۔  
انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔  
آنحضرت کی صاحبزادی حضرت زینب جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے تھیں آپ کی زوجیت  
میں تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ ابوالعاص کی خالہ تھیں ان کو بمنزلہ اولاد کے سمجھتی تھیں خود حضرت  
خدیجہ نے اب سے لہکر جنت سے قبل زینب کا عقد ابوالعاص سے کیا تھا، ابوالعاص مالدار اور  
امانت دار اور بڑے تاجر تھے، بعثت کے بعد حضرت خدیجہ اور آپ کی کل صاحبزادیاں امیال لائیں  
مگر ابوالعاص شرک پر قائم رہے۔

قریش نے ابوالعاص پر بہت زور دیا کہ ابولہب کے بیٹوں کی طرح تم بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کی بیٹی کو طلاق دے دو وہ جہاں چاہو گے وہاں تمہارا نکاح کروں گے لیکن ابوالعاص نے صاف انکار  
کر دیا اور کہہ دیا کہ زینب جیسی شریف عورت کے مقابلے میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا  
جب قریش جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو ابوالعاص بھی ان کے ہمراہ نئے منجملہ اور  
لوگوں کے آپ بھی گرفتار ہوئے اہل مکہ نے جب اپنے اپنے قیدیوں کا فدیہ روانہ کیا تو حضرت  
زینب نے اپنے شوہر ابوالعاص کے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے شادی کے وقت  
ان کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آپ ہیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر سب  
سمجھ تو اس ہار کو واپس کر دو اور اس قیدی کو چھڑ دو۔

اسی وقت تسلیم اور انقیاد کی گردنیں خم ہو گئیں قیدی بھی رہا کر دیا گیا اور باہر بھی واپس ہو گیا  
مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے یہ وعدہ لے لیا کہ مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ  
بھیج دیں۔ ابوالعاص نے مکہ پہنچ کر زینب کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی اور اپنے بھائی کنائہ

بن ربیع کے ہمراہ روانہ کیا۔

کنانہ نے عینِ دوپہر کے وقت حضرت زینب کو اونٹ پر سوار کرایا اور ہاتھ میں تیر کھان لی۔ اور روانہ ہوئے آپ کی صاحبِ زادی کا علی الاعلان کٹے سے روانہ ہوا تشریف کر بہت شاق معلوم چنانچہ البوسنیان وغیرہ نے وہی طوسی میں آکر اونٹ کو روک لیا۔ اور یہ کہا کہ ہم کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو روکنے کی ضرورت نہیں لیکن اس طرح علانیہ طور پر لے جانے میں ہماری ذلت ہے ہر کتاب یہ ہے کہ اس وقت تو مکہ واپسی چلو اور رات کے وقت لے کر روانہ ہو جاؤ مگر انہوں نے اس کو منظور کیا۔ البوسنیان سے پہلے حبیب بن اسودؓ جو بعد میں ہل کر سلمان ہوئے، جا کر اونٹ روکا اور حضرت زینب کو ڈرایا۔ خوف سے محلِ ساقط ہو گیا۔ اس وقت کنانہ نے تیر کھان سنبھالی اور یہ کہا کہ جو شخص اونٹ کے قریب بھی آئے گا تیروں سے اس کے جسم کو چٹنی کر دوں گا۔

الغرض کنانہ مکہ واپس آگئے اور دو تین مائیں گزرنے پر شب کو روانہ ہوئے۔

ادھر رسول اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارث اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ تم جا کر مقامِ بطن یا ج میں ٹھہرو جب زینبؓ آجائیں تو ان کو اپنے ہمراہ لے آؤ۔

یہ لوگ بطن یا ج پہنچے اور اُدھر سے کنانہ بن ربیع آتے ہوئے ملے۔ کنانہ وہیں سے واپس ہو گئے اور زید بن حارثؓ مع اپنے رفیق کے صاحبِ زادی کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے جنگِ بدر کے ایک ماہ بعد مدینہ پہنچیں۔

صاحبِ زادی آپ کے پاس رہنے لگیں اور ابوالعاصؓ مکہ میں مقیم رہے۔ فتح مکہ سے قبل ابوالعاصؓ بغرضِ تجارت شام کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ ابی کہ کو آپ کی امانت و دیانت پر اعتماد تھا اس لئے اور لوگوں کا سرمایہ بھی شریکِ تجارت تھا۔

شام سے واپسی میں مسلمانوں کا ایک دستہ مل گیا اس نے تمام مال و متاع ضبط کر لیا۔ اور ابوالعاصؓ چھپ کر مدینہ حضرت زینب کے پاس پہنچے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینب نے

عورتوں کے چہرہ ترہ سے آواز دی، اسے لوگوں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور  
 اور ارشاد فرمایا :

ایہا الناس هل سمعتم ما سمعت      اے لوگو کیا تم نے بھی سنا ہے جو میں نے سنا  
 قالوا نعم قال اے ما والذی نفسی      لوگوں نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اُس  
 بیدہ ما علمت بشئ من ذلک      فات پاک کی کہ محمد کی جان اس کے ہاتھ میں ہے  
 حتی سمعت ما سمعتم انہ یجیر      مجھ کو اس کا مطلق علم نہیں جو اور جس وقت تم نے  
 علی المسلمین اذناہم      سنا وہی میں نے سنا، تحقیق خوب سمجھ لو کہ مسلمانوں

میں کا ادنیٰ سے ادنیٰ اور کتر سے کتر بھی پناہ دے سکتا ہے  
 اور یہ فرما کر صاحبِ نادوی کے پاس تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اے بیٹا اس کا اکرام کرنا  
 مگر غفلت نہ کرنے پائے کیونکہ تو اس کے لئے حلال نہیں۔ یعنی تو مسلمان ہے اور وہ مشرک اور کافر۔  
 اور اہلِ سریر سے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو اس شخص (یعنی ابوالعاص) کا تعلق ہم سے معلوم ہے اگر مناسب  
 سمجھ تو ان کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ لو تم ہی اس کے  
 مستحق ہو۔

سنئے ہی صحابہ نے کل مال واپس کر دیا، کوئی ٹھول لانا تھا اور کوئی رستی، کوئی ٹوٹا اور کوئی چرٹے  
 کا ٹکڑا۔ غرض یہ کہ کل مال ذرہ ذرہ کر کے واپس کر دیا۔

ابوالعاص کل مال لے کر مکہ روانہ ہوئے اور جس جس کا حصہ تھا اس کا پورا کیا۔ جب شرکار کے  
 حصے رے چکے تو یہ فرمایا :

یا معشر قریش هل بقی لاحد منکم      اے گروہ قریش کیا کسی کا کچھ مال میرے ذمہ  
 عندی مال یاخذہ قالوا لا      باقی رہ گیا ہے جو اس نے وصول نہ کر لیا ہو۔  
 فبذلک الله خیرا فقد بعدناک      قریش نے کہا۔ نہیں۔ پس اللہ تمھو کو خیر سے

دنیا کریمہ قال فانما اشہدان لا  
 الہ الا اللہ وان محمد اعبدا  
 درسلہ واللہ ما مغنی من  
 الاسلام عندہ الا تحوف ان  
 آکل اموالکم فلما اذہا  
 اللہ الیکم وفرغت منها اسبت  
 تحقیق ہم نے جھک کر فنادار اور شریف پاؤں کہا پس  
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 بے شک اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں  
 میں اب تک فقط اس نے مسلمان نہیں ہوا کہ لوگوں  
 یہ گمان نہ کریں کہ میں نے مال کھانے کی خاطر ایسا  
 کیا ہے جب اللہ نے تمہارا مال تم تک پہنچایا  
 اور میں اس ذمہ داری سے بکدش کیا تب مسلمان

ہوا۔

بعض اہل ابرہہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ چلے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 پھر حضرت زینب کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ ۱۷  
 بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اول کافی بھائی کوئی جدید نکاح نہیں ہوا اور بعض  
 روایات میں اس کی تصریح ہے کہ جدید نکاح ہوا اور فقہاء کے نزدیک یہی روایت صحیح ہے اس لئے  
 کہ اگر پہلا نکاح کافی ہوتا تو آپ صابری سے یہ نہ فرماتے کہ تو اس کے لئے حلال نہیں۔

انہیں قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بھی تھے، جن کو کعب بن  
 عمرو ابو العیسر نے گرفتار کیا تھا حضرت عباس قوی اور عظیم تھے ابو العیسر نہ نخیف الجسم اور ضعیف القوى  
 اور قصیر القامت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو العیسر تو نے عباس کو کیسے گرفتار کیا۔  
 ابو العیسر نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص نے میری امداد کی کہ جس کو میں نے کبھی نہ اس سے  
 پہلے دیکھا نہ بعد میں اور اس کی ہیئت ایسی اسلامی تھی آپ نے فرمایا:

لقد اعانک علیہ ملک صریح تحقیق ایک عظم فرشتے نے تیری امداد کی۔

یہ روایت سند احمد و طہقات ابن سعد وغیرہ میں ابن عباس سے مروی ہے اور لائل بیہقی

احد دلائل ابی نعیم میں حضرت علی سے مروی ہے، ملاحد انہی اور بھی مختلف فقہی سے یہ روایت مروی ہے، اور معجم طبرانی میں عبدالواسع بن عروہ سے اور سنن احمد میں برابر بن مازب سے مروی ہے۔ فتح البندی باب شہود الملائکہ بدر کے ایک باب بعد حافظ بخاری فرماتے ہیں، رواہ احمد والبیہقی والاحمد والبیہقی غیر حاشیہ بن مضر و ہونکہ مع الزوائد باب غزوہ بدر۔

حضرت عباس کی بندش و رخصت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس کی لکڑی ترفید ارگنی انصار کو جب اس کا علم ہوا تو آپ کی گرد کھول دی اور مزید برآں یہ درخواست کی کہ اگر حضور اجازت دیں تو ہم اپنے بھائی عباس کا فدیہ چھوڑ دیں، آپ نے یہ جواب دیا۔  
وَاللَّهِ لَا تَذْمَنُ مِنْهُ دَرَهَقًا خدا کی قسم اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو اپنی ناداری کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اچھا وہ مال کہاں ہے جو تم نے اور بخاری بیوی اُمّ فضل نے مل کر دفن کیا تھا۔

حضرت عباس سنتے ہی حیران رہ گئے اور عرض کیا بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں میرے اُمّ فضل کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہ تھا، حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔ مستدرک ترجمۃ العباس دلائل ابی نعیم میں بائند حسن ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس پر سنو اوقیہ اور عقیل بن ابی طالب پر اثنی اوقیہ فدیہ لگایا۔ (تمام قیدیوں میں سب سے زائد فدیہ حضرت عباس کا تھا)

حضرت عباس نے عرض کیا کہ کیا آپ نے قرابت کی وجہ سے میرا فدیہ اس قدر زائد تجویز کیا ہے یعنی قرابت کا اقتضائے یہ تھا کہ آپ میرے فدیہ میں تخفیف فرماتے، لیکن بجائے تخفیف

ملہ - انصاف الکبریٰ - ج ۱، ص ۲۰۱

ملہ - انصاف نے حضرت عباس کو بھانجا اس نے کہا کہ حضرت عباس کی دادی - عبدالمطلب کے والدہ انصاف کی تھیں فتح الباری ج ۲ اور بھانجا کہنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اس پر فدیہ چھوڑنے کا احسان ہماری گنت پر ہے نہ کہ آپ کی ذات، ابیرکات پر اس لئے کہ یہ فدیہ ہم اپنا بھانجا ہونے کی حیثیت سے چھڑاتے ہیں آپ کے بچا ہونے کی حیثیت سے نہیں، یہ حضرت انصاف کا سلیقہ اور حسن ادب تھا رضی اللہ عنہم ملہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے

کے آپ نے میرے فدیہ کی مقدار سب سے زائد کر دی (اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔  
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قَدْ لِمَنْ فِي آيِدِيكُمْ  
 مِّنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ  
 فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا آتِيُوْكُمْ خَيْرًا  
 مِّمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ  
 إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اے نبی آپ ان قیدیوں سے کہہ دیجئے جو آپ کے  
 قبضہ میں ہیں کہ تم اس فدیہ پر کچھ افسوس نہ کرو۔  
 اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھے گا  
 یعنی دل سے اسلام لے آئیں گے تو جو تم سے لیا  
 گیا ہے۔ اُس سے کہیں زائد اور بہتر تم کو عطا فرما

دے گا اور تمہاری مغفرت بھی فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

حضرت عباسؓ بعد میں فرمایا کرتے تھے کاش مجھ سے اس وقت سے اضعاف مضاعفہ  
 فدیہ لے لیا جاتا ہے۔ ۱۷

حق جل و علا نے جناب مجھ سے لیا اس سے بہتر اس زائد مجھ کو دے دیا۔ تنواری قبہ کے بدلہ میں  
 نثر غلام عطا فرمائے جو سب کے سب تاجریں یہ وعدہ حق تعالیٰ نے دنیا ہی میں پورا فرما دیا۔ دوسرے وعدہ  
 مغفرت کا تھا اس کا میں امیدوار ہوں۔ ۱۸

یہ ناچیز کہتا ہے (غفر اللہ لہ) انشاء تعالیٰ یہ دوسرا وعدہ بھی ضرور پورا ہوگا۔ إِنَّ اللَّهَ  
 لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ اور یہ کلمہ انشاء اللہ تبرکاً کہتا ہوں نہ کہ تعلیقاً۔

اسیرانِ بدر میں نوفل بن حارث بھی تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فدیہ  
 دیئے کہ کہا تو یہ جواب دیا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جو فدیہ میں دے سکوں۔

آپ نے فرمایا وہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نوفل نے کہا بخدا اللہ کے بعد  
 میرے سوا کسی کو بھی اُن کا علم نہیں میں گواہی دیتا ہوں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

۱۷۔ سورۃ انفال، آیتہ ۶۰،

۱۸۔ فتح الباری - ۱، ۵، ص: ۲۴۸ -

۱۹۔ درمنثور - ۱، ۳، ص: ۲۰۴ -

زلف نے وہ نیزے ندیہ میں دیتے جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ آپ نے حضرت عباس اور زلف کے درمیان رشتہ مواخت قائم فرمایا اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں آپس میں دوست تھے اور تجارت میں شریک رہتے تھے۔ مستدرک، ترجمہ زلف بن حارثؓ۔

عمیر بن وہبؓ صحابی اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں سے تھا کہ کے زمانہ قیام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ایذا میں پہنچائی تھیں قبیلوں میں اس کا بیٹا وہب بن عمیرؓ بھی تھا۔

ایک دن عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہؓ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ صفوان نے مقتولین بدر کا تذکرہ کر کے کہا کہ اب زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ عمیر نے کہا ہاں خدا کی قسم میرا ران قریش کے قتل ہو جانے کے بعد حقیقت میں زندگی کا مزہ ہی ہوتا رہا۔ اگر میرے ذمہ قرض اور بچوں کا فکر نہ ہوتا تو ابی جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرتا۔ صفوان بہت خوش ہوا۔ اور کہا حیر قرض اور اہل و عیال کی خبر گیری سب میرے ذمہ ہے اور اسی وقت صفوان نے تلوار صقیل کو لائی اور زہر میں بکھا کر عمیر کو دی عمیر مدینہ پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اڑٹ ٹھہرایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ عمیر کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ کسی ناپاک ارادہ سے آیا ہے۔ اسی وقت حضرت عمر نے اس کی تلوار کا پتلا پکڑ لیا اور کہتے ہوئے آپ کے سامنے لاکھڑا کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اسے چھوڑ دو اور عمیر سے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ عمیر نے کہا اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا سچ کہو کیا اس لئے آئے ہو، سچ بتا دو کہ تم نے اور صفوان نے حطیم میں بیٹھ کر کیا مشورہ کیا تھا عمیر نے گہرا کہہ میں نے کیا مشورہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے میرے قتل کا ذمہ لیا تھا، اس شرط پر کہ صفوان تیرے اہل و عیال کی خبر گیری کرے اور تیرا قرض ادا کرے۔ عمیر نے کہا:

اشھد انک رسول اللہ۔ ان هذا الحدیث کان بینہ و بین صفوان  
میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول  
میں اس واقعہ کا سوائے میرے اور صفوان کے



فی المجر لم یطلع علیہ احد کسی کو علم نہ تھا۔ پس اللہ ہی نے آپ کو اس کی  
غیری وغیرہ فاخبرک به فانت خبر دی پس ایمان لایا میں اللہ اس کے  
باللہ ورسولہ رسول پر۔

یہ روایت مجمع طرانی میں انس بن مالک سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے اور دلائل بہت سی  
اور دلائل ابی نعیم میں مسند مذکور ہے یہ  
ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ غیر نے یہ کہا:

واللہ افی لا علم ما آتاک به الا قسم ہے اللہ کی میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا  
اللہ فالحمد لله الذی ہدانی کسی نے آپ کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں کی میں شکر  
لا سلام وساقنی هذا المساق ثم تشہد ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت  
دی اور مجھ کو یہاں کھینچ کر لایا اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سمجھاؤ اور  
قرآن چڑھاؤ اور اس کے قیدی چھوڑ دو اسی وقت قیدی عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا گیا۔  
عمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اللہ کے نور کے مجھانے کی بہت کوشش کی اور جن  
لوگوں نے اللہ عزوجل کے دین کو قبول کیا، ان کو طرح طرح سے ستایا۔ اب مجھ کو اجازت دیجئے کہ مکہ  
بائے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو بلاؤں اور اسلام کی دعوت دوں شاید اللہ تعالیٰ ان کو  
ہدایت نصیب فرمائے اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں جیسا کہ اس سے قبل اللہ کے دوستوں کو  
ستایا آپ نے اجازت دی۔

عمیر مدینہ سے روانہ ہوئے اور صفوان بن امیر لوگوں سے یہ کہنا پھرتا تھا۔ اے لوگوں چند روز  
میں میں تم کو ایسی بشارت سناؤں گا جو تم کو بد رکھا صدمہ بھلا دے گی اور ہر بار دو صد سے عمیر کی خبریں  
ریافت کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ عمیر کی اسلام لانے کی خبر پہنچی صفوان یہ خبر سننے ہی آگ بگولہ ہو گیا۔

اور قسم کھائی کہ خدا کی قسم میرے بات بھی نہ کروں گا اور نہ اسے کبھی کوئی نفع پہنچاؤں گا۔ عیسیٰؑ مکہ پہنچے اور دعوتِ اسلام میں مصروف ہو گئے بہت سے لوگ آپؐ کیوجہ سے مسلمان ہو گئے اور جو لوگ اسلام کے دشمن تھے اُن کو خوب ستایا۔

## صلاة العيد

بدر سے مراجعت کے بعد سوال کی یکم کو آپؐ نے عید کی نماز ادا فرمائی۔ یہ پہلی عید تھی۔  
رتقی۔ رزرقانی جلد اول۔ ص: ۴۵۴

## فضائلِ بدر میں

حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعزہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں رفیقِ تقدیر انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں آئے گا) حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

لعل الله اطلع الى اهل بدر  
فقال اعملوا ما شئتم فقد  
وجبت لكم الجنة •

تحقیق اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی  
اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو جنت تمھارے  
لئے واجب ہو چکی ہے۔

(بخاری شریف باب فضل من شہد بدرا)

معاذ اللہ۔ اعملوا ما شئتم جو چاہے کرو ہے اہل بدر کو گناہوں کی اجازت دنیا مقصود نہیں بلکہ ان کے صدق اور اخلاص کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بارگاہِ خلافت کی

لہ۔ سند احمد ابن ابی داؤد واریضی ابن ابی شیبہ میں بجائے لعل اللہ الخ کے ان اللہ اطلع علی اہل بدر الخ لفظ ان کے ساتھ روایت آئی ہے۔ اسے ترجمہ میں لفظ تحقیق کا استعمال کیا گیا۔ (فتح الباری ج ۱۲)

میں اہل بدر کی مختصانہ جاننازی اور محمانہ اور اہلانہ سرفروشی مسلم ہو چکی ہے۔ مرتے دم تک ان لوگوں کا قدم جادۂ محنت و وفا سے کبھی ڈلگانے والا نہیں ان کے قلوب اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور اطاعت سے بھر پور ہیں۔ معصیت اور نافرمانی کی ان کے دلوں میں کبھی گنجائش نہیں اگر مقتضائے بشریت کسی وقت کوئی معصیت صادر ہو جائے گی تو فوراً توبہ اور استغفار کی طرف رجوع کریں گے۔ بہر حال اہل بدر جو کچھ بھی کریں جنت ان کے لئے واجب ہے اطاعت کریں گے تب جنت واجب ہے اور اگر بالفرض بمقتضائے بشریت معصیت کریں گے تو فوراً توبہ اور استغفار اور تضرع اور اہتال کریں گے جس سے ان کے لئے جنت اور مغفرت واجب ہو جائے گی بلکہ عجیب نہیں کہ اور درجے بلند ہو جائیں جیسا کہ آدم علیہ السلام کے توبہ سے اور درجے بلند ہوئے تفصیل کے لئے مدارج السالکین کی مراجعت کریں۔

بارگاہِ خداوندی سے اِعْمَلُوا مَا يَشَاءُكُمْ کا خطاب انھیں حضرات کو ہو سکتا ہے جن کے قلوب حق جل و علا کی محبت و عظمت، خور و خشیت، غیبت اور ہیبت سے بھر پور ہوں اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں کو دی جاتی ہے جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔ رہنما توضیح ما قالہ الحافظ ابن قیم فی شرح ہذا الحدیث فی کتاب الفوائد ص ۱۷

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
لَنْ يَدْخُلَ النَّاسُ اَحَدُ شَهْدٍ جَوْشَنُ بَدْرٍ مِّنْ حَاضِرٍ هُوَ اَوْ هَرِگز جَنَّتْ مِّنْ  
بَدْرٍ - نہ جائے گا۔

یہ حدیث سنداً محمدی ہے سند اس کی شرط مسلم پر ہے۔ فتح الباری باب فضل من شہد بدرا۔

رفاعتہ رافع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سب سے افضل اللہ بہتر۔ جبریل نے کہا اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل اور بہتر

ہیں۔ (صحیح بخاری باب شہود الملائکہ بدر)

## تعداد بدر میں

حضرت بدر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں مشہور توبہ کثرین سوتیرہ تھے۔

اشقباہ اور اختلاف کی وجہ سے محدثین کے اقوال مختلف ہیں حافظ ابن سید الناس نے عین الاثر میں سب کو جمع کر دیا اور تین سو تریسٹھ نام شمار کرائے تاکہ کسی قول کی بنا پر بھی کوئی نام رہنے نہ پائے۔ احتیاطاً سب کو ذکر کر دیا۔ یہ مطلب نہیں کہ بدر میں کی تعداد تین سو تریسٹھ ہے۔ مسند احمد اور مسند بزار اور معجم طبرانی میں ابن عباسؓ نے قول ہے کہ اہل بدر تین سو تیرہ تھے۔ ابویوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ دُور چل کر اصحاب کو شمار کرنے کا حکم دیا۔ جب شمار کئے گئے تو تین سو چودہ تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا پھر شمار کر دو۔ دوبارہ شمار کر ہی رہے تھے کہ دُور سے دُبلے اونٹ پر ایک شخص سوا آتا ہوا نظر آیا۔ اس کو شامل کر کے تین سو پندرہ ہوئے۔ (رواہ الطبرانی والبیہقی)۔

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر کے ارادہ سے روانہ ہوئے تو تین سو پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے (رواہ ابویوبی و اسناد حسن)

یہ تین روایتیں ہیں لیکن حقیقت میں سب متفق اور متحد ہیں اس لئے کہ اگر اس آخری شخص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شمار کیا جائے تو تین سو پندرہ نئے اور اگر اس آخری شخص اور آپ کی ذات بابرکات علیہ افضل الصلوات والحمیات کو اصحاب کے ساتھ شمار نہ کیا جائے تو پھر تعداد تین سو تیرہ ہے اس سفر میں کچھ صغیر اسلحہ یعنی کم عمر بچے بھی آپ کے ہمراہ تھے جیسے براء بن مازب عبد اللہ بن عمر۔ انس بن مالک۔ جابر بن عبد اللہ۔ مگر ان کو قتال کی اجازت نہ تھی۔

اگنان کم سن بچوں کو بھی بدرتین میں شمار کر لیا جائے تو پھر تعداد تین سوائس الہو ہوتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے کہ اہل بدرتین سوائس تھے۔

بلا بن مازب سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں اور ابن عمر چھوٹے بچے گئے، اس روز ہاجرین ساٹھ سے کچھ اوپر تھے اور انصار دوسو چالیس سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

براہن مازب فرماتے ہیں ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدرتین سو اس سے کچھ زیادہ تھے جتنے طاوت کے ساتھ تھے جنہوں نے نہر کو پار کیا۔ اور خدا کی قسم نہر سے وہی لوگ پار ہوئے جو بڑے بچے مومن اور غلص تھے۔ (بخاری شریف)

یہ تمام تفصیل فتح الباری باب عدۃ اصحاب بدر میں مذکور ہے۔  
علامہ سہلی فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی امداد کے لئے شتر جن بھی حاضر ہوئے تھے۔ آہ

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ عطا فرمایا:

(۱)۔ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ علامت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲)۔ طلحہ اور سعید بن زید۔ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے قافلہ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا۔

(۳)۔ ابولہبہ انصار ثقی کو رو مار سے مدینہ پر اپنا قاتل مہم بنا کر واپس فرمایا۔

(۴)۔ عاصم بن عدی کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۵)۔ حارث بن حاطب بنی عمرو بن عوف کی طرف سے آپ کو کوئی پہنچی تھی اس لئے آپ نے

حارث بن حاطب کو بنی عمرو کی طرف واپس بھیجا۔

(۱۶) - حارث بن مسدّد ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ روم سے واپس فرمادیا تھا۔

(۱۷) - خواتین جبریز پٹلی میں چوٹ آجانے کی وجہ سے مقامِ صفراء سے واپس کر دیئے گئے تھے۔

یہ ابن سعد کا بیان ہے۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کا بھی حصّہ لگایا جو اس وقت حبشہ میں تھے اور کہا جاتا ہے کہ سعد بن مالکؓ یعنی سہلؓ کے والد نے راستہ میں انتقال فرمایا۔ اور صبیح ثمودی اچھ بیماری کی وجہ سے واپس ہوئے۔ ۱۷

### جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

ائمہ حدیث اور علماءِ سیر نے اپنی اپنی تصانیف اسماءِ بدرین کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے مگر حرفِ تنبیہ کے لحاظ سے سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسماءِ بدرین کو قریب فرمایا اور اہل بدرین سے صرف چھ الیسیں نام اپنی جامع صحیح میں ذکر فرمائے جو ان کی شرائطِ صحت و استناد کے مطابق تھے ۱۷

علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہم نے مشائخِ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں اسماءِ بدرین کے ذکر کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور بار بار اس کا تجرہ ہو چکا ہے۔ ۱۷

### جریدۂ اسماء حضراتِ بدرین مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین

#### آمین یا رب العالمین

سید المہاجرین و امام البدریین و اشرف الخلائق اجمعین خاتم الانبیاء المرسلین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ علیہ السلام

۱۷ - زرقانی - ج ۱، ص ۲۰۹  
۱۸ - فتح الباری - ج ۱، ص ۲۵۳

عَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَشَرَفٍ وَكَرَمٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ .

- (۱)۔ ابو بکر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۲)۔ ابو حفص عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۳)۔ ابو عبد اللہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۴)۔ ابو الحسن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۵)۔ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷)۔ انسہ حبشی مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸)۔ ابو بکشتہ فارس مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۹)۔ ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۰)۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی کن زبن حصن کے بیٹے۔  
(۱۱)۔ عبیدہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دونوں بھائی۔  
(۱۲)۔ طفیل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور  
(۱۳)۔ حصین بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴)۔ مسطح عوف بن اثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵)۔ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- (۱۳۹)۔ مدح بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۰)۔ سوید بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۱)۔ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۲)۔ جناب مولیٰ عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۳)۔ زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۴)۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۵)۔ سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
(۱۴۶)۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۷)۔ سونیط بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۸)۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۴۹)۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
اور ان کے بھائی۔۔۔۔  
(۱۵۰)۔ عیین بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۱)۔ مقداد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۲)۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۳)۔ مسعود بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۴)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۵)۔ جناب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۶)۔ بلال بن رباح مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔  
(۱۵۷)۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۸)۔ مصعب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵۹)۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۰)۔ البرسمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۱)۔ شمش بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۲)۔ ارقم بن ابی الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۳)۔ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۴)۔ معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۵)۔ زید بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی  
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
عنه کے بھائی۔  
(۱۶۶)۔ یحییٰ مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
(۱۶۷)۔ عمرو بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ اور ان کے  
بھائی۔  
(۱۶۸)۔ عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۶۹)۔ واقد بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۰)۔ خولی بن ابی خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۱)۔ مالک بن ابی خولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۲)۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۳)۔ عامر بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۷۴)۔ عاتق بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ



- (۶۵)۔ خالد بن کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۶)۔ یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۷)۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۸)۔ سعد بن خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۶۹)۔ البر عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۰)۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۱)۔ سائب بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۲)۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۳)۔ قتادہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۴)۔ عبد اللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۵)۔ معمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۶)۔ خنیس بن خدا فہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۷)۔ ابوسبرۃ بن ابی رعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۸)۔ عبد اللہ بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷۹)۔ عبد اللہ بن ہبیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۰)۔ عمر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۱)۔ سہیل بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۲)۔ صفوان بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۳)۔ عمرو بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۴)۔ وہب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۵)۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۶)۔ عیاض بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۸۷)۔ سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## جریدہ اسما حضرت بدر بن انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

و عنہم اجمعین آمین یا رب العالمین

- (۱)۔ سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۲)۔ عمرو بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی سعد

سعد۔ سہیل اور صفوان کچھ آپ کا نام وہب ہے اور ان کا نام بیضا ہے پھر ان بیضا کے نام سے مشہور ہیں۔  
۵۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ تین ابن اکتھنے تھیں ذکر کرتے لیکن ادبیت سے ابی ائم نے ان تین کو بھی بدر بن میں شمار کیا ہے۔ سیرۃ ابن ہشام ص ۳۹ تا ص ۴۲

بن معاذ کے بھائی۔

(۱۳)۔ حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی سعد بن معاذ کے بھتیجے۔

(۱۴)۔ حارث بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵)۔ سعد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۶)۔ سلمۃ بن سلامۃ بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۷)۔ عباد بن بشر بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸)۔ سلمۃ بن ثابت بن قش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹)۔ رافع بن میزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۰)۔ حارث بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱)۔ محمد بن سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۲)۔ سلمۃ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۳)۔ ابوالہشیم بن الہشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۴)۔ عبید بن الہشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۵)۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶)۔ قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۷)۔ عبید بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲۸)۔ نصر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۹)۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۰)۔ عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۱)۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۲)۔ ابو عبس بن حمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۳)۔ ابوبرودہ البائی بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۴)۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۵)۔ معتب بن قشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۶)۔ عمرو بن معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۷)۔ سہل بن ضعیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۸)۔ مبشر بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۳۹)۔ رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۰)۔ سعد بن عبید بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۱)۔ عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۲)۔ رافع بن عجمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۳)۔ عبید بن ابی عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۴)۔ ثعلبہ بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴۵)۔ ابولہبۃ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۶)۔ حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۷)۔ حاطب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۸)۔ عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۹)۔ انیس بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۰)۔ معن بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۔ عجمہ ماں کا نام ہے، باپ کا نام عبدالہارث تھا۔ ۱۲۔

- ۱۴۱۔ ثابت بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۲۔ عبد اللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۳۔ زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۴۔ ربیع بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۵۔ عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۶۔ عاصم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۷۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۴۸۔ البرصیاح بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یعنی البرصیاح کے بھائی ...  
 ۱۴۹۔ سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۰۔ حارث بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یعنی خوات بن جبیر بن النعمان اور  
 عبد اللہ بن جبیر بن النعمان کے چچا  
 ۱۵۱۔ خوات بن جبیر بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۲۔ منذر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۳۔ ابو عقیل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۴۔ سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۵۔ منذر بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۶۔ مالک بن قدامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۷۔ حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۸۔ نمیم مولى سعد بن خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۹۔ جبر بن متیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۰۔ مالک بن نکیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۱۔ نعمان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۲۔ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۳۔ سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۴۔ عبد اللہ بن ردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۵۔ خلاد بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۶۔ بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۷۔ سماک بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۸۔ سیح بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۶۹۔ عباس بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۰۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۱۔ یزید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۲۔ حبیب بن اسات رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۳۔ عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۴۔ حریث بن زید بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۵۔ سفیان بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۶۔ تمیم بن یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۷۔ عبد اللہ بن عیمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۸۔ زید بن الحزین رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۹۔ عبد اللہ بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۸)۔ عبداللہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸۹)۔ عبداللہ بن عبد اللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یعنی اس المنافقین عبداللہ بن ابی بن طولی کے بیٹے۔

(۹۰)۔ اوس بن غولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹۱)۔ زید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۲)۔ عقبہ بن دہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۳)۔ رفاعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹۴)۔ عامر بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹۵)۔ مجید بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۶)۔ عامر بن البکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹۷)۔ لوفی بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۸)۔ عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹۹)۔ اوس بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۰)۔ نمان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۱)۔ ثابت بن ہزال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۲)۔ مالک بن دغثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۳)۔ ربیع بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۴)۔ مدثر بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۵)۔ عمرو بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربیع ہمدانی

کے بھائی ہیں یا طیف علی اختلاف الاثرال

(۱۰۶)۔ مجذوب بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰۷)۔ عباد بن خشاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۸)۔ سخاٹ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰۹)۔ عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۰)۔ عقبہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱۱)۔ ابو جازہ ساک بن خشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۲)۔ منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۳)۔ ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱۴)۔ مالک بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱۵)۔ عبد ربیع بن حق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱۶)۔ کعب بن یحناز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۱۷)۔ ضمرہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۸)۔ زیاد ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۹)۔ لبیس ۔۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۰)۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۱)۔ قرظ بن مہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۲)۔ جباب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۳)۔ عمیر بن الہام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۴)۔ تیمم بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۵)۔ عبداللہ بن عمرو بن حلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۶)۔ معاذ بن عمرو بن الجہرج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱۹)۔ معوذتہ عمربن المرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۲۰۔ خلاوین عمرو بن الجرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ما (۱۲)۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۲)۔ جلیب بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۲) - ثابت بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۴)۔ عمیر بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۲۵۔ بشر من السبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۶)۔ طفیل بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۷)۔ طفیل بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۸)۔ یسنان بن یسفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲۹)۔ عبد اللہ بن جہد بن قیس، رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۰)۔ عقیبہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳)۔ جبار بن مغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳۲) - خارجہ من حمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۳۳)۔ عبدالمعین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۴)۔ نَزِيدُ الْمُنْذِرِ رَحِمَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ

(۱۳۵) - معقل بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۶۔ عبداللہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۰)۔ غمخاک بن حارثہ رضی اللہ عنہ

(۱۳)۔ سعادین در رفق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۲۹) - محمد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۴- عبدالعزیز قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۳- عبداللہ بن مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۲) - جابر بن عبد اللہ بن رباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴۳)۔ غلیظ بن فیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمہ اللہ۔ نعمان بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۴۵۔ ابوالمندثر یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۶۸ - تسلیم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۴۴)۔ قطبیتہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۴۰۰ - عترة مولى سليم بن عمرو بنى الله تعالى عنه

(۱۴۹). عیسٰی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

(۱۵). تعلیقه بن غنمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

۱۱۵- ابوالمیر کعب بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۲)۔ سہل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۵۳۱۔ عمر دین طلق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۴۴۵ معاویہ بن جہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵۵)۔ قیس من محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۵۶) - عمارت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

۱۵۰) یجمعہ من امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

۱۵۰ سعد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۹)۔ عقمتہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۶۰)۔ ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- (۱۶۱)۔ مسعود بن خلدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۶۲)۔ عباد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۳)۔ اسعد بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۶۴)۔ فاکہ بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۶۵)۔ معاویہ بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۶)۔ عامر بن ماعص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۷)۔ مسعود بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۸)۔ رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۶۹)۔ خلا بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۰)۔ عبید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۱)۔ زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۲)۔ فردۃ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۳)۔ خالد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۴)۔ جبلة بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۵)۔ عطیہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۶)۔ خلیفہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۷۷)۔ غمارۃ خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۸)۔ سراقۃ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۷۹)۔ حارثہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۰)۔ سلیم بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۱)۔ سہیل بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۲)۔ عدی بن زغبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۳)۔ مسعود بن ادس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۴)۔ ابو نزمیہ بن ادس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۵)۔ رافع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۸۶)۔ عوف بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۸۷)۔ معوذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۸۸)۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۸۹)۔ نعمان بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۹۰)۔ عامر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۱)۔ عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۹۲)۔ عصبہ اشجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۳)۔ ودیعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۴)۔ ابو الحارث مولیٰ حارث بن عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۱۹۵)۔ ثعلبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۶)۔ سہیل بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۷)۔ حارث بن صمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۸)۔ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۱۹۹)۔ انس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۰۰)۔ ادس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۰۱)۔ البرثنیج ابی بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 (۲۰۲)۔ ابو طلحہ زید بن حراک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

در این کتاب

چندین

چندین

- (۲۱۸) - حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۱۹) - عمرو بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۰) - سلیط بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۱) - ابوسلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۲) - ثابت بن خضار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۳) - عامر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۴) - محرز بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۵) - سواد بن غزیه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۶) - ابو زید قیس بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۷) - ابوالاعور بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۸) - سلیم بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۲۹) - حرام بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۰) - قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۱) - عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۲) - عتبہ بن ابرک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۳) - عطلیل بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۴) - عصمتہ بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۵) - جابر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۶) - سعد بن کبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۷) - کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۸) - بکیر بن ابی بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۳۹) - عقبان بن ابرک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۰) - بلال بن العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۱) - عتبہ بن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۲) - ابو داؤد مہیر بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۳) - سراقہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۴) - قیس بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۵) - ابوسلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۶) - ثابت بن خضار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۷) - عامر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۸) - محرز بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۴۹) - سواد بن غزیه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۰) - ابو زید قیس بن سکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۱) - ابوالاعور بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۲) - سلیم بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۳) - حرام بن طحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۴) - قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۵) - عبداللہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۶) - عتبہ بن ابرک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۷) - عطلیل بن درہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۸) - عصمتہ بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۵۹) - جابر بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۰) - سعد بن کبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۱) - کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۲) - بکیر بن ابی بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۳) - عقبان بن ابرک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۴) - بلال بن العلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 (۲۶۵) - عتبہ بن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴

## اسماء ملائکہ بدرین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

جنگ بدر میں فرشتوں کا آسمان سے مسلمانوں کی امداد کے لئے نازل ہونا اور پھر ان کا جہاد و قتال میں شریک ہونا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے پہلے معلوم ہو چکا ہے لیکن روایات حدیث سے صرف تین فرشتوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں جو بدینہ ناظرین ہے۔

(۱)۔ افضل الملائکہ المکرین امین اللہ تعالیٰ بینہ و بین الانبیاء والمرسلین سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام (حاشیہ صفحہ ۱)

رداء البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

(۲) - سیدنا میکائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

(۳) - سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

اخرجه احمد والبخاری ابویعلیٰ والحاکم وصححه البیہقی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وخصائص کبریٰ ج ۲

چونکہ روایات میں اول جبرئیل کا اور پھر میکائیل کا اور پھر اسرافیل علیہم السلام کا آسمان سے نازل ہونا مذکور ہے اس لئے ذکر میں نزول کی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا۔

## اسماء شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ

قَالَ اللَّهُ بَعْدَ وَجْدٍ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا  
بَلْ أَحْيَاہُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَوُّنَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ  
فَضْلٍ رَيِّبَنِيذُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ  
أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ۱۰

مکمل گریہ برگر مقتول دوست بروخرمی کن کہ مقبول دوست

(۱) - عبیدہ بن الحارث بن مطلب مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

معرکہ بدر میں پیرٹ گیا تھا مقام صفراء میں پہنچ کر وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں دفن فرمایا

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے

۱۰۔ ربیعہ حاشیہ کچھ صلوات کا، ظاہر قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبرئیل امین تمام ملائکہ سے افضل ہیں

۱۱۔ احمد ابی ہریری بسند ضعیف عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۔ انجیر کم بفضل الملائکہ جبرئیل - ۱۲۔ روح المعانی ج ۳

۱۵۔ سورۃ آل عمران آیت ۱۶۹



ساتھ مقام صفراء میں نزل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہاں مشک کی خوشبو پاتے ہیں، آپ نے فرمایا تعجب کیا ہے، یہاں ابو معاذ دیہ کی قبر ہے دابو معاذ یہ حضرت عبیدہ بن الحارث کی کنیت ہے، اکتیعب الحافظ ابن عبد البر ۲۲۵ ترجمہ عبیدہ بن الحارث بر حاشیہ اصحابہ

(۲)۔ عمیر بن ابی وقاص مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سعد بن وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ جب بدر کے لئے لوگ جمع ہوئے تو میں نے بھائی عمیر کو دیکھا کہ ادھر ادھر پھرتا پھرتا ہے میں نے کہا اے بھائی تجھ کو کیا ہوا۔ کہا مجھ کو اندیشہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو دیکھ پائیں اور پھٹا سمجھ کر واپس فرما دیں اور میں جانا چاہتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو شہادت نصیب فرمائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش کئے گئے آپ نے صغیر اسن ہونے کی وجہ سے واپسی کا حکم دیا۔ عمیر یہ سن کر رو پڑے، آپ نے ان کا یہ ذوق و شوق دیکھ کر اجازت دیدی بالآخر جنگ میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا عمیر کی عمر اس وقت سولہ سال کی تھی۔

(۳)۔ ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام زہری اور ابن سعد نے اور ابن معانی فرماتے ہیں کہ ذوالبیدین اور ذوالشمالین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں اور حبشہ و مدائن کے نزدیک دو شخص ہیں ذوالشمالین تو جنگ بدر میں شہید ہوئے اور ذوالبیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی زندہ رہے۔ ۱۲

(۴)۔ عاتق بن البکیر مہاجر بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ - ج: ۲، ص: ۱۰۶ - اصحابہ ج: ۳، ص: ۲۵

سابقہ زمین میں سے ہیں داما قسم میں مشرف باسلام ہوئے پہلا نام ان کا غافل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمے غافل کے، اقل نام رکھا، اصابہ ترجمہ غافل بن بکیر۔ مشرف باسلام ہونے سے قبل آخرت سے غافل اور بے خبر تھے۔ اسلام لانے سے غافل اور ہوشیار بنے اس لئے ان کا یہ نام تجویز فرمایا۔ واللہ اعلم۔ غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ عمر اس وقت چونتیس سال کی تھی یہ

(۱۵)۔ جمیع بن صالح مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

سید بن مسیب سے منقول ہے کہ قتال کے وقت حضرت جمیع کی زبان پر یہ الفاظ تھے انا جھججہ والی رقی ارجعہ میں جمیع ہوں اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والا ہوں درواہ ابن ابی شیبہ یہ

(۱۶)۔ صفوان بن بیضاء مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بدری ہوتا قرآن کا مسلم ہے لیکن غزوہ بدر میں ان کا شہید ہونا مختلف فیہ ہے، ابن اسحق اور موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد کہتے ہیں غزوہ بدر میں طعیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ ابن جان کہتے ہیں۔ ۳۳ھ میں اور ماکم کہتے ہیں ۳۳ھ میں وفات پائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲۔ اصابہ ترجمہ صفوان بن بیضاء۔

(۱۷)۔ سعد بن خثیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحابی اور صحابی کے بیٹے شہید اور شہید کے بیٹے۔ سعد غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور باپ یعنی خثیمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

حضرت سعد بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی علو کا ان کو لقب بنایا تھا۔ (اصاہ)

۱۵۔ الطبقات الکبریٰ۔ ج : ۲ : ص : ۲۸۲۔

۱۶۔ کنز العمال۔ ج : ۵ : ص : ۲۶۹۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عیرابی سفیان کے لئے خروج کا حکم دیا تو غیثمہ نے سعد سے کہا اے بیٹا ہم میں سے ایک کا بچوں اور عورتوں کی حفاظت کے لئے گھر رہنا ضروری ہے تم ایشاکر کو اور کچھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جانے کی ہدایت دو اور تم یہاں ٹھہرو۔ اس پر سعد نے صاف انکار کر دیا اور یہ عرض کیا۔

لو کان غیر الجنتۃ اشتکت بہ ا فی جنت کے سوا اگر اور کوئی معاملہ ہوتا تو ضرور ارجو الشہادۃ فی وجہی ہذا ایشاکر کو اور آپ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتا لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی قوی امید رکھتا ہوں۔

بعد ازاں باپ اور بیٹے کے مابین قرعہ اندازی ہوئی۔ قرعہ سعد کے نام پر نکلا۔ بیٹے باپ سے زیادہ خوش نصیب نکلے اور شادان و فرحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ معرکہ بدر میں عمر بن عبد وہاب عیمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

(۸)۔ بشر بن عبد المذنب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۹)۔ یزید بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱۰)۔ عیر بن الحام انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن یہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! ٹھوکت کی طرف جب تک عرض آسمان اور زمین کی برابر ہے، آپ نے فرمایا۔ ہاں عمر نے کہا بئج نبح رواہ (واہ) آپ نے ارشاد فرمایا اے عمر کس چیز نے تمہ کو بئج بئج کہنے پر آمادہ کیا عمر نے کہا یا رسول اللہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں مگر صرت یہ امید کہ شاید میں بھی جنت والوں میں سے ہر جاؤں۔ آپ نے فرمایا فَاَلَا نَکَ مِنْ اَہْلِہَا پس تحقیق بلاشبہ تو اہل

جنت سے ہے، بعد ازاں کجوریں نکال کر کھانا شروع کیں مگر فوراً ہی پھینک دیں اور یہ کہا کہ اگر ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا تو پھر زندگی بڑی طویل ہے کجوریں پھینک کر قال میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ شبید ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ عمرؓ نے عمارؓ کو بتایا کہ تم میں لی اور یہ کہات ان کی زبان پر تھے

رَضَا إِلَى اللَّهِ بِغَيْرِ نَدَا      إِلَّا التَّقَى وَعَمَلُ الْمَعَادِ  
اللَّهُ كِطْرٌ بِغَيْرِ تَوْشِيٍّ كَيْدُودٍ      مَكَرُ تَقْوَىٰ أَوْ عَمَلِ آخِرَتِ

وَالصَّبْرُ فِي اللَّهِ عَلَى الْجِهَادِ

اور جہاد فی سبیل اللہ پر صبر کا توشہ ضرور ہمراہ لے لو  
وَكُلٌّ زَادَ عَرْضَهُ النِّفَادُ      غَيْرُ التَّقَى وَالْبِرُّ وَالرِّشَادُ  
اور ہر توشہ معرض فساد میں ہے      مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد  
کا توشہ کہیں نہ خراب ہو سکتا ہے اور نہ فنا۔

(استیعاب للحافظ ابن عبد البر ج ۲ ص ۲۸۲ حاشیہ اصابع - واصابع ج ۲ ص ۲۱ ترجمہ عمیر بن حاتم زرقانی ج ۱ ص ۱۴ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۶۶)  
(۱۱) - رافع بن معلى انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
(۱۲) - حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حارثہ بن سراقہ بن حارث رضی اللہ عنہما صحابی اور صحابی کے بیٹے۔ شبید اور شبید کے بیٹے۔ یعنی حضرت حارثہ غزوہ بدر میں شہید ہوئے اور حضرت سراقہ غزوہ حنین میں۔ فتح الباری۔ باب فضل من شہد بدرا۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے اور وہ فوجان تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے واپس تشریف لائے تو حارثہ کی والدہ - زینب بنت نضرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو خبر معلوم ہے کہ مجھ کو حارثہ سے

کس قدر محبت تھی۔ آپ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں اور اگر دوسری صورت ہے تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کروں گی یعنی خوب گریہ و زاری کروں گی، آپ نے فرمایا کیا دیوانی ہو گئی۔ ایک جنت نہیں اُس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں اور تحقیق وہ بلاشبہ جنت الفردوس میں ہے صبح بخاری غزوہ بدر۔

۱۳۰۔ عوف بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۳۱۔ معوذ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یہ دو ذی بھائی ہیں والدہ کا نام عفرہ ہے عوف بن حارث کی شہادت کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اصحاب بدر میں شہید ہوئے حق جل و علانے ان پر تجلی فرمائی اور اپنے دیدارِ پُرانوار سے اُن کی آنکھوں کو منور فرمایا اور کہا اے میرے بندوں کیا چاہتے ہو۔

اصحاب نے عرض کیا اے پروردگار جن نعمتے جنت سے تو نے ہم کو سرفراز فرمایا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا تبنا و کیا چاہتے ہو۔ چوتھی مرتبہ اصحاب نے یہ عرض کیا اے پروردگار یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رو میں پھر بارے جسموں میں ٹراوی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہوں جیسے اب قتل ہوئے (رواہ الطبرانی در بحالہ نقات) و ہذا موقوف لفظ امر فرع حکما لا یدخل للراۃ فیہ والاشاعلم ۱۲۔ ۱۵

## اسما سیران بدر

روایات صحیحہ سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جنگ بدر میں شتر کافر مقتول ہوئے اور شتر

۱۵۔ زرقانی، ج : ۱، ص : ۲۴۵

اسیرانِ بشارت نے روایت محمد بن اسحاق۔ اور عاصم بن سید الناس نے عید الاثر میں مقبولین اہل قیدوں کے نام ذکر کیے ہیں۔ اس وقت اسیرانِ بدر میں سے مشہورین کے نام ذکر کرتے ہیں اور حرا میں سے مشرف باسلام ہوا اس کے نام کے ساتھ اس کی بھی تصریح پیش کی جاتی ہے۔  
۱۱۔ عباس بن عبدالمطلب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم ہیں جو عمر میں آپ سے صرف دو سال بڑے تھے فتح مکہ سے کچھ قبل علانیہ طور پر اسلام کا اظہار فرمایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
۱۲۔ عقیل بن ابی طالب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور اسی طرح حضرت جعفر حضرت علی سے دس سال بڑے تھے اور ابو طالب کے سب سے بڑے بیٹے طالب (جن کے نام پر یہ کنیت ہے) وہ حضرت عقیل سے دس سال بڑے تھے اسلام کی دولت سے محروم رہے۔ باقی تینوں بھائی۔ عقیلؓ۔ جعفرؓ۔ علیؓ مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ  
۱۳۔ نوفل بن حارث

ان کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس سال غزوہ خندق ہوا اس سال مشرف باسلام ہوئے یعنی شہر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۔ سائب بن جبید

۱۵۔ نعمان بن عمرو

۱۶۔ عمرو بن سفیان بن ابی حرب

۱۷۔ حارث بن ابی وحرہ۔

۱۸۔ البراء العاص بن ربیع۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کا واقعہ پہلے  
مفصل گزر چکا ہے ۱۲

۱۹۔ البراء العاص بن نوفل۔

۱۱۰۔ البریشہ بن ابی عمر۔

۱۱۱۔ عمرو بن ازیق۔

۱۱۲۔ عقبہ بن عبدالحارث

۱۱۳۔ عدی بن النخار۔

۱۱۴۔ عثمان بن عہدس۔

۱۱۵۔ الہثور۔

۱۱۶۔ عزیز بن عمیر عبدری۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷

۱۱۷۔ اسود بن عامر

۱۱۸۔ سائب بن ابی حبیش

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاطمہ بنت ابی حبیش مستحیضہ

کے بھائی ہیں۔ ۱۸

۱۱۹۔ حویرث بن عباد

۱۲۰۔ سالم بن شداد

۱۲۱۔ خالد بن بشام

یعنی ہر جہل بن بشام کے بھائی بعض علماء نے ان کو مؤلفہ القلوب میں ذکر کیا ہے ۱۹

۱۷۔ روض الانف - ج : ۲، ص : ۱۰۶۔ ۱۸۔ روض الانف - ج : ۲، ص : ۱۰۶۔ ۱۹۔ روض الانف - ج : ۲، ص : ۱۰۶۔

(۱۲۲)۔ امیتہ بن ابی حذلیہ

(۱۲۳)۔ ولید بن ولید بن مغیرہ

(۱۲۴)۔ صفی بن ابی رفاعہ

(۱۲۵)۔ البراء المنذر بن ابی رفاعہ

(۱۲۶)۔ البرعاء عبداللہ بن ابی السائب -

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مکہ مجاہد وغیرہ نے آپ سے علم قرأت حاصل کیا۔ ۱۷

(۱۲۷)۔ مطلب بن خثیب

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۸

(۱۲۸)۔ خالد بن اطم -

(۱۲۹)۔ البرودامہ سہمی -

فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳۰)۔ سرودہ بن قیس

(۱۳۱)۔ حنظلہ بن نبیصہ

(۱۳۲)۔ حجاج بن حارث

علامہ سیلی فرماتے ہیں حجاج بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد بن جہشہ میں سے

ہیں غزوہ احد کے بعد حبشہ سے مدینہ واپس آئے لہذا اسیران بدر میں انکا ذکر کرنا

مصنف کا دہم ہے۔ (روضہ لائف ص ۱۰۶)

(۱۳۳)۔ عبداللہ بن ابی بن خلف -

۱۷ روضہ لائف - ج ۲، ص ۱۰۶ - دھیرن الاثر ص ۳۰۵

۱۸ ایضاً

۱۹ ایضاً



فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

(۳۴)۔ ابو عذرہ عمرو بن عبداللہ۔

(۳۵)۔ فاکہ مولیٰ امتیہ بن خلف۔

(۳۶)۔ وہب بن عمیر۔

وہب اور اس کے باپ عمیر کے اسلام لانے کا واقعہ پہلے گزر چکا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

(۳۷)۔ ربیعہ بن دراج۔

(۳۸)۔ سہیل بن عمرو۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے اور شام میں شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور حدیبیہ میں قریش کی طرف صلح کے لئے آئے۔ ۱۲

(۳۹)۔ عبد بن زمعہ۔

آخر المؤمنین سو وہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی بعد میں مشرف

باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۰)۔ عبدالرحمن بن مشنوم۔

(۴۱)۔ طہیل بن ابی قنیع۔

(۴۲)۔ عقبہ بن عمرو۔

(۴۳)۔ قیس بن سائب مغزومی۔

بعد میں مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں آپ کے

شریک تجارت تھے جیسا کہ پہلے گزرا۔

۱۴۴۱ھ۔ نسطاس مولیٰ امتیہ بن خلف۔

غزوہ اُحُد کے بعد مشورۃً باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ددھ الاف بنجد ۲

## اسلام کے مقابلہ میں قوم اور وطن کی حمایت

غزوہ اُحُد کے بعد اسلام اور کفر کا معرکہ تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن کو یوم الفرقان فرمایا ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونے کا دن ہے۔

مکہ میں کچھ لوگ ایسے تھے کہ جو اسلام کو قبول کر چکے تھے مگر جب حضورؐ پر ہونے والی مکتہ سے ہجرت فرمائی تو یہ لوگ اپنی قوم اور قبیلہ کے لحاظ سے مکہ ہی میں رہے، جب جنگ بدر واقع آیا تو ان میں سے کچھ لوگ بدر میں قوم کفار کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے آئے اور جنگ بدر میں مارے گئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا هُمُ الْمُضَلِّينَ ۚ  
ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فَنِعْمَ كُنْتُمْ  
قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ  
قَالُوا آآ لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً  
فَتَجَاهِلْ بِأَنْهِيَ فَأُولَٰئِكَ مَا وَاهُمْ  
جَهَنَّمَ ۚ وَسَاعَتْ مَصِيرًا ۚ  
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ  
وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَظِغُونَ خِيَلَهُ  
وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلَهُ فَأُولَٰئِكَ  
عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَ عَنْهُمْ ۚ وَاللَّهُ

تحقیق جن لوگوں کی فرشتوں نے امداد قبض  
کیں وہ سنا لیکہ وہ لوگ اپنی جانوں پر بڑے  
ظلم کرنے والے تھے فرشتوں نے ان سے یہ  
کہا کہ تم کس حال میں تھے ان لوگوں نے کہا  
کہ ہم بچا رہے اور لاچار تھے زمین میں۔ اس لئے  
ہجرت نہ کر کے فرشتوں نے کہا کیا اللہ کی  
زمین کشادہ نہ تھی کہ قوم اور وطن کو چھوڑ کر  
دہاں ہجرت کر جاتے پس ایسے لوگوں کا شکار  
جہنم ہے اور بہت بڑا ٹھکانہ ہے مگر جو مرد  
اور عورتیں اور لڑکے درحقیقت بے چارہ

عَفْوًا غَفُورًا  
اور بے بس می اور ہجرت کے لئے کوئی پارہ  
دسورہ فلول، آیت ۱۹۸۱  
نہیں پاتے پس ایسے لوگوں کے متعلق اُمید  
کہ اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا  
اور بخشنے والا ہے۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
ان ناسا من المسلمین کالزاعم  
غزوہ بدر میں کچھ مسلمان مشرکین کی تعداد اور عت  
المشرکین علی رسول اللہ صلی اللہ  
برہانے کے لئے کفار مکہ کے ساتھ نکلے تو  
علیہ وسلم یا آتی السہم فیہی  
میدان میں کوئی تیرا کس مسلمان کے لگتا اور اس  
بہ فیصیب احدہم فیقتلہ  
سے وہ مارا جاتا اور کبھی تلوار کی ضرب سے وہ مارا  
او یضرب فیقتل فانزل اللہ  
ہاتھس جو مسلمان بدر میں کافروں کے ساتھ آئے  
ان الذین توفاهم الملائکۃ  
تھے اور اسے گئے ان کے بارہ میں یہ آیت  
نازل ہوئی۔ ان الذین توفاهم  
ظالمین انفسہم الایۃ  
بخاری شریف ص ۱۷۱ کتاب التفسیر سورۃ النساء  
اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی روایت کو امام بخاری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں دوبارہ  
لائے ہیں اور اس پر یہ ترجمہ رکھا کہ اباب من کرہ یکثیر سواد الفتن او الظلم یعنی اہل فتنہ اور اہل کفر اور  
صیت کی تعداد برہانے کی کراہت کا بیان حضرت شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہ اپنے ترجمہ  
قرآن میں۔ ان الذین توفاهم الملائکۃ ظالمین انفسہم الخ کے حاشیہ میں تحریر  
فرماتے ہیں یعنی ہجرت از دار الحرب بدار الاسلام و یکثیر سواد کفار واللہ اعلم معلوم ہوا کہ مسلمانوں  
کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں جانا تاکہ فقط کافروں کی تعداد زیادہ معلوم ہو یہ بھی ناجائز  
۱۵

غزوہ بدر کا لفظ متن بخاری میں نہیں لیکن دوسری روایت میں مذکور ہے جس کو حافظہ عثمانی نے  
فتح البدری چھپا کتاب التفسیر میں اور پھر فتح الباری کتاب الفتن ص ۱۰۴۹ میں ذکر کیا ہے اور علامہ مستطانی نے  
ارشاد اساری ص ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ ذکر کیا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

ہے اگرچہ مسلمانوں سے نہ لڑنے کا ارادہ ہے اور نہ لڑے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے کافروں کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے حضرات اہل علم فتح الباری و عمدۃ القاری اور قسطلانی کی مراجعت کریں اور مزین فیضی اگر درکار ہو تو تفسیر ابن کثیر اور تفسیر قرطبی اور تفسیر و تفسیر کی مراجعت کریں۔ اور حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فهو منہم یعنی جو شخص کسی قوم کی جماعت اور تعداد کو بڑھائے وہ اسی قوم سے ہے۔

## غزوۂ بدر پر دوبارہ نظر

غزوۂ بدر کا بیان ختم ہوا اور اس بارے میں آیات اور صحیح اور صریح روایات ناظرین کے سامنے آگئیں جن سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ بدر سے مقصد قریش کے اس کاروان تجارت پر طیار کرنا تھا کہ جو ابوسفیان کی سرکردگی میں شام سے واپس آ رہا تھا قریش مکہ کے کسی حملہ کا دفاع مقصود نہ تھا علامہ شبلی کی سیرۃ النبی میں رائے یہ ہے کہ غزوۂ بدر کا مقصد کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ آپ کو مدینہ ہی میں یہ خبر لگی تھی کہ قریش ایک غلیظ بعیت لے کر مدینہ پہنچ کر مکہ کے لئے نکلتے ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدافعت کے قصد سے نکلے اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔ غزوۂ بدر سے آپ کا مقصود کاروان تجارت پر حملہ کرنا نہ تھا بلکہ قریش کے حملہ کا دفاع مقصود تھا۔ علامہ شبلی کا خیال ختم ہوا۔

علامہ شبلی کا یہ خیال تمام محدثین اور مفسرین کی تصریحات بلکہ تمام صحیح اور صریح روایات کے خلاف ہے۔

(۱)۔ روی ابن ابی حاتم عن ابی ایوب قال قال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن بالمدينة اني اخبرت عن عيازي سفيان فهل لهما

ابن ابی حاتم نے ابوالایوب انصاری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ہم سے مدینہ میں یہ فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر دی گئی ہے کہ ابوسفیان کا تمہارا قافلہ آ رہا ہے کیا تم کو یہ مرغوب ہے کہ تم اس

تخرجوا ایہا لعل اللہ یغنیہا ہا قلنا نعم فخرجنا فلما سئلوا یومایین قال قد اخبروا خبرنا فاستعدوا للقتال فقالوا لا والله ما لنا حاجة بقتال القوم ولکننا اسرنا العید فاعادہ فقال لہ المقعد ادلائقول لک کما قالت بنو اسرائیل۔  
 انحدیث۔ فتح الباری ج ۲/۲۲۲ و زرقانی ۲۳۳  
 آ رہے ہیں تم بھی ان سے جہاد و قتال کے لئے تیار ہو جاؤ۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم رطلہر اسباب میں اہم میں یہ طاق نہیں کہ ہم مٹھی بھر جماعت قریش کے اُس مسلح لشکر جبار کا مقابلہ کر سکیں، جزا اس میت ہم تو ابوسفیان کے کاروانِ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے یعنی ہم اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ قریش سے اس طرح مقابلہ کرنا پڑے گا کہ کچھ تیار ہو کر نکلے آپ نے اسی کام کا اعادہ فرمایا مقتدا و رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نبی اسرائیل کی طرح آپ سے نہیں کہیں گے اِذْ هَبْ اَنْتَ وَفَتٰتُکَ فَقَاتِلَا اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدٌ وَنْ کَرَاکَ اُپ اور آپ کا پردہ و گلاب کر لڑا ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے اور پیچھے ہر طرف سے اور ہر طرح سے ڈریں گے۔  
 وترجمہ فتح ہوا فتح الباری ج ۲/۲۲۲ غزوہ بدر

(۲)۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

لما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ ابو

لہ بنی تمیمین کا جملہ اہل ذریعہ و انہایتہ ج ۲/۲۶۲ اور تفسیر ابن کثیر ج ۲/۲۸۵ صفحہ ۲۸۵ انفال کی روایت میں مذکور ہے اس لئے یہ جملہ دہاں سے لیا گیا ہے عطا اللہ عنہ

بای سفيان مقبلا من الشام مندب  
المسلمين اليهم وقال هذركا غير  
قرش فيها اموالهم فاخرجوا اليها  
لعل الله ان ينفلكموها فانتدب  
الناس فخف بعضهم وثقل بعضهم  
وذلك انهم لم يظنوا ان رسول  
الله صلى الله عليه وسلم يلقى حربا  
وكان ابو سفيان قد استنصر حيين  
وفا من الحجاز تبجس الاخبار  
الحديث البداية والنهاية ٥٥٥ وتفسير  
ابن كثير ٥٥٥ سورة الفال وزر قاني ٥٥٥

سفيان - تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس  
آ رہا ہے تو آپ نے مسلمانوں کو اسکی طرف خروج  
کی دعوت دی کہ یہ فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ آ رہا  
ہے جس میں ان کے بے شمار اموال ہیں پس تم  
اس پر حملہ کرنے کے لئے نکلو شاید اللہ تعالیٰ  
وہ تمام اموال تم کو غنیمت میں عطا فرمائے پس  
کچھ لوگ آپ کے ہمراہ نکلے اور کچھ نہیں نکلے جسکی  
وجہ یہ تھی کہ لوگوں کو اس کا دم و گمان بھی نہ تھا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں سے کوئی  
جنگ پیش آ جائے گی۔ ابو سفيان کو اس کا کھٹکا  
لگا ہوا تھا اس لئے وہ بدر جستجو میں تھایاں

تک کہ جب ابو سفيان کو یہ پتہ لگ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قافلہ پر حملہ  
کئے فروغ فرمایا ہے تو فوراً منعم غفاری کو قاصد بنا کر مکرر روانہ کیا الی آخر اقصہ۔

اس لئے حافظ عسقلانی شرح بخاری میں لکھتے ہیں —

والسبب في ذلك ان النبي صلى الله عليه  
وسلم مندب الناس الى تلقي ابي  
سفيان لاخذ ما معه من اموال  
قرش وكان من معه قليلا فلم يظن  
اكثر الانصار انه يقع قتال فلم يجز  
معه منهم الا اقليل ولم ياخذوا

غزوة بدر کا سبب یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے لوگوں کو ابو سفيان کے تجارتی قافلہ  
کی طرف خروج کی دعوت دی تاکہ اس کے ذخائر  
اموال پر قبضہ کریں کیونکہ اس قافلہ میں اموال  
بیت تھے اور آدمی کم تھے پس ایسا چاہیں تھے  
اس لئے اکثر انصار کو یہ گمان بھی نہ ہوا کہ

مؤید

لے کمانی شرح الواجب للزر قانی ٥٥٥

اہبۃ الکاستعداد کما ینبغی بخلًا  
المشسکین فانہم خسر جوا مستعدین  
ذابین عن اموالہم ۔ ۱۵  
قتال کی آئے گی اس بٹے بہت تھوڑے آدمی آپ کے  
ساتھ نکلے اور روانہ کی خاص تیاری نہیں کی بخلاف  
مشرکین کے کہ وہ پوری تیاری کے ساتھ کرے  
نکلے تاکہ اپنے اموال کی حفاظت اور رافعت کریں۔

ابوسفیان کو جب یہ خبر ملی کہ حضور پروردگار روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ  
ہوئے ہیں تو اس نے فرزا ضمضم غفاری کو پیغام دے کر روانہ کیا۔

یا معشر قریش اللطیمة اللطیمة  
اموالکم مع ابی سفیان قد عرض  
لہا محمد فی اصحابہ کأری ان تدرکوا  
الغوث ۔ الغوث ۱۶  
اے گروہ قریش! اللطیمة اللطیمة  
اوتھوں کی جو کچھ مردوں اور سامان سے لے  
ہوئے ہیں اور خبر لو اپنے مالوں کی محمد اپنے  
اصحاب کے ساتھ ان سے تعرض کیئے روانہ ہو گئے

ہیں میں لگان نہیں کرتا تم اپنے اموال کو صحیح و سالم المدد المدد یعنی جلد از جلد قافلہ کی مدد کو بھیجیے۔

ابوسفیان نے ضمضم غفاری کے روانہ کرنے کے بعد نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اور اسلحہ  
کے ساتے سے قافلہ کو بچا کر نکل گیا اور جب قافلہ مسلمانوں کی زد سے نکل گیا تو ابوسفیان نے ایک  
دوسرے پیغام قریش کے نام روانہ کیا وہ پیغام یہ تھا۔

قال ابن اسحاق ولما رأى ابوسفیان  
ان قد احزر عیدہ الارسل  
الی قریش انکم انما خرجتم لتنعوا  
میرکم ورجالکم واموالکم فقد نجاها  
اللہ فارجعوا ۔ ۱۷  
محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ابوسفیان نے  
دیکھا کہ آپ اپنے قافلہ کو مسلمانوں سے بچا کر نکال رہے  
گیا تو قریش کی طرف ایک پیغام بھیجا کہ تم فقط  
آپ کے کاروان تجارت اور آدمیوں اور مالوں کی حفاظت  
کیئے تھے اللہ نے ان سب کو بچا لیا لہذا تم اب لوٹ جاؤ۔

۱۵ فتح الباری - ۱/ ۱۵۶، ص ۲۲۲

۱۶ البدایہ والنہایہ - ۳/ ۳۱۵، ص ۲۵۸

۱۷ ایضاً - ص ۲۲۶

ابوسفیان کا یہ پیغام قریش کو اس وقت پہنچا کہ جب قریش مقام مجحفہ میں پہنچ چکے تھے لوگوں نے چاہا کہ لوٹ جائیں مگر ابو جہل نے قسم کھالی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے اور پھر لوٹے واپس نہیں گے مگر احنس بن شریق نے ابو جہل کی بات کو نہ مانا اور بنی زہرہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا۔

یا بنی زہرہ! قد نجي الله انكم امواتكم  
 وخلص لكم صاحبكم مخرمة بن  
 نوفل وانما نفرتم لتنعوا ووالد  
 فاجعلوا في جنبها وارجعوا فان  
 لا حاجة لكم بان تخرجوا في غير  
 ضعة لا ما يقول هذا اقال فوجوا  
 فلم يشهد هازهرى واحدا له.

اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مالوں کو بچالیا اور تمہارے ساتھی مخرمہ کو بھی بچالیا جزا نیست تم تو فقط مالوں کو مسلمانوں کی دست برد سے بچانے کے لئے نکلے تھے، سودہ بچ نکلے، لہذا تم سب لوٹ جاؤ بے ضرورت نکلنے سے کیا فائدہ۔ احنس کے کہتے ہی تمام بنی زہرہ راستہ ہی سے لوٹ گئے اور ایک آدمی بھی بنی زہرہ میں کا بدر کے معرکہ میں شریک نہیں ہوا۔

بزمِ ثَم تو ازل ہی سے جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے، مگر مکر بنت عبدالمطلب کے خراب کی وجہ سے چلنے پر آمادہ نہ تھے۔ پھر جہیم کے خواب نے اور مترود کو دیا اور پھر جب ابوسفیان کا پیغام گیا کہ کاروانِ تجارتِ صحیحِ سالم بچ نکلا تو اور بہت سے تزدو میں پڑ گئے چنانچہ طالب بن ابی طالب اور کچھ لوگ ان کے ساتھ مکہ واپس چلے گئے۔ پھر جب احنس بن شریق بنی زہرہ کو لے کر واپس ہو گیا تو اور تہذیب میں پڑ گئے مگر ابو جہل کی ضد اور ہٹ دھرمی اور اس کے رعب کی وجہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔

عتبارِ شیبہ ابتدائی سے چلنے پر تیار نہ تھے اور آخر وقت تک یہ چاہتے رہے کہ مکہ واپس ہو جائیں جیسا کہ مفصل گزر چکا۔

کیا اب اس قسم کی صریح اور ناقابلِ تاویل روایات کے بعد بھی کسی مٹوڈل کے لئے یہ گنجائش



ہے کہ یہ کہے کہ حضور پر نور اور صحابہ کرام کا روانہ تجارت پر حملہ کرنے کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کی جو جمعیت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلی تھی حضور پر نور اس کی مدافعت کیلئے بدر پر تشریف لے گئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ہمراہ لے کر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو آپ کا مقصد صرف قریش کا کاروان تجارت تھا ابو جہل اور اس کی جمعیت کا وہم و گمان بھی نہ تھا بلکہ نفس الامری میں کہیں اُس کا وجود اور نام و نشان بھی نہ تھا۔

جیسا کہ ابو جہل اور قریش کے کہیں حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ہم کوئی جمعیت کے مدینہ پر حملہ آور ہوں بلکہ جب ابوسفیان کے قاصد صمغ غفاری نے مکہ پہنچ کر خبر سنی کہ تمہارا کاروان تجارت خطرہ میں ہے مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اس وقت مکہ میں پہلے پڑ گئی اور قریش ابو جہل کے سرکردگی میں بڑی شان و شوکت سے زمین پر پہن کر اور پوری طرح مسلح ہو کر اپنے کاروان تجارت کو بچانے کے لئے نکلے قریش کو مقام حنفہ میں پہنچ کر ابوسفیان کی طرف سے اطلاع ملی کہ قافلہ صبح سالم پہنچ نکلا ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروان تجارت تو بخیر گیلہ ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آ رہے ہیں چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے اس لئے آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے جس کی پوری تفصیل پہلے گزر چکی، لہذا کسی علامہ کا یہ خیال کرنا کہ حضور پر نور نے اول سے آخر تک کسی وقت بھی تجارتی قافلہ پر حملہ کی نیت نہیں کی بلکہ ابتداء ہی سے حضور پر نور نے جو سفر شروع فرمایا وہ قریش کے اُس فرجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اندام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ یہ خیال ایک خیال خام ہے جو اپنی ایک مزعوم وراثت اور خود ساختہ اصول پر مبنی ہے جس پر نہام ذخیرہ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعات تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں افسوس اور صد افسوس کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی اور اس کے تبعین کو جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہوا اور ان کو ان کے گھروں سے نکالا ہوا اور ان کے اموال پر مائت

تبھے کئے ہوں اور آئندہ کے لئے بھی اُن کے یہی عزائم ہوں اور ایک لمحہ کے لئے اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں سو اگر مسلمان اُن کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے لئے کوئی اقدام کریں تو اس کو خلافت تہذیب اور خلافت انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے اور جہاں تاویل نہ چل سکے اُن کا ذکر ہی نہ کیا جائے تاکہ اپنے خود ساختہ اصول پر زور نہ پڑے یہ شان علم اور امانت کے خلافت ہے قرطیس تبدلت و تخفون کثیراً غزوہ بدر سے پہلے جس قدر مہینے روانہ کی گئیں وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلہ ہی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی گئیں پھر غزوہ بدر ہی میں کیوں اشکال پیش آیا۔ رہا یہ دعویٰ کہ مسلمانوں کو کافروں پر ابتداء از خود حملہ کرنا جائز نہیں جب تک کہ کفار از خود حملہ نہ کریں مطلب یہ کہ جہاد کے لئے از خود اقدام جائز نہیں بلکہ جب کافر ابتداء حملہ آور ہوں تو ان کا دفاع کیا جائے سو اس کا جواب ابتداء میں بحث جہاد میں بالتفصیل گزر چکا ہے۔ وہاں دیکھ لیا جائے کفار کہ جو مسلمانوں کو تیرہ برس تک جانی اور مالی ہر قسم کا نقصان پہنچا چکے ہوں اور ہر قسم کے مظالم اُن پر کر چکے ہوں اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے ہوں اور مسلمانوں کی سازشوں میں سرگرواں ہوں اور اس بارے میں مرسلین جاری ہوں ان کے جان و مال پر مسلمانوں کے لئے از خود حملہ کرنا۔ جائز نہ ہو عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے

### خلاصہ کلام

یہ کہ ان تمام روایات سے روز کشن کی طرح یہ امر واضح ہو گیا کہ حضور پُر نور اور صحابہ کرام مدینہ سے کاروان تجارت کے ارادہ سے نکلے تھے اور قریش مکہ اور ابو جہل۔ اسی کاروان تجارت کے بچانے کے لئے نکلے تھے مؤمن و کافر سب کا مطلع نظر ہی کا روان تجارت تھا۔ اور یہ دو فرقہ یہی کچھ ہوئے تھے علامہ کبھی یا نہ سمجھیں نیز غزوہ بدر سے پہلے جو غزوات اور سرایا پیش آئے وہ اکثر و بیشتر آدمی تھے و فاعی نہ تھے ابتداء حضور پُر نور کی طرف سے ہوئی۔

## قتلِ عَصَا یہودیہ

(۲۶) رمضان المبارک ۱۱ھ

عَصَا یہودیہ ایک یہودی عورت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بوجہ میں شہرِ کبار کئی تھی اور طرح طرح آپ کو ایذا پہنچاتی تھی۔ لوگوں کو آپ سے اور اسلام سے گزشتہ کرتی۔ ہنوز آپ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ چھرا سی قسم کے اشعار کہے عجیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو سننے ہی جوش آگیا اور یہ منت مانی اگر اللہ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے صبح سالم واپس آ گئے تو اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر سے منظر و منصور صبح و سالم تشریف لائے تو غیر شرب کے وقت تموار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں داخل ہوئے چہرہ نہایت تھے اس لئے عصا کو ہاتھ سے ٹٹولا اور پتے جو اس کے ارد گرد تھے اُن کو ہٹایا اور تموار کو سینہ پر رکھ کر اس زور سے دبا یا کہ پشت سے پار ہو گئی۔

نذر پوری کر کے واپس ہوئے اور صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا فرمائی اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر اس بارے میں کچھ مواخذہ تو نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہیں۔

لَا يَنْتَظِحُ فِيهَا عُنْثَانٍ اس بارے میں دو بھڑی بھی سر نہ ٹکرائیں گی۔  
یعنی یہ ایسا فعل ہی نہیں کہ جس میں کوئی کسی قسم کا اختلاف اور نزاع کر سکے۔ انسان تو درکنار بھیر اور بکریاں بھی اس میں اپنے سینک نہ ٹکرائیں گی۔

بنیغیرہ حق کی شان میں گستاخی کرنے والے کا قتل کہیں قابلِ مواخذہ ہو سکتا ہے بلکہ اعظمِ قربات اور افضلِ عبادات میں سے ہے جس میں کوئی نزاع ہی نہیں کر سکتا۔ جانور بھی اس کو قتل سمجھتے ہیں۔ مصنف حماد بن سلمہ میں مذکور ہے کہ یہ عورت ایامِ اہوار کی کے خون آلود کپڑے مسجد میں لاکر ڈالا

کرتی تھی۔

ان فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمیر کے اس فعل سے یہ مسرور ہوئے اور صحابہ سے

مخاطب ہو کر فرمایا:

اذا اجتمعتم تنظروا الى رجل  
نصر الله ورسوله بالغيب فانظروا  
الى عمير بن عدي -  
اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور  
اُس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدی  
کو دیکھ لو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا اس اُعمیٰ (ذابینا) کو دیکھ تو یہی کہ کس طرح چھپ کر اللہ کی طاعت کیلئے  
رداء ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو اُعمیٰ (ذابینا) نہ کہو یہ تو بصیر (بینا) ہیں۔ یعنی  
ظاہراً اگر ہم اُعمیٰ (ذابینا) ہیں مگر دل کے بصیر اور بینا ہیں۔ رمضان المبارک کی پانچ راتیں باقی تھیں  
جس وقت یہ عورت قتل کی گئی تفصیل کے لئے زرقانی ص ۲۵۴ اور انصام المسلمون علی شاتم الرسول  
للمافظ بن تیمیہ از ص ۹ تا ص ۱۳ مراجعت کریں و طبقات ابن سعد ج ۱ و عمیرن الاثر ص ۲۹ دیکھیں  
حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمیرؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:

انطلقوا بنا الى البصير الذي  
في بطنه وليقتل لغوده -  
ہم کو اس بینا کے پاس لے چلو جو بطنی واقع  
میں رہتا ہے اس کی عیادت کریں گے۔

حافظ عزرائی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَبَعَثَ عُمَيْرُ الْخَطِيمَا  
لِقَتْلِ عَصَا هَجْمَتِ النِّيَا  
مُحَمَّدٍ ﷺ

## غزوة قرة الكدر

غزوة ہمد کی مراجعت کے بعد شروع شوال میں تسلیم اور غطفان کے اجتماع کی خبر پا کر آپ  
نے دستِ اُردو میں کے ساتھ خمد فرمایا۔ جب آپ چہنہ کد پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمنان اسلام پہلے

ہی سے آپ کا خبر پاکر منتشر ہو چکے ہیں تین روز قیام فرما کر بلا جدال و قتال واپس آ گئے  
بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے آپ نے ایک سریہ اُن کے تعاقب  
میں روانہ فرمایا جو غنیمت میں پانٹو اوٹ لے کر واپس ہوا۔  
بقیہ شوال اور ذی قعدہ آپ مدینہ میں مقیم رہے اور اسی عرصہ میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا  
کئے گئے۔

## قتل ابی عصفک یہودی

شوال ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم بن عیمر رضی اللہ عنہ کو ابو عصفک یہودی  
کے قتل کے لئے روانہ فرمایا؛

ابو عصفک مذہبنا یہودی تھا، بڑھا تھا ایک سو بیس سال کی عمر تھی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی جو میں شعر کہتا تھا اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر برا بھلا کہتا تھا۔ جب اس کی دہیدہ  
دہنی مد سے گذر گئی تو یہ ارشاد فرمایا؛

من لی بهذا الخبیث کون ہے جو میرے لئے یعنی محض میری عزت و  
حرمت کے لئے اس خبیث کا کام تمام کرے۔

سالم بن عیمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے پہلے ہی سنت مانی ہوئی ہے کہ ابو عصفک کو  
قتل کر دوں گا یا خود مر جاؤں گا۔ یہ سنتے ہی سالم توڑے کر روانہ ہوئے۔ گرمی کی لات تھی کہ  
ابو عصفک غفلت کی غیندہ سو رہا تھا۔ پہنچے ہی تو اس کے جگر پر کھی اور اس زور سے دمایا کہ پاپا۔  
ہو کر بستر تک پہنچ گئی عُدَّ اللہ ابو عصفک نے ایک چنچ ماری۔ لوگ دوڑے مگر کام تمام ہو چکا تھا۔

۱۔ زندگانی، ۵۰، ۱۱۱، ص ۲۵۲  
۲۔ سالم بن عیمر مدنی تھے ان کی روایت عقید میں بھی شریک ہوئے ہیں  
خوف خداوندی سے بیت رمنے دے تھے گرمی و رکاوٹ کی غرض سے آپ پر طاری ہوئی تھی ۱۲۔ اصحابہ جو سالم بن عیمر  
حضرت سہیل کے زمانہ میں انتقال فرمایا ۱۳۔ حوا خا خا کہ دایا کی کند شومل الا جانب ناری کند ۱۲  
۱۳۔ المہجۃ الکبریٰ ابن سعد، ۲: ۱۹، ص ۱۹۔ الصام المسؤل لابن تیمیہ، ص ۱۰۳، ۱۰۴۔ عین الاثر، ص ۲۵۵  
عین الاثر، ص ۲۵۵۔ زندگانی، ۱۶، ص ۲۵۵

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَبَعَثْنَا سَالِمًا إِلَى عَفَاكَ

قَتَلْنَا ذِي النَبِيِّ وَأَفْلَجَ

لے کذب و انفری علی انبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۱۳

## غزوہ بنی قینقاع

۱۵ شوال یوم شنبہ ۳؎

بنی قینقاع۔ عبد اللہ بن سلامؓ کے برادری کے لوگ تھے نہایت شجاع اور بہادر تھے زرگری کا کام کرتے تھے شوال کی پندرہ سولہ تاریخ کو بروز شنبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بازار میں تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے وعظ فرمایا

یا معشر یہو داخذوا من اللہ  
مثل ما نزل لبقیش من النقمۃ واسلموا  
فانکم قد عرفتمہ فی نبی مرسل  
تجدون ذلک فی کتابکم وعہد  
اللہ الیکم  
اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر  
خدا کا عذاب نازل ہوا کہیں اسی طرح تم پر نازل ہو  
اسلام لے آؤ اس لئے کہ تحقیق تم خوب پہچانتے ہو کہ  
میں بالیقین اللہ کا نبی اور اس کا رسول ہوں جس کو  
تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہوئے اور اللہ نے  
تم سے اس کا عہد لیا ہے۔

یہودیہ سنتے ہی مشتعل ہو گئے اور یہ جواب دیا کہ آپ اس غزوہ میں ہرگز نہ رہنا کہ ایک ٹاؤنٹ  
اور سابقہ تجربہ کار قوم یعنی قریش سے مقابلہ میں آپ غالب آگئے۔ واللہ اگر ہم سے مقابلہ ہو تو خوب  
معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد ہیں اس پر حق جل و علانی یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْفِتَاءِ  
فِيَهُ تَقَاتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَى  
كَأَنَّهُ يُدْرِكُهُمْ مُتْلِيَهُمْ رَأَى الْفَتَيْنِ  
تحقیق تمہارے لئے نشانی ہے ان دو جماعتوں میں  
کہ باجم ایک دوسرے سے لڑی ایک جماعت تو  
خدا کی راہ میں قتال کرتی تھی اور دوسری جماعت

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنُصْرِهِ مَنۢ يُشَآءُ ۚ  
 اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِيْ الْاَبْصَارِ ۝  
 کافروں کی تھی کہ مسلمانوں کو اپنے سے مدد نہ دیتی  
 تھی کھلی آٹھوں سے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے  
 اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں تحقیق اس میں عبرت ہے اہل بصیرت کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو بنی قینقاع  
 اور بنی قرظہ اور بنی لغیر سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے اور نہ آپ کے دشمن  
 کو کسی قسم کی مدد دیں گے، مگر سب سے پہلے بنی قینقاع نے عہد شکنی کی اور نہایت دہشتی سے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیا اور آوازہ جنگ ہو گئے۔

یہ لوگ مضافات مدینہ میں رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے بچائے  
 ابوہبائہ بن علی المذہبی انصاری کو مقرر فرما کر بنی قینقاع کی طرف خروج فرمایا۔ ان لوگوں نے قلعہ میں  
 داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ سوال سے لے کر غزوہ بنی قینقاع  
 تک انکا محاصرہ فرمایا۔ بالآخر مجبور ہو کر سولہ سو روز یہ لوگ قلعہ سے اتر آئے رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ان کی شکستیں باندھنے کا حکم دیا۔

ماس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کی الحاح و زاری کی وجہ سے قتل سے تودرگزر فرمایا مگر  
 مال و اسباب لے کر چلائے وطن کا حکم دے دیا۔ اور مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ واپس ہوئے  
 ایک شخص خود لیا اور چار شخص غائبین پر تقسیم فرمایا، بعد کے پہلا شخص تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے اپنے دست مبارک سے لیا۔

عبادۃ بن صامٹ فرماتے ہیں کہ بنی قینقاع سے میرے طیفانہ تعلقات تھے ان کی اس  
 شرارت اور بد عہدی کو دیکھ کر ان سے تعلق قطع کر لیا اور ان سے تیری اور بیزاری کا اعلان کیا۔

یا رسول اللہ استبأ الی اللہ داے یا رسول اللہ میں آپ کے دشمنوں سے بری اور  
 رسولہ والتولی اللہ رسولہ بیزاری کرنا اللہ اس کے رسول کی طرف آتا ہوں اور

والمؤمنین وابدأ من حلف  
اشادہ اس کے رسول اللہ اہل ایمان کو اپنا دوست  
انکفار وکفار سے  
اور طیف بتاتا ہوں اللہ کافروں کی مدد سے اور عہد  
بالکفر بری اور علیحدہ ہوتا ہوں۔

**ف**۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ایمان کے لئے جیسے اللہ اور اُس کے رسول اور  
عبادِ مؤمنین کی محبت ضروری ہے اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے عداوت و  
نفرت، انہی کی اور برائت کا اعلان بھی ضروری ہے۔ تو لایے تبرا نیست ممکن ایسی ہی جگہ صادق  
ہے تفصیل اگر درکار ہے تو ماریت رہانی شیخ محمد دلف ثانی قدس اللہ سرہ کی مکتوبات کی جہت  
فرمائیں کہ ایمان کے لئے فقط تصدیق کافی نہیں جب تک کہ خدا کے دشمنوں سے تبری اور بیزاری  
نہ ہو۔ اسی امام محمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ تبری عن الکفر والکفار ایمان کی شرط لازم ہے جیسا کہ علم  
کلام کی کتابوں میں مذکور ہے۔

## غزوہٴ سولق

### ۵۔ زوی الحجہ ۳ھ

بعد سے جب مشرکین کا ہریت خروہ لشکر غاب و خاسر مکہ پہنچا تو ابو سفیان بن حرب  
نے یہ قسم کھالی کہ جب تک مدینہ پر حملہ نہ کروں گا اور اس وقت تک غسلِ جنابت نہ کروں گا۔  
چنانچہ اپنی قسم پوری کرنے کے لئے شروعِ ذی الحجہ میں دو سو سواروں کو ہمراہ لے کر مدینہ  
کی طرف روانہ ہوا۔ مقامِ غزین میں پہنچ کر جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک کھجور کے  
باغ میں گئے وہاں دو شخص زراعت کے کام میں مصروف تھے ایک شخص انصار میں سے تھا  
اور دوسرا حیر تھا ان دونوں کو قتل کیا اللہ کچھ درخت جلے اور کچھ کہ ہماری قسم پوری ہو گئی اور  
بھاگ گئے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو تاریخ ۵ ذی الحجہ یوم بحیبنہ دو تومہا برین اور انصار کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں سعادہ ہوئے مگر کوئی ہاتھ نہ آیا یہ لوگ پہلے ہی بھل بھاگے تھے۔ چلتے وقت بوجھ ہلکانے کے لئے ستور کے جوتیلے ہمراہ لائے تھے وہ جھوڑ گئے تھے وہ سب مسلمانوں کو ہاتھ آئے اس لئے اس غزوہ کا نام غزوۃ السویق ہے یعنی ستو مال غزوہ۔<sup>۱۵</sup>

## عید الاضحیٰ

۹ ذی الحجۃ الحرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ السویق سے واپس ہوئے اور ۱۰ ذی الحجۃ الحرام کو در رکعت نماز عید ادا فرمائی۔ اور وہ منیہ میں قربانی کئے اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا۔ مسلمانوں کی یہ پہلی بقر عید تھی۔<sup>۱۶</sup>

## نیکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے چھوٹی صاحب نادگی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمائی۔

اول حضرت ابو بکر نے اور پھر حضرت عمر نے آپ سے اس سعادت کے حصول کی خواہش ظاہر فرمائی، مگر آپ نے سکوت فرمایا۔ ایک رعایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا میں حکم الہی کا منتظر ہوں بعد ازاں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے حضرت علی کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے لئے صاحب زلوٰی کا پیام دیں حضرت علی نے اس مخلصانہ اور خیر خواہانہ مشورہ کی بنا پر پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ استدعا پیش کی آپ نے حسب نزول وی حضرت علی کے پیام کو منظور فرمایا۔

۱۵ - زرقانی، ج: ۱، ص: ۳۵۸ ۱۶ - ایضاً - ص: ۳۶۰

۱۷ - یعنی سلسلہ میں اس میں اختلاف ہے کہ مبینہ کون فقہی ابو یوسف یا حرم یا سفر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ غلط کام سے بچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب تقرب میں۔ ۱۸ - زرقانی، صفحہ ۳۶۰

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب میں نے پیام مہینے کا امداد کیا تو دل میں یہ خیال آیا کہ واللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، حالانکہ شادی کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیے لیکن آپ کے احسانات اور کام آسا آپ کے الطاف اور مہربانیوں نے بہت دلائل اور آپ کی ہانگاہ میں یہ استدعا پیش کر دی۔

آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کوئی چیز بھی ہے، میں نے کہا نہیں۔

آپ نے فرمایا وہ زرہ جو تم کو جنگ بدر میں ملی تھی وہ کہاں ہے۔ میں نے عرض کیا وہ تو موجود ہے

آپ نے فرمایا بہتر ہے وہی زرہ فاطمہ کو مہر میں دے دینا رواہ احمد وابن سعد وابن اسیاق (اصحاب ترجمہ فاطمۃ الزہراء)۔

حضرت علی نے اس زرہ کو حضرت عثمان کے ہاتھ ۸۰ درہم میں فروخت کیا اور وہ تمام درہم لاکر آنحضرت کے سامنے ڈال دیئے آنحضرت نے فرمایا اس میں سے خوشبو اور کپڑوں کا انتظام کر لو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب نلای کو حبز میں جو سامان دیا وہ یہ تھا۔ ایک لمحات اور ایک جبرے کا گدا جس میں بجائے روٹی کے کسی درخت کی چھال بھری ہوئی تھی اور دو چکیاں اور ایک مشکیزہ اور دو ٹی کے گھڑے درواہ احمد کذا فی الترغیب والترہیب للہذری باب الترغیب فی الاذکار بعد المکتوبات وکذا فی الاصابہ ترجمہ فاطمۃ الزہراء

جب عروسی کا وقت آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ کوئی مکان لے حضرت علی نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ اور اس میں عروسی فرمائی حضرت فاطمہ نے مشورہ دیا کہ حارثہ بن النعمان کا مکان مانگ لو۔ حضرت علی نے فرمایا کچھ کو شرم آتی ہے کسی طرح یہ خبر حضرت حارثہ کو پہنچ گئی حارثہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم جو

ے میں گئے وہ اس سے کہیں زیادہ محبوب ہو گا کہ جو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا صَدَقَتْ بَارَكَ  
 اللہ فیہ۔<sup>۱</sup> تر نے پکا کہا اللہ تعالیٰ میں برکت دے عارضہ دوسری جگہ منقل ہو گئے اور حضرت علی  
 اور حضرت عائشہ کو اپنے مکان میں لاکر اتارا۔ (آخر جہ ابن سعد) اصحابہ ترجمہ ناظرۃ الزہراء

## غزوہ غطفان (۳۳)

### جس کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں

غزوہ سولہ سے واپسی کے بعد بقیہ ذی الحجہ آپ مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے اس اشار  
 میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ بنی ثعلبہ اور بنی حارث (جو کہ قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں) نجد میں جمع ہو رہے  
 ہیں اور ان کا ارادہ یہ ہے کہ اطراف مدینہ میں لوٹ ڈالیں اور عتور غطفانی ان کا سردار تھا، ماہ  
 محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ نے غطفان پر چڑھائی کی غرض سے نجد کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ میں  
 عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور چار سو پچاس صحابہ آپ کے ہمراہ تھے غطفانی  
 آپ کی خبر سنتے ہی پہاڑوں میں منتشر ہو گئے صرف ایک شخص بنی ثعلبہ کا ماتم آیا صحابہ نے پکڑ کر  
 اس کو آپ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آیا، صفر کا پورا مہینہ  
 وہیں گزرا لیکن کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا بلا جہدال و قتال ربیع الاول میں مدینہ واپس تشریف لائے۔<sup>۲</sup>  
 اس سفر میں یہ واقعہ پیش آیا کہ راستے میں بارش ہو گئی اور صحابہ کے کپڑے بھیگ گئے آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھیگے ہوئے کپڑے ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور خود

۱۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیری ذات کو برکاتِ غیبیہ اور اثراتِ ساریہ کا خزن اور معدن بنا دے یہ معنی لی غزنیہ سے جو

میں آئے ہیں۔ فافہم ذلک واستقم۔

۲۔ البہایتہ والنہایتہ ج ۱ ص ۱۰۲۔

اس وقت کے نیچے لیٹ گئے، وہاں کے اعراب آپ کو دیکھ رہے تھے۔ اعراب نے اپنے سردار و عشور سے جہان میں بڑا بہادر تھا یہ کہا کہ محمد رسل اللہ علیہ وسلم، اس وقت کے نیچے تنہا لیٹے ہوئے ہیں اور ان کے اصحاب منتشر ہیں تو جا کر ان کو قتل کر آؤ، و عشور نے ایک نہایت تیز تلوار لی اور برہنہ تلوارے کر آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا اے محمد۔ بتلانا آج تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ جب یہیں امین نے اس کے سینہ میں مکہ مارا اسی وقت تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور پر نور نے اس کو اٹھالی اور و عشور سے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ اب تم کو میری تلوار سے کون بچائے گا، اس نے کہا کوئی نہیں اور اسلام لے آیا اور یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور یہ وعدہ کیا کہ اب آپ کے مقابلہ کے لئے کوئی فوج جمع نہ کروں گا۔ آپ نے و عشور کو اس کی تلوار واپس کھردی۔ و عشور ٹھوڑی دیر چلا اور واپس آیا اور یہ عرض کیا واللہ مجھ سے آپ بہتر ہیں و عشور جب اپنی قوم کی طرف واپس آیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ جو بات تو کہہ کر گیا تھا وہ کہاں گئی اس پر و عشور نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا اس طرح غیب سے میرے سینہ میں ایک مٹکا لگا جس سے میں جیت کر چلا۔ اس طرح گرنے سے میں نے پہچان لیا اور یقین کر لیا کہ وہ مکہ مارنے والا کوئی فرشتہ ہے، اس لئے میں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی رسالت کی شہادت دی اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیا اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ كُنْتُمْ  
لِنِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ  
أَنْ يَنْبَسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ  
فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ لِيُذَكَّرَ

اے ایمان والو! اللہ کے اُس انعام کو یاد کرو کہ جب ایک قوم نے یہ قصد کیا کہ تم پر ہاتھ چلائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ روک دیے۔

ام یہی فرماتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ اور قصہ غزوہ ذات الرقاع میں بھی مروی ہو ہے مادی نے اس قصہ کو غزوہ غطفان کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ اگر یہ محفوظ ہے تو یہ دو مختلف

نقصے میں ایک غزوہ غطفان میں پیش آیا اور ایک غزوہ ذات الرقاع میں جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ محققین کی رائے یہ ہے کہ یہ دو نقصے علامہ طحطاوی نے

## غزوہ بجران

غزوہ غطفان سے واپسی کے بعد ماہ ربیع الاول آپ نے مدینہ میں گزارا، ربیع الثانی میں آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مقام بجران جو حجاز کا معدن ہے وہاں بنی سلیم اسلام کی مخالفت پر جمع ہو چکے ہیں آپ نے خبر پاتے ہی تین سو صحابہ کی سمیت میں بجران کی طرف خروج فرمایا اور مدینہ پر عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔

وہ لوگ آپ کی تشریف آوری کی خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے اور بلا جہال و قتال مدینہ واپس آ گئے۔ علامہ سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ بجران میں کتنی مدت آپ نے قیام فرمایا، بعض کہتے ہیں صرف دس شب قیام کیا اور بعض کہتے ہیں کہ ۱۴ جمادی الاولیٰ تک قیام فرمایا۔

## قتل کعب بن اشرف یہودی

(۱۳؎ ربیع الاول ۳؎)

مدینہ منورہ میں جب فتح بدر کی بشارت پہنچی تو کعب بن اشرف یہودی کو بید صدمہ ہوا۔ اور یہ کہا کہ اگر خبر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار اور اشراف مارے گئے تو پھر زمین کا بطن (اندرون) اس کی نگہداشت اسے بہتر ہے، یعنی مرجانا جیسے سے بہتر ہے، تاکہ آنکھیں اس ذلت اور رسوائی کو نہ دیکھیں۔

۱؎ الخصائص الکبریٰ - ج ۱ : ص ۲۱۰ - اہدایہ والہایہ - ج ۲ ص ۲۱

۲؎ زرقانی، ج ۲، ص ۱۶

۳؎ اس رو سے اس غزوہ کو غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہیں - ۱۲ - زرقانی

۴؎ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۲۲ - ۵؎ مناقب، ج ۵، ص ۸ - فتح الباری، ج ۱، ص ۲۵۶

لیکن جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی تو مقتولین بدر کی غزوت کے لئے نکلے روانہ ہوا۔ اور جولوگ  
بدر میں مارے گئے ان کے مرثیے لکھے جن کو پڑھ پڑھ کر خود بھی روتا تھا اور دوسروں کو بھی رلاتا تھا۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں لوگوں کو خوش دلا دلا کر آمادہ قتال کرتا تھا۔ ایک روز قریش کو حرم میں  
لے کر آیا سب نے بیت اللہ کا پردہ تمام کر مسلمانوں سے قتال کرنے کا حلف اٹھایا۔ بعد چندے مدینہ  
واپس آیا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عشقیہ اشعار کہنے شروع کئے۔

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ کعب ابن اخثر بن شاشا عتقا رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی جوہر میں اشعار کہا کرتا تھا اور کفار مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کیلئے  
بیشہ سحر کا تارہتا تھا اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذا میں پہنچاتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر اور تحمل کا حکم فرماتے رہے لیکن جب کسی فحش  
سے باز نہ آیا تو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ (رداء ابو داؤد و طبرانی فتح الباری باب قتل کعب  
بن الاشرف۔)

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ کعب بن اخثر نے آپ کو دعوت کے یہاں سے بلایا اور  
کچھ آدمی متعین کر دیئے کہ جب آپ تشریف لائیں تو قتل کر ڈالیں۔ آپ اکیٹھے ہی تھے کہ جبریل امین نے  
آکر آپ کو ان کے اللہ سے مطلع کر دیا آپ فرما دیاں سے روح الامین کے پردوں کے سایہ میں باہر تشریف  
لے آئے اور عباہی کے بعد قتل کا حکم دیا۔

صبح بخاری میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے  
کعب بن اخثر کے قتل کے لئے کون تیار ہے اس نے اٹھا اور اس کے رسول کو بہت ایذا پہنچائی ہے  
یہ سنتے ہی محمد بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اس کا قتل چاہتے ہیں۔

۱۷ زرقانی، ۲۱۵، ص: ۹ - ابن ہشام - ج ۲ - ص ۵

۱۸ فتح الباری، ج ۱، ص: ۲۵۹ -

۱۹ مدنی حیات پر تحقیق اس شخص نے ہم کو اپنے اشعار سے ایذا دلانے کی کوشش کی مگر وہاں سے مقابلہ میں  
فرق پہنچا اور وہاں تک نہ لائیں فتح الباری ج ۲ ص ۲۵۹

آپ نے فرمایا ہاں۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر جھک کر کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ (یعنی ایسے مبہم اور تعریفی کلمات اور ذمہ داری کا اظہار) کہہ سکوں جن کو سن کر وہ بظاہر غرض ہو جائے آپ نے فرمایا اجازت ہے۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک روز کعب سے ملنے گئے اور انہیں گفتگو میں یہ کہا کہ یہ مرد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے دفقار و مساکین پر تقسیم کرنے کے لئے صدقہ اور زکوٰۃ لے آتا ہے اور اس شخص نے ہم کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔ (بے شک یہ چیز حرام اور طامع نفوس پر بہت شاق اور گراں ہے لیکن مخلصین اور صادقین کو صدقہ دل سے صدقات کا دینا اور فقار و مساکین کی اعانت اور امداد کرنا انتہائی محبوب اور غایت درجہ لذیذ ہے۔ بلکہ خدا کی راہ میں مال نہ خرچ کرنا ان پر شاق اور گراں ہے۔)

میں اس وقت آپ کے پاس قرض لینے کے لئے آیا ہوں کعب نے کہا ابھی کیا ہے۔ آگے چل کر دیکھنا خدا کی قسم تم ان سے اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ اب تو ہم ان کے پیرو ہو چکے ہیں ان کا مہجور نام پسند نہیں کرتے انجام کے منتظر ہیں۔ (اور دل میں یہ تھا کہ انجام کار اللہ اور اس کے رسول کی فتح اور دشمنوں کی شکست یقینی اور محقق جس میں شبہ کی ذرہ برابر گنجائش نہیں) اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ کچھ غلہ ہم کو بطور قرض دے دیں کعب نے کہا بہتر ہے مگر کوئی چیز مجھ پاس رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا آپ کیا چیز رہن رکھنا چاہتے ہیں کعب نے کہا اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا اپنی عورتوں کو کیسے رہن کچھ کہتے ہیں اول تو غیرت اور حمیت گوارا نہیں کرتی پھر یہ کہ آپ نہایت حسین و جمیل اور نوجوان ہیں کعب نے کہا آپ اپنے ترکوں کو رہن رکھ دو ان لوگوں نے کہا یہ تو ساری عمر کی

۱۔ ابن عبد البر کہ روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ کر کے بعد کی روزیہ منکر ہے بالآخر کعب بن اشرف کے حنفی بھائی ابن اسلمہ سلیمان بن قیس اور عبد بن بشر اور عمار بن اوس اور ابو موسیٰ بن جبران لوگوں نے ان کو شرمایا کہ آپ کی عورتوں کو رہن رکھنا نفی میں ہے اس کو قتل کر دیں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہاں جاؤ کہ نہ کہ نہ کہ آپ کو جو مناسب سمجھو وہ کہہ دیجئے (یعنی اجازت ہے) ۱۲۔ ارشاد الہامی۔ کہ خدا کی قسم ہرگز ہمیں میرٹھ خاندان سے بدنامی نہ ہوگی۔ ۱۳۔ نوجوان کا لفظ ابن اسلمہ کی عایت سے لیا گیا ہے۔ ۱۴۔ اس سے اس شخص کی باطنی خباثت کا پتہ چلتا ہے۔

مارہے لوگ ہماری دلاکوہ پر طعنوں لگے کہ تم وہی ہو جو دوسرا دین سیر فہ کے معاوضہ میں دین رکھے گئے تھے ہاں ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں۔

عکرمہ کی ایک مرسل روایت میں ہے ان لوگوں نے یہ کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہتھیاروں کے کس وجہ محتاج اور ضرورت مند ہیں لیکن با ایں ہم یہ سوچتا ہے کہ ہتھیار آپ کے پاس رہن رکھ دیں آہ لیکن یہ نامکن ہے کہ عورتوں اور بیٹوں کو رہن رکھ دیں۔ کعب نے اس کو منظور کیا اور یہ وعدہ ٹھہرایا کہ شب کو اگر فہدے جائیں اور ہتھیار رہن رکھ جائیں۔

حسب وعدہ یہ لوگ رات کو پہنچے اور جا کر کعب کو آواز دی، کعب نے اپنے قلعے سے اترنے کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو کعب نے کہا۔ محمد بن مسلمہ اور میرا دوست شریک بھائی الزنا تھے ہے کوئی غیر نہیں تم فکر نہ کرو۔ بیوی نے کہا مجھ کو اس آواز سے خون پکتا ہوا نظر آتا ہے کعب نے کہا کہ شریک آدمی اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لئے بھی بلایا جائے تو اس کو ضرور جانا چاہیے۔ اس اشارہ میں محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کو یہ بھاد دیا کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے ہال سونگھوں گا جب دیکھو کہ میں نے اس کے بالوں کو مضبوط پکڑ لیا ہے تو فوراً اس کا سر اٹا لینا، چنانچہ جب کعب نیچے آیا تو ستر پاؤں غشو سے معطر تھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا، آج جیسی خوشبو تو میں نے کسی سونگھی ہی نہیں۔ کعب نے کہا میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ حسین دمبل اور سب سے زیادہ معطر عورت ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ مجھ کو اپنے معطر سر کے سونگھنے کی اجازت دیں گے، کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ آگے بڑھ کر خود بھی سر کو سونگھا اور اپنے رفتار کو بھی سونگھایا۔ کچھ دیر کے بعد پھر محمد بن مسلمہ نے کہا کیا آپ دوبارہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیں گے، کعب نے کہا شوق سے محمد بن مسلمہ اٹھے اور سر سونگھنے میں مشغول ہو گئے جب سر کے بال مضبوط پکڑے تو ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ فوراً ہی سب نے اس کا سر قلم کیا اور آٹا ٹاٹا اس کا کام تمام کیا۔

اور اخیر شب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے آپ نے دیکھتے ہی یا رشا فرمایا:



أَفْلَحَتِ الْوَجُوهُ  
ان چہروں نے فلاح پائی اور کامیاب ہوئے۔  
ان لوگوں نے جوا با عرض کیا:

ووجهت یارسول اللہ  
اور سب پہلے آپ کا چہرہ مبارک اٹھ اٹھ کر رسول  
اور بعد ازاں کعب بن اشرف کمر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ آپ نے الحمد للہ اور اللہ کا شکر کیا۔  
جب یہود کو اس واقعہ کا علم ہوا تو کھینٹ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور جب صبح ہوئی  
تو یہود کی ایک جماعت نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہمارا سردار  
اس طرح مارا گیا آپ نے فرمایا کہ وہ مسلمانوں کو طرح طرح سے ایذا نہیں پہنچاتا تھا اور لوگوں کو ہمارے  
قتال پر برا بھلا کہتا تھا۔ یہود دم بخور رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے اور بعد ازاں آپ  
نے ان سے ایک عہد نامہ لکھوایا کہ یہود میں سے آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے گا (طبقات ابن سعد)

## کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب

روایات حدیث سے کعب بن اشرف کے جو وجود اور اسباب معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب  
ذیل ہیں:-

۱۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ و ہنسی اور سب و شتم اور گستاخانہ کلمات  
کا زبان سے نکالنا۔ (۱۲) آپ کی جو میں اشعار کہنا۔ (۱۳) غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان غورقوں  
کا بطور تشبیہ ذکر کرنا۔ (۱۴) خدا اور فیض عہد۔ (۱۵) لوگوں کو آپ کے مفاد کے لئے اُسبھارنا اور اُکسانا  
اور ان کو جنگ پر آمادہ کرنا۔ (۱۶) دعوت کے بہانہ سے آپ کے قتل کی سازش کرنا۔ (۱۷) دین اسلام  
پر طعن کرنا۔

لیکن قتل کا سب سے قریب سبب آپ کی شان اقدس میں دریدہ و ہنسی اور سب و شتم اور آپ  
کی جو میں اشعار کہنا ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الصوامع المسدول علی

شام الرسول میں صفتاً ملا اس پر مفصل کلام کیا ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ یہ آیت

وَلَقَسْنَاهُ مِنْ الدِّينِ أَذْلًا وَلَوْ أَكْنُتُ مِنْ قَبْلِكَ مِنْ الدِّينِ أَشْرَ كُنَّا أَذَىٰ كَثِيرًا ط

اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی۔

کعب بن اشرف کے بارے میں نازل ہوئی (عیون الاثر ص ۳۱)

عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

صرخت به فلم يعرض لصوقى  
فعدت له فقال من المنادى  
وهذى دمرنا رهننا فخذها  
فأبذل نحونا يهوى سرليعا  
وفى أيماننا يفيض جداد  
فعاثقه ابن مسلمة المردى  
وشد بسيفه ضلنا عليه  
وكان الله سادسنا فأهنا  
وجاء برأسه نقر كرامته

واوفى طالعا من راس جدر  
فقلت اخول عباد بن بشر  
لشهر إن وفى اونصف شهر  
وقال لنا لقد جئتمكم كمبر  
مجزبة بها الكفار نفري  
به الكفار كاللئث الهزبر  
نقطر البوعبس بن جبر  
بالعم نعمة وأعز نصبر  
هم ناهيل من صدق ربر

ماظ عراقى الغيبة السير من فراتى مي:

فبعثه محمد بن مسلمته  
جاؤا برأسه فأقد مؤك

فرفقة يقتل كعب الملامه  
قال لهما نلحت الوجوه

لہ - آل عمران ، آیتہ : ۱۸۶

لہ - عیون الاثر ، ج ۱ ، ص ۱۱۱ : ۳۰۱ - متذکر ج ۲ ، ص ۳۵ : ترجمہ محمد بن مسلمہ انصاری۔

## اسلام حلیصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کعب بن اشرف کے قتل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ حکم دیا کہ اس قسم کے یہود کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو چنانچہ حلیصہ بن مسعود کے چھوٹے بھائی محبصہ بن مسعود نے اپنی سیدہ یہودی کو قتل کر ڈالا۔ درج تہارت کرتا تھا اور خود حلیصہ اور محبصہ دونوں اہل مدینہ سے وادہ ستد کا معاملہ رکھتا تھا۔

حلیصہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے اور محبصہ پہلے سے مسلمان تھے حلیصہ چونکہ عمر میں بڑے تھے محبصہ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا اور یہ کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو قتل کر ڈالا خدا کی قسم اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے، محبصہ نے کہا:

واللہ لقد امرنی بقتله منی  
لو امرنی بقتلك لضربت  
عنقاک  
خدا کی قسم مجھ کو اس کے قتل کا ایسی فائز  
حکم دیا ہے کہ اگر وہ فائز با برکات تیرے قتل کا  
بھی کم دیتی تو اللہ میں تیری بھی گردن اٹا دیتا۔

حلیصہ نے کہا:

اللہ لو امرک محمد بقتلی  
لقتلتنی  
کیا خدا کی قسم اگر محمد مجھ کو میرے قتل کا حکم دے  
تو واقعی تم مجھ کو قتل کر ڈالے گا۔

حلیصہ نے کہا:

لعمدہ واللہ لو امرنی بضرب عنقک  
لضربتہا  
ہاں خدا کی قسم اگر تیری گردن مارنے کا حکم دے  
تو ضرور تیری گردن مارتا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے بلحاظ وہ برابر تیرے بھائی ہونے کا خیال نہ کرتا  
حلیصہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور بے ساختہ بول اٹھے کہ خدا کی قسم یہی دین حق ہے جو لوں میں اس  
درجہ رائج اور مستحکم اور رگسہ پے میں اس طرح جاری و ساری ہے۔ اس کے بعد حلیصہ رسول اللہ صلی اللہ

عیدِ ولیم کی خدمت حاضر ہوئے اور سچے دل سے اسلام قبول کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## سریہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (غزوہ جہادى الآخر ۳ھ)

واقعہ بدر کے بعد قریش مکہ مسلمانوں سے اس درجہ مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے، کہ ان کے پیچھے بھاڑ کے اندیشہ سے اپنا قدیم راستہ ہی چھوڑ دیا چنانچہ بجائے شام کے راستہ کے عراق کا راستہ اختیار کیا اور رہبری کے لئے فرات بن حیان عجمی کو اجرت پر ہمراہ لیا اور ایک قافلہ بغرض تجارت مکہ سے مال کیشرے کر براہ عراق روانہ ہوا جس میں ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ اور حلیب بن عبد العزیزی و عبد اللہ بن ابی ربیعہ بھی تھے۔ (فتح مکہ میں یہ چاروں حضرات شہرت باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس قافلہ کی اطلاع ہوئی تو سنو صحابہ کی جمعیت کو زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی امارت اور سرکردگی میں روانہ فرمایا:

ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا۔ قافلہ حاصل کر لینے میں تو کامیاب ہو گئے مگر اعیان قوم اور اثرائت خاندان اور قافلہ والے سب بھاگ گئے صرف فرات بن حیان عجمی کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لائے مدینہ پہنچ کر مسلمان ہو گئے۔ مالِ غنیمت کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کا منس جو نکالا گیا تو اس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی۔ تو معلوم ہوا کہ غنیمت کی مجموعی تعداد ایک لاکھ درہم تھی۔

## قتل ابی رافع

(نصف جمادی الثانیہ ۳ھ)

ابو رافع ایک بڑا مالدار یہودی تاجر تھا۔ ابو رافع کینست تھی عبد اللہ بن ابی الحقیق اس کا نام

تھا۔ سلام بن ابی الحنفیہ بھی کہتے تھے۔ خیبر کے قریب ایک گروہی میں رہتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور طرح طرح سے آپ کو ایذا اور تکلیف پہنچاتا تھا کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا، یہی شخص غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھاکر لایا اور بیت زبیرہ ان کی مالی امداد کی اور ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی جلالت میں یہی خراج گزارتا تھا۔

کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور ان کے رفقاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم چونکہ سب قبیلہ اوس کے تھے اس لئے قبیلہ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ قبیلہ اوس نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جانی دشمن اور بارگاہ رسالت کے ایک گستاخ اور دریدہ دہن کعب بن اشرف کو قتل کر کے سعادت اور شرف حاصل کر لیا۔ لہذا ہم کو چاہیے کہ بارگاہ نبوت کے دوسے گستاخ اور دریدہ دہن البورافع کو قتل کر کے دارین کی عزت و رفعت حاصل کریں۔ چنانچہ آپ کی مذمت میں حاضر ہو کر البورافع کے قتل کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی۔

اور عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن اُمیس اور ابو قتادہ عارث بن ربیع اور خناتہ بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا اور عبداللہ بن عتیک کو ان پر ایسے بنایا اللہ یہ تاکید فرمائی کہ کسی سچے اور عورت کو ہرگز قتل کریں۔

نعمت بن حماد الاخریؒ کو عبداللہ بن عتیک مع اپنے رفقاء کے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تاریخ طبریؒ صحیح بخاری میں بلال بن عازبؓ سے مروی ہے کہ غروب آفتاب کے بعد جب لوگ اپنے جانور چراگاہ سے واپس لاکچے تھے تب یہ لوگ خبر پہنچے، البورافع کا قتل جب قریب ایک ذوالحجہ

۱۔ البدایہ والنہایہ، ج: ۴، ص: ۱۳۰ ۲۔ فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۶۲

۳۔ فتح الباری، ج: ۱، ص: ۲۶۳

۴۔ ۱۱ طبری کا قول ہے ابن سعد فرماتے ہیں کہ البورافع کا قتل ماہ رمضان ۳ھ میں ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ذی الحجہ ۳ھ یا ۴ھ میں اور بعض کہتے ہیں جب ۳ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ ۱۱۔ بخاری صحیح بخاری میں زہری سے روایت ہے کہ البورافع کعب بن اشرف کے بعد قتل ہوا۔ فتح الباری ص: ۲۶۲

بن علیک نے اپنے رفقاء سے کہا تم یہیں بیٹھو میں قلعہ کے اندر جانے کی کرنی تدبیر نکالتا ہوں، جب باہل دروازہ کے قریب پہنچ گئے تو پڑاؤ حاکم کلاس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی قضاہ حاجت کرتا ہو، دربان نے یہ سمجھ کر کہ یہ ہمارا ہی کوئی آدمی ہے یہ آواز دی کہ اے اللہ کے بندے اگر اندر آنا ہے تو جلد آجائیں ورنہ بند کرتا ہوں میں فوراً داخل ہو گیا اور ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابو رافع بالا خانہ پر رہتا تھا، اور شب کو قلعہ گرنی ہوتی تھی جب قلعہ گرنی ختم ہو گئی اور لوگ اپنے اپنے گھرواپس ہو گئے تو دربان نے دروازے بند کر کے کھجور کا حلقہ ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔

جب سب سو گئے تو میں اٹھا اور کھونٹی سے کھجور کا حلقہ اتار کر دروازہ کھولتا ہوا بالا خانہ پر پہنچا اور دروازہ کھولتا تھا وہ اندر سے بند کر لیتا تھا تاکہ لوگوں کو گریز میری خبر بھی ہو جائے تو میں اپنا کام کر گئوں۔

جب میں بالا خانہ پر پہنچا تو وہاں اندھیرا تھا اور ابو رافع اپنے اہل و عیال میں سو رہا تھا۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ ابو رافع کہاں اور کدھر ہے میں نے آواز دی۔ اے ابو رافع۔ ابو رافع نے کہا کون ہے میں نے اسی جانب ڈرتے ڈرتے تلوار کا دار کیا مگر نالی گیا۔ ابو رافع نے ایک چٹخ ماری میں نے تھوڑی دیر بعد آواز دی کہ بھروسہ نہ لےجو میں کہا اے ابو رافع یہ کیسی آواز ہے، ابو رافع نے کہا، ابھی مجھ پر کسی شخص نے تلوار کا دار کیا یہ سننے ہی میں تلوار کا دوسرا دار کیا جس سے اس کے کاری زخم آیا۔ بعد ازاں میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ پر رکھ کر اس زخم سے دبائی کہ پشت تک پہنچ گئی جس سے سمجھا کہ میں اب اس کا کام تمام کر چکا اور واپس ہو گیا اور ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا تھا۔ جب سٹیڑھی سے اترنے لگا تو خیزال ہوا کہ زمین قریب آگئی اترنے میں گر پڑا۔ اور پٹیل کی ہڈی ٹوٹ گئی چاندنی رات تھی۔ عامر کھول کر ناہنگ کرانہا اسیا چنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا تم چلو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت سناؤ میں یہیں بیٹھا ہوں اس کی موت اور قتل کا اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور غرض نے ناہنگ دی تو خبر دینے والے نے قلعہ کی تفصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا تب میں وہاں سے رخصت ہوا اور ساتھیوں سے ملا۔ اور کہا تیغ چلو۔ اللہ نے ابو رافع کو ہلاک کیا۔ وہاں سے چل کر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خوش خبری سنائی اور جو واقعہ گزرا تھا وہ سب بیان کیا، آپ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ میں نے ٹانگ پھیلا دی۔ آپ نے دست مبارک اس پر پھیرا ایسا معلوم ہوا گویا کہ کبھی شکایت ہی پیش نہ آئی تھی رہنمائی شریف باب قتل ابی رافع فتح الباری باب قتل ابی رافع البدایت والنہایتہ ص ۱۳۱

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَبَعَثَهُ لَا بَنَ عَتِيْلَةَ مَعَهُ قَوْمٌ مِنَ الْخَزَرِجِ كَيْ تَمْنَعَهُ  
لَخَيْرٍ لَا بَنَ ابْنِ الْحَقِيقِ لَقَتْلِهِمْ أَمِينٌ بِالتَّوْفِيقِ  
وَاخْتَلَفُوا قَتِيلَ ذَا فِي السَّادَةِ وَثَلَاثَ أَوْرَاعٍ أَرْخَامَسَةِ

## غزوہ احد

### سوال ۳

قال الله تعالى: وَإِذْ عَثَرْتَ مِنْ أَهْلِكَ تَبَوَّأُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ تَلَهُ  
قریش مکہ جب بدر سے بے طرح شکست کھا کر مکہ واپس ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ کاذب  
تجارت جس کو ابوسفیان ساحلی راستے سے بھاگ کر نکال لائے تھے وہ مع اصل سرمایہ اور زر منافع  
دارالندوہ میں بطور امانت محفوظ ہے ہمد کی اس بے طرح ہزیمت اور ذلت آمیز شکست کا زخم  
یوں تو ہر شخص کے دل میں تھا، لیکن جن لوگوں کے باپ اور بیٹے بھائی اور بھتیجے خویش  
اور اقارب بدر میں مارے گئے ان کو رہ رہ کر جو شش آتا تھا۔ جذبات انتقام سے ہر  
شخص کا سینہ لبریز تھا۔

۱۔ اے تحفظ بدہ الجماعۃ عبداللہ بن عتیک غامیہ

۲۔ اُحد مدینہ منورہ کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے مدینہ سے کمربیش ذیل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ احد کو احد اس لئے

کہتے ہیں کہ حد سے جبال (پہاڑوں) سے متوجہ یعنی منفرد اور علیحدہ ہے۔ (البدایت والنہایتہ ص ۱۳۱)

۳۔ آل عمران: آیت ۱۲۱

بلاؤ اور سخیان بن حرب۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ۔ عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام۔  
 حویطب بن عبدالعزیٰ۔ صفوان بن امیہ اور دیگر سرداران قریش ایک مجلس میں جمع ہوئے، کہ کاروان  
 تجارت بطور امانت محفوظ ہے، اس میں سے اہل ہمدانہ تو تمام شرکار پر بقدر حصص تقسیم کر دیا جائے اور  
 زرمناضہ کلینہ محمد بن ابی اسد علیہ السلام سے جنگ کی تیاری میں صرف کیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں سے اپنے  
 باپ اور بیٹوں، خویش اور اقارب، ایمان اور اشرف کا جو بدر میں مارے گئے انتقام لیں بیک آواز  
 سب سے نہایت طیب خاطر سے اس درخواست کو قبول کیا اور زرمناضہ جس کی مقدار چار یا اس ہزار  
 دینار تھی وہ سب اس کام کے لئے جمع کر دیا گیا۔

اس بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَيْدِيَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَفِي ضَلَالٍ  
 عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَفَسَّيْنَاهُمْ لَهَا لَعْنَةً وَكُلُوا  
 غُلْفَهُمْ حَسْرَةً لَّانْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الأنفال، ۳۹)  
 تحقیق کافر اپنے دلوں کو خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو  
 خدا کے راستہ سے روک دیں پس اور بھی خرچ کریں گے  
 اور پھر یہ سب ان پر حسرت اور افسوس ہوں گے پھر آخر  
 مغلوب ہوں گے۔

## قریش کا عورتوں کو ہمراہ لے چلنا

فرض یہ کہ قریش نے خوب تیلاری کی اور عورتوں کو بھی ہمراہ لیا تاکہ وہ رجز یہ اشخاص سے  
 رونے والوں کی بہت بڑھائیں اور بھاگنے والوں کو غیرت دلائیں نیز لڑنے والے عورتوں کی  
 بے حرمتی کے خیال سے دل کھول کر اور سینہ ٹھوک لڑیں پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں اور قبائل میں  
 قاصد بھیجے کہ اس جنگ میں شریک ہو کر داخل جماعت دیں۔ اس طرح تین ہزار آدمیوں کا لشکر جمع

۱۰۔ جنگ بدر میں ابوسفیان کا بیٹا حنظلہ اور عکرمہ کا باپ ابو جہل اور حارث بن ہشام کا بھائی ابو جہل بن ہشام اور  
 صفوان بن امیہ کا باپ امیہ بن قیس تھے گرچہ یہ سب کراہت مند تھے مگر ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل  
 اور حارث بن ہشام اور حویطب اور صفوان سب مسلمان ہوئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عفو و رحمت فرمائی۔



ہو گیا جن میں سے سات سوزہ پر پوش تھے اور دوسو گھوڑے اور تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں ہمراہ تھیں، یہ تین ہزار کا لشکر جبرائیل علیہ السلام کو فرمایا کہ وہ اسے ابوسنیان بن حرب کی سرکردگی میں ہشواں سجدہ کو مکہ سے روانہ ہوا طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول زرقانی ج ۲، تاریخ طبری ج ۲

## حضرت عباسؓ کا حضورؐ پر نور کو قریش کے ارادے اطلاع دینا

حضرت عباسؓ نے یہ تمام حالات لکھ کر نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے پاس ایک تیز رو قاصد کے ہاتھ روانہ کئے اور قاصد کو یہ تاکید کی کہ تین دن کے اندر اندر کسی طرح آپ کے پاس یہ خط پہنچا دے

## حضورؐ پر نور کا صحابہ سے مشورہ

یہ خبر پاتے ہی آپؐ نے انس اور موسیٰ رضی اللہ عنہما کو قریش کی خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ انھوں نے آکر یہ اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے بالکل قریب آ پہنچا ہے۔ بعد ازاں جناب بن منذرؓ کو ان کا اندازہ کرنے کیلئے بھیجا کہ معلوم کریں فوج کی کتنی تعداد ہے، جنابؓ نے آکر ٹھیک اندازہ اوصیح تخمینہ سے اطلاع دی تاہم جب حد بن مزلہ اور یزید بن حنیفہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد نبویؐ کا پہرہ دیا، اور شہر کے اطراف و جوانب میں بھی پتہ چکھلا دیئے گئے طبقات ابن سعد ج ۲، قسم اول، یہ جمعہ کی شب تھی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلا کر مشورہ کیا، اکابر مہاجرین و انصار نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ ہی میں پناہ گزین ہو کر مقابلہ کیا جائے لیکن جو فوجوان جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب تھے ان کی یہ رائے ہوئی کہ مدینہ سے باہر نکل کر ان پر حملہ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک مضبوط زبرہ میں ہوں اور ایک گائے ہے کہ زبرہ کی جاری ہے

مذ زرقانی ج ۲، ص ۲۱۱۔ یہ خواب آپؐ نے اسی شب مجرمین دیکھا تھا کہ ان کی طبقات ابن سعد ج ۲

جس کی تعبیر یہ ہے کہ مدینہ منزلہ مضبوط زرد کے ہے اور ذبح بقر سے اس طرف اشارہ ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ لوگ شہید ہوں گے لہذا میری رائے میں مدینہ ہی میں قلعہ بند ہو کر مقابلہ کیا جائے اور خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار کو ہلایا اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ پھر اسی تلوار کو دوبارہ ہلایا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ ہو گئی۔ جس کی تعبیر یہ تھی کہ صحابہ کرام منزلہ تلوار کے تھے جو آپ کے دشمنوں پر وار کرتے تھے صحابہ کو عباد میں بے جانا منزلہ تلوار کے ہلانے کے تھا ایک مرتبہ ہلایا یعنی غزوہ احد میں تو اس کے سامنے کا حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ یعنی کچھ صحابہ شہید ہو گئے، پھر اسی تلوار کو دوسرے غزوہ میں استعمال کیا تو وہ تلوار پہلے سے زیادہ عمدہ اور تیز ہو گئی اور خوب دشمنوں پر چلی عبداللہ بن ابی راس المنافقین سے بھی ہوشیار اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے مشورہ لیا گیا اس نے یہ کہا کہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی دشمن نے مدینہ پر حملہ کیا اور اہل مدینہ نے اندرون شہر ہی رہ کر مقابلہ کیا تو فتح ہوئی اور جب باہر نکل کر حملہ کیا گیا، تو ناکام رہے یا رسول اللہ آپ مدینہ سے باہر نکلے خدا کی قسم جب کبھی ہم مدینہ سے باہر نکلے تو دشمنوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی اور جب کبھی ہم مدینہ میں رہے اور دشمن ہم پر چڑھ کر آیا تو دشمن نے ہمارے ہاتھ سے تکلیف اٹھائی آپ تو مدینہ کی ناکہ بندی فرماؤ دشمن اگر بالفرض مدینہ میں گھس آیا تو مردان کا تلوار سے مقابلہ کریں گے اور بچے اور عورتیں چھتوں سے سنگ باری کریں گی۔ اور اگر باہر سے باہر ہی ناکام واپس ہو گئے تو فہو المراءیل

مگر بعض اکابر اور حواریوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر حملہ کیا جائے، اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو اس دن کے متنی اور شاق ہی تھے اور خدا سے دعائیں مانگ رہے تھے خدا وہ دن لے آیا اور مسافت بھی قریب ہے حضرت حمزہ اور سعد بن عبادہ اور نعمان بن ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم نے مدینہ میں رہ کر ان کی مدافعت کی تو ہمارے دشمن ہم کو خدا کی راہ میں بزدل خیال کریں گے اور حضرت حمزہ نے یہ کہا -

وَالَّذِي أَسْتُرُّكَ عَلَيْهِ لَكَ الْكِتَابُ لَا . قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ پر کتاب

المعد اليوم طعاما حتى اجالدهم  
بسیلی خارج المدینہ لے  
مازل فرمائی میں اس وقت تک کھانا نہ کھاؤں گا جب  
تک مدینہ سے باہر نکل کر دشمنوں کا اپنی تمہارے مقابلہ  
نہ کر لوں۔

نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔  
یا رسول اللہ! لا تحرمنا الجنة  
اے اللہ کے رسول! ہم کو جنت سے محروم نہ کیجئے۔ قسم  
ہے اس فات پاک کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے  
الجنة  
میں ضرور جنت میں داخل ہو کر رہوں گا۔

آپ نے فرمایا کس بنا پر نعمان نے عرض کیا۔  
لا فی اشہدان کا الہ الا اللہ  
اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی  
ذالک رسول اللہ ولا افر  
معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے بقی رسول  
لیوم الزحف  
ہیں اور میں لڑائی میں کبھی ہجرت نہیں۔

اور ابہر روایت میں یہ لفظ ہیں  
لا فی احب اللہ ورسولہ  
اس وجہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب کہتا ہوں۔  
آپ نے فرمایا۔ مَدْتُ تَرْنَمَ پکا کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ جنت کے شیدائی اور شہادت کے سوغاتی یعنی  
نوجوانوں کا امرا تو پیچھے ہی سے ہے کہ مدینہ سے باہر جا کر حملہ کیا جیسے لیکن مجاہدین و انصار میں سے بھی  
بعض اکابر بھی حضرت حمزہؓ اور سعد بن عبادہؓ شوق شہادت میں بے چین اور بے تاب ہیں اور اُنکی  
بھی یہی رائے ہے، تو آپ نے بھی یہی عزم فرمایا۔

یہ جمعہ کا دن تھا۔ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر وعظ فرمایا، اور جہاد و قتال کی ترغیب دی، اور  
تباری کا حکم دیا۔

یہ سنتے ہی خداوند ذوالجلال کے محبت و مخلصین، عاشقین و اولین اور خداوند قدوس کے تھکے شائقین کے جائز میں جان آگئی اور سمجھ گئے کہ اب اس دنیا کے جیل خانہ اور اس قفس سے ہماری رہائی کا وقت آگیا۔

قرم آن روز کریں منزل ویران ہرم راحت مان ظلم و زپئے جانان ہرم

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری اور سلاح پوشی

عصر کی نماز سے فارغ ہو کر آپ حجرہ شریفہ میں تشریف لے گئے اور صاحبین (یعنی آپ کے وہ دو ساتھی جو دنیا میں بھی آپ کے ساتھ رہے اور عالم برزخ میں بھی آپ کے ساتھ ہیں اور میدان حشر اور حوض کوثر اور جنت میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گے) یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ بھی آپ کے ساتھ حجرہ میں گئے۔

ہنوز آپ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف نہ لائے تھے کہ سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لوگوں سے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے باہر سے جا کر حملہ کرنے پر مجبور کیا حالانکہ آپ پر اللہ کی وحی اتنی رقی ہے مناسب یہ ہے کہ آپ کی رائے اور منشا پر چھوڑ دیا جائے۔ اتنے میں آپ دوزیہیں تو بر توہین کو اور سچ ہو کر باہر تشریف لے آئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے غلطی سے خلاف مرضی مبارکہ اصرار کیا جو ہمارے لئے کسی طرح مناسب اور زیبا نہ تھا۔ آپ صرٹ اپنی رائے پر عمل فرمائیں آپ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ہتھیار لگا کر آوارہ سے بیابان تک وہ اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرے۔ اب اللہ کے نام پر چلو اور میں جو حکم دوں وہ کرو۔ اللہ کچھ لو کہ جب تک تم صابر اور ثابت قدم رہو گے تو اللہ کی فتح اور نصرت تمھارے ہی لئے ہے۔

۱۷۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم آپ کی ساتھ مخصوص نہیں ہر پیغمبر علیہ السلام کا یہی حکم ہے کہ ہتھیار لگا لینے کے بعد پیغمبر جہاد کے ہتھیار آنا جائز نہیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نفل اور تہب شروع کرنے سے اس اہتمام اور ہر راکر اور اہم ہوتا جاتا ہے، تاہم ۱۲ صفحہ ۱۷۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی اور فوج کا معائنہ

۱۱ سوال یوم جمعہ بعد نماز عصر آپ ایک ہزار جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے آگے تھے، اور سب سلمان آپ کے دائیں اور بائیں چلتے تھے۔

یہ تمام تفصیل طبقات ابن سعد اور زقانی میں مذکور ہے۔ مدینہ سے باہر نکل کر جب مقام شیخین پہ پہنچے تو فوج کا جائزہ لیا۔ ان میں جو نو عمر اور کم سن تھے ان کو واپس فرمایا جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

- |                                      |  |
|--------------------------------------|--|
| (۱) اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۲) زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |
| (۳) ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۵) اسید بن ظبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۶) عرابہ بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ   |
| (۷) براؤ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۸) زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں سترہ صحابی پیش کئے گئے جن کی عمر چودہ چودہ سال کی تھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نابالغ قرار دے کر واپس کر دیا جب ایک سال بعد پندرہ سال کے سن میں پیش کئے گئے تو آپ نے اجازت دی۔ زقانی ص ۲۵۔ ان کسٹوں میں رافع بن خدیج بھی تھے۔ انھوں نے یہ ہوشیاری کی کہ انگو ٹھوس کے بل تن کے کھڑے ہو گئے تاکہ دروازہ قامت معلوم ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی۔ نیز ان کی نسبت یہ بھی کہا گیا کہ یہ بڑے تیر انداز ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ نام سے یہ دریافت کیا کہ عبداللہ بن عمر کن غزوات میں رسول اللہ

ﷺ کے شیخین دو ٹیلوں کا نام ہے جو مدینہ اور اقصیٰ پہنچتے ہی وہاں ایک ایک انصاف اور بڑھاپا بٹور دیا اور ایک اندھی اور بڑھاپا بہون رہا کرتے تھے۔ اس لئے وہ ٹیلے نہیں کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۲۷ ابراہیم ج ۳۔

علیہ السلام کے ساتھ شریک ہوئے نافع نے کہا مجھ سے خود ابن عمر نے بیان کیا کہ جب غزوہ بدر ہوا تو اس وقت میں ۳۳ سال کا تھا اور جب غزوہ احد ہوا تو اس وقت میں ۴۴ سال کا تھا۔ غزوہ بدر میں تو میں نے چلنے کا ارادہ ہی نہیں کیا لیکن غزوہ احد میں شریک ہونے کی بارگاہ نبوی میں استدعا کی لیکن آپ نے کسب کی وجہ سے قبول نہ فرمایا اور علی بن ابی طالب اور اس بن عمر کو بھی کسب ہونے کی وجہ سے واپس فرمایا مگر رافع بن خدیج کو نواز قاصت ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی جب غزوہ خندق پیش آیا تو اس وقت میں ۵۵ سال کا تھا اس وقت آپ نے مجھ کو اجازت دی اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا۔ عمر بن عبد العزیز نے اس حدیث کو سن کر فوراً کاتب کو حکم دیا کہ بہت جلد اس حدیث کو لکھ لیں۔

اس لئے کہ لوگ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ کی درخواست کرتے ہیں۔ لہذا خوب تحقیق کر لی جائے جو فی الواقع پندرہ سال کا ہو مجاہدین اور قتالین کی فہرست میں اس کا نام درج کر کے بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے۔

اور جو پندرہ سال سے کم ہو اس کا نام ذریعہ بچوں کی فہرست میں لکھا جائے عیون الاثر ۲۳۳  
سمرة بن جندب جراحین کے ہم سن تھے انہوں نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں اپنے علاقائی باپ مری بن سنانؓ سے کہا۔ اے باپ۔ رافع کو تو اجازت مل گئی اور میں رہ گیا۔ حالانکہ میں ان سے زیادہ قوی ہوں رافع کو کھپاڑا دیا گیا۔ مری بن سنانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے رافع کو اجازت دی اور میرے بیٹے کو واپس فرمایا حالانکہ میرا بیٹا رافع کو کھپاڑا دیا گیا ہے۔

آپ نے رافعؓ اور سمرةؓ کی کشتی کرائی۔ سمرة نے رافع کو کھپاڑا دیا۔ آپ نے سمرة کو بھی اجازت دی۔ طبرہری میچ ۳۳۔ بچے اور بوڑھے جراحان اور ادھیڑ سب کے سب ایک ہی شراب کے محمود اور ایک ہی نشہ کے حمد تھے۔ شہید ہونے سے پہلے ہی فخر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ۔

## شکر اسلام سے منافقین کی علیحدگی اور اپسی

جب آپ محمد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ منافقین عبد اللہ بن ابی جو تین سنو آدمیوں کی جمیعت اپنے ہمراہ لایا تھا یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ نے میری رائے نہیں مانی ہم بے وجہ کیوں اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈالیں یہ جنگ نہیں ہے اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو تمہارا ساتھ دیتے انہی لوگوں کے بارہ مہینہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَيَعْلَمَنَّ الَّذِينَ نَافَقُوا بِهِ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اِذَا دُعُوا قَالُوا نَوَعْلَمُ بِمَا لَكُمْ بَيِّنَاتٍ اَلَا تَعْلَمُونَ وَهُمْ لَكَاظِرُونَ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ هَ يَقُولُونَ بَا نُوا هِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ بِاللَّهِ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ رآل عمران، آیت ۱۶۴

اب نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ صرف سات سنو صحابہ رہ گئے جن میں صرف تنو آدمی زہرہ پوش تھے اور سارے شکر میں صرف دو گھوڑے تھے ایک آپ کا اور ایک ابو بکر بن نثار حارثی کا بیٹا

قبیلہ خزرج میں سے بنی سلمہ نے اور قبیلہ اوس میں سے بنی حارثہ نے بھی ابن ابی کی طرح کچھ واپسی کا راہ دکھایا اور یہ دونوں قبیلے شکر کے دونوں طرف تھے تو نیک خداوند کی نے ان کی دست گیری کی۔ خدا نے ان کو پکالیا۔ اور واپس نہیں ہوئے۔ ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللَّهُ وَلِيَهُمَا وَكَانَ عَلَيْنَا لَوْلَا اَنْتَا لِيَاكُرْ دَاوَسَ رَقَّتْ كَوْجِبَ بَمَتَّ بَارِدِي قَمِ مِیْنِ كَمِ دَوْدَ وَهَوْنِ فَعَلَا اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ۝ رآل عمران، آیت ۱۶۵

دو گروہ تھے۔ اس لئے وہ واپسی سے محفوظ رہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ ہی پر پھر دوسرے چاہیئے۔ ہنوز آپ مقام شخین ہی میں تھے کہ آفتاب غروب ہو گیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

اذان دی آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور یہیں شب کو قیام فرمایا۔ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے تمام شب شکر کی پاسبانی کی و تثنائت شکر کا ایک چکر لگاتے اور واپس آکر آپ کے خیمہ مبارک کا پہرہ دیتے۔

شب کے آخری حصہ میں آپ نے کوچ فرمایا جب اُحد کے قریب پہنچے تو صبح کی نماز کا وقت آگیا، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا۔ بلالؓ نے اذان اور اقامت کہی اور اپنے اپنے تمام اصحاب کو نماز پڑھائی۔

## ترتیب فوج

نمانے سے فارغ ہو کر لشکر کی جانب متوجہ ہوئے مدینہ کو سامنے اور اُحد کو پس پشت لکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا۔ اور جو صفیں چند لمحہ پہلے خداوند ذوالجلال کی تعظیم والجلال کے لئے دست بستہ کھڑی ہوئی تھیں اب وہ اس کبیرہ متعالیٰ کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اس کے راستہ میں جہاد و قتال کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

صبح بخاری میں برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ جبل اُحد کے پیچھے بٹھلادیا تاکہ قریش پشت سے حمل نہ کر سکیں اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور یہ حکم دیا کہ اگر ہم کو مشرکین پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا اور اگر مشرکین کو ہم پر غالب ہوتے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ سرکنا اور نہ ہماوی مدو کے لئے آنا۔

زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ اگر پرندوں کو بھی ہم کو اچکتے ہوئے دیکھو تب بھی اس جگہ سے نہ ہٹنا۔

مسند احمد و معجم لہرانی وغیرہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



یہ ارشاد فرمایا تم اس گمراہ کفر سے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو۔ اگر ہم کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھو تو ہماری مدد کے لئے نہ آنا اور اگر غنیمت حاصل کرتے ہوئے دیکھو تو اس میں شریک نہ ہونا۔

## قریش کے لشکر کا حال

قریش کا لشکر جبار شبنہ ہی کو مدینہ پہنچ کر اُحد کے دامن میں پڑا ڈھال چکا تھا۔ جس کی تعداد تین ہزار تھی جن میں سے سات سو زہرہ پوش اور ڈھائی گھوڑے اور تین ہزار اونٹ تھے اور اثرات مکہ کی ہندو عورتیں ہمراہ تھیں جو اشعار پڑھ پڑھ کر مومنوں کو ہرجس دلاتی تھیں۔ نفسانی اور شہوانی اور شیطانی لوگوں کا دھندلایا ہی ہوتا ہے۔ لغو ذہالہ مند جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ بندہ بنت عقبہ ابو سفیان کی بیوی اور حضرت معاذ کے ماں

(۲)۔ ام کلثم بنت حارث بن بشام ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی

(۳)۔ فاطمہ بنت دلیدہ حارث بن بشام کی بیوی (۴)۔ ہرزہ بنت مسعود جعفر بن امیہ کی بیوی

(۵)۔ رلیہ بنت شیبہ عمرو بن العاص کی بیوی (۶)۔ یلادہ بنت سعد طلحہ بن ابی طلحہ حمی کی بیوی

(۷)۔ خناس بنت مالک مصعب بن عمیر کی والدہ (۸)۔ عترہ بنت علقمہ

علامہ زرتانی فرماتے ہیں کہ سوائے خناس اور عمرو کے یہ سب عورتیں بعد میں چل کر مشرف باسلام ہوئیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

قریش نے اپنے لشکر کے مہینہ پر خالد بن ولید کو اور مہینہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو اور پیاوڑ پر جعفر بن امیہ کو اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن العاص کو اور تیر اندازوں پر عبد اللہ بن ابی ربیعہ کو افسر مقرر کیا۔

مگر بعد میں چل کر قریش کے یہ ہاتھوں امرائے لشکر مشرف باسلام ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ۱۲

۱۔ فتح الباری، ۱: ۵، ص ۲۰۰ ۲۔ فتح الباری، ۱: ۵، ص ۲۰۰

۳۔ زرتانی، ۱: ۲، ص ۲۶

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین سے ایک خطاب

جب یزید بن ابی سہل کی صفیں مرتب ہوئیں تو رسول اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار ہاتھ میں لے کر یہ فرمایا  
 من یاخذ هذا السيف بحقه      کون ہے جو کہ اس تلوار کو اس کے حق کے ساتھ لے۔  
 یہ سن کر بیت سے اٹھ کر اس سعادت کے حامل کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک روک لیا اتنے میں ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ اس تلوار کا کیا حق ہے، آپ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس سے خدا کے دشمنوں کو مارے  
 یہاں تک کہ غم ہو جائے۔

یہ روایت مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے اور معجم طبرانی میں قتادہ بن اسحاقؓ سے  
 اور مسند برادر میں حضرت زبیرؓ سے مروی ہے۔

حافظ ابو بشر دہلابی نے اس حدیث کو کتاب المغنی میں حضرت زبیرؓ سے روایت کیا ہے، اس  
 میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلمان کو کبھی قتل نہ کرنا اور اس کو  
 لے کر کبھی کسی کافر کے مقابلہ سے فرار نہ ہونا۔

ابو دجانہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں یعنی اس کا حق  
 ادا کر دوں گا، آپ نے فوراً وہ تلوار ابو دجانہؓ کو مرحمت فرمادی۔

غالباً آپ کو بذریعہ وحی الہی کے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ سوائے ابو دجانہؓ کے کوئی اس تلوار کا حق نہ  
 ادا کرے گا۔ اس لئے سرور ابو دجانہؓ ہی کو عطا فرمائی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۲

(فائدہ) ابو دجانہؓ بڑے شجاع اور بہادر تھے، جنگ کے وقت ان پر دشمنوں  
 یمن نامند اماناز اور جد اور سرکر کی خاص کیفیت ہوتی تھی، لڑائی کے وقت سر پر شترخ عمامہ باندھ  
 لیتے تھے اور خراں خراں چلتے۔ غالباً اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار عطا کی جیسا کہ آئندہ

اُن کے جہاد قتال سے معلوم ہوگا۔

## آغاز جنگِ اُمبارزین قریش کا ایک ایک کر کے قتل

قریش کی طرف سے سب سے پہلے میدانِ جنگ میں ابو عامر نکلا جو زمانہ جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور زہد اور پارسائی کی وجہ سے راہب کے نام سے پکارا جاتا تھا جب مدینہ میں اسلام کا نور چکا تو یہ شپہ چشم اس کی تاب نہ لاسکا اور مدینہ سے مکہ چلا آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے راہب کے فاسق نام تجویز فرمایا۔

اس فاسق نے مکہ آکر قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے آمادہ کیا اور معرکہ اُحد میں خود اُن کے ساتھ آیا اور یہ یاد رکھ کر آیا کہ قبیلہ اوس کے لوگ جب ٹھکرو گئیں گے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ کر میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

پہلا مبارز ۱۔ چنانچہ معرکہ اُحد میں سب سے پہلے ہی ابو عامر میدان میں آیا اور اور لٹکا کر کہا۔

یا معشر اُکلوں انا ابو عامر اے گروہ اوس میں ابو عامر ہوں۔

خدا اوس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے جنھوں نے فوراً ہی یہ جواب دیا۔

لا انعم الله بک عینا یا فاسق اے خدا کے فاسق اور نہ فرمانِ خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔

ابو عامر یہ دندان شکن جواب سن کر غائب و نامر واپس ہوا اور جا کر یہ کہا کہ میرے

بدمیری قوم کی حالت بدل گئی۔ زرقانی ج ۲ ابن ہشام ج ۹ طبری ج ۱۶ عیون الاثر ج ۲۲ البدایہ والنہایہ ج ۱۶

دوسرا مبارز ۲۔ بعد ازاں مشرکین کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ میدان میں آیا اور

لہ۔ عیون الاثر ۱ ص ۳۶۰

لکار کر یہ کہا۔ اے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری تلواروں سے جلدی جہنم میں پہنچاتا ہے اور ہماری تلواروں سے تم کو جنت میں جلد پہنچاتا ہے، پس کیا تم میرے ہے کوئی جس کو میری تلوار جلد جنت میں اس کی تلوار مجھ کو جلد جہنم میں پہنچائے۔

یہ سنتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ منقلبے کے لئے نکلے اور تلوار چلائی جس سے اس کا پیرکٹ گیا اور منہ کے بل گرا اور ستر کھل گیا۔ حضرت علیؓ شرمناک رہے پٹھے پٹھ گئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا اسے علی کیوں پٹھے پٹھے، آپ نے فرمایا مجھ کو اس کے ستر کھل جانے سے شرم آگئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے سر پر تلوار چلائی جس سے سر کے دو حصے ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرور ہوئے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا اور مسلمانوں نے بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا نعرہ لگایا۔

غالباً حضرت علی کی پہلی تلوار اس کے قدم پر پڑی جس سے پیرکٹ گیا اور دوسری تلوار سر پر پڑی جس نے کھوپڑی کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ ابن جریر کی روایت میں پہلے وار کا ذکر ہے، اور ابن سعد کی روایت میں دوسرے وار کا، لہذا دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

قیس امبارز۔ بعد ازاں عثمان بن ابی طلحہ نے حکم سننا لا اور یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

إِنَّ عَلَىٰ أَهْلَ السَّوَاءِ حَقًّا      أَنْ تَخْضَبَ الصُّعْدَاةَ وَتَنْدَقَا  
 علمبردار و کایہ فرض ہے کہ لڑتے لڑتے اس کا نیزہ دشمن کے خون سے رنگین ہو جائے  
 پاٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ نے بڑھ کر حملہ کیا اور عثمان کے دونوں ہاتھ اور دونوں شانے صاف کر دیے

اور علم اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں اس کا کام تمام ہوا۔

چوتھا مبارزہ :- اس کے بعد ابو سعد بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ سعد بن ابی قحس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً ہی ایک تیر تک کر اس کے حلق پر مارا جس سے اس کی زبان باہر نکل آئی آگے بڑھ کر فوراً قتل کیا۔

پانچواں مبارزہ :- اس کے بعد سنان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم اٹھایا حضرت عامر بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا۔

چھٹا مبارزہ :- اس کے بعد عمار بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اس کو بھی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی وار میں قتل کیا اور بقول بعض حضرت زبیر نے اس کو قتل کیا۔ ساتواں مبارزہ :- پھر کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ نے علم ہاتھ میں پکڑا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر قتل کیا۔

آٹھواں مبارزہ :- بعد ازاں جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ فوراً ہی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا۔

نواں مبارزہ :- اس کے بعد ارطاة شریح بن جھنڈا ہاتھ میں لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا کام تمام کیا۔

دسواں مبارزہ :- شریح بن قارظا علم لے کر آگے بڑھا آنا فانا اس کا بھی کام قما ہوا۔ شریح کے قاتل کا نام معلوم نہیں کہ کون تھا۔

گیارہواں مبارزہ :- اس کے بعد ان کا غلام جس کا نام صواب تھا وہ علم لے کر سامنے آیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص یا حضرت حمزہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے علی اختلاف الاقوال اس کا بھی کام تمام کیا بلکہ

اس طرح سے قریش کے بائیس سردار مارے گئے جن کے نام علامہ ابن ہشام نے بالتفصیل

ذکر کئے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتلایا ہے کہ فلاں فلاں سردار فلاں فلاں صحابی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

## ابودجانہ رضی اللہ عنہ کی بہادری

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار عطا فرمائی تھی، نہایت شجاع اور بہادر تھے۔ اول انھوں نے اپنا ایک سرخ عمامہ نکالا اور سر پر باندھا۔ اور اکڑتے ہوئے میدان میں نکلے اور یہ اشعار زبان پر تھے۔

أَنَا الَّذِي عَاهَدَ فِي خَلِيلِي وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَى النِّغْلِ

میں وہی ہوں جس سے میرے اس دوست نے عہد لیا ہے کہ جس کی محبت میرے  
ظلالِ قلب یعنی اندرونِ قلب میں سرایت کر چکی ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے،  
درِ انخاب یکدم ہیار کے دامن میں نخلستان کے قریب تھے۔

ان لا اقوم الدهر في الكئيب اضر بلسيف الله والرسول

وہ عہد یہ ہے کہ کبھی پیچھے کی معف میں نہ کھڑ ہوں گا اور اللہ اور اس کے رسول کی تلوار  
سے خدا کے دشمنوں کو مارتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودجانہؓ کو اکڑتے ہوئے دیکھ کر یہ فرمایا یہ چال اللہ کو  
محنت ناپسند ہے مگر ایسے وقت میں۔

(یعنی جبکہ محض اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوا اپنے نفس کیلئے نہ ہو)  
ابودجانہؓ صفوں کو چیرتے چلے جاتے تھے جو سامنے آگیا اس کی لاشیں زمین پر بہتی تھیں۔

یہاں تک کہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ بالکل سامنے آگئی ابودجانہؓ نے اس پر تلوار اٹھائی مگر فوراً  
ہی ہاتھ روک لیا۔ کہ یہ کسی طرح زبیا نہیں کہ خاص کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک  
عورت پر چلایا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ابو جہانہ ہندہ کے قریب پہنچے تو اس نے لوگوں کو آواز دی مگر کوئی شخص اس کی مدد کو نہ پہنچا۔ ابو جہانہ فرماتے ہیں مجھ کو اس وقت یہ اچھا نہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ایک بے پناہ اور بے سہارا عورت پر آزاؤں بیٹے

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور شہادت ذکر

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیرانہ حملہ سے کفار سخت پریشان تھے جس پر تلوار اٹھاتے اسی کی لاش زمین پر نظر آتی۔

وحشی بن حرب جو جبرینِ مسلم کا وحشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ بن عدی حضرت حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جبیر کو اس کا بہت مدد ملتا تھا۔ جبیر نے وحشی سے یہ کہا کہ اگر میرے چچکے بدلہ میں حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہو۔ جب قریش جنگ اُحد کے لئے روانہ ہوئے تو وحشی بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب اُحد پر فریقین کی مصیبت قتال کے لئے مرتب ہو گئیں اور لڑائی شروع ہوئی تو سباع بن عبدالعزیٰ حلیٰ من مبارزہ (بے میرا کوئی مقابل) پکارتا ہوا میدان میں آیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھے اے سباع۔ اے عورتوں کی خدمت کرنے والی عورت کے بچے تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے یہ کہہ کر اس پر تلوار کا ایک وار کیا ایک ہی وار میں اس کو فنا اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کی ناک میں ایک پتھر کے نیچے چھپا بیٹھا تھا۔ جب حضرت حمزہ ادھر سے گزرے تو وحشی نے پیچھے سے ناک پر نیزہ مارا جبار ہو گیا۔

حضرت حمزہ چند قدم چلے مگر روکھڑا کر گر پڑے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ روایت صحیح بنیادی کی ہے۔ مسند ابی داؤد طحاوی میں ہے وحشی کہتے ہیں کہ جب مکہ آیا تو آزاد ہو گیا اور قریش کے ساتھ فقط حضرت حمزہ کے قتل کے ارادہ سے آیا تھا قتل و قتال میرا مقصد نہ تھا۔

حضرت حمزہ کو قتل کر کے شکوہ سے علیحدہ جا کر بیٹھ گیا اسی لئے کہ میرا اور کوئی مقصد نہ تھا صرف آزاد ہونے کی خاطر حضرت حمزہ کو قتل کیا۔

فائدہ ۱۔ فتح مکہ کے بعد وفد طائف کے ساتھ وحشی بارگاہ رسالت میں مدینہ منورہ مشرف باسلام ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے لوگوں نے ان کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ وحشی ہے یعنی آپ کے علم محترم کا قاتل۔ آپ نے فرمایا۔

دعوا فلا سلام رجل واحد اس کو چھڑو۔ البتہ ایک شخص کا کمان ہر نامیر نزدیک احب الی من قتل الف کافر ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔ بعد ازاں آپ نے وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کیا۔ وحشی نے نہایت نجاست و مذمت کے ساتھ محض تمہیل ارشاد کی غرض سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا اور یہ فرمایا کہ اگر جو سکے تو میرے سامنے نہ آیا کہ اس لئے کہ تم کو دیکھ کر چچا کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے وحشی رضی اللہ عنہ کو چونکہ آپ کے اندر پہچانا مقصود نہ تھا اس لئے جب آپ کی خدمت میں حاضر ہونے تو پس پشت بیٹھنے اور اس فکر میں رہے کہ اس کا کوئی کفارہ کروں چنانچہ اس کے کفارہ میں سیلہ کذاب کو اسی نیزہ سے مار کر دھل جہنم کیا جس نے خاتم النبیین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور جس طرح حضرت حمزہ کو ناف پر نیزہ مار کر شہید کیا اس طرح سیلہ کذاب کو بھی ناف ہی پر نیزہ مار کر قتل کیا۔ اس طرح ایک خیر انسان کے قتل کی ایک شر انسان (بدترین خلائق) کے قتل سے مکافات کی یہ



صبح بخاری میں ہے کہ مسیلہ کذاب کے قتل میں وحشی کے ساتھ ایک انصاری بھی شریک تھے واقعہ کی اور اسحاق بن مامور یہ اور حاکم کہتے ہیں عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی تھے اور بعض عدی بن سہل اور بعض ابو وجانہ اور بعض زید بن الخطاب کا نام بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ شت بن عبد اللہ تھے جیسا کہ ذیل کے اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

الم تر انی ذو حشیہم      ضربنا مسیلۃ المقتن

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے دونوں نے مل کر مسیلہ فتنہ پرداز کو مارا ہے

یسا مئی الناس عن قتد      فقلت ضربت وھذا لکن

لوگ مجھ سے مسیلہ کے قتل کی بابت دریافت کرتے ہیں کہ کس نے مارا میں نے جواب دیا کہ میں تلوار ماری اور وحشی نے نیزہ مارا۔

فقلت بصاحبہ وونہ      ولیس بصاحبہ وون شق

پس حال یہ کہ مسیلہ کا مستقل قاتل نہ تو میں ہوں اور نہ وحشی کو بغیر شت کی شرکت کے مستقل قاتل کہا جاسکتا ہے بلکہ

وحشی تلاوی ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے ہی حمزہ کو قتل کیا ہے میں نے عرض کیا۔

انعم والحمد للہ الذی اکرمہ      ہاں۔ اور شکر اس خدا کا جس نے حضرت حمزہ کو

بیدار و لم یبہی بیدار      میرے ہاتھ شہادت کی کرامت اور عزت بخشی اور

مجھ کو اس کے ہاتھ سے ذلیل نہیں کیا

کیونکہ اگر وحشی اس وقت حضرت حمزہ کے ہاتھ سے مارے جاتے تو ہمالت کفر اسے جلاتے

ہیں سے بڑھ کر کوئی امانت اور ذلت نہیں۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا اسے وحشی ہا اور خدا کا راہ میں

قتال کر جیسا کہ تو خدا کے راستہ سے روکنے کے لئے قتال کرتا تھا۔ رواہ الطبرانی ما شاؤہ من

## حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کی شہادت کا ذکر

ابو عامر ناسق جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اس کے بیٹے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس معرکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے

ابو سفیان اور حضرت حنظلہ کا مقابلہ ہو گیا۔ حضرت حنظلہ نے دوڑ کر ابو سفیان پر وار کرنا چاہا لیکن پیچھے سے شدا بن اسود نے ایک وار کیا جس سے حضرت حنظلہ شہید ہوئے

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ حنظلہ کو ابر کے پانی سے ہانڈی کے برتنوں میں غسل دے رہے ہیں۔

ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ حالت خجابت ہی میں جہاد کے لئے روانہ ہو گئے تھے اسی حالت میں شہید ہوئے، رواہ ابن احقاف والحاکم ومحمد ورواہ ابن سعد وغیرہ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۱۶

جس روز حضرت حنظلہ شہید ہونے والے تھے مکی شب ان کی بیوی نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان کا ایک دروازہ کھلا اور حنظلہ اس میں داخل ہوئے اور داخل ہونے کے بعد وہ دروازہ بند کر لیا گیا۔ بیوی اس خواب سے سمجھ چکی تھیں کہ حنظلہ آپ اس عالم سے رخصت ہونے والے ہیں۔

رائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش تلاش کی گئی تو سر سے پانی ٹپکتا تھا۔ ۳

اسی وجہ سے حضرت حنظلہ غنیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ ابو عامر ناسق چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں لڑ رہے تھے اس لئے حضرت حنظلہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے قتل کی اجازت چاہی مگر آپ نے منع فرمایا۔ (رواہ ابن شاہین واسنادہ حسن) (اصابہ ترجمہ حنظلہ بن ابی عامر) مسلمانوں کے ان دلیرانہ اور جان ہانڈانہ حملوں سے قریش کے میدان جنگ سے پیر اکھٹے گئے

۱۔ بیہی کا نام مہدی تھا، صحابہ میں۔ اس انس القین عبد اللہ بن ابی کدہ میں ۱۲۔ (روض الانف و اصحابہ) ۲

۳۔ الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۶، ۲۱۶

۴۔ روض الانف ج ۱ ص ۲۱، ۱۳۳

اور ادھر اُدھر منہ چپا کر اور نپٹ دکھا کر بھاگ گئے گئے اور عورتیں بھی پریشان اور بدحواس ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگنے لگیں اور مسلمان مالِ غنیمت کے جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

**مسلمان تیر اندازوں کی اپنی جگہ سے ہٹ جانا اور لڑائی کا پانسہ پلٹ جانا**

تیر اندازوں کی اس جماعت نے وجوہ کی حفاظت کے لئے بٹھائی گئی تھی۔ جب یہ دیکھا کہ فتح ہو گئی اور مسلمان مالِ غنیمت میں مشغول ہیں۔ یہ بھی اسی طرح بڑھے۔ ان کے امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی تھی کہ تم اس جگہ سے نہ ملنا۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور مرکز چھوڑ کر غنیمت جمع کرنے والی میں جا گئے۔

## عبداللہ بن جبیر اور ان کے دشمنوں کی شہادت

مرکز پر صر عبداللہ بن جبیر اور دشمن آدمی رہ گئے حکم نبوی کے خلاف کرنا تھا کہ یکایک فتح شکست سے بدل گئی خالد بن ولید نے جو اس وقت مشرکین کے سینہ پر تھے۔ درہ کو خالی دکھ کر پشت پر سے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہوئے۔

## مصعب بن عمیر رضی اللہ کی شہادت

مشرکین کے اس ناگہانی اور یکبارگی حملہ سے مسلمانوں کی صفیں درہم و برہم ہو گئیں۔ اور دشمنان خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آ پہنچے۔

مسلمانوں کے علمبردار مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے قریب تھے۔ انھوں نے کافروں کو متباد کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ نے علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اس لئے کسی شیطان نے یہ

انہوں نے آزادی کر نصیب دشمنان صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس لئے تمام مسلمانوں میں سرا سیکھی اور اضطراب پھیل گیا اور اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی سب کے سب بدحواس ہو گئے اور اس بدحواسی میں دوست و دشمن کا بھی امتیاز نہ رہا اور آپس میں ایک دوسرے پر تلوار چنے لگی۔

## حضرت خذیفہؓ کے والد کا مسلمانوں کے ہاتھ سے غلطی سے شہید ہونا

حضرت خذیفہؓ کے والد میان بھی اسی کشمکش میں آگئے حضرت خذیفہؓ نے دور سے دیکھا کہ کان میرے باپ کے مارے ڈال رہے ہیں۔ پکار کر کہا اے اللہ کے بندوں یہ میرا باپ ہے مگر اس ہنگامہ میں کون سنتا تھا بالآخر حضرت میان شہید ہو گئے مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ یہ خذیفہؓ کے باپ تھے تو بیت نادم ہوئے اور کہا خدا کی قسم ہم نے پہچانا نہیں۔ حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: **يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ** اللہ تعالیٰ معاف کرے وہ سب زیادہ مہربان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت دینے کا ارادہ فرمایا مگر حضرت خذیفہؓ نے قبول نہیں کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خذیفہؓ کی اور قدر بڑھ گئی بلکہ

## خالد بن ولیدؓ کے ناگہانی حملہ سے لشکر اسلام کا اضطراب اور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمتیائت قدمی

خالد بن ولیدؓ کے اس یکبارگی اور ناگہانی حملہ سے اگرچہ بڑے بڑے ولیوں کے پاؤں اکٹھے گئے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات اور قدم استعجال میں تاہر ہرگز زل نہیں آیا۔ اور کیسے آسکتا تھا اللہ کا نبی اور اس کا رسول معاذ اللہ بزدل نہیں ہو سکتا، پہاڑوں جاتیں مگر انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ۔ اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے، ایک پہنیر کی تنہا شجاعت کل عالم کی شجاعت سے کہیں زیادہ وزنی اور بھاری ہوتی ہے۔

چنانچہ دلائل ہیثمی میں مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

نوالذی بعثہ بالحق ما زالت  
تقدمہ شبرا واحد اوانہ لقی  
وجہ العد ورفی الیہ طائفۃ  
من اصحابہ مرثی ولفترق مرثی  
فربما رایتہ قاشما یرمی عن  
نوسہ وبری بال حجر حتی  
انما نواعنہ۔ (رزرقانی ص ۳۳)

قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر  
بھیجا آپ کا قدم مبارک ایک باشت بھی اپنی جگہ سے  
نہیں ہٹا اور بلاشبہ آپ دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم  
ہے صحابہ کی ایک جماعت کبھی آپ کے پاس آتی تھی  
اور کبھی جاتی تھی اور با اوقات میں نے آپ کو دیکھا کہ  
آپ نفیس نفیس خود کھڑے ہوئے تیر اندازی اور  
سنگ باری فرما رہے ہیں بیان تک دشمن آپ سے ہٹ گئے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظین

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس بچل اور اضطراب میں چودہ اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے ساتھ رہے۔ سات مہاجرین ہم سے اور سات انصار میں سے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

اسماء انصار

اسماء مہاجرین

- |                                       |   |
|---------------------------------------|---|
| (۱) ابو جہانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ     | (۱۱) ابو جبر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ     |
| (۱۲) جناب بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۲) عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ    |
| (۱۳) عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۳) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| (۱۴) حارث بن صمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۱۴) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  |
| (۱۵) سہیل بن ضیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۱۵) طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ             |
| (۱۶) سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  | (۱۶) زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ     |
| (۱۷) اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ | (۱۷) ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ        |

مہاجرین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام اس لئے نہیں ذکر کیا گیا کہ مصعب بن عمیر کے شہید

ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم حضرت علیؓ کو عطا فرمادیا تھا وہ معروف جہاد و قتال تھے۔

یہ چودہ اصحاب آپ کے ساتھ تھے لیکن کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے بعض حضرات کہیں چلے بھی جاتے تھے مگر جلد ہی واپس ہو جاتے تھے۔

اس نے کبھی آپ کے ساتھ بارہ آدمی رہے۔

(جیسا کہ صحیح بخاری میں برابر بن عازب سے مروی ہے)

اور کبھی گیارہ (جیسا کہ نسائی اور دلائل بیہقی میں حضرت جابر سے بسند جیدہ مروی ہے)

اور کبھی سات (جیسا کہ صحیح مسلم میں انس بن مالکؓ سے مروی ہے)

اختلاف اوقات اور اختلاف حالات کی وجہ سے حاضرین بارگاہ رسالت کے عدد میں دقتیں

مختلف ہیں ہر ایک راوی کا بیان اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے بجا اور درست ہے کسی وقت بارہ

اور کسی وقت گیارہ اور کسی وقت سات آدمی آپ کے ساتھ رہے۔ بحمد اللہ سب روایتیں متفق ہیں۔ کوئی

تعارض نہیں۔

تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۲۵۷ اور زرقانی ص ۲۵ کی مراجعت فرمائیں۔

## قریش کا حضور پر نور پر ناگہانی ہجوم اور صحابہ کرام کی جانثاری

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ جب قریش کا آپ پر ہجوم ہوا تو یہ ارشاد فرمایا

کون ہے کہ جو ان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔ انصاری کے ساتھ آؤں اس وقت

آپ کے پاس تھے۔ ساتوں انصاری باری باری اٹھ کر شہید ہو گئے۔ صحیح مسلم ص ۲۶ غزوہ اُحد و رواہ احمد

کافی البدایہ والنہایہ ص ۲۶۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔

من رجل لیثری لنا لنفسه کون مرہے کہ جو ہمارے لئے اپنی جان فروخت کرے۔

یہ سنتے ہی زیاد بن سکین اور پانچ انصاریوں کے ہمراہ گئے اور یکے بعد دیگرے ہر ایک نے جان نثاری اور جان بازی کے جوہر دکھلانے یہاں تک شہید ہوئے اور اپنی جان کو فروخت کر کے جنت مولیٰ لے لی۔

## زیاد بن سکین کی شہادت

زیاد کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا۔ انھوں نے اپنا رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابن ہشام ص ۱۰۷

## عتبہ بن ابی وقاص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

سعد بن ابی وقاص کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص نے موقع پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس سے نیچے کا دندان مبارک شہید اور نیچے کا لب زخمی ہوا سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ میں جب قرآن پڑھتا تھا تو اس کی آیتوں کا کبھی حریف اور خواہشمند نہیں رہا۔

## عبداللہ بن قیس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ

عبداللہ بن قیس نے جو قریش کا مشہور سپہ سالار تھا آپ پر اس زور سے حملہ کیا کہ رخسار مبارک زخمی ہوا اور خود کی دو حلقے رخسار مبارک میں گس گئے اور عبداللہ بن شہاب زہری نے

۱۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۲۸۱

۲۔ عبداللہ بن شہاب زہری جنگ احد میں کفار کے ساتھ آئے مگر بعد میں مشرت باسلام ہوئے اور مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ زرقانی ص ۳۳

چہرہ مار کر دیا فی مبارک کو زخمی کیا۔ چہرہ انور پر جب خون بہنے لگا تو ابو سعید خدریؓ کے والد ماجد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے تمام خون چوس کر چہرہ انور کو صاف کر دیا یا آپؐ نے فرمایا میں تمہیں مسکے النارؒ سمجھ کر جہنم کی آگ ہرگز نہ لگے گی۔

مجمع طبرانی میں ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ ابن قتیہؒ نے آپؐ کو زخمی کرنے کے بعد یہ کہا،  
خذھا وانا ابن قتیہؒ

لو اس کو اور میں ابن قتیہ ہوں۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اقم آلک اللہ

چند روز نہ گزرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک پیاری بکرا مسلط کیا جس نے اپنے سنگوں سے ابن قتیہؒ کو ٹھیکے ٹھیکے کر ڈالا۔

## حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ حضورؐ پر نور کو سہارا دینا

جسم مبارک پر چونکہ دو آہنی زنجیروں کا بھی بوجھ تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے جس کو ابو امامہؓ فاسق نے مسلمانوں کے لئے بنایا تھا۔ حضرت علیؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہؓ نے مکر تمام کر سہارا دیا تب آپؐ کھڑے ہوئے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص زمین پر چلتے پھرتے زندہ شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہؓ کو دیکھے۔  
ہاشمہ صدیقہ بنت صدیق اپنے باپ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ چیز انور میں زندہ کی جو دو کڑیاں چبھ گئی تھیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا جس میں ابو عبیدہؓ کے دو دانت ٹھہر ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و انھما ستہ یوم القیامۃ آمین اسناد اس روایت کی صحیح ہے ۱۵

۱۵۔ نسخہ ابیاری، ج ۱، ص ۲۸۱ - زندقانی ج ۲، ص ۳۸ -

۱۶۔ زندقانی ج ۱، ص ۲۸۱، ابن ہشام ج ۲، ص ۴۴ -



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا تو ضعف اور نقابت اور دوزیہوں کے تشل کی وجہ سے مجبور ہوئے اس وقت حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے آپ ان پر اپنے ہیر رکھ کر اوپر چڑھے اور حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہتے سنا۔

اوجب طلحة  
طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔

درود ابن اسحاق

قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا جس سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کے دن بچایا تھا۔ وہ بائیں شل تھا درود ابن ہبیرا حاکم نے اکیلیں میں روایت کیا ہے کہ اس روز حضرت طلحہ کے سینہ پر ۳۱۵ انٹالین زخم تھے ابو داؤد ویلسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد ذکر کرتے تو یہ فرماتے،

کان ذلک الیوم کلمہ لطلحة  
یہ دین تو سارا طلحہ کے لئے رہا۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ دشمنوں کے دار روکتے روکتے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار زبان سے یہ نکلا حسنؓ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

لوقلت لبسم الله لرفعتك الملائكة  
اگر تو بولے جس کے ہم اللہ کہتے تو فرشتے تجھ اٹھا کرے

والناس ينظرون اليك حتى تلج  
جائے اور لوگ تجھ کو دیکھتے ہوئے ہوتے یہاں تک

هلك في جوار السماء  
تجھ کو جو سما میں لے کر گھس جاتے۔ اس حدیث کو

درود النساء فی البسقی بسند جید  
نسائی اور بیہقی نے نہایت عمدہ اور کبریٰ منکبہ سے روایت کیا

۱۵۔ فتح الباری میں حسنؓ زن کے ساتھ ہے یعنی خوب برا اللہ علامہ زرکانی نے بدوں زن کے نقل کیا ہے یعنی

حسنؓ میری زبان سے آہ مکل جاتا ہے ۱۶

۱۷۔ فتح الباری ۱ ج: ۱، ص: ۲۴۸ - زرکانی ج: ۱۲، ص: ۳۹۰

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رادی ہوا کہ ہم نے اُحد کے دن طلحہ کے جسم پر پشترے زیادہ زخم دیکھے۔ رسواہ ابو داؤد الطیالسی فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۷ مناقب طلحہ  
حضرت انس کے علقی باپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کو سپرے ڈھانکے ہوئے تھے بڑے  
تیر انداز تھے اس روز دو باتیں کانیں توڑ ڈالیں جو شخص ترکش لے ہوئے اُدھر سے گزرتا نبی کریم  
علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہ فرماتے کہ یہ ترکش ابو طلحہ کے لئے ڈال جاؤ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابو طلحہ یہ عرض کرتے۔

بابی انت دامجی کا کثرت یصلک میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ نظر نہ اٹھائیں  
سهم من سهام القوم لخری نفیب وثمان کوئی تیر نہ آگے میرا سینہ آپ کے  
دون لخری (بخاری شریف ص ۵۸) سینکے لئے سپر ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے تیر انداز تھے، اُحد کے دن رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تمام تیز کال کر ان کے سامنے ڈال دیئے اور فرمایا،  
استرا فداک ابی دامجی تیر چلا تجھ پر میکر ماں باپ فدا ہوں۔  
حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں سوائے سعد بن ابی وقاص کے کسی اور کے لئے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کو فداک ابی دامجی کہتے نہیں سنا۔ (بخاری شریف ص ۵۸)  
حاکم رادی ہیں کہ اُحد کے دن حضرت سعد نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (زر قانی ج ۲ ص ۲۶۷)

## ابو وجانہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

ابو وجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سپر بن کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور پشت  
لے۔ یعنی اُحد کے دن سوائے حضرت سعد کے کسی اور کے لئے نہیں سنا، وہ غزوہ فز فزہ میں حضرت زبیر کے لئے فداک  
ابی دامجی کہتے تھے بخاری مناقب زبیر ص ۱۸۷ فتح الباری ج ۶ ص ۲۶۷ مناقب سعد بن ابی وقاص  
ص ۵۸ مناقب ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ابو وجانہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل میں شریک تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳ استیعاب۔

و دشمنوں کی جانب کر لی۔ تیر پر تیر چلے آ رہے ہیں۔ اور ابو جہانہ رضی اللہ عنہ کی پشت ان کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مگر اس اندیشہ سے کہ آپ کو کوئی تیز نہ لگ جائے حس و حرکت نہیں کرتے تھے۔  
(نواہ ابن اسحاق) ۱۷

(تنبیہ) جب طرح حضور خاتم النبیین تھے، کمالات نبوت آپ پر ختم تھے، اسی طرح آپ پر محبوبیت ختم تھی اور صحابہ کرام پر عشق ختم تھا خدا کی قسم، اس نداشت کے سامنے یسویٰ و محسنوں کی داستانیں سب گر دیں۔

## حضور پر نور کا مشترکین پر اظہار افسوس

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت ہیں کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ اور سے خون پر پختے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے وہ نرم کیے فلاح پا سکتی ہے۔ جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور وہ ان کو ان کے پروردگار کی طرف بلا رہے۔ (رواہ احمد و الترمذی و النسائی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض سزاواران قریش کے

### حق میں بددعا کرنا اور آیت کا نزول

صحیح بخاری میں حضرت سالم سے مسئلہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور عمارش بن ہشام کے حق میں بددعا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ  
أَوْ يَذُقُوا لَذَّةَ النَّارِ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ  
اس امر میں آپ کو کوئی اختیار نہیں بیان تک کہ خدا مہربانی فرمائے یا ان کو توبہ کی توفیق دے یا ان کو مذابحہ کی ذرہ بڑھائے

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یہ قبول فتح مکہ میں مشرف باسلام ہوئے غالباً اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان کے حق میں بددعا کرنے سے منع کیا اور یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ فتح الہامی چلے۔  
عبد اللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نظروں کے سامنے ہیں، بیشیانی مبارک سے خون پر نہ پھٹتے جاتے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَفْلَهُونَ  
لے پروردگار میری قوم کی مغفرت فرما دے جانتے ہیں۔

صحیح مسلم غزوة احد ص ۳۶

بمقتضائے شفقت و رافت فَاِنَّهُمْ لَا يَفْلَهُونَ فرمایا یعنی ہانتے نہیں بے خبر

میں اور یہ نہیں فرمایا فَاِنَّهُمْ لَا يَجْهَلُونَ یعنی یہ جاہل ہیں۔

آیات مبینات کا مشاہدہ کر لینے کے بعد اگرچہ جہل اور لاعلمی عذر نہیں ہو سکتی۔ لیکن رحمت عالم اور رافت مجسم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت اور غایت رحمت سے بارگاہِ ارحم الراحمین اور اخوة الابرار میں بصورت لاعلمی ان کی طرف سے معذرت کی شاید رحمت خداوندی ان کو ورطہ کفر و شرک سے نکال کر ایمان و اسلام کے دارالامان اور دارالسلام میں لا داخل کرے اور اخلاص و احسان کی حقیق مخموم پلا کر اپنے محبت کے نشہ میں ایسا چور کر دے کہ دنیائے دلوں کی ذمارت و حقارت اور عالم آخرت کی عزت و دعت محسوس اور شاہد ہو جائے اور کفر اور معصیت کے جیل خانہ سے نکل کر ہمیشہ کے لئے ایمان و اسلام اخلاص و احسان کے حرم آمین میں اگر مقیم ہو جائیں کہ پھر ابداً لا باؤ تک کبھی اس سے خارج نہ ہوں۔

ف :- جب تک کافر کا خاتمہ کفر پر نہ ہو جائے اس وقت تک کافر کے لئے دعائے مغفرت بایں معنی درست ہے کہ حق تعالیٰ اس کو کفر اور شرک سے توبہ اور ایمان کی ہدایت دے تاکہ وہ خداوند زود الجلال کے عفو اور مغفرت کا مورد داخل بن سکے۔ اں جب کسی کا خاتمہ کفر اور شرک ہو جائے تب اس کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں کہ قال توالے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا آت

يَسْتَغْفِرُ وَاللَّهُ مُسْتَجِيبٌ لِّدَعَائِهِ  
كَانُوا أَقْرَبَ مِنِّي بَعْدَ مَا  
تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجُبَّةِ

کہ مشرکین کے لئے دعا مغفرت کریں اگرچہ وہ  
ان کے اہل قرابت ہی کیوں نہ ہوں بعد اس کے  
کہ یہ ظاہر ہو چکا کہ یہ دوزخی ہیں یعنی کافر ہیں۔

لڑائی میں قتادہ بن النعمان کی آنکھ کی تیلی کا باہر نکل جانا اور حضور

پرنور کا اس کو اپنی جگہ رکھ دینا اور اس کا پہلے بہتر ہو جانا

قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمّہ کے دن آپ کے چہرہ کے  
سامنے کھڑا ہو گیا اور اپنا چہرہ دشمنوں کے مقابل کر دیا تاکہ دشمنوں کے تیر میں سے جیسے پر پڑیں  
اور آپ کا چہرہ انور محفوظ رہے۔ دشمنوں کا آخری تیر میری آنکھ پر ایسا لگا کہ آنکھ کا ٹھیلہ باہر نکل پڑا  
جس کو میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور رے کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ صلی علیہ وسلم یہ دیکھ کر  
آب دیدہ ہو گئے اور میرے دعا فرمائی کہ اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت  
فرمائی اسی طرح تو اس کے چہرہ کو محفوظ رکھ اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ خوبصورت اور تیز  
نظر بنا اور آنکھ کو اسی جگہ رکھ دیا۔ اسی وقت آنکھ باطل صحیح اور سالم بلکہ پہلے سے بہتر اور تیز ہو گئی۔  
رواد الطبرانی والبیہیم والدارقطنی ج ۱ ص ۱۱۳

ایک دعایت میں ہے کہ قتادہ اپنی آنکھ کی تیلی کو ہاتھ میں لئے ہوئے حضور پر نور کی خدمت میں  
حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے  
لئے دعا کروں قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے جس سے مجھ کو بہت محبت ہے  
بھکویہ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو کہیں وہ میری بیوی مجھ سے نفرت نہ کرنے لگے۔ آپ نے دست مبارک  
سے آنکھ اس کی جگہ پر رکھ دی اور یہ دعا فرمائی، اللھم اعطہ جماعۃ الی اللہ اس کو حسن جمال عطا فرما

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غلط خبر کا مشہور ہونا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نصیب دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے، تو بعض مسلمان ہمت ہار کر بیٹھ گئے اور یہ بولے کہ رسول اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے اب لو کہ کیا کریں۔ تو انس بن مالک کے چاچا حضرت انس بن فہر نے یہ کہا اے لوگوں اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا رب تو قتل نہیں ہو گیا۔ جس چیز پر آپ نے جہاد و قتال کیا اسی پر تم بھی جہاد و قتال کرو اور اسی پر مر جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ یہ کہہ کر دشمنوں کی فوج میں گھس گئے اور مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (درواہ ابن اسحاق والطبرانی، تہذیبی ص ۳۶)

## حضرت انس بن النضر کی شہادت کا واقعہ

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ راوی ہیں کہ مسیحؑ چاچا انس بن نضر کو غزوہ بدر میں شریک نہ ہونے کا بہت رنج تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! انہوں میں مشرکین کے ساتھ اسلام کے پہلے ہی جہاد و قتال میں شریک نہ ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو آئندہ کسی جہاد میں شریک ہونے کی توفیق دی تو اللہ دیکھے گا کہ میں اس کی راہ میں کیسی جدوجہاد کیسی جان بازی اور سرفروشی دکھاتا ہوں۔ جب محرک اُحد میں کچھ لوگ شکست کھا کر بھاگے تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ میں نیزی بارگاہ میں اس فعل سے معافی چاہتا ہوں جو ان مسلمانوں نے کیا کہ جو میدان سے ذرا پیچھے ہٹے اور اس سے بری اور بیزار ہوں کہ جو مشرکین نے کیا اور تلوارے کر آگے ٹٹے سامنے سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آگئے ان کو دیکھ کر انس بن نضر نے کہا:

این یا سعد! انی اجد ریحاً اے سعد کہاں جا رہے ہو تحقیق میں تواحد

ملے۔ کلمہ یا۔ کلام عرب میں نذر سے بعید کے لئے آتا ہے عجیب نہیں کہ حضرت انسؓ کی یا سعد سے یہ مراد ہو کہ اے سعد تو اس سعادت سے کہا بعد پڑا ہمارے اور علی ہذا انہیں سے مکان محسوس مراد ہوتا بلکہ مکان بمعنی اترتہ مراد ہو۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۱۳

الجنة دون احد

کے فیج جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

یہ الفاظ کتاب المغازی کی روایت میں ہے اور کتاب الجہاد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

یا سعد بن معاذ الجنة وسطا اے سعدیہ جنت۔ تم ہے نعرے پر دروگاہ کی

النضرا فی اجد ریحہا دون احد تحقیق میں جنت کی خوشبو احد کے نیچے پا رہا ہوں

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ بعض مرتبہ اپنے خاص بندوں کو روحانی

طور پر نہیں بلکہ حسی طور پر دنیا ہی میں جنت کی خوشبو سنکھا دیتے ہیں جس طرح وہ حضرات حاسہ شامہ

سے گلاب اور جلی کی خوشبو سونگھتے ہیں اسی طرح وہ دنیا میں کبھی کبھی اللہ کے فضل سے جنت

کی خوشبو سونگھتے ہیں جس کی جہک پانسو میل تک پہنچتی ہے عجب نہیں کہ حضرت انس بن نضر

نے حسی طور پر جنت کی خوشبو محسوس فرمائی ہو۔ کذا فی حادی الارواح الی بلاد الافراح ۲۵/۱

جو لوگ نشہ دنیا میں غمور اور آخرت کے مزو کوم ہیں ان کا انکار قابل اعتبار نہیں ایسے لوگ

از حواس الدیاریہ بیکانہ اند کے مصداق ہیں۔ موزکام دالے کا گلاب اور جلی کی خوشبو کو نہ محسوس

کرنا صحیح الدماغ اور صحیح الحواس پر جس کی قوت شامہ سیلوں ہی سے پہلوں کی خوشبو سونگھتی ہو

کیسے جنت ہو سکتا ہے۔

الغرض حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں ریحہ الجنة اجد دون

احد رواہ واہ۔ جنت کی خوشبو احد کے پاس پارہا ہوں ایہ کہتے ہوئے آگے بڑھے اور دشمنوں کا

مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے جسم پر تیر اور تلوار کے انسی سے زیادہ زخم پائے گئے اور یہ آیت ان

کے بارہ میں نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا

مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ

اللہ سے جو عہد باندھا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔

۱۲۔ نضر حضرت انس کے بارگ نام ہے نضر کے اصل معنی برونق اور ترقی یافتہ کے ہیں شاید حضرت انس نے نفقۃ الغنیم

جنت کی رونق اور ترقی یافتہ کو دیکھ کر بت نضر کہہ کر ان کو کھانی پر اللہ سبحانہ تعالیٰ علیہ السلام۔ ۱۲

۱۳۔ مزوکوم کہ جس کو نہ کام ہو گیا ہو۔ ۱۲

۱۴۔ الاحزاب ۱۰ آیت ۲۳

صدر کلام و ادب بود میں ساقی بقوا انہی برخان رجال صدقوا  
 امام بخاری نے اس حدیث کو جامع صحیح میں تین جگہ ذکر فرمایا ہے، کتاب الجہاد ص ۳۹۲ و  
 کتاب المغازی ص ۹۹ میں مفصلاً اور کتاب التفسیر ص ۱۱ میں مختصراً بقول عاتق بن دویان بن  
 نضر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا۔

وقت آن آمد کہ من عریاں شوم جسم بگنارم سر اسر جہاں شوم  
 بوئے جانان سوئے جانم می رسد بوئے یار میسر جانم می رسد  
 مسلمانوں کی پریشانی اور بے چینی کا زیادہ سبب فائزات بابرکات علیہ الف الف صلوات  
 والہ الف تیحات کا نظروں سے اوجھل ہو جانا تھا۔ سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا۔ آپ خود پہنے ہوئے تھے، حیرت الزمہ مستور تھا، کعب کہتے ہیں  
 میں نے خود میں سے آپ کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھ کر آپ کو پہچانا۔ اسی وقت میں نے باؤ از بلند  
 پکار کر کہا اے مسلمانوں بشارت ہو کہیں۔ یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے دست مبارک  
 سے اشارہ فرمایا خاموش رہو اگرچہ آپ نے دھارہ کہنے سے منع فرمایا، لیکن دل اور سر کے کان سب  
 کے اسی طرف گئے ہوئے تھے اس لئے کعب کی ایک ہی آواز سننے ہی پر داند دار آپ کے گردا گرد  
 جمع ہو گئے، کعب فرماتے ہیں کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہی زہ کو پہتادی اور  
 میری زہ آپ نے پہن لی۔ دشمنوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے مجھ پر تیر برس لے کر شروع  
 کئے ہمیں سے زیادہ زخم آئے (رماد السطربانی دریانہ ثقات)

جب کچھ مسلمان آپ کے پاس جمع ہو گئے تو پہاڑ کی گھاٹی کی طرف چلے۔ ابو بکر اور عمر  
 اور علی اور طلحہ اور حارث بن صممہ وغیرہ آپ کے ہمراہ تھے، جب پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا  
 تو ضعف اور تنہا ہست اور دونوں کے بوجھ کی وجہ سے چڑھنے کے اس لئے حضرت طلحہ رضی اللہ  
 عنہ نیچے بیٹھ گئے ان پر سیر رکھ کر آپ اور چڑھے۔



## آبی بن خلف کا قتل

اتنے میں آبی بن خلف گھوڑا دوڑاتا ہوا پہنچا جس کو مانہ کھلا کر اس امید پر موٹایا تھا کہ اس پر سوار ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں گا۔

آپ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ انشاء اللہ میں ہی اس کو قتل کر دیں گا۔

جب وہ آپ کی طرف بڑھا تو صحابہ نے اجازت چاہی کہ ہم اس کا کام تمام کریں آپ نے فرمایا قریب آنے دو جب قریب آگیا تو حارث بن عمر رضی اللہ عنہ سے نیزہ لے کر اس کی گردن میں ایک کچرہ دیا جس سے وہ بلبلا اٹھا اور چلاتا ہوا ایس ہوا کہ خدا کی قسم مجھ کو محمد نے مار ڈالا۔

لوگوں نے کہا یہ تو ایک معمولی گھروٹ ہے کوئی کاری زخم نہیں جس سے تو اس قدر ملتا رہے آبی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ ہی میں کہا تھا کہ میں ہی تجھ کو قتل کر دیں گا۔ اس گھروٹ کی تکلیف میرا ہی دل جانتا ہے خدا کی قسم اگر یہ گھروٹ مجھ سے تمام باشندوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی ہلاکت کے لئے کافی ہے اسی طرح بلبلا تا رہا مقام سرف میں پہنچ کر مر گیا۔

## حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کو دھونا

جب آپ گھائی پر پہنچے تو راولی ختم ہو چکی تھی وہاں جا کر بیٹھ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پانی لائے اور چہرہ الزر سے خون کو دھوا اور کچھ پانی سر پر ڈالا۔ بعد ازاں آپ نے وضو کی اور میٹھ کر لہر کی نماز پڑھائی۔ صحابہ نے بھی میٹھ کر ہی اقتدار کی۔

لے البیہ و البیہ ۲۰۶: ۲۵ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰ - ۱۰۰۱ - ۱۰۰۲ - ۱۰۰۳ - ۱۰۰۴ - ۱۰۰۵ - ۱۰۰۶ - ۱۰۰۷ - ۱۰۰۸ - ۱۰۰۹ - ۱۰۱۰ - ۱۰۱۱ - ۱۰۱۲ - ۱۰۱۳ - ۱۰۱۴ - ۱۰۱۵ - ۱۰۱۶ - ۱۰۱۷ - ۱۰۱۸ - ۱۰۱۹ - ۱۰۲۰ - ۱۰۲۱ - ۱۰۲۲ - ۱۰۲۳ - ۱۰۲۴ - ۱۰۲۵ - ۱۰۲۶ - ۱۰۲۷ - ۱۰۲۸ - ۱۰۲۹ - ۱۰۳۰ - ۱۰۳۱ - ۱۰۳۲ - ۱۰۳۳ - ۱۰۳۴ - ۱۰۳۵ - ۱۰۳۶ - ۱۰۳۷ - ۱۰۳۸ - ۱۰۳۹ - ۱۰۴۰ - ۱۰۴۱ - ۱۰۴۲ - ۱۰۴۳ - ۱۰۴۴ - ۱۰۴۵ - ۱۰۴۶ - ۱۰۴۷ - ۱۰۴۸ - ۱۰۴۹ - ۱۰۵۰ - ۱۰۵۱ - ۱۰۵۲ - ۱۰۵۳ - ۱۰۵۴ - ۱۰۵۵ - ۱۰۵۶ - ۱۰۵۷ - ۱۰۵۸ - ۱۰۵۹ - ۱۰۶۰ - ۱۰۶۱ - ۱۰۶۲ - ۱۰۶۳ - ۱۰۶۴ - ۱۰۶۵ - ۱۰۶۶ - ۱۰۶۷ - ۱۰۶۸ - ۱۰۶۹ - ۱۰۷۰ - ۱۰۷۱ - ۱۰۷۲ - ۱۰۷۳ - ۱۰۷۴ - ۱۰۷۵ - ۱۰۷۶ - ۱۰۷۷ - ۱۰۷۸ - ۱۰۷۹ - ۱۰۸۰ - ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ - ۱۰۸۳ - ۱۰۸۴ - ۱۰۸۵ - ۱۰۸۶ - ۱۰۸۷ - ۱۰۸۸ - ۱۰۸۹ - ۱۰۹۰ - ۱۰۹۱ - ۱۰۹۲ - ۱۰۹۳ - ۱۰۹۴ - ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶ - ۱۰۹۷ - ۱۰۹۸ - ۱۰۹۹ - ۱۱۰۰ - ۱۱۰۱ - ۱۱۰۲ - ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ - ۱۱۰۵ - ۱۱۰۶ - ۱۱۰۷ - ۱۱۰۸ - ۱۱۰۹ - ۱۱۱۰ - ۱۱۱۱ - ۱۱۱۲ - ۱۱۱۳ - ۱۱۱۴ - ۱۱۱۵ - ۱۱۱۶ - ۱۱۱۷ - ۱۱۱۸ - ۱۱۱۹ - ۱۱۲۰ - ۱۱۲۱ - ۱۱۲۲ - ۱۱۲۳ - ۱۱۲۴ - ۱۱۲۵ - ۱۱۲۶ - ۱۱۲۷ - ۱۱۲۸ - ۱۱۲۹ - ۱۱۳۰ - ۱۱۳۱ - ۱۱۳۲ - ۱۱۳۳ - ۱۱۳۴ - ۱۱۳۵ - ۱۱۳۶ - ۱۱۳۷ - ۱۱۳۸ - ۱۱۳۹ - ۱۱۴۰ - ۱۱۴۱ - ۱۱۴۲ - ۱۱۴۳ - ۱۱۴۴ - ۱۱۴۵ - ۱۱۴۶ - ۱۱۴۷ - ۱۱۴۸ - ۱۱۴۹ - ۱۱۵۰ - ۱۱۵۱ - ۱۱۵۲ - ۱۱۵۳ - ۱۱۵۴ - ۱۱۵۵ - ۱۱۵۶ - ۱۱۵۷ - ۱۱۵۸ - ۱۱۵۹ - ۱۱۶۰ - ۱۱۶۱ - ۱۱۶۲ - ۱۱۶۳ - ۱۱۶۴ - ۱۱۶۵ - ۱۱۶۶ - ۱۱۶۷ - ۱۱۶۸ - ۱۱۶۹ - ۱۱۷۰ - ۱۱۷۱ - ۱۱۷۲ - ۱۱۷۳ - ۱۱۷۴ - ۱۱۷۵ - ۱۱۷۶ - ۱۱۷۷ - ۱۱۷۸ - ۱۱۷۹ - ۱۱۸۰ - ۱۱۸۱ - ۱۱۸۲ - ۱۱۸۳ - ۱۱۸۴ - ۱۱۸۵ - ۱۱۸۶ - ۱۱۸۷ - ۱۱۸۸ - ۱۱۸۹ - ۱۱۹۰ - ۱۱۹۱ - ۱۱۹۲ - ۱۱۹۳ - ۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ - ۱۱۹۶ - ۱۱۹۷ - ۱۱۹۸ - ۱۱۹۹ - ۱۲۰۰ - ۱۲۰۱ - ۱۲۰۲ - ۱۲۰۳ - ۱۲۰۴ - ۱۲۰۵ - ۱۲۰۶ - ۱۲۰۷ - ۱۲۰۸ - ۱۲۰۹ - ۱۲۱۰ - ۱۲۱۱ - ۱۲۱۲ - ۱۲۱۳ - ۱۲۱۴ - ۱۲۱۵ - ۱۲۱۶ - ۱۲۱۷ - ۱۲۱۸ - ۱۲۱۹ - ۱۲۲۰ - ۱۲۲۱ - ۱۲۲۲ - ۱۲۲۳ - ۱۲۲۴ - ۱۲۲۵ - ۱۲۲۶ - ۱۲۲۷ - ۱۲۲۸ - ۱۲۲۹ - ۱۲۳۰ - ۱۲۳۱ - ۱۲۳۲ - ۱۲۳۳ - ۱۲۳۴ - ۱۲۳۵ - ۱۲۳۶ - ۱۲۳۷ - ۱۲۳۸ - ۱۲۳۹ - ۱۲۴۰ - ۱۲۴۱ - ۱۲۴۲ - ۱۲۴۳ - ۱۲۴۴ - ۱۲۴۵ - ۱۲۴۶ - ۱۲۴۷ - ۱۲۴۸ - ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - ۱۲۵۱ - ۱۲۵۲ - ۱۲۵۳ - ۱۲۵۴ - ۱۲۵۵ - ۱۲۵۶ - ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸ - ۱۲۵۹ - ۱۲۶۰ - ۱۲۶۱ - ۱۲۶۲ - ۱۲۶۳ - ۱۲۶۴ - ۱۲۶۵ - ۱۲۶۶ - ۱۲۶۷ - ۱۲۶۸ - ۱۲۶۹ - ۱۲۷۰ - ۱۲۷۱ - ۱۲۷۲ - ۱۲۷۳ - ۱۲۷۴ - ۱۲۷۵ - ۱۲۷۶ - ۱۲۷۷ - ۱۲۷۸ - ۱۲۷۹ - ۱۲۸۰ - ۱۲۸۱ - ۱۲۸۲ - ۱۲۸۳ - ۱۲۸۴ - ۱۲۸۵ - ۱۲۸۶ - ۱۲۸۷ - ۱۲۸۸ - ۱۲۸۹ - ۱۲۹۰ - ۱۲۹۱ - ۱۲۹۲ - ۱۲۹۳ - ۱۲۹۴ - ۱۲۹۵ - ۱۲۹۶ - ۱۲۹۷ - ۱۲۹۸ - ۱۲۹۹ - ۱۳۰۰ - ۱۳۰۱ - ۱۳۰۲ - ۱۳۰۳ - ۱۳۰۴ - ۱۳۰۵ - ۱۳۰۶ - ۱۳۰۷ - ۱۳۰۸ - ۱۳۰۹ - ۱۳۱۰ - ۱۳۱۱ - ۱۳۱۲ - ۱۳۱۳ - ۱۳۱۴ - ۱۳۱۵ - ۱۳۱۶ - ۱۳۱۷ - ۱۳۱۸ - ۱۳۱۹ - ۱۳۲۰ - ۱۳۲۱ - ۱۳۲۲ - ۱۳۲۳ - ۱۳۲۴ - ۱۳۲۵ - ۱۳۲۶ - ۱۳۲۷ - ۱۳۲۸ - ۱۳۲۹ - ۱۳۳۰ - ۱۳۳۱ - ۱۳۳۲ - ۱۳۳۳ - ۱۳۳۴ - ۱۳۳۵ - ۱۳۳۶ - ۱۳۳۷ - ۱۳۳۸ - ۱۳۳۹ - ۱۳۴۰ - ۱۳۴۱ - ۱۳۴۲ - ۱۳۴۳ - ۱۳۴۴ - ۱۳۴۵ - ۱۳۴۶ - ۱۳۴۷ - ۱۳۴۸ - ۱۳۴۹ - ۱۳۵۰ - ۱۳۵۱ - ۱۳۵۲ - ۱۳۵۳ - ۱۳۵۴ - ۱۳۵۵ - ۱۳۵۶ - ۱۳۵۷ - ۱۳۵۸ - ۱۳۵۹ - ۱۳۶۰ - ۱۳۶۱ - ۱۳۶۲ - ۱۳۶۳ - ۱۳۶۴ - ۱۳۶۵ - ۱۳۶۶ - ۱۳۶۷ - ۱۳۶۸ - ۱۳۶۹ - ۱۳۷۰ - ۱۳۷۱ - ۱۳۷۲ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴ - ۱۳۷۵ - ۱۳۷۶ - ۱۳۷۷ - ۱۳۷۸ - ۱۳۷۹ - ۱۳۸۰ - ۱۳۸۱ - ۱۳۸۲ - ۱۳۸۳ - ۱۳۸۴ - ۱۳۸۵ - ۱۳۸۶ - ۱۳۸۷ - ۱۳۸۸ - ۱۳۸۹ - ۱۳۹۰ - ۱۳۹۱ - ۱۳۹۲ - ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴ - ۱۳۹۵ - ۱۳۹۶ - ۱۳۹۷ - ۱۳۹۸ - ۱۳۹۹ - ۱۴۰۰ - ۱۴۰۱ - ۱۴۰۲ - ۱۴۰۳ - ۱۴۰۴ - ۱۴۰۵ - ۱۴۰۶ - ۱۴۰۷ - ۱۴۰۸ - ۱۴۰۹ - ۱۴۱۰ - ۱۴۱۱ - ۱۴۱۲ - ۱۴۱۳ - ۱۴۱۴ - ۱۴۱۵ - ۱۴۱۶ - ۱۴۱۷ - ۱۴۱۸ - ۱۴۱۹ - ۱۴۲۰ - ۱۴۲۱ - ۱۴۲۲ - ۱۴۲۳ - ۱۴۲۴ - ۱۴۲۵ - ۱۴۲۶ - ۱۴۲۷ - ۱۴۲۸ - ۱۴۲۹ - ۱۴۳۰ - ۱۴۳۱ - ۱۴۳۲ - ۱۴۳۳ - ۱۴۳۴ - ۱۴۳۵ - ۱۴۳۶ - ۱۴۳۷ - ۱۴۳۸ - ۱۴۳۹ - ۱۴۴۰ - ۱۴۴۱ - ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ - ۱۴۴۴ - ۱۴۴۵ - ۱۴۴۶ - ۱۴۴۷ - ۱۴۴۸ - ۱۴۴۹ - ۱۴۵۰ - ۱۴۵۱ - ۱۴۵۲ - ۱۴۵۳ - ۱۴۵۴ - ۱۴۵۵ - ۱۴۵۶ - ۱۴۵۷ - ۱۴۵۸ - ۱۴۵۹ - ۱۴۶۰ - ۱۴۶۱ - ۱۴۶۲ - ۱۴۶۳ - ۱۴۶۴ - ۱۴۶۵ - ۱۴۶۶ - ۱۴۶۷ - ۱۴۶۸ - ۱۴۶۹ - ۱۴۷۰ - ۱۴۷۱ - ۱۴۷۲ - ۱۴۷۳ - ۱۴۷۴ - ۱۴۷۵ - ۱۴۷۶ - ۱۴۷۷ - ۱۴۷۸ - ۱۴۷۹ - ۱۴۸۰ - ۱۴۸۱ - ۱۴۸۲ - ۱۴۸۳ - ۱۴۸۴ - ۱۴۸۵ - ۱۴۸۶ - ۱۴۸۷ - ۱۴۸۸ - ۱۴۸۹ - ۱۴۹۰ - ۱۴۹۱ - ۱۴۹۲ - ۱۴۹۳ - ۱۴۹۴ - ۱۴۹۵ - ۱۴۹۶ - ۱۴۹۷ - ۱۴۹۸ - ۱۴۹۹ - ۱۵۰۰ - ۱۵۰۱ - ۱۵۰۲ - ۱۵۰۳ - ۱۵۰۴ - ۱۵۰۵ - ۱۵۰۶ - ۱۵۰۷ - ۱۵۰۸ - ۱۵۰۹ - ۱۵۱۰ - ۱۵۱۱ - ۱۵۱۲ - ۱۵۱۳ - ۱۵۱۴ - ۱۵۱۵ - ۱۵۱۶ - ۱۵۱۷ - ۱۵۱۸ - ۱۵۱۹ - ۱۵۲۰ - ۱۵۲۱ - ۱۵۲۲ - ۱۵۲۳ - ۱۵۲۴ - ۱۵۲۵ - ۱۵۲۶ - ۱۵۲۷ - ۱۵۲۸ - ۱۵۲۹ - ۱۵۳۰ - ۱۵۳۱ - ۱۵۳۲ - ۱۵۳۳ - ۱۵۳۴ - ۱۵۳۵ - ۱۵۳۶ - ۱۵۳۷ - ۱۵۳۸ - ۱۵۳۹ - ۱۵۴۰ - ۱۵۴۱ - ۱۵۴۲ - ۱۵۴۳ - ۱۵۴۴ - ۱۵۴۵ - ۱۵۴۶ - ۱۵۴۷ -

## قریش کا مسلمانوں کی لاشوں کو مُثلہ کرنا

اور مشرکین نے مسلمانوں کی لاشوں کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ناک اور کان کاٹے، پیٹ چاک اور اعضا متماثل قطع کئے۔ عورتیں بھی مردوں کے ساتھ اس کام میں شریک رہیں۔  
ہندہ نے جس کا باپ عقبہ جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھ سے مار گیا تھا، اُس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مُثلہ کیا پیٹ اور سینہ چاک کر کے جگر نکالا۔ اور چایا لیکن طلق سے نہ ترسکا اس نے اس کو اگل دیا اور اس خوشی میں وحشی کو اپنا زیور تارا کر دیا  
اور جن مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے گئے تھے اُن کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا۔<sup>۱</sup>

## ابوسفیان کا آوازہ اور حضرت عمر کا جواب

قریش نے جب واپسی کا ارادہ کیا تھا ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر یہ پکارا۔ اے انی القوم محمدؐ کیا تم لوگوں میں محمود زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اسی طرح ابوسفیان نے تین بار آواز دی مگر جواب نہ ملا۔ بعد ازاں یہ آواز دی اے انی القوم ابن ابی قحافہ کیا تم لوگوں میں ابن ابی قحافہ یعنی ابوبکر صدیقؓ زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے اس سوال کو بھی تین بار کہہ کر خاموش ہو گیا اور پھر یہ آواز دی اے انی القوم ابن الخطاب کیا تم میں عمر بن خطابؓ زندہ ہیں اس فقرہ کو بھی تین مرتبہ دہرایا مگر جب کوئی جواب نہ آیا تو اپنے رفقاء سے خوش ہو کر یہ کہا اے اہل مکہ! فقد قتلوا فلوکالوا احياء ولا جبالوا بہر حال یہ سب قتل ہو گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۱۔ زرقانی، ج: ۲، ص: ۴۴، ۴۵۔ صحیح بخاری کی کتاب لیما فی نطق یا غفلتیں ماحولاً فقد قتلوا اور قتلوا کالوا الخ کا ذکر میں کتاب المغازی کی روایت میں یا غفلتیں ان حوالہ قتلوا قتلوا کالوا احياء ولا جبالوا بہر دون روایتوں کے الفاظ کو جمع کر دیا اور علی ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمرؓ کو میں تین مرتبہ پکارا یہ کتاب ابیہر کہ روایت میں ہے۔ کتاب المغازی کی روایت میں حضرت ایک ایک مرتبہ پکارنے کا ذکر ہے و عدم ذکر لایزال علی ذکرنا بعدہم خاتمہ ۱۲۔

تاب نہ لا سکے اور چلا کر کہا:

لَذِبْتَ وَاللّٰهَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ الْبَقِیَ اَللّٰهُ عَلَیْكَ مَا یَحْزَنُكَ  
اے اللہ کے دشمن خدا کی قسم تو نے باطل غلط کہا تیرے  
ریخ و غم کا سامان اللہ نے ابھی باقی رکھ چھوڑا ہے۔

بعد ازیں البرسیان نے رومن اور قوم کے ایک بت کا نعروں لگایا اور یہ کہا:

اَعْلُ هَبْلُ اَعْلُ هَبْلُ  
اے ہبل تو بلند ہو اے ہبل تیرا دین بلند ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس کے جواب میں یہ کہو۔

اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ  
اللہ ہی سب سے اعلیٰ اور بزرگ اور برتر ہے

پھر البرسیان نے یہ کہا

اِن لَنَا الْعِزُّی وَكَاعِزُّی لَكُمْ  
ہمارے پاس عزت تھی تمہارے پاس عزت نہیں یعنی  
ہم کو عزت حاصل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا یہ جواب دو۔

اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَكَامَوْلٰی لَكُمْ  
اللہ ہمارا آقا اور والی معین اور مددگار ہے

تمہارا والی نہیں فَبِنِعْمَةِ الْمَوْلٰی وَنِعْمَةِ النَّصِیْبِ یعنی عزت صرف اللہ  
سماں سے تعلق میں ہے عربی کے تعلق میں عزت نہیں بلکہ ذلت ہے۔

البرسیان نے کہا۔

یَوْمَ یَوْمٍ بَدْرٍ وَالْحَرْبِ سَبَّحَالُ  
یہ دن بدر کے دن کا جواب ہے لہذا ہم اور تم  
برابر ہو گئے اور لڑائی و فوٹوں کے مانند ہے کبھی اوپر اور کبھی نیچے۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا۔  
لا سوا قتلا منا فی الجنتہ و قتلکم ہم اور تم برابر نہیں ہمارے مقتولین جنت میں ہیں

۱۔ کتاب الجہاد کی روایت میں اہل ہبل اعلیٰ ہبل لا مرتباً یا ہے اور کتاب المغازی کی روایت  
میں صرف ایک مرتبہ مذکور ہے۔ ۱۲۰

فی النار

اور تمہارے مقتولین جہنم میں۔

ابوسفیان کا یہ قول الحرب سجال چونکہ حق تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ اور حق تعالیٰ نے شانہ کا یہ ارشاد  
 طعۃ الایام مند اولہا بین الناس  
 اس کا تویہ ہے۔

بعد ازاں ابوسفیان نے حضرت عمر کو آواز دی۔

هَلُمَّ اِلٰی یَا عمر اے عمر میرے قریب آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو کیا کہتا ہے حضرت عمر اس کے پاس گئے ابوسفیان نے کہا۔

النشدک اللہ یا عمر اقلنا محمدا  
 رعلی اللہ علیہ وسلم  
 اے عمر تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں سچ بتاؤ کہ  
 ہم نے محمد کو قتل کیا۔

حضرت عمر نے فرمایا۔

اللہم لا وانہ لیسمع کلامک  
 الا ان  
 خدا کی قسم ہرگز نہیں اور البتہ تحقیق وہ تیرے  
 کلام کو اس وقت سن رہے ہیں۔

ابوسفیان نے کہا۔

انت عندی اصدق من  
 ابن قمیۃ وابر  
 تم میرے نزدیک ابن قمیۃ سے زیادہ سچے  
 اور نیک ہو۔

بعد ازاں ابوسفیان نے کہا۔

انہ قد کان فی قتلکم مثل  
 واللہ ما سرفیت ولا خیت  
 ہمارے آدمیوں کے ہاتھ سے تمہارے مقتولین کا  
 مثلہ ہوا۔ خدا کی قسم میں اس فعل سے نہ راضی ہوں  
 اور نہ ناراض، نہ میں نے منع کیا اور میں نے حکم دیا۔

اور چلتے وقت لاکڑ کر یہ کہا۔

موعدکم بدل للعام القابل سال آئندہ بدرہم سے لڑائی کا وعدہ ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو یہ حکم دیا کہ کہ دیں  
 لعن حوینا وبنینا موعد النشاء اللہ ہاں ہمارا اور تمھارا یہ وعدہ ہے انشاء اللہ  
 لہ تدعی طبری ہیبتہ ابن ہشام ہیبتہ

مشرکین کی واپسی کے بعد مسلمانوں کی عورتیں خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے  
 مدینہ سے نکلیں سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اگر دیکھا کہ حبشہ  
 انور سے خون جاری ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سپر میں پانی بھر کر لائے حضرت فاطمہ دھوٹی  
 جاتی تھیں لیکن خون کسی طرح نہیں تھمتا تھا جب دیکھا کہ خون بڑھتا ہی جاتا ہے تو ایک چٹائی  
 کا ٹکڑا لے کر بلایا اس کی راکھ زخم میں بھری تب خون بند ہوا۔ دلدادہ البخاری والطبرانی عن  
 سہیل بن سعدؒ لہ

## فوائد

(۱)۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری میں دوا کرنا جائز ہے۔  
 (۲)۔ نیز علاج کرنا تو حق کے منافی نہیں۔

(۳)۔ نیز حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی امراض جسمانیہ اور تکالیف بدنیہ  
 لاحق ہوتی ہیں تاکہ ان کے درجات بلند ہوں اور ان کے متبعین ان حضرات کو دیکھ کر  
 صبر اور تحمل رضائے تسلیم کا سبق حاصل کریں نیز ان عوامی بشریہ اور لوازم انسانیت کو  
 دیکھ کر سمجھ لیں کہ یہ حضرات اللہ جل جلالہ کے پاک اور مخلص بندے ہیں معاذ اللہ خدا  
 نہیں ان حضرات کے معجزات اور آیات بتیہ کو نبوت و رسالت کے براہین اور دلائل

۵۔ ان شاء اللہ کافظہ طامز ندقانی نے نقل کیا ہے طبری اور ابن ہشام کی روایت میں نہیں ۱۲۔ نزہتی ہیبتہ

۵۔ نزہتی۔ ۲۱ و ۲۹

سبھیں۔ انصار علی حیا کی طرح فتنہ میں مبتلا ہو کر ان کو خدا سے بھیڑیں اَشْهَدُ اَنْ لَا  
اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ  
رَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاٰلِہِ وَاَصْحَابِہِ وَاَنْ وَاجِبٌ وَذَرَّیَّتِہِمْ وَبَارَكَ  
وَسَلَّمَ لِمُسْلِمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ۱۴۰

۱۴۰۔ نیز اس واقعہ سے یہ امر بھی خوب واضح ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر اور پھر  
عمر کا دور تھا اور یہ ترتیب اس وجہ سے واضح اور روشن تھی کہ کفار بھی یہی سمجھتے تھے کہ آپ کے  
بعد ابو بکر صدیق اور پھر عمر فاروق کا مقام ہے، غرض یہ کہ جنہیں (ابو بکر و عمر) کی ترتیب  
افصلیت کا مسئلہ کفار کو بھی معلوم تھا مشاہدہ سے کفار نے یہ سمجھا کہ بارگاہِ نبوت میں اول  
مقام ابو بکر کا ہے اور پھر عمر کا اور یہ دونوں حضور پر نور کے وزیر یا تدبیر میں۔

## سعد بن ربیع کی شہادت کا ذکر

قریش کی روانگی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ثابتؓ کو حکم دیا کہ سعد  
ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور یہ ارشاد فرمایا۔

ان لا یتبعہ فاقترأ کما صنعی السلام اگر دیکھ پاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ  
وقل لہ یقول للک رسول اللہ رسول اللہ یہ دریافت فرماتے ہیں کہ تم اس  
کیفیت تجد لک وقت اپنے کو کیا پاتے ہیں۔

زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں ڈھونڈتا ہوں سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچا، ابھی حیات کی کچھ

۱۵۔ نہ تائی۔ ۲۱، ۵ : ۴۹۔

۱۵۔ یہ حکم کی روایت ہے کہ زید بن ثابتؓ کو بھیجا۔ ابو حنیفہؒ ابن عبد البر کی روایت میں ہے کہ ابی بن کعبؓ  
کو بھیجا اور وہ اس کی روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہؒ کو بھیجا۔ عجب نہیں کہ کئی بعد دیکھتے تینوں  
کو بھیجا ہوا قدرت واحد ہی میں تینوں کو حکم دیا ہو واللہ اعلم ۱۲ نہ تائی ۲۱

مرقی باقی قحطی جسم پر تیرا و قولہ کے شکر زخم تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا سعد بن ربیع نے یہ جواب دیا۔

علی رسول اللہ السلام وعلیک  
السلام قل لہ یا رسول اللہ اجدانی  
اجد ریح الجنة وقل لصوی الانصاف  
ما عذرکم عند اللہ ان یخلص  
الحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ  
وسلم شقریطین قال فاضت  
نفسہ رحمہ اللہ

رسول اللہ پر بھی سلام اور تم پر بھی سلام رسول اللہ  
سے یہ پیام پہنچا دینا یا رسول اس وقت میں جس  
کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصاف سے  
یہ کہہ نیا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی  
تخفیف پہنچی، درآنحالیکہ تم میرے ایک آنکھ بھی  
دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی  
زندہ ہو تو سمجھ لینا کہ اللہ کے بیان تمہارا کوئی عذر

مقبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر روح ہمدردا ذکر گئی رحمہ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ۔

حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ بن ابی نے بھی تخیص میں اس کو صحیح  
فرمایا ہے

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سعد نے زید بن ثابت سے یہ کہا:

اخبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
والہ وسلم انی فی الاموات  
واقراء السلام وقل لہ یقول  
جناک اللہ عنا وعن جمیع  
الامم خیرا۔

وہول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینا کہ اس  
وقت میں مر رہا ہوں اور سلام کے بعد یہ کہہ دینا  
کہ سعد یہ کہتا تھا جناک اللہ عنا  
جمیع الامم خیرا۔ رسول اللہ آپ کو ہماری اتمام امت کی طرف  
سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

ابن عبد البر کی روایت میں ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں داپس آیا اور رسول اللہ صلی

لہ ایک سعادت میں ہے، ویکم عن طرف زرقانی

علیہ وسلم کو سعد کی خبر دی آپ نے سن کر یہ ارشاد فرمایا:

رحمہ اللہ انصح للہ ولرسولہ  
 اللہ اس پر رحم فرمائے۔ اللہ اور اس کے  
 حیا وصیتا۔ استیعاب للحافظ ابن  
 رسول کا خیر خواہ اور وفادار رہا زندگی میں بھی  
 عبد البرمہؓ حاشیہ اصحابہ  
 اور مرتے وقت بھی۔

## حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کی تلاش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے۔ بطن  
 مادری میں مشلہ کئے ہوئے پائے گئے تاک اور کان کٹے ہوئے ہیں شکم اور سینہ چاک تھا اس جگر خراش  
 اور دل آنا رنظر کو دیکھ کر بے اختیار دل بھر آیا اور یہ فرمایا تم پر اللہ کی رحمت ہو جہاں تک مجھ کو معلوم  
 ہے، البتہ تم بڑے عزیز اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اگر مصیبت کے حزن اور ملال رنچ اور غم کا  
 نہ ہوتا تو میں تم کو اسی طرح چھوڑ دیتا کہ درند اور پزند تم کو کھاتے اور پھر تیا مست کے دن تم انھیں  
 کے شکم سے اٹھتے اور اسی جگہ کھڑے کھڑے یہ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر اگر خدا نے مجھ کو کافروں پر غلبہ  
 عطا فرمایا تو تیرے بدلہ شتر کافروں کا مشلہ کروں گا آپ اس جگہ سے ابھی بٹے نہ تھے کہ یہاں ت  
 شریفہ نازل ہو گئی۔

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا  
 عُوِّقْتُمْ بِهِمْ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُمْ  
 خَبَرٌ لِّصَاصِيرٍ مِنْ وَاصِبٍ وَمَا صَبْرُ لِي  
 إِلَّا بِاللَّهِ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ  
 فِي ضَلٰىقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ  
 اتَّقَوْا الَّذِينَ هُمْ فِي خَيْرَاتٍ ۚ

اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا کہ تم کو تکلیف  
 پہنچائی گئی تھی اور اگر تم صبر کرو تو البتہ وہ بہتر ہے  
 صبر کرنے والوں کے لئے اور آپ صبر کیجئے احاطہ  
 صبر کرنا نص اللہ کی امداد اور توفیق سے ہے اور  
 نہ آپ ان پر غمگین ہوں اور نہ ان کے کوسے تنگ دل ہوں  
 تحقیق اللہ تعالیٰ صبر کاروں اور نیکوؤں کے ساتھ ہے



آپ نے صبر فرمایا اور قسم کا کفارہ دیا اسنا ہوا ارادہ فسخ کیا۔  
حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت حمزہ کو دیکھا  
تو رو پڑے اور ہلکی ہندھ گئی اور یہ فرمایا:

سید الشہداء عند اللہ یوم  
القیامۃ حمزۃ  
قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام  
شہیدوں کے سردار حمزہ ہوں گے

حاکم فرماتے ہیں ہذا حدیث صحیح الاسناد۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور حافظ ذہبی نے  
بھی اس کو صحیح بتایا ہے۔

معجم طبرانی میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
سید الشہداء حمزۃ بن عبدالمطلب  
حمزہ بن عبدالمطلب تمام شہیدوں کے سردار ہیں۔  
اسی وجہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء کے لقب سے شہرہ ہوئے۔

## عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہوئے معجم طبرانی اور دلائل  
ابی نعیم میں سند جید کے ساتھ سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن جنگ شروع  
ہونے سے پہلے عبداللہ بن جحش نے مجھ کو ایک طرف بلا کر تنہائی میں یہ کہا: اؤ ہم دونوں کہیں علیؑ  
بیٹھ کر دعا مانگیں اور ایک دوسرے کی دعا پرائیں کہے۔

سعد فرماتے ہیں ہم دونوں کسی گوشہ میں سب سے علیؑ کو ایک طرف باکر بیٹھ گئے اور

۱۔ متذکرہ ج: ۱۹، ۱۰۱۳۔ ۲۔ ایضاً صفحہ ۱۹۹، رجال اعلام الزرقانی۔ ۳۔ الحدیث مراد اس کا یہی صحیح و بزرگ الطبرانی رجال اعلام الزرقانی صفحہ

۳۵۔ صحیح بخاری کے متداول سنوں میں باب مل حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہے۔ لیکن نسخہ کے نسخہ میں نقل

مرزہ سید الشہداء ہے۔ غالباً امام بخاری نے ترجمہ الباب میں اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ۱۳۔

۴۵۔ فتح الباری ج: ۱، ص: ۲۸۲۔

میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو نہایت شجاع اور دلیر اور نہایت غضبناک ہو کچھ دیر تک میں اس کا مقابلہ کروں اور وہ میرا مقابلہ کرے پھر اس کے بعد اے اللہ مجھ کو اس پر فتح نصیب فرما، یہاں تک میں اس کو قتل کروں اور اس کا سامان چھینوں۔

عبداللہ بن محض رضی اللہ عنہ نے آمین کہی اور اس کے بعد یہ دعا مانگی۔ اے اللہ آج ایسے دشمن سے مقابلہ ہو کہ جو بڑا ہی سخت اور زوردار اور غضبناک ہو محض تیرے لئے اس سے قتال کروں اور وہ مجھ سے قتال کرے بالآخر وہ مجھ کو قتل کرے اور میری ناک اور کان کاٹے اور اے پروردگار جب تجھ سے طوں اور تودریافت فرمائے، اے عبداللہ! تیرے ناک اور کان کہاں کٹے تو میں عرض کروں اے اللہ تیری اور میری پیغمبری راہ میں اور تو اس وقت یہ فرمائے، ”جی ہاں“ سعد بن ابی ذناں فرماتے ہیں کہ ان کی دعا میری دعا سے کہیں بہتر تھی۔ شام کو دیکھا کہ ان کے ناک اور کان کٹے ہوئے ہیں۔

سعد فرماتے ہیں اللہ نے میری بھی دعا قبول فرمائی میں نے بھی ایک بڑے سخت کافر کو قتل کیا اور اس کا سامان چھینا۔

سید بن مسیب راوی ہیں کہ عبداللہ بن محض نے یہ دعا مانگی۔

اللھم اِنِّی اُقسِمُ علیک انْ اُتقی  
العدو فیتقلونی ثم یبقروا  
بطنی ویجعد عوا اِنِّی واذ فی شـم  
تسالنی بـمذللک فا قول فیک۔

اے اللہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ میں تیرے  
دشمنوں کا مقابلہ کروں اور پھر وہ مجھ کو قتل کریں  
اور میرا شکم چاک کریں اور میری ناک اور کان کاٹیں  
اور پھر تو مجھ سے دریافت فرمائے یہ کیوں ہوا تو

میں عرض کروں محض تیری وجہ سے۔

سید بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ جس طرح حق تعالیٰ اس خاص شان  
نے شہادت کے بارے میں ان کی دعا قبول فرمائی۔ اسی طرح اللہ نے ان کی دوسری دعا بھی ضرور

قبول فرمائی ہوگی۔ یعنی شہید ہونے کے بعد ان سے یہ سوال فرمایا ہوگا اور انھوں نے یہ جواب عرض کیا ہوگا۔ حاکم فرماتے ہیں اگرچہ حدیث میں ہوتی تو شرطِ ثلثین پر صحیح ہوتی۔ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ ”مرسل صحیح مستدرک“۔ اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن حبش رضی اللہ عنہ مجذغ فی اللہ (یعنی وہ شخص جس کے ناک اور کان اللہ کی راہ میں کاٹے گئے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

خداوندِ اجمال کے محبین و مخلصین عشاق اور والہین کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان و دنیا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں بمقابلہ حیاتِ موت ان کو زیادہ لذت اور خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ موت کو محبوب حقیقی (یعنی حق تعالیٰ شانہ) کی لقاء کا ذریعہ اور بہنِ دنیا سے رہا ہو کر گستانِ جنت اور بوستانِ بہشت میں پہنچ جانے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن چوں روند از چاہ زندان در چمن  
تلخ کے باشد کہے راکش برند از میاں زہر ماران سوئے قنصلم

ف: حتیٰ جل و علانے جب انسان کو خلیفہ بنانے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ؟ کیا آپ اس شخص کو زمین میں خلیفہ بنا چاہتے ہیں کہ جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے حالانکہ ہم سب ہر لمحہ اور ہر لحظہ تیری تائید کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔

انسان میں دو قوتیں ہوتی ہیں ایک قوتِ شہو یہ جس سے زنا وغیرہ صادر ہوتا ہے جس کو ملائکہ نے مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا سے تعبیر کیا۔ اور دوسری قوتِ غضبیہ جس سے قتل اور ضرب اور خونریزی ہلکوں میں آتی ہے جس کو ملائکہ نے وَنُسْفِكُ الدِّمَاءَ سے تعبیر کیا۔

ملائکہ نے انسان کے یہ نقائص ذکر کئے لیکن یہ خیال نہ کیا یہی قوتِ شہو یہ جب اس کا رخ اللہ کی طرف پھیر دیا جائے گا تو اس سے وہ ثمرات اور نتائج ظاہر ہوں گے کہ فرشتے بھی عجب عجب کرنے

لگیں گے، یعنی غلبہ عشق خداوندی اور اس کی محبت کا جوش اور ولولہ اور علیٰ ہذا جب قرة غضبہ کو کا رخانہ خداوندی میں صرت کیا جاتا ہے تو اس سے بھی عجیب و غریب تلخ و ثمرات ظہور میں آتے ہیں جسے فرشتے دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں یعنی خداوند ذوالجلال کی راہ میں جان بازی اور سرفروشی اور اس کے دشمنوں سے جہاد و قتال۔ ۵

نشو و نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغ  
سر و ستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی  
فرشتے بے شک یل و ہزار خداوند کروکار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں مگر اس کی راہ میں لہا  
اور عاشقانہ جان بازی اور سرفروشی کا ولولہ ان میں نہیں وہ اس دولت و نعمت سے محروم ہیں اور  
پھر یہ کہ اُس محبوب حقیقی کے لئے جان دے دیا اور اُس کی راہ میں شہید ہونا یہ وہ نعمت ہے کہ جس کا  
فرشتوں میں امکان بھی نہیں۔ انسان میں اگرچہ فرشتوں کی طرح عصمت نہیں لیکن گناہ کے بعد  
انسان کی مضطربانہ لذت و شرمساری اور بے تابانہ گریہ و زاری اس کو اس درجہ بلند اور رفیع بنادیتی  
ہے کہ فرشتے پہنچے رہ جاتے ہیں ۵

مرکب تو بہ عجب مرکب است  
چوں بارندازِ پشیمانی انیں  
یہ فلک تاز و بیک لحظہ زبست  
عرش لرزد از امن المذنبین  
اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ تمام انبیاء و رسولین، ملائکہ مقربین سے  
افضل اور بزرگتر ہیں اور صحابہ اور تابعین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین بقیہ ملائکہ سموات  
وارضین سے اشرف ہیں (کنزانی البحر الرائق ص ۲۳۳) وان شئت زیادہ تفصیل فارج علیہ، اور  
مؤمنات صالحات، جو عین سے افضل ہیں کنزانی البواقیت والجمہا ص ۳۳

## عبداللہ بن عمرو بن حرام کی شہادت کا ذکر

حضرت جابر کے والد ماجد عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری رضی اللہ عنہ بھی اسی عمر کے  
میں شہید ہوئے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے باپ جنگِ احد میں شہید ہوئے اور کافروں نے ان کا تشدد کیا۔ جب ان کی لاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھی گئی تو میں نے باپ کے منہ سے کپڑا اٹھا کر دیکھا چاہا تو صحابہ نے منع کیا۔ میں نے دوبارہ منہ دیکھا چاہا تو صحابہ نے پھر منع کیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔

میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو جب بہت رونے لگیں تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا روتی کیوں ہے۔ اس پر تو فرشتے برابر سایہ کئے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا جنازہ اٹھا گیا۔ (بخاری شریفؒ)

یعنی یہ مقام رنج و حسرت کا نہیں بلکہ فرحت و مسرت کا ہے کہ فرشتے تیرے بھائی پر سایہ کئے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر یہ فرمایا اے جابر تجھ کو کیا ہوا میں تجھ کو شکستہ خاطر پاتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کرباب اس غزوہ میں شہید ہوئے اور آل و عیال اور قرض کا بار چھوڑ گئے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھ کو ایک خوش خبری نہ سناؤں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیوں نہیں ضرور سنائیے۔ آپ نے فرمایا کسی شخص سے بھی اللہ نے کلام نہیں فرمایا مگر پس پر وہ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے کرباب کو زندہ کیا اور بالمشافہ اور بالموا جب اس سے کلام کیا اور یہ کہا اے میرے بندے اپنی کوئی تمنا میرے سامنے پیش کر تو تیرے کرباب نے یہ عرض کیا اے پروردگار تمنا یہ ہے کہ سچے زندہ ہوں اور تیری راہ میں پھر دوبارہ مارا جاؤں حق تعالیٰ نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا اس نے یہ مقدمہ چوکا ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ واپسی نہیں (ترمذی شریف کتاب التفسیر سورۃ آل عمران) عبد اللہ بن عمرو بن حرم کہتے ہیں کہ اُحد سے پیشتر میں نے مشر بن عبد المنذر کو خواب میں دیکھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اے عبد اللہ

۱۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد ابواب میں مذکور ہے مثلاً کتاب الجنائز ۱۱۱۱ و کتاب الجہاد ۳۹۹ و کتاب الجنائز ۱۱۱۱

۲۔ حافظ عطار فی فتح الباری میں فرماتے ہیں راہ الترمذی و حسرت و الحاکم و صحیح فتح الباری ۲۵۴ باب تمنا المجاہدان رجوع الی الدنیا۔

تم بھی غمگین نہ رہو۔ میں نے کہا تم کہاں ہو۔ کہا جنت میں جہاں چاہتے  
ہیں سیر و تفریح کرتے ہیں۔ کہا کیا تو بدر میں قتل نہیں ہوا تھا۔ بعشر نے کہا ہاں لیکن پھر زندہ کر دیا گیا  
عبداللہ کہتے ہیں یہ خواب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا  
اے ابوجابر اس کی تعبیر شہادت ہے۔

## عمر بن الجموح کی شہادت کا ذکر

اسی غزوہ میں عبداللہ بن عمرو بن حرام کے بہنوئی عمرو بن الجموح رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
بھی شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں  
لنگ تھی اور لنگ بھی معمولی نہ تھی بلکہ شدید تھی۔ چاہے بیٹھے تھے جوہر غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے، اُعدا میں جاتے وقت ان سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ جہاد میں  
چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا آپ منذر ہیں، اللہ نے آپ کو رخصت دی ہے۔ آپ یہیں رہیں۔ مگر یہ  
یہ عزیمت کے شیدائی کب رخصت پر عمل کرنے والے تھے۔ شوقِ شہادت میں اس درجہ بے تاب  
اور بے چین ہونے کا اسی حالت میں لنگڑا تے ہار گاؤں نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
میرے بیٹے مجھ کو آپ کے ساتھ جانے سے روکتے ہیں۔

واللہ انی کالمجوان اطأ بعد جتی خدا کی قسم تحقیق میں اُمید وائق رکھتا ہوں کہ اسی  
ہذا فی الجنتہ۔ لنگ کے ساتھ جنت کی زمین کو جا کر روندوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ نے تم کو معذور کہا ہے۔ تم پر جہاد فرض نہیں اور بیٹوں کی طرف  
مخاطب ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا حرج ہے اگر تم ان کو نہ رو کر۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو شہادت  
نصیب فرمائے چنانچہ وہ جہاد کے لئے نکلے اور شہید ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
اور مدینہ سے چلتے وقت مستقبل قندہ ہو کر یہ دعا مانگی۔

اللہم ارزقنی الشہادۃ ولا  
تردنی الی اہلی۔  
اے اللہ مجھ کو شہادت نصیب فرما اور گھر  
داروں کی طرف واپس نہ کر۔

اسی غزوہ میں ان کے بیٹے خلا بن عمرو بن الجموح بھی شہید ہوئے، عمرو بن الجموح کی بیوی  
ہندہ بنت عمرو بن حرام نے جبکہ عبداللہ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابر کی بھوپتی بہن) یہ  
ارادہ کیا کہ تینوں یعنی اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حرام اور اپنے بیٹے خلا بن عمرو بن  
الجموح اور اپنے شوہر عمرو بن الجموح کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینے جائیں اور وہیں جا کر تینوں  
کو دفن کریں مگر جب مدینہ کا قصد کرتی ہیں تو اونٹ بیٹھ جاتا ہے اور جب اُحد کا رخ کرتی ہیں تو  
تیز چلنے لگتا ہے۔

ہندہ نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا عمرو بن الجموح  
نے مدینہ سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔ ہندہ نے ان کی وہ وعادہ کر کے جو انھوں نے چلتے وقت کی تھی  
آپ نے فرمایا، اسی وجہ سے اونٹ نہیں چلتا اور یہ فرمایا،

والذی نفسی بید کا ان منکم من  
لو اتسم علی الذلکا براء منہم عمر  
بن الحموح ولقد رأیتہ یطاء  
بعرجۃ فی الجنة۔  
قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری  
جان ہے البتہ تم میں بعض ایسے بھی ہیں اگر اللہ پر  
قسم کہا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے  
ان میں سے عمرو بن الجموح بھی ہیں البتہ تحقیق میں

نے ان کو اسی لنگ کے ساتھ جنت میں چلتا ہوا دیکھا ہے

استیعاب ترجمہ عمرو بن الجموح چلتے حاشیہ اصابع

عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن جموح رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُحد کے قریب دونوں ایک ہی  
قبر میں دفن کئے گئے۔

۱۔ زہد قالی، ج ۲، ص ۵۰۔  
روض الانف، ج ۲، ص ۱۳۹۔

یعون الاثر، ص ۳۳۱

## حضرت خثیمہ کی شہادت کا ذکر

خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دھن کے بیٹے سعد غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شہید ہو چکے تھے، بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ افسوس مجھ سے غزوہ بدر رہ گیا۔ جس کی شرکت کا میں بڑا ہی حریص اور مشتاق تھا۔ یہاں تک اس سعادت کے حاصل کرنے میں بیٹے سے قرعہ اندازی کی مگر یہ سعادت میرے بیٹے سعد کی قسمت میں تھی قرعہ اس کے نام کا نکلا اور شہادت اس کو نصیب ہوئی اور مردہ گیا۔

آج شب میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے نہایت حسین و جمیل شکل میں ہے جنت کے باغات اور بہروں میں سیر و تفریح کرتا پھرتا ہے اور مجھ سے یہ کہتا ہے اے باپ تم بھی یہیں آ جاؤ دونوں مل کر جنت میں ساتھ رہیں گے۔ میرے پروردگار نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے بالکل حق پایا۔

یا رسول اللہ اس وقت سے اپنے بیٹے کی مرافقت کا مشتاق ہوں۔ بوڑھا ہو گیا اور بیٹے کم زور ہو گئیں اب تمنا یہ ہے کہ کسی طرح اپنے رب سے جا ملوں۔ یا رسول اللہ، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو شہادت اور جنت میں سعد کی مرافقت نصیب فرمائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خثیمہ کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور خثیمہ معرکہ احد میں شہید ہوئے۔

انشار اللہ ثم انشار اللہ اُمید واثق ہے کہ حضرت خثیمہ اپنے بیٹے سعد سے جا ملے رضی اللہ تعالیٰ عنہما

## حضرت اُصَیْرِم کی شہادت کا ذکر

عمر بن ثابت، جبر اُصَیْرِم کے لقب سے مشہور تھے۔ ہمیشہ اسلام سے محبت رہے جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اترا آیا بعد تواتر سے کہ میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں

جبر کا مفصل قصہ غزوہ بدر کے بیان میں لکھ چکا ہے۔ ۵۷ - زاد المعاد، ج ۲، ص ۹۶



ہمک زخمی ہو کر گر پڑے لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیمؓ ہی تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اسے عمرو  
تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا۔ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت و حیثیت اُصمیرؓ نے جواب دیا۔  
بل رغبتہ فی الاسلام فأمنت باللہ جگہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی میں ایمان لایا  
و رسولہ فاسلمت واخذت سيفی اللہ اور اس کے رسولؐ پہلے سلطان ہوا اور تلوار لیکر  
وقالت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ آپ کے  
وسلمت حتی اصابنی ما اصابنی دشمنوں کا حال کیا یہاں تک مجھ کو یہ زخم پہنچے۔

یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہو گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ لمن اهل الجنة البتہ تحقیق وہ اہل جنت سے ہے۔

رواہ ابن احقاق واسنادہ حسن

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے تباؤ وہ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا۔ اور  
ایک نماز بھی نہیں پڑھی۔ وہ یہ صحابی ہیں۔ اصحابِ ترجمہ عربی ثابت؛

## مدینہ منورہ کے مردوں اور عورتوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خیریت اور سلامتی معلوم کرنے کے لئے ہجوم

جنگ کے متعلق مدینہ میں چونکہ دشمنانِ کفر پہنچ چکی تھیں اس لئے مدینہ کے مرد اور  
عورت بچے اور بوڑھے اپنے عزیزوں سے زیادہ آپ کو سلامت و عافیت کے ساتھ دیکھنے  
کے متمنی اور مشتاق تھے۔

چنانچہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ واپسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
گزر ایک انصاری عورت پر ہوا جس کا شوہر اور بھائی اور باپ اس موکر میں شہید ہوئے جب اس عورت  
کے شوہر اور برادر اور چم کے شہادت کی خبر سنا لی تو یہ کہہ کر پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا بھلا اللہ خیریت سے ہیں۔ اس خاتون نے کہا بھلا چہرہ اور دکھلا

آنکھوں سے دیکھ کر پورا اطمینان ہو گا۔ لوگوں نے اشارہ سے بتلایا کہ حضور یہ ہیں۔ جب اس فرشتہ نے جہاں نمودی کر دیکھ لیا تو یہ کہا۔ کل مصیبت بعد از جمل ہر مصیبت آپ کے بعد بالکل بیچ اور پر حقیقت ہے (ابن ہشام ۱/۱۱۱)

## معرکہ کارزار میں عین پریشانی کی حالت میں مجتہدین باخلاص پر حق تعالیٰ کا ایک خاص انعام یعنی ان پر غنودگی طاری کر دی گئی

جب کسی شیطان نے یہ خبر اُڑادی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو بعض مسلمان بنفسفلسفہ بشریت یہ خبر سن کر پریشان ہو گئے اور اسی پریشانی اور حیرانی کے حالت میں کچھ دیر کے لئے ان کے قدم میدان جنگ سے ہٹ گئے اور اس معرکہ میں جن کے لئے شہادت کی سزا متعقد تھی وہ شہید ہو گئے اور جن کے لئے ہٹا متعقد تھا وہ ہٹ گئے اور جو میدان قتال میں باقی رہ گئے تھے ان میں سے جو مومنین غلغلیہ اور اہل یقین اور اصحابِ ترکش تھے ان پر حق تعالیٰ کی طرف سے ایک غنودگی طاری کر دی گئی۔ یہ لوگ کھڑے کھڑے اُدھکنے لگے جن میں حضرت طلحہ بھی تھے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی مرتبہ تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تو اُمیر سے ہاتھ سے گر کر جاتی تھی اور میں اس کو اٹھا لیتا تھا یہ ایک حسی اثر تھا، اس باطنی سکون کا جو حق تعالیٰ نے اس موقع پر اہل ایمان کو عطا فرمایا جس سے کافروں کا خوف و ہراس دل سے یکلیخت و دور ہو گیا اور منافقین کا گردہ جو اس وقت شریک جنگ تھا اس وقت سخت اضطراب میں تھا اس کو صدمہ اپنی جان بچانے کی فکر تھی، ان کبجوں کو نیند نہ آئی اس بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

نَحْنُ أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكُمْ تَبَأُ الْغَدْرِ  
أَمْ نَدْرَأُ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ طَائِفَةً مِّنْكُمْ  
وَمَا لَكُمْ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ  
بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنُّوا بِالْجَاهِلِيَّةِ مَا آتَا

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر ایک امن اور سکون کی کیفیت نازل فرمائی یعنی تم میں سے ایک جماعت پر اور نگہ طاری کر دی جو ان کو گھیر رہی تھی اور ایک دوسری جماعت ایسی تھی کہ جس کو اپنی جان

کی فکر پڑی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جاہلیت کی طرح بدگمانی میں مبتلا تھی۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ جس جماعت پر فتنہ طاری کی گئی وہ جماعت ان اہل ایمان کی تھی کہ جو یقین اور ثبات اور استقامت اور توکل صادق کے ساتھ موصوف تھے اور ان کو یہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی ضرورت مدد کرے گا اور اپنے رسول سے جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا کرے گا اور وہ سراگزرہ جسے اپنی جانوں کی فکر پڑی ہوئی تھی اور اسی فکر میں ان کی فتنہ غالب تھی، وہ منافقین کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جان کا غم تھا اطمینان اور امن کی فیند سے محروم تھے۔

## جنگ میں کچھ عورتوں کی شرکت اس کا حکم

اس غزوہ میں مسلمانوں کی چند عورتوں نے بھی شرکت کی صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہؓ اور انہی والدہ ام سلیم کو دیکھا کہ پانی بچے چڑھائے ہوئے پانی کی مشک بھر بھر کر پشت پر رکھ کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پانی پلاتی ہیں جب مشک خالی ہو جاتی ہے تو پھر بھر کر لاتی ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ابو سعید خدریؓ کی والدہ ام سلمہؓ بھی احد کے دن ہمارے لئے مشک میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں۔

صحیح بخاری میں ربیع بنت معوذہ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی تھیں کہ لوگوں کو پانی پلائیں اور زمینوں کی مرہم چھڑیں اور متولین کو اٹھا کر لائیں۔ خالد بن ولیدؓ کی روایت میں اس قدر اور اضافہ ہے۔ (وَلَا تَقَاتِلُ)

(ربیع کہتے ہیں مگر ہم قتال اور لڑائی میں شریک نہیں ہوتے تھے) یہ تینوں روایتیں صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں مذکور ہیں تفصیل کے لئے فتح الباری از میثاقہ تا بیچہ مراجعت فرمائیں ابن ابی جب

۱۔ اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں لَمْ أَزَلْ عَلَيْنَا مِمَّا نَبْعِدُ الْعَمَةَ أَصْلًا نَحْنُ نَأْتِي نَفْسًا تَقَاتِلُ عَنِ الْفِتْنَةِ

یعنی اہل ایمان و یقین و الثبات و التوکل و صاف و دم اہل امن و بان اللہ غزوہ طے سنیر و ماہ ہر و ماہ و الخ

تغیر و کثیر و الخ

میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا علیہ السلام جہاد کیا عورتوں پر بھی جیاد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نعم جہاد کا قتال فیہ الحج والعمرة ہاں ان پر ایسا جیاد ہے۔

جس میں لڑنا نہیں۔ یعنی حج اور عمرہ (فتح الباری کتاب الحج باب حج النساء)

صحیح بخاری کی کتاب الامیدین میں ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ ہم غزوات میں مریضوں کی خبر گیری اور زخمیوں کے علاج کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔

ان عورتوں نے فقط لوگوں کو پانی پلایا اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی لیکن قتال نہیں کیا مگر ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ ابن قتیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر رہا ہے تو انھوں نے اس حالت میں آگے بڑھ کر مقابلہ کیا۔ مونڈھے پر ایک گہرا زخم آیا۔ ام عمارہؓ فرماتی ہیں، میں نے بھی بڑھ کر ابن قتیہؓ پر دیا مگر عد اللہ (اللہ کا دشمن) دوزخ پہنچے ہوئے تھا۔

اس غزوہ میں صرف ایک ام عمارہ شریک جہاد و قتال ہوئیں۔ اس کے علاوہ تمام غزوات میں سوا ایک دو عورت کے اور عورتوں کا شریک جہاد و قتال ہونا کبیں ذخیرہ حدیث سے ثابت نہیں اور نہ کسی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو جہاد کی ترغیب دینا ثابت ہے۔

اس لئے تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں الایہ کہ کفار عجم کو آئیں اور ضرورت عورتوں کی شرکت پہنچی مجبور کرے۔

عورتوں کا نظری ضعف اور ان کی طبعی ناتوانی خدا کی دلیل ہے کہ ان پر جہاد و قتال کو لازم کرنا ان کی فطرت اور جبلت کے خلاف ہے۔ قال تعالیٰ لَیْسَ عَلَی الضَّعْفَاءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضَیِّ وَلَا عَلَی الْوَعْدَانِ کَیْفُ جِدَادٍ یعنی ضعیف اور ناتواں مریض اور غیر متطیع لوگوں پر جہاد فرض نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جیاد میں یہ تاکید فرماتے ہیں کہ کسی عورت کو قتل نہ کرنا۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک عورت کو مقتول دیکھا (جو غلطی سے قتل ہوئی تھی) فرمایا ما کانت ہذا لتقاتل یہ تو قتل کے قابل نہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم جہاد کو سب سے افضل اور سترعلیٰ سمجھتے ہیں، کیا ہم عورتیں اس میں شریک نہ ہوا کریں آپ نے فرمایا: نہیں، تمھارا جہاد توجہ مبرورہ ہے۔  
اصل حکم عورتوں کے لئے یہ ہے۔ وَقَدْ زَنَ فِي بُيُوتِكُنَّ۔ اپنے گھروں میں ٹھہرو۔ باہر نہ نکلو۔  
دیکھو شرح سیر کبیر ص ۹۲ ج ۱

اسی لئے نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کا نماز کی جماعت میں حاضر ہونا بھی پسند نہیں فرمایا اور عطا اور خوشبو لگا کر یا عمدہ کپڑے پہن کر مسجد میں آنے کی صریح ممانعت فرمائی۔ اور بجائے صحن خاں کے دھان میں اور اس سے بڑھ کر کوٹھڑی میں عورت کا نماز پڑھنا افضل قرار دیا۔ لہذا جب شریعت مطہرہ صاف نمازیں عورتوں کی حاضری پسند نہیں کرتی تو صعب جہاد و قتال میں بلا ضرورت ان کی حاضری کیسے پسند کر سکتی ہے۔

اس لئے حضرت فقہار نور اللہ مرقدہم نے یہ فتویٰ دیا کہ نماز کی جماعت اور جہاد میں عورتوں کا حاضر ہونا پسند ہے، مگر مجاہدین کی اعانت اور امداد اور مریضوں اور زخمیوں کی خبر گیری کی غرض سے صرف ان عورتوں کا حاضر ہونا جائز ہے کہ جن کی حاضری باعث فتنہ نہ ہو یعنی بوڑھی ہوں۔ بشرطیکہ شوہر یا ذی رحم محرم ان کے ہمراہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ بغیر شوہر یا بغیر ذی رحم محرم کے ہمراہ حج وغیرہ کسی قسم کا کوئی سفر کر سکے، اسی وجہ سے بعض فقہاء کا یہ قول ہے کہ جس عورت پر ذی شروت اور صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے حج فرض ہو اور شوہر اور نہ ذی رحم محرم رکھتی ہو تو اس پر کاح واجب ہے کہ کاح کر کے شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تاکہ بغیر محرم کے سفر نہ ہو۔

مسجد میں نماز کے لئے عورتوں کی حاضری اس شدہ طے کے ساتھ جائز ہے کہ ان کی حاضری موجب فتنہ نہ ہو ورنہ ناجائز اور حرام ہے۔

اسی طرح اچانوں میں عورتوں کا غیر مردوں کی تہلیل داری کرنا بھی بلاشبہ حرام ہے، اے

میرے دوستو موجودہ تہذیب پر نظر مت کرو۔ موجودہ تہذیب کی بنیاد اور عمارت اور تمام فرش انسانی شہوتوں اور شیطان کی لذتوں پر مبنی ہے اور حضرات انبیاء کرام کی شریعتیں عفت اور عصمت پاک پر مبنی ہیں جس کو خداوند تعالیٰ نے عقل دی ہے وہ عفت اور شہوت کے فرق کو سمجھے گا اور جو نفس و شیطان کا غلام بنا ہوا ہے اس سے خطاب ہی فضول ہے ایسے بے عقل کے نزدیک کلاج اور زنا میں بھی فرق نہیں۔ اللہ اکبر کیا وقت آگیا کہ جب شریعت مقدسہ عفت اور عصمت کی طرف دعوت دیتی ہے تو یہ بندگان شہوت اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔

## شہدِ اراحد کی تجہیر و تکفین

اس غزوہ میں بیشتر صحابہ شہید ہوئے جن میں اکثر انصار تھے۔ بے سوسامانی کا یہ عالم تھا کہ کفن کی چادر بھی پوری نہ تھی۔ چنانچہ مصعب بن عمیرؓ کے ساتھ ہی واقعہ پیش آیا کہ کفن کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر گر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھکے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا بالآخر یہ ارشاد فرمایا کہ سر ڈھانک دو اور پیروں پر ازخراہ ایک گھانس بٹوسا ہے (ڈال دو۔) صحیح بخاری غزوہ اُحد۔

۱۔ اور یہی واقعہ شہدِ اراحد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا جبلیا کہ معجم طبرانی میں ابواسید سے ارشد رک حاکم میں انسؓ سے مروی ہے۔ طبرانی کی سند کے سب ملوئی ثقہ ہیں۔

اور بعض کے لئے یہ بھی مستر بنایا۔ دو دواؤں کو ایک ہی چادر میں کفن دیا گیا۔ اور دو دواؤں میں تین کو ملکر ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ دفن کے وقت یہ دریافت فرماتے کہ ان میں سے زیادہ قرآن کس کو یاد ہے۔ جس کی طرف اشارہ کیا جاتا اسی کو قبہ رخ محمدی آگے رکھتے اور یہ ارشاد فرماتے رہ۔ انا شہید علیٰ ہو کا دیوم القیامت قیامت کے دن میں ان لوگوں کے حق میں شہادت دوں گا۔

۲۔ تین تین کا حفظ صحیح بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ سنن کی روایت ہے جس کا امام ترمذی نے تصحیح کی ہے۔

(فتح ہدیٰ ص ۳۷۱ کتاب الجنائز)

اور یہ حکم دیا کہ اس طرح بلا غسل وئے خزن آلودہ زن کر دیں (صحیح بخاری کتاب الجنائز)  
 صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 شہداء احد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی لیکن کل علما سیر اس پر متفق ہیں کہ آپ نے شہداء احد کے جنازہ  
 کی نماز پڑھی۔ اور متعدد روایات حدیث بھی اسی کی مؤید اور مساعد ہیں۔ حافظ علامہ الدین مغلطائی نے  
 اپنی سیرت میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ باقی تفصیل کے لئے کتب حدیث کی مراجعت کی جائے۔  
 بعض لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے عزیز شہیدوں کو مدینہ لے جا کر دفن کریں لیکن رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں شہید ہوئے وہیں دفن کئے جائیں (ابن ہشام ص ۹۶)

## شہید قوم

احد کے دن قزمان نامی ایک شخص نے بڑی جاننازی اور سرفروشی دکھلائی اور تنہا اس نے  
 سات یا آٹھ مشرکوں کو قتل کیا اور آخر میں خود زخمی ہو گیا جب اس کو اٹھا کر گھر لے آئے تو بعض صحابہ  
 اس سے یہ کہا:۔

واللہ لقد ابلیت اليوم یا قزمان خدا کی قسم آج کے دن اے قزمان تو نے بڑا کام کیا  
 فالبشر کیا تجھ کو مبارک ہو۔

قزمان نے جواب دیا:

اذا ابشروا الله ان قاتلت الاعن تم مجھے کسی چیز کی بشارت اور مبارکباد دیتے ہو:  
 احساب قومی و لو لا ذلك ما قاتلت خدا کی قسم میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے قتال

نہیں کیا بلکہ صرف اپنی قوم کے خیال اور ان کے بچانے کی غرض سے قتال کیا۔

۵۔ چنانچہ حافظ مرسون عنون زہل کے تحت (الصلاۃ علی الشہداء) من غیر غسل، یہ تقریر رواتے  
 ہیں و صلی علی حمزۃ و الشہداء من غیر غسل و ہذا اجماع الامام شاذلی بعض تابعین قال اسبیل لم یرد علی اللہ  
 علیہ وسلم و صلی علی شہیدی ششی من معانیرہ الا انی ہذہ۔ و فیہ نظرنا ذکرہ الانسان من اد صلی علی المرالی فی  
 غزوۃ اخی۔ (سیرت مغلطائی ص ۹۶)

اس کے بعد جب زعموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو خود کھلی کر لے یہ قلعہ تفصیل کے ساتھ  
بھلائے بخاری و فتح الباری بحث جہاد میں گن چکا ہے۔

**فائدہ ۱۔** یہ شخص دراصل مناق تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جو اس نے کار نمایاں  
کئے تو محض قوم اور وطن کی ہمدردی میں کئے تھے کہ اسی میں وہ مارا گیا اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اہل نار میں سے ہے خدا کے نزدیک شہید وہ ہے کہ جو اعلان  
کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرے اور جو شخص قوم اور وطن کے لئے لڑ کر جان دیدے اس زمانہ کے  
معاورہ کے مطابق وہ شہید قوم کہلا سکتا ہے مگر اسلام میں وہ شہید نہیں اسی زمانہ کا افضل اتو  
شروع ہی میں اسی عنوان، جہاد کی حقیقت کے ذیل میں گزر چکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔  
تنبیہ۔ قال ابن کثیر وقد رد مثل قلعہ بذانی غزوۃ خیبر کما سیاقی انشاء اللہ تعالیٰ  
الہدایۃ والنبایۃ ص ۳۶ ج ۴۔

## اسرار و حکم

حق جل و علانے غزوہ احد کے بیان **وَاذْعَدُّوْا مِنْ اَهْلِكُمْ قِبُوْتِی الْمَوْتِیْنَ**  
**مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ** سے ساتھ آیتیں نازل فرمائیں جن میں سے بعض آیات میں مسلمانوں کی ہزیمت  
و شکست کے اسباب اور علل اسرار اور حکم کی طرف اشارہ فرمایا جو مختصر توضیح کے ساتھ ہدیہ  
ناظرین میں۔

و اما کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر کا حکم نہ ماننے اور ہمت ہار دینے اور آپس میں بھگڑنے  
کا کیا انجام ہوتا ہے۔

**وَلَقَدْ مَدَدْنَا لَكَ الْوَسْطَىٰ وَوَعَدْنَاكَ اِذَا تَحْسَرْتُمْ** اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ پہنچا  
**وَاِذْ يَنْهَىٰ عَنْ الْقِتَالِ** کہ روکھا یا جبکہ تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل



تَنَازَعْتُمْ فِي الْأَرْضِ وَعَصَيْتُمْ مَنِ ابْعَدَ  
مَا أَسْرَأَكُمْ تَأْتِي جُنُودُكُمْ مِنْ  
يَرِيدُ الدِّينَ وَنِيَاؤَ مِنْكُمْ مَنْ يَرِيدُ  
الْآخِرَةَ لَتُعَذِّبَنَّهُمْ عَنْهُمْ لِيُتْلِكَ  
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى  
الْمُؤْمِنِينَ ط لہ

کر رہے تھے یہاں تک جب تم کچھ بزدلی کرنے  
لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے اور حکمِ مدد کی  
بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبوب چیز  
یعنی فوج و نصرت تم کو دکھا دی بعض تم میں سے دین  
چاہتے تھے اور بعض خالص آخرت کے طلب گار  
تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے بھیر دیا یعنی

شکست دی تاکہ تمہارا امتحان کرے اور تمہاری اس لغزش کو اللہ تعالیٰ نے معاف  
کر دیا اور اللہ تعالیٰ اہل ایمان پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔

(۲)۔ اور تاکہ کچے اور کچے کا اور مجموعے اور پچے کا امتیاز ہو جائے اور مخلص اور منافق، عداوت  
اور کاذب کا اخلاص اور نفاق، صدق اور کذب ایسا واضح اور روشن ہو جائے کہ کسی قسم کا اشتباہ  
باقی نہ رہے

اللہ تعالیٰ کے علم میں اگرچہ پہلے ہی سے مخلص اور منافق متماز تھے لیکن سنت اللہ اس  
طرح جاری ہے کہ محض علم الہی کی بنا پر جبار اور سزا نہیں دی جاتی جو شئی علم الہی میں مستور ہے جب تک  
وہ محسوس اور شاہد نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر ثواب اور عقاب مرتب نہیں ہوتا ہے  
در محبت ہر کہ او دعویٰ کند      مد ہزاراں امتحاں بروے تند  
گر بر دواوق کشد با رجفا      در بود کاذب گرمیز و از بلا  
عاشقاں را در دول بیاری بایکشد      جو ربار و غصہ اغیار می بایکشد

(۳) اور تاکہ اپنے خاص مجتہدین و مخلصین اور شائقین لقاء خداوندی کو شہادت فی سبیل اللہ  
کی نعمت کبریٰ اور منت عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں جس کے وہ پہلے سے مشتاق تھے اور بدر میں فدیہ اسی  
امید پر لیا تھا کہ آئندہ سال ہم میں کے ستر آدمی خدا کی راہ میں شہادت حاصل کریں گے جیسا کہ اگر بلا

اس نعمت اور دولت سے حق تعالیٰ اپنے دوستوں ہی کو نوازتا ہے ظالموں اور فاسقوں کو یہ یہ نعمت نہیں دی جاتی قال تعالیٰ

وَلْيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذْ  
مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يَحِبُّ  
الظَّالِمِينَ۔ ۱۷

اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین مخلصین کو متاثر کرے  
اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے اور اللہ تعالیٰ  
ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے۔

(۴)۔ اور تاکہ مسلمان اس شہادت اور ہر میت کی بدولت گناہوں سے پاک اور صاف  
ہو جائیں اور جو خطائیں ان سے صادر ہوتی ہیں وہ اس شہادت کی برکت سے معاف ہو جائیں۔

(۵) اور تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو مٹا دے اس لئے کہ جب خدا کے دوستوں اور  
مجتہدین و مخلصین کی اس طرح خوریزی ہو جاتی ہے تو غیرت حق جو شش میں آجاتی ہے اور خدا کے  
دوستوں کا خون عجب رنگ لے کر آتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جن دشمنانِ خدا نے دشمنان  
خدا کی خوریزی کی تھی وہ عجیب طرح سے تباہ اور برباد ہوتے ہیں ج

ویدی کہ خون ناحق پر دانہ شمع را چند ان اماں نذا کہ شب را سحر کند

کما قال تعالیٰ

وَلْيُمَخِّصِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذْ  
أَنْكَابِينَ۔ ۱۸

اور تاکہ اللہ تعالیٰ مومنین کا میل کچی صاف  
کروے اور کافروں کو مٹا دے۔

(۶) اور تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی سنت یہ ہے کہ دلوں کو پھیرتے رہتے ہیں کبھی دوستوں  
کو نفع و نصرت سے سرفراز کرتے ہیں اور کبھی دشمنوں کو غلبہ دیتے ہیں۔

وَتَخْلُقُ الْإِنْسَانَ مِنْ نُحْلٍ أَوْ مِنْ حَبِّ خَبْثٍ  
النَّاسِ۔ ۱۹

اور ان دلوں کو کم لوگوں میں باری باری پھیرتے  
رہتے ہیں۔

۱۷۔ ایضاً، آیتہ ۱۱۱، ۱۱۲،

۱۸۔ آل عمران، آیتہ ۱۶۰،

۱۹۔ ایضاً، آیتہ ۱۲۰،

مگر انجام کار غلبہ دوستوں کا رہتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ اس لئے کہ اگر ہمیشہ اہل ایمان کو فتح ہوتی رہے تو بہت سے لوگ محض نفاق سے اسلام کے حلقہ میں آ شامل ہوں تو مزمن اور منافق کا امتیاز نہ رہے۔ اور یہ نہ معلوم ہو کہ ان میں سے خاص اللہ کا بندہ ہے اور کون ان میں سے عہد الدنیا والدرہم ہے۔

اور اگر ہمیشہ اہل ایمان کو شکست ہوتی رہے تو بعثت کا مقصد (یعنی اعلانِ کلمۃ اللہ) حاصل نہ ہو اس لئے حکمت الہیہ اس کو مقصی ہوتی کہ کبھی فتح و نصرت ہو اور کبھی شکست اور ہزیمت تاکہ کھرے اور کھوٹے کا امتحان ہوتا رہے۔ قال تعالیٰ:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ  
اللہ تعالیٰ مؤمنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتے  
یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو پاک سے۔  
اور انجام کار غلبہ اور فتح حق کو ہو۔

(۷)۔ نیز اگر ہمیشہ دوستوں کو فتح ہوتی رہے اور ہر معرکہ میں ظفر اور کامیابی ان کی ہر کاب ہے تو اندیشہ یہ ہے کہ کہیں دوستوں کے پاک و صاف نفوس طغیان اور سرکشی غرور و عجباب میں مبتلا نہ ہوں اس لئے مناسب ہوا کہ کبھی راحت اور آرام ہو اور کبھی تکلیف اور ایلام کبھی سختی اور کبھی نرمی۔ کبھی قبض اور کبھی بسط۔

چونکہ قبض آیت اسے راہرو آن صلاح تست آیس ول مشو  
پونکہ قبض آمد تو دروے بسط بین تازہ باش و چین می فگن جز حسین  
(۸)۔ اور تاکہ شکست کھا کر شکستہ خاطر ہوں اور ہار گاہ خداوندی میں تخیخ اور تفرع

الح - آل عمران، آیتہ: ۱۶۹ -

۱۔ افضل البشیرہ الانبیاء بالتحقیق سیدنا و مولانا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه سے جب یہ عرض کیا گیا کہ آپ کا بھابھ اور عزرات بدرین کو عہدے کیوں نہیں ملتا فرماتے تو یہ ارشاد فرمایا۔ اری ان لا یکن شہدہ الدنیا میں رہا تھا ہوں کہ دنیا ان حضرات کو مکہ و مدینہ کے لئے بلایا یہ روایت صحیحہ الاولیاء میں آئی کہ اس وقت حوالہ یافتہ کیا آ رہا ہے واللہ اعلم۔

عجز اور تسکین و تذلل اور انکساری کے ساتھ رجوع ہوں۔ اس وقت حتیٰ جل و علا کی طرف سے عزت اور سر بلندی نصیب ہو اس لئے کہ عزت و نصرت کا خلعت و زنت اور انکساری ہی کے بعد عطا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ۔

وَلَقَدْ نَفَرَكُمْ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَلَئِنْ لَمْ  
أَذِلَّةٌ ۝ ۱۷  
اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری  
مدد کی در آسما لیکہ تم بے سر و سامان تھے۔

وقال تعالیٰ

وَلْيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كُنُوزُكُمْ  
فَلَمْ تَغْنِ عَنْكُمْ شَيْئاً ۝ ۱۸  
اور جنگ حنین میں جب تمہاری کثرت نے تم کو خود  
پسندی میں ڈالا تو وہ کثرت تمہارے کچھ بھی کام نہ آئی  
حق جل شانہ جب اپنے کسی خاص ہندے کو عزت یا فتح اور نصرت دینا چاہتے ہیں تو اول  
اس کو ذلت اور انکساری عجز اور انکساری میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ نفس کا نقیعہ ہو جائے اور اعجاب  
اور خود پسندی کا ناسد مادہ بکلفت خارج ہو جائے اس طرح ذلت کے بعد عزت اور ہزیمت اور  
شکست کے بعد فتح و نصرت اور فنا کے بعد بقا عطا فرماتے ہیں۔

عارف رومی فرماتے ہیں :

بس زیاد تھا و در دنِ نقص ہاست      مرشیدانِ راحیات اندو ناست  
مردہ شوتا مخرجِ الحی الصمد      زندہ زینِ مردہ بیرونِ آدرود  
آن کے را کہ جنسِ شاہے کشد      سوے تخت و پہرین جاہے کشد  
نیم جان بستاند و صد جان دہد      آنچه در دہشت نیاید آن دہد

(۱۹)۔ اور تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدون مجاہدہ عظیم اور بغیر ریاضتِ تامہ کے مراتب اور  
درجاتِ عالیہ کا دل میں خیال مانع و لینا مناسب نہیں۔ کما قال تعالیٰ

۱۷۔ آل عمران ، آیت ۱۶۳ -

۱۸۔ سورہ توبہ ، آیت ۲۵ -

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَذَلُّوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَخْلَوِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلِيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ۔ ۱۰۔  
 کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ  
 حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا اور صابرین  
 کا امتحان نہیں لیا۔

(۱۰)۔ اور تاکہ تمہارے پاک نفوس دنیا کی طرف میلان سے بالکلیہ پاک اور منترہ ہو جائیں  
 اور آئندہ سے کبھی بھی دنیائے ملال (یعنی مال غنیمت) کے حصول کا خیال بھی دل میں آئے  
 کہ ہمارے رسول کے حکم کے خلاف مال غنیمت کو دیکھ کر ہمارے نیچے کیوں اترے ہم نے اس وقت  
 تمہاری اس فتح کو شکست سے اس لئے بدلا ہے کہ تمہارے قلوب آئندہ کے لئے دنیائے ملال  
 (یعنی مال غنیمت) کی طرف میلان سے بھی پاک اور منترہ ہو جائیں اور دنیائے دوں کا وجود اور عدم  
 تمہاری نظر میں برابر ہو جائے، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فَاَنَابَكُمْ عَمَّا لَيْعُمُ لِكَيْلًا تَحْذَرُوا  
 عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا آصَابَكُمْ  
 وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ۔ ۱۱۔  
 پس اللہ تعالیٰ تم کو اس مال غنیمت کی طرف  
 مائل ہونے کی پاداش میں غم پر غم دیا تاکہ آئندہ کو  
 تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ جو چیز تمہارے  
 ہاتھ سے نکل جائے اس پر غمگین نہ ہو اور نہ کسی مصیبت کے پہنچنے سے تم پریشان ہو اور اللہ  
 تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

یعنی اس وقتی ہزیمت اللہ شکست میں ہماری ایک حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ تم نہ بددو صبر کے  
 اس اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جاؤ کہ جہاں دنیا کا وجود اور عدم نظروں میں برابر ہو جاتا ہے جیسا کہ حق  
 جل شانہ کا دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَا آصَابَ مِنْ مَّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا  
 فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ  
 أَنْ نَبْزُهَا۔ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ۔  
 نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں یا تمہارے نفسوں  
 میں مگر وہ پہلے ہی سے لوح محفوظ میں مقرر ہوتی ہے  
 اور تحقیق یہ امر اللہ کے نزدیک باطل آسان ہے۔

لَا يَلِيْلَتَا سَوْا عَلَيَّ مَا فَا تَكُمُ وَلَا  
 اَفْرَحُوْا بِمَا اَتَا كُمْ وَاللّٰهُ لَا  
 يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ - ۱۵  
 اور مصائب کے نازل کرنے میں اللہ کی حکمت  
 یہ ہے کہ تم صبر میں اس درجہ کامل ہو جاؤ کہ اگر دنیا  
 کی کوئی چیز تم سے فوت ہو جائے تو اس پر غلگین نہ ہو

کر اور دنیا کی جو چیز اللہ تم کو عطا کرے تو تم اس دنیا کی چیز کو دیکھ کر خوش نہ ہو کر اور  
 اللہ تعالیٰ کسی انسانے مالے اور فقر کرنے مالے کو پسند نہیں کرتے

دنیا کے آنے سے دل کا خوش نہ ہونا اور دنیا کے جانے سے دل کا رنجیدہ نہ ہونا یہ زہد  
 اور صبر کا اعلیٰ ترین مقام ہے حق جل شانہ نے ان آیات میں اشارہ فرمادیا کہ مگر کہ احد میں صحابہ کو  
 جو یہ غم یہ دیا گیا کہ فتح کو شکست سے بدل دیا۔ اس میں اللہ کی ایک حکمت یہ ہے کہ آئندہ سے صحابہ  
 کے دل میں دنیا کے فوت ہونے کا کوئی غم نہ ہو کرے اور دنیا کا وجود اور عدم ان کی نظر میں برابر  
 ہو جائے اور یہ حال میں تضار الہی پر راضی اور خوش بنانا فقین اور جبار کی طرح خداوند ذوالجلال  
 سے بدگماں نہ ہو کہ اس وقت خدا تعالیٰ ہماری مدد کیوں نہ فرمائی محبت مخلص کی شان تو یہ ہوتی پاتا

زندہ کنی عطائے تو در بخشی فدائے تو

جان شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی رضائے تو

ما پر ویم دشمن و یا می کشیم دوست جرات کسی کہ جرح کند و فضلے ما

(۱۱) - نیز یہ واقعہ آپ کی وفات کا پیش خیمہ تھا جس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگرچہ اس

وقت تم میں سے بعض لوگوں کے بمقتضائے بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر  
 سن کر پاؤں اکھڑ گئے چونکہ اس کا منشا معاذ اللہ بزدلی اور نفاق نہ تھا بلکہ غایت ایمان و اخلاص اور  
 انتہائی محبت و تعلق تھا کہ اس وحشت اثر خبر کی دل تلب نہ لاسکے اور اس درجہ پریشان ہو گئے کہ  
 میدان سے پاؤں اکھڑ گئے اس لئے

وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ  
 حق تعالیٰ شانہ نے تمہارا یہ قصور معاف فرمایا

مَلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ۱۵

اور اللہ تعالیٰ تو ایسا نڈا سدا پر پڑا ہی فضل فرماتے  
والا ہے۔

لیکن آئندہ کے لئے ہر شیہ راہِ خیر وار ہو جاؤ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین  
اور آپ کی سنت اور آپ کے جاوہِ استقامت سے نہ پھر جانا آپ کی وفات کے بعد کچھ لوگ  
دین سے پھر جائیں گے جس سے فتنہ اُتراو کی طرف اشارہ تھا اور مقصودِ تنبیہ ہے کہ آپ ہی کے  
طریق پر زندہ رہنا اور آپ ہی کے طریق پر مرنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر وفات پا جائیں یا قتل  
ہو جائیں تو ان کا خدا تو زندہ ہے اور یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ  
قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ نَمُوتُ  
أَوْ نُقْبَلُ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يُنْفَكِبْ  
عَلَى عَقْبَيْهِ فَكَانَ يَفْضِي اللَّهُ شَيْئًا  
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝۱۶  
اور نہیں میں محمد مگر ایک رسول ہی تو ہیں جن سے  
پہلے بیت سے رسول گزرے ہیں اگر آپ کا حال  
ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم دینِ اسلام  
سے پھر جاؤ گے اور جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل  
واپس ہو جائے تو وہ ہرگز بہرگز اللہ کوئی نقصان  
نہیں کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو انعام دے گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مین کا قبیلہ ہمدان جب مرتد ہونے  
لگا، تو عبد اللہ بن مالک ارجو رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ ہمدان کو جمع کر کے یہ خطبہ دیا۔

یا معشرِ ہمدان انکم لم تعبدوا  
محمد علیہ السلام انما عبدتم  
رب محمد وعلیہ السلام، وھو الحق  
الذی لا یموت عنیدان کم اطعمتم  
رسولہ بطاعة اللہ۔ واعلموا انہ  
اے گروہ ہمدان تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ رب محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے اور  
رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی لایموت ہے  
ہاں تم اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے تھے

۱۵۔ آل عمران ۱۵۲ ۱۶۔ آل عمران ۱۶۲

استنقذکم من النار ولعلکم یثقلون  
لیجمع اصحابہ علی ضلالتہ لے  
تاکہ رسول کی اطاعت۔ اللہ کی اطاعت کا  
ذریعہ بن جائے اور خرب جان لو کہ اللہ تعالیٰ  
نے تم کو اپنے رسول کے ذریعہ آگ سے چھڑایا ہے۔  
اخیر الخطبۃ۔

اور اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور یہ شعر کہے۔  
لعمری لئن مات النبی مُحَمَّدٌ  
لَمَّا مَاتَ يَا ابْنَ الْفِیْلِ رَبِّ مُحَمَّدٍ  
قسم ہے میری زندگی کی کہ اگر نبی اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو آپ کا  
پروردگار زندہ ہے مے سوا کے بیٹے۔

دَعَا اِلَیْہِ سَرَّیْہُ، نَسَاجَابَہُ  
فَاخِیْرُ غَوْرَیْ وَاخِیْرُ مَنَاجِدِ  
ان کے پروردگار نے ان کو اپنے پاس لانے کی دعوت دی آپ نے اپنے رب کی  
دعوت کو قبول کیا۔ سبحان اللہ حضور پر نور غور و غور بندوبستی کے رہنے والوں میں سے  
سب سے افضل اور بہتر تھے۔ اصحابہ ترجمہ عبداللہ بن مالک صفحہ ۳۱۵ ج ۲ جن اصحابہ فی  
شرح اشعار الصحابہ ص ۳۱۵ ج ۱

تنبیہ و حیات انبیاء کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ وفات نبوی کے بیان میں کچھ  
ذکر کریں گے۔

## غزوہ اُحد میں فتح کے بعد نہریت پیش آجانیکی حکمت اور مصلحت پر اجمالی کلام

حسب وعدہ خداوندی شروع دن میں سلمان کا قول پر غالب رہے مگر جب اس مرکز  
سے ہٹ گئے جس پر اللہ کے رسول نے کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا اور مالی غنیمت جمع کرنے کے لئے  
پہاڑ سے نیچے اتر آئے تو جنگ کا پانسہ پٹ گیا۔ اور فتح شکست سے بدل گئی، بارگاہِ خداوندی میں  
محبتیں مخلصین اور عاشقین صادقین کی اونی بات پر گرفت ہوتی ہے حتیٰ جل شانہ کو مینا پسند ہوا



کہ اس کے مجتہد مخلصین (صحابہ کرام) اللہ کے رسول کے حکم سے ذرہ برابر بدل کریں اگرچہ وہ عدول کسی غلط فہمی اور بھول چوک سے ہی کیوں نہ ہوں نیز عاشق صادق کے شانِ عشق کے یہ خلاف ہے کہ وہ دنیا کے متاع اور مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے کوہِ انتقامت سے اتر کر زمین پر آئے جس مال غنیمت کے جمع کرنے کے لئے صحابہ پہاڑ سے اترے تھے اگرچہ وہ دنیاۓ حلال اور طیب تھی لقولہ تعالیٰ فَكَلُوا صَمًا عَنَّمُمْ حَلَآ لًا طَيِّبًا۔ مگر صحابہ جیسے عاشقین صادقین کیلئے یہ مناسب نہ تھا کہ خداوندِ دجلال کے بغیر اجازت اور اذن کے اس حلال و طیب کی طرف ہاتھ بڑھائیں۔

موسیا آداب و اناد یگرند سوختہ جانان روانان دگرند  
خداوند مطلق اور محبوب برحق نے اپنے مجتہد مخلصین کے تنبیہ کے لئے وقتی طور پر فتح کر شکست سے بدل دیا کہ متنبہ ہو جائیں کہ غیر اللہ پر نظر جائز نہیں اور علم انبی میں یہ مقدمہ فراہم کیا کہ وقتی طور پر اگرچہ شکستہ خاطر ہوں گے مگر عنقریب فتح تکڑے سے اس کی تلافی کر دی جائے گی اور آئندہ ہمیں کرم و کسریٰ کے خزانے اللہ کے ہاتھوں میں دیکھنے جائیں گے مقصود یہ تھا کہ مجتہد مخلصین کے قلوب دنیاۓ حلال کے میلان سے بھی پاک اور خالص بن جائیں۔ اسی بارہ میں حق جل شانہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وَلَقَدْ مَدَدْنَا قُلُوبَنَا لَكُمْ وَاللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ  
اور تحقیق اللہ نے تم سے جو رستہ کا وعدہ کیا تھا  
تَحْسَبُونَهُمْ بِأَذْنَبَهِمْ حَتَّىٰ إِذَا  
وہ بچ کر دکھایا جس وقت کہ تم کفار کو تائبینہ خدا کا  
فَشِلْتُمْ وَتَنَاءَلْتُمْ فِي الْأُمُورِ  
قتل کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سات یا نو آدمی جن کے  
وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَمَرْنَاكُمْ  
ہاتھ میں مشرکین کا جھنڈا تھا وہ سب تھامے ہاتھ  
ثُمَّ تَابِعْتُمُوهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَمَرْنَاكُمْ  
سے مارے گئے یہاں تک کہ جب تم خود سست  
وَمِنْكُمْ مَّنْ يَّرِيدُ الْأُخْرَىٰ ثُمَّ  
پڑ گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم  
مَرَّكُمْ عَنْهُمْ لِيَنبُلَ إِلَيْكُمُ اللَّهُ وَلَقَدْ  
نے حکم کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہاری

عَمَّا مَعَكُمْ ۖ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ  
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ ۱۷

محبوب الہ سپندیدہ چیز (یعنی کافروں پر غلبہ و فتح)

تم کو تمھاری آنکھوں سے دکھلا دیا تم میں سے بعض

توہ تھے کہ دنیا (غیبت) کی طرف مائل ہوئے اور بعض تم سے وہ تھے کہ جو مرثِ آخرت  
کے طلب گار اور جو راستھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم کو ان سے پھیر دیا۔ اور حاصل شدہ  
فتح کو بزرگیت سے بدل دیا تاکہ تم کو آزمائے اور صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ کون کتنا  
ہے اور کون کچا اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمھاری یہ غلطی یا نکل معاف کر دی (لہذا  
اب کسی کو اس غلط پر طعن و تشنیع بلکہ بکشتائی بھی جائز نہیں خدا تعالیٰ تو معاف کرنے  
اور یہ طعن کرنے والے معاف نہ کریں) اور اللہ تعالیٰ نے مومنین مخلصین پر بڑے ہی  
فضل والے ہی۔

ان آیات میں حق جل شانہ نے یہ بتلادیا کہ یکبارگی معاملہ اور قصہ منعکس ہو گیا کہ لشکر کفار جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو رہا تھا اب وہ اہل اسلام کے قتل میں مشغول ہو گیا۔ اس کی وجہ ایک ترویہ ہوئی کہ تم نے رسول اللہ کے حکم کے بعد عدول حکمی کی اور تم میں سے بعض لوگ، دنیاۓ فانی کے متاعِ آبی رمالِ غنیمت کے میلان اور طمع میں کوہِ انتقامت سے پہلے پڑے جس کا ثبوت یہ سب کو بھگت نا پڑا اور بعض کی لغزش سے تمام لشکر اسلام ہزیمت کا شکار بنا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُوْنَ۔

مگر بایں ہمد خداوند ذوالجلال والا کرام کے عنایات بے غایات اور الطاف بے نہایت مسلمانوں سے منقطع نہ رہے کہ باوجود اس محبت آمیز عقاب کی بار بار مسلمانوں کو تسلی دی کہ تم نہ امید اور شکستہ خاطر نہ بنو۔ ہم نے تمہاری مغزش کو باطل معاف کر دیا ہے چنانچہ ایک مرتبہ عفو کا اعلان اس آیت میں فرمایا وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاعْتَدُوا لِلَّهِ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ اور پھر اسی رکوع کے آخر میں مسلمانوں کی مزید تسلی کے لئے دوبارہ عفو کا اعلان فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَبْعَيْنِ لَا اِيْسَاءَ اَسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ يَبْعِضُ مَا كُنْتُمْ اِجْرًا وَلَقَدْ عَمَّا اللّٰهُ عَذَّبُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَقُوْبٌ لِّعٰمِلِيْهِ

تحقیق جن بعض لوگوں نے تم میں سے پشت پھیری جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں سو جو انیسیت اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بعض اعمال کی وجہ سے شیطان نے ان کو نغزش میں مبتلا کر دیا اور خیر جو ہر اسوہرا۔ اب الہیہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی نغزش میں

کو باطل معاف کر دیا تحقیق اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور عظمیٰ والے ہیں۔

حق جل شانہ نے صحابہ کرام کے اس فعل کو نغزش قرار دیا اِسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے اور نغزش کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ تو کچھ اور تھا کہ مگر غلطی اور قبول ہو کر سے بلا ارادہ اور اختیار قدم پھسل کر راستہ سے گر گیا۔ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جو کچھ ہو گیا وہ نغزش تھی۔ جان بوجھ کر تم نے نہیں کیا اور خیر جو کچھ بھی ہو گیا اس کو ہم نے اپنی رحمت اور حلم سے معاف کر دیا تم کو تو معافی کی اطلاع دے دی کہ تم ملول اور رنجیدہ اور نا اُمید ہو کر نہ بیٹھ جانا۔ اور تمہاری معافی کا اعلان ساری دنیا کو اس لئے سنا دیا کہ دنیا کو یہ معلوم ہو جائے کہ حق جل شانہ کی عنایات بے غایات کس طرح اصحاب رسول پر مبذول ہیں اور کس کس طرح ان کو چند در چند تسلیاں دی جا رہی ہیں تاکہ قیامت تک کسی کو یہ مجال نہ ہو کہ صحابہ کرام کے شان میں لب کشائی کر سکے جب حق تعالیٰ نے ان سے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا تو اب بلا سے کوئی ان کو معاف کسے یا نہ کرے ان سے راضی ہو یا نہ ہو خدا کے عفو اور رضا کے بعد کسی کے عفو اور رضا کی ضرورت نہیں مگر اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

غزوہ بدر میں تقدیر یعنی ہر جو عتاب نازل ہوا تھا اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ خداوند خدا بھلا کے دشمنوں کے قتل و قتال کے بارے میں پامال کرنے کے بجائے مال و منال کو کیوں ترجیح دی۔ اسی طرح غزوہ احد میں دنیوی مال و متاع (مال غنیمت) کی طرف میلان کی وجہ سے عتاب

ہوا مگر بعد میں معاف کر دیا گیا۔

غزوہ احد کی ہزیمت کچے اسرار و حکم کے بیان کے بعد

حق تعالیٰ شانہ نے حضرات انبیاء سابقین کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل بیان فرمایا کہ خدا کی راہ میں ان کو طوع طرح کی تکلیفیں اور قسم قسم کی مصیبتیں پہنچیں لیکن انھوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ دشمنوں کے مقابلہ میں عاجز ہوئے نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد میں ثابت قدم رہے۔

مگر ہاں ہم اپنی شجاعت اور محنت - صبر اور استقامت پر نظر نہیں کی بلکہ منظر خداوند و الجلال ہی پر لکھی اور بلا بر خدا سے گناہوں کی استغفار اور ثوابت قدم رہنے کی دعا مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نعمان کو دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ مرحمت فرمایا۔ تعالیٰ تعالیٰ

وَكَايْنِ مِّنْ نَّبِيٍّ قُتِلَ لِمَعَادٍ يَبْتَغُونَ  
كَثِيرَةً فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمَا صَعَفُوا وَمَا سَنَّكُوا  
فَاللَّهُ يَجْعَلُ الصَّابِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ  
إِلَّا أَنْ قَالُوا إِنَّمَا بَيْنَا وَبَيْنَكَ نُوبٌ نَّاسَا  
وَأَسْمَانَا فِي أَرْبَابٍ مَّا نَدْعُو أَقْدَامَنَا  
وَالصُّرُوعَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ  
اللَّهُ نُورَ الْبَدَنِ وَحَسَنَ ثَوْبِ الْآخِرَةِ ۝  
وَاللَّهُ يَجْعَلُ الْمُحْسِنِينَ ۝

بہاؤ خیرت کا بہترین انعام عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

۱۵۔ آل عمران، آیت : ۱۴۶

## غزوہ حمر الاسد

### ۱۶ شوال یوم یکشنبہ ۳ھ

قریش جب جنگ اُمد سے دالہا ہوئے اور مدینہ سے چل کر مقام رومہ میں ٹھہرے تو یہ خیال آیا کہ کام ناقام رہا جب ہم محمد کے بہت سے اصحاب کو قتل کر چکے اور بہت سوں کو زخمی تو بہتر یہ ہے کہ ہٹ کر دفعۃً مدینہ پر حملہ کر دینا چاہیے مسلمان اس وقت بالکل خستہ اور زخمی میں مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے صفوان بن امیہ نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ وہ اس چلو۔ محمد کے اصحاب جوش میں بھرتے ہوئے ہیں۔ لیکن ہے کہ وہ دو سیکڑ حملہ میں تم کو کامیابی نہ ہو۔

۵ شوال یوم یکشنبہ کی شام کو قریش رومہ میں پہنچے اور شب یکشنبہ میں یہ گفتگو ہوئی یکشنبہ کی یہ شب گزرنے نہ پائی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غمزدہ عین صبح صادق کے وقت اس کی اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت بلالؓ کو بھیج کر تمام مدینہ میں منادی کرادی کہ خروج کے لئے تیار ہو جائیں اور فقط وہی لوگ ہمراہ ہیں کہ جو معرکہ اُمد میں شریک تھے جاہل بن عبد اللہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے باپ غزوہ اُمد میں شہید ہوئے بہنوں کی خبر گیری کیوہرے میں اُمد میں شریک نہ ہو سکا۔ اب میں ساتھ چلنے کی اجازت چاہتا ہوں آپ نے ساتھ چلنے کی اجازت دی اس خروج سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ دشمن پر نہ بھگے کہ مسلمان کمزور ہو چکے ہیں۔ باوجودیکہ صحابہ خستہ اور نیم جان ہو چکے تھے لہذا ایک شب بھی آرام نہ کیا تھا کہ آپ کی ایک آواز پر پھر بھل کھڑے ہوئے

رشتہ در گردنم انگندہ دوست می بر وہر جا کہ خاطر خرواہ دوست

۱۶ شوال یوم یکشنبہ کو مدینہ سے چل کر آپ نے مقام حمر الاسد پر قیام فرمایا جو مدینہ سے تقریباً آٹھ دس میل کے فاصلہ پر ہے آپ مقام حمر الاسد میں مقیم تھے کہ تنبیہ خزاہ کا سردار معبد خزاہی۔ احد کی شکست کی خبر سن کر بغرض تعزیت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ان اصحاب

کی تعزیت کی جراثم میں شہید ہوئے تھے بعد آپ سے رخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا ابوسفیان نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ دوبارہ مدینہ پر حملہ کیا جائے۔ بعد نے کہا کہ محمدؐ تو بڑی عظیم الشان جمعیت لے کر تمھارے مقابلہ اور تعاقب کے لئے نکلے ہیں ابوسفیان یہ سننے ہی مکہ واپس ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن قیام فرما کر جمعہ کے روز مدینہ تشریف لائے۔

اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ  
مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمُ الْحَزَنُ ۚ  
اَحْسَنُوْا اِمْنَهُمْ وَاَتَّقُوا عِزَّهُ عَظِيمًا  
جن لوگوں نے اللہ اور رسول کی بات کو مانا بعد  
اس کے کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا تو ایسے نیکو کاروں  
اور پرہیزگاروں کے لئے اجر عظیم ہے۔

فتح الباری ۷ ج، باب قول اللہ عز وجل الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ الْهَدَايَةِ  
والنہایتہ صفحہ ۷۴۴ رد قانی صفحہ ۷۵ ج ۲۔

## واقعات متفرقہ ۳

- (۱)۔ اسی سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و عن ابیہا سے ماہ شعبان میں نکاح فرمایا۔ ۱۱ھ
- (۲)۔ اسی سال ۱۵ ماہ رمضان المبارک کو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ اور پچاس دن بعد حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا امام حسین سے حاملہ ہوئیں ۱۱ھ
- (۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں خراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ۱۱ھ

۱۱۔ آل عمران، آیت: ۱۴۲۔

۱۲۔ طبری۔ ج: ۳، ص: ۲۹۔

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ رد قانی۔ ج: ۲، ص: ۷۱۔

## ۴۴

سیرۃ ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 یکم محرم الحرام ۳۳ھ میں آپ کو یہ خبر ملی کہ خولید کے بیٹے طلحہ اور سلمہ رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے اپنے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ  
 عنہ کو ڈیرہ سوہا جہین اور انصار کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ وہ لوگ ان کی  
 خبر پاتے ہی منتشر ہو گئے بہت سے اونٹ اور بکریاں ہاتھ آئیں جن کو نے کہ مدینہ واپس آگئے مدینہ  
 پہنچ کر مال غنیمت تقسیم ہوا مال غنیمت کا خس نکالنے کے بعد ہر شخص کے حصہ میں سات سات اونٹ  
 اور بکریاں آئیں۔

## سیرۃ عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوم دوشنبہ ۵ محرم الحرام کو آپ کو یہ اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی وحمانی آپ  
 سے جنگ کرنے کے لئے لشکر جمع کر رہا ہے آپ نے عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ  
 کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔

عبداللہ بن انیس اُسے جا کر ملے اور طائف الحیل سے موقع پا کر اس کو قتل کیا اور سرے کر  
 ایک غار میں جا چھپے کھڑی نے آکر جالتان دیا بعد میں جرہوگ تاشش میں گئے وہ مکڑی کا ہالا دیکھ کر  
 واپس ہو گئے بعد ازاں حضرت عبداللہ اس غار سے نکلے شب کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے

۱۔ طلحہ بن خولید بعد میں مشرف باسلام ہوئے لیکن آپ کی وفات کے بعد منذ ہو گئے اور نبوت کا دعویٰ کیا  
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ کے لئے خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ طلحہ بھاگ کر شام چلے گئے، اور  
 تائب ہو کر پھر اسلام میں داخل ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ برابر لڑائیوں میں شریک رہے حضرت عمرؓ کے  
 عہد خلافت میں جنگ تادسیہ اور مکرہ بنادند میں بھی شریک رہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۳۳ھ میں مکرہ بنادند میں شہید  
 ہوئے۔ طلحہ کے دوسرے بھائی، سلمہ مسلمان نہیں ہوئے۔ زرقانی ص ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱

اس طرح ۲۳ محرم کو مدینہ پہنچے اور خالد کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ بہت مسرور ہوئے اور ایک عصا انعام میں دیا اور یہ ارشاد فرمایا۔

تَخَصَّرَ بِهَذِهِ فِي الْجَنَّةِ فَإِنَّ الْمَتَّحَةَ اس عصا کو بچہ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا فی الجنة قلیلۃ۔  
 بچے کو چلنے والی شاذ و نادر ہی ہوگا۔

اور فرمایا کہ یہ میرے اور تیرے درمیان میں ایک نشانی ہے قیامت کے دن ساری عمر حضرت عبداللہ اس عصا کی حفاظت فرماتے رہے۔ مرتے وقت یہ وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مجمع طبرانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص گستاخ اور دریدہ دہن بھی تھا۔  
 مجمع الزوائد ص ۶ ج ۶ باب قتل خالد بن سفیان البہذلی۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا دعویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن امیہ کے آنے سے پہلے ہی خالد بن سفیان کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

## واقعہ جمع

ماہ صفر میں کچھ لوگ قبیلہ عقیل اور قارہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے لہذا ایسے چند لوگ ہمارے ساتھ کر دیجئے کہ جو ہم کو قرآن پڑھائیں اور احکام اسلام کی ہم کو تعلیم دیں۔ آپ نے دس آدمی ان کے ہمراہ کر دیئے جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ ج ۲: ص ۳۵۔ زر قانی ج ۲: ص ۶۳۔ زاد المعاد ۲: ص ۱۰۹۔

۲۔ یہ ابن سعد کی روایت ہے ہماری کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ان دس آدمیوں کو قریش مکہ کی خبر لینے اور حال معلوم کرنے کی غرض سے روانہ فرمایا تھا۔ آجھ جب آپ کی یہی غرض ہو اور قبیلہ عقیل اور قارہ کی اس دس آدمی کے تعلیم دین اور تعلیم قرآن کا مقصد بھی اس کے ساتھ شامل کر لیا گیا ہو۔ زر قانی ص ۶۵ ج ۲۔ زر قانی ج ۲: ص ۶۴۔



- ۱۱۔ عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۔ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۳۔ عبداللہ بن طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴۔ نقیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۵۔ زید بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۶۔ خالد بن ابی البکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 ۱۷۔ معتب بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی عبداللہ بن طارق کے علاقائی بھائی۔

اور عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ ۱۷

یہ لوگ جب مقام ریحہ پر پہنچے جو مکہ اور عسفان کے مابین واقع ہے تو ان غداروں نے مسلمانوں کے ساتھ بد عہدی کی اور بنو نجیمان کو اشارہ کر دیا۔ بنو نجیمان دوسو آدمی لے کر حرن میں سے تلوادی تیر انداز تھے ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے جب قریب پہنچے تو حضرت عاصمؓ نے اپنے رفقاء کے ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔

بنو نجیمان مسلمان سے کہا تم نیچے اتر آؤ ہم تم کو امان اور پناہ دیتے ہیں حضرت عاصمؓ نے فرمایا میں کافر کی پناہ میں کبھی نہ اتروں گا۔ اور یہ دعا مانگی۔

اللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا رَسُوْلَكَ ۝ اے اللہ اپنے پیغمبر کو ہمارے حال کی خبر دے

یہ روایت بخاری کی ہے۔ ابو داؤد طحاوی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عاصمؓ کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت بذریعہ وحی کے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی خبر دی اور آپ نے اس وقت صحابہ کو خبر دی۔

اور ایک دعا حضرت عاصمؓ نے اس وقت یہ مانگی۔

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَحْمِیْ لَكَ الْیَوْمَ دِیْنَكَ ۝ اے اللہ آج میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں

فاحمِلْ لِحْمِی ۝ تو میرے گوشت یعنی جسم کی کافروں سے حفاظت فرما۔

بعد ازاں حضرت عاصمؓ نے سات رفقاء کے کافروں سے لڑ کر شہید ہو گئے عبداللہ بن طارق اور

۱۔ الطہقات الکبریٰ - ۳/۱۳۱ - ۳۹۰ - ۵۵ - دسے وقت حضرت عاصمؓ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

اَلْمَوْتُ حَقٌّ وَالْحَيَاةُ بَاطِلٌ ۝ دُكُلٌ مَا حَمَمَ اِلَّا لَہٗ نَازِلٌ ۝  
 بِالْمَرْءِ عَوْدًا مِّنْہٗ اِلَیْہٖ اَیْلٌ ۝ اِنْ لَہٗ اَقَاتِلْکُمْ فَاِیَّیْ ہَابِلٌ ۝

بن ہشام ۱۲/۲۸

زید بن دثنہ اور غیب بن عدیؓ یہ تین آدمی مشرکین کے امن اسامان عہد اور پیمان کی بنا پر حبشہ سے نیچے اترے مشرکین نے ان کی مشکلیں باندھنا شروع کیں عبداللہ بن طارقؓ نے یہ کہا یہ پہلا غم ہے۔ ابتدا ہی بد عہدی سے ہو رہی ہے نہ معلوم آئندہ کیا کر دے گا اور ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ مشرکین نے کھینچ کر ان کو شہید کر ڈالا۔ اور حضرت غیب اور حضرت زید کو لے کر حبشہ تک پہنچ کر دونوں کو فروخت کیا۔

صفوان بن امیہ نے جس کا باپ امیہ بن خلف بدر میں مارا گیا تھا، حضرت زید کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے لئے خرید حضرت غیب کے ہاتھ سے جنگ بدر میں حادث بن عامر مارا گیا تھا اس لئے حضرت غیب کو حادث کے بیٹوں نے خریدا۔ بخاری شریف فتح ابلی ص ۲۹۲ صفوان نے تراسے قیدی کے قتل میں تاخیر مناسب نہ سمجھی اور حضرت زید کو اپنے غلام نسطاس کے ساتھ حرم سے باہر تنہا میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے قریش کی ایک جماعت تنہا میں جمع ہو گئی جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔

جب حضرت زید کو قتل کے لئے سامنے لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا اے زید میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم اس کو پسند کر دے گے کہ تم کو چھوڑ دوں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمھارے بدلہ میں قتل کروں اور تم اپنے گھر آرام سے رہو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھینکا کر کہا۔ خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیر میں کوئی کاٹا یا پھانس چبھے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔

ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم میں نے کسی کو کسی کا اس درجہ محب اور مخلص اور دوست اور جان نثار نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ کے محب اور جان نثار میں بعد ازاں نسطاس نے حضرت زید کو شہید کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بعد میں چل کر نسطاس مشرف باسلام ہوئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما انقضائے ماہ حرام ان کی قید میں رہے جب لوگوں نے قتل کا ارادہ کیا تو مارٹ کی ٹیپیز زینب سے (جو بعد میں چل کر مسلمان ہوئی) نظافت اور صفائی کی غرض سے اُسترہ مانگا زینب اُسترہ دے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئی زینب کبھی میں کتھوڑی دیر میں دیکھتی ہوں کہ میرا بچہ ان کے زانوں پر بیٹھا ہوا ہے اور ہاتھ میں ان کے اُسترہ ہے، میں نظر دیکھ کر میں گھبرا گئی۔ حضرت خبیب نے مجھ کو دیکھ کر یہ فرمایا۔ کیا تم کو یہ اندیشہ ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کروں گا ہرگز نہیں۔ انشاء اللہ مجھ سے ایسا کام کبھی نہ ہوگا۔ ہم لوگ نہ زہنیں کرتے اور بار بار زینب یہ کہا کرتی تھیں۔

ما رأیت اسیراً قط خبیلاً میں نے کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔  
 من خبیب لقد رأیتہ یا اکل البتہ تحقیق میں نے ان کو انگور کے خوشے کھاتے  
 من قطعۃ عنب وما بمکملہ یومئذ دیکھا حالانکہ اس وقت کہ میں کہیں پہل کا ہم درخت  
 لشمرة واند لموثق فی الحدید وما نہ تھا اور وہ خود لوہے کی جڑیوں میں جکڑے ہوئے  
 کان الارزق رزقہ اللہ تھے کہیں جا کر لائیں گئے تھے۔ یہ رزق ان کے  
 پاس محض اللہ کی طرف سے آتا تھا۔

جب قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر ان کو نعیم میں لے گئے تو یہ فرمایا کہ مجھ کو اتنی جہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ لوگوں نے اجازت دے دی آپ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور مشرکین کی طرف مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ میں نے اس خیال سے نماز کو زیادہ طویل نہیں کیا کہ تم کو یہ گمان ہو گا کہ میں موت سے ڈر کر ایسا کر رہا ہوں اور بعد ازاں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔

اللہم احصہم عدداً و اقلہم اے اللہ ان کو ایک ایک کر کے مار۔ کسی کو  
 بدداً و کاتبی منهم احداً باقی نہ چھوڑ۔  
 اور یہ شعر پڑھے۔

نا ان ابائی حین اقل مسلماً علی اشی شق کان للہ مصرعی

مجھ کو کچھ پرواہ نہیں ہے جبکہ میں سلمان مارا جاؤں خواہ کسی کرٹ پر مردن جبکہ غاص اللہ کے لئے میرا بچھڑنا ہو۔

وَذَلِكِ فِي ذَاتِ الْاِلَهَةِ اِنْ يَشَأْ يَبْاِ رَحْمَةً عَلٰى اَوْصَالِ شَلْوَمَ مَزْعِ  
اور یہ محض اللہ کے لئے ہے مگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جڑوں پر بکرت نازل فرما سکتا ہے۔

بعد ازاں حضرت غیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولی پر لٹکائے گئے اور شہید ہو گئے  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئندہ کے لئے یہ سنت قائم فرما گئے کہ جو شخص قتل ہو وہ دو رکعت نماز ادا کرے  
زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی قسم کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حیات میں پیش آیا زید نے طائف سے واپسی میں ایک غیر کرایہ پر لیا۔ مالک بھی ساتھ چلا۔ راستہ  
میں ایک ویرانہ پر فخرے جا کر کھڑا کیا۔ جہاں بہت سے مقتولین کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور  
ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زید نے فرمایا مجھ کو دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دے اس  
شخص نے بطور متغیر یہ کہا۔ ہاں تم بھی دو رکعت نماز پڑھ لو تم سے پہلے ان لوگوں نے بھی نمازیں  
پڑھی ہیں مگر نازنے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچایا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب  
دو گانہ سے فارغ ہوئے تو یہ شخص قتل کے ارادہ سے ان کی طرف بڑھا اس کو بڑھتے دیکھ کر  
حضرت زید نے یہ کہا یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والا میرا  
ادھر حضرت زید کی زبان سے یہ اسم اعظم نکلا۔ اور ادھر اس نے ایک غیب سے آواز سنی  
لَا تَقْتُلْ اِنَّكَ قَتَلْتَ ذَكَرَوهُ شَخْصِ اس غیبی اندھا گہائی آواز سے موعوب اور خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر  
دیکھنے لگا جب کوئی شخص نظر نہ آیا تو پھر اسی ناپاک ارادہ سے آگے بڑھا۔ حضرت زید نے پھر کیا  
اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ کہا اس شخص کو پھر کوئی غیبی آواز سنائی دی اور پھر پٹا اوٹھل سا بن  
پھر آپ کی طرف بڑھا آپ نے پھر یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ کہا۔ تیسری بار کیا اَرْحَمَ

الزاحین کہنا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ اٹھائے ہوئے ہے اور اس نیزہ کے سرو میں اک کا ایک شعلہ ہے، وہ نیزہ اس شخص کے اراجاٹاٹا ناٹا پٹ سے پار ہو گیا اور اسی وقت وہ شخص مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

بعد ازاں اس شخص نے حضرت زید سے مخاطب ہو کر یہ کہا: جب تم نے پہلی بار یہاں اترنا خدا ﷻ کا ایک عین لکھا اس وقت میں ساتویں آسمان میں تھا اور جب دوسری مرتبہ کہا تو آسمان دنیا پر تھا اور جب تیسری مرتبہ کہا تو میں تمہارے پاس آپہنچا۔

اس روایت کو علامہ سیبلی نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ کو یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور زندگی میں پیش آیا۔ مسند رک حاکم میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جو شخص تین بار یا اترنا عین لکھتا ہے تو فرشتہ اس کے جواب میں یہ کہتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تیری طرف متوجہ ہو گیا پس مانگ اور درخواست کرو۔

اسی قسم کا واقعہ ابو معلق انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آیا جیسا کہ ابی بن کعب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے عابد و نایاب اور بڑے صاحب درع و تقویٰ تھے۔ تا جرتے تجارت کے لئے سفر کیا کرتے تھے ایک مرتبہ سفر میں ایک چور ملا جو سیف و دھن تیرا درتلا سے پورا سٹخ تھا۔ اس نے کہا کہ مال یہاں رکھ دو میں تم کو قتل کروں گا۔

ابو معلق انصاری نے فرمایا کہ تم کو تو مال مطلوب ہے جو حاضر ہے میری جان سے کیا مطلب چور نے کہا نہیں مجھکو تمہاری جان ہی مطلوب ہے۔ فرمایا کہ اچھا مجھکو اتنی ہمت دو کہ نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا ہاں نماز جتنی چاہے پڑھ لو ابو معلق نے وضو کی اور نماز پڑھی اور بعد نماز

کے یہ دُعا مانگی۔

يَا دَّوُدُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا قَعَالَ لِمَا تَرِيدُ اَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ  
الَّتِي لَا تَرَامُ وَمُلْكِكَ الَّذِي لَا يَضَاهُ وَبَنُورِكَ الَّذِي مَلَأَ عَارِكَانَ  
عَرْشِكَ اَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ هَذَا اللَّصِّ يَا مَغِيثَ اغْنِنِي

تین مرتبہ یہ دعا یہ کلمات کہے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک سوار نیزہ لئے ہوئے چور کی طرف  
بڑھا اور نیزہ سے اس کا کام تمام کیا۔ بعد ازاں ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا تم کون ہو کہا اللہ تعالیٰ  
نے مجھ کو تمہاری فریاد کی اطلاع دے دی ہے میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں جب پہلی  
مرتبہ تم نے یہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں سے کھٹکھٹانے کی آواز سنی جب دوسری  
مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی چیخ اور پکار سنی جب تم نے تیسری بار دعا مانگی تو یہ کہا گیا  
کہ یہ کسی مضطرب اور مبتلائے کرب کی دعا ہے اس وقت میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ کو  
اس کے قتل پر مامور کیا جائے۔ بعد ازاں یہ کہا۔ تم کو بشارت ہو۔ یہ یاد رکھنا کہ جو شخص وضو کر کے چار  
رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی خواہ وہ کرب اور بے چینی میں مبتلا ہو  
یا نہ ہو۔ (اصابہ ص ۱۲۷) ترجمہ ابو معلق انصاری باب الکفی۔

فَزِدْهُ اُحَدٍ مِنْ حَضْرَتِ عَصَمٍ نَے سَلَا فَنَبْتَ سَعِيدِ كَے دَوَا كُوں كُو قَتْل كِيَا تَهَا اس نَے  
سَلَا فَنَے يَنَذِر كِي تَهِي كَے عَصَم كَے كَا سَہ سَر مِيں فَرُوں شَرَاب پِيُوں كِي۔ اس نَے قَبِيلَه ذَبِيل كَے  
كُچھ لُك حَضْرَتِ عَصَم كَا سَر لِيْنِ كَے نَے رَوَانَه هُو نَے تَا كَ سَلَا فَنَے كَے بَا تَه فَرُوخت كَے كَا خَا طَر  
خَوَاه قِيْمَت وَصُول كَرِيں۔

امام طبري فرماتے ہیں کہ سلا ف نے یہ اعلان کیا تھا کہ جو عاصم کا سر لائے گا اس کو سنو  
اوٹ انعام دیے جائیں گے۔

حضرت عاصم انبی اللاش کی عصمت و حفاظت کی خد سے پہلی ہی دعا مانگ چکے تھے۔ حق  
تعالیٰ شانہ نے دشمنوں سے ان کی عصمت و حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ زنبوروں (بھڑکایک

شکر بھیج دیا جس نے ہر طرف سے ان کی لاش کو گھیر لیا۔ کوئی کافران کے قریب بھی نہ آ سکا۔ اس وقت یہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے کہ جب شام کے وقت یہ زنبوریں دفن ہو جائیں گے اس وقت اس وقت سر کاٹ لیں گے۔ مگر جب رات ہوئی تو ایک سیلاب آیا جو ان کی لاش کو بہا لے گیا۔ اور یہ سب بے نیل ملام غائب و خامرہ رہ گئے، قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت عامر نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی مشرک کو ہاتھ لگاؤں اور نہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ لگائے حضرت عمر کے سامنے جب کبھی حضرت عامر کا تذکرہ آتا تو یہ فرماتے کہ حق تعالیٰ بعض مرتبہ اپنے خاص بندہ کی مرنے کے بعد بھی حفاظت فرماتے ہیں جیسے زندگی میں اس کی حفاظت فرماتے تھے۔

کفار مکہ نے حضرت نبیؐ کی نعش کو سولی پر لٹکا ہوا چھوڑ دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور مقدادؓ کو ان کی نعش آواز لانے کے لئے مدینہ سے مکہ روانہ فرمایا جب یہ دونوں رات میں نیم پہنے تو دیکھا کہ چالیس آدمی نعش کا پہرہ دینے کے لئے سولی کے ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں حضرت زبیر اور مقداد نے ان لوگوں کو غافل پا کر نعش کو سولی سے اتار کر گھوڑے پر رکھا۔ لاش اسی طرح ترو ترازہ تھی کسی قسم کا اس میں کوئی تغیر نہ آیا تھا حالانکہ سولی دس چالیس دن ہر جگہ تھے مشرکین کی جب آنکھ کھلی اور دیکھا کہ لاش گم ہے تو ہر طرف تلاش میں دوڑے بالآخر حضرت زبیر اور مقدادؓ کو جا پکڑا۔ حضرت زبیر نے لاش کو اتار کر زمین پر رکھا فوراً زمین نش ہوئی اور لاش کو نعش گئی اسی وجہ سے حضرت حبیبؓ بیلینعۃ الکاسرۃ کے نام سے مشہور ہیں ایک روایت میں ہے کہ کفار جب حضرت نبیؐ کو قتل کر چکے تو ان کا چہرہ قبلہ رخ تھا اس کو قبلہ سے پھیر دیا۔ چہرہ قبلہ رخ ہو گیا بار بار ایسا ہی کیا بالآخر عاجز ہو کر کھڑکیا۔

فوائد (۱۵) قتل کے وقت نماز پڑھنا سنت ہے مگر خاتمہ سب سے افضل اور

سب سے بہتر عمل یہ ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔

اذا قمت فی صلاتک فصل صلاۃ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو نیلے رخصت  
صودع الحدیث۔ (ردہ ۱۵۱) حدیث ابی یوسف علیہ السلام ہونے والے کسی نماز پڑھ۔

(۱۲)۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی اس نزلی شان سے حفاظت اور لوگوں کا حضرت نجیب رضی اللہ عنہ کو بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے انگوڑ کھاتے ہوئے دیکھنا۔ اور زبید بن عارضہ اور ابو معلق انصاری کا مانعہ یہ سب اس کی دلیل ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اسی پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے تفصیل کے لئے کتب کلامیہ اور خاص کر طبقات الشافعیہ انجیری کی از صفحہ (۲۶) تا صفحہ مراجعت کریں۔

(۱۳)۔ حضرت نجیب رضی اللہ عنہ کی برکامت، حضرت مریم کی کرامت کے مشابہ ہے جس کو حق تعالیٰ شانہ نے سورہ آل عمران میں ذکر فرمایا ہے۔

قُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَ حَارِثَتِهَا  
قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّى لَكَ هَذَا  
قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ  
جب کبھی حضرت زکریا۔ مسجد کی محراب میں مریم پر داخل ہوتے تو ان کے پاس عجیب و غریب کھا ہوا  
رِزْق پاتے تو یہ کہا کہ اسے مریم پر رِزْق تیرے  
پاس کہاں سے آیا تو مریم یہ جواب تیں کہ یہ رِزْق  
اللہ کے پاس سے آیا ہے اور اللہ جس کو چاہتا  
ہو وہیم و گمان اس کو رِزْق عطا کرتا ہے

(۱۴)۔ جو شخص مرنے کے قریب ہو اس کے لئے بال اور ناخن کی اصلاح مستحب اور مستحسن ہے  
جیسا کہ حضرت نجیب نے شہادت سے پیشتر استرہ مانگا بارگاہ خداوندی میں حاضری سے  
پہلے نظافت و بھارت فردی اور لازمی ہے۔

(۱۵)۔ اگر مسلمان کا فرد کی حراست میں ہو اور وہ اس کے قتل کا تہیہ کر چکے ہوں تو مسلمان کیلئے  
جائز نہیں کہ موقع پا کر ان کے تجڑ کو قتل کر ڈالے بلکہ ان کے ساتھ شفقت اور محبت سے

۱۔ مشکوٰۃ شریف، کتاب الزنا فی فصل ثالث ۱۲۔ ۲۔ آل عمران، آیت ۴۸



پیش آئے۔ جیسے حضرت غیبیؑ نے حادث کے نواسہ کو ازراہ قلمطاف اپنے نازوں پر بٹھلایا۔

## سیرت النبی القراء العینی قصہ میر معونہ

ایک ماہ صفر میں دوسرا اقصیٰ پیش آیا کہ عامر بن مالک ابو براءؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ پیش کیا۔ لیکن آپؐ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور ابو براءؓ کو اسلام کی دعوت دی لیکن ابو براءؓ نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ رد کیا بلکہ کہا کہ اگر آپؐ اپنے چند اصحاب علیؑ بخدا کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمائیں تو میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اس دعوت کو قبول کریں گے آپؐ نے فرمایا بھلا علیؑ بخدا سے اندیشہ و خطرہ ہے۔ ابو براءؓ نے کہا میں خاص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شتر صحابہ کو جو شتر اہل کھلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کر دیئے منذ بن عمروؓ و ساعدیؓ ان کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ نہایت مقدس لوہا کبار جماعت تھے، دن کو کھڑیاں چلتے اور شام کو فرخت کر کے اصحاب صفہ کے لئے کھانا لاتے اور شب کا کچھ حصہ دس قرآن میں اور کچھ حصہ قیام میں اور تہجد میں گزارتے۔ یہ لوگ یہاں سے چلا کر میر معونہ پر جا کر ٹھہرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط عامر بن طفیل کے نام (جو قوم بنی عامر کا رئیس اور ابو براءؓ کا بھتیجا تھا) لکھا کہ حضرت انس کے ماموں حوام بن لمحان کے سپرد فرمایا۔

جب یہ لوگ بزمِ سعادت پر پہنچے تو حوام بن لمحانؓ کو آپؐ کا دھانا مالدے کے عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ عامر بن طفیل نے خط دیکھنے سے پہلے ہی ایک شخص کو ان کے قتل کا اشارہ کیا۔ اس نے پیچھے سے ایک نیزہ مارا جو باہر ہو گیا۔ حضرت حوام بن لمحان رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے۔

۱۔ نیزہ مرد ایک مرفوع ہے کہ لاہر عثمان کے مامی واقع ہے قبائل ذیل اور بنی سہیم اور بنی عامر کے قریب و جرامی آباد ہیں ۱۲۔ زند قالی مکتع ۲

اللہ اکبر فوت و زلت الکعبۃ۔ اثناء قبر قسم کہہ کر پہنچا کہ اس کی گلاب ہر گیا۔  
اور بنی عامر کو بقیۃ صحابہ کے قتل پر اچھا لکین عامر کے چچا ابو براء کے پناہ دیدینے کا وجہ  
سے بنی عامر نے امداد دینے سے انکار کر دیا۔

عامر بن طفیل جب ان سے ناامید ہوا تو بنی سلیم سے امداد چاہی عصیۃ اور رعل اور فوکان  
یہ قبائل اس کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور سب نے مل کر تمام صحابہ کو بلا تصور شہید کر ڈالا صرف  
کعب بن زید انصاری بچے ان میں حیات کی کچھ رتق باقی تھی، اس سے پہلے کہ مر رہا تھا کہ چھڑ دیا۔ بعد میں  
ہر ش میں آگئے اور مدت تک زندہ رہے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ ان کے علاوہ دو شخص اور  
بھی بچ گئے، ایک کا نام منذ بن محمد اور دوسرے کا نام عمرو بن امیہ ثمری تھا۔ یہ دونوں موشی چرانے جنگل  
گئے برے تھے۔ یکایک آسمان کی طرف پرندے اڑتے نظر آئے یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کوئی بت ضرور ہے۔  
جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ تمام رنقا، خون میں نہلے ہوئے بستر شہادت پر سو رہے ہیں۔ دونوں نے  
آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں عمرو بن امیہ نے کہا مدینہ طہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا کر اس کی  
خبریں منذ بن محمد نے کہا خبر تو بروقی ہو رہے گی، شہادت کیوں چھوڑوں لغرض دونوں آگے بڑھے حضرت  
منذ بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو رنقا شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ کو انھوں نے گرفتار کر لیا۔ اور عامر بن طفیل  
کے پاس لے گئے، عامر نے ان کے سر کے بل کاٹے اور یہ کہہ چھوڑ دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد  
کرنے کی نسیانی تھی لہذا میں اس منذ بن محمد کو آزاد کرتا ہوں۔ زرقانی ص ۷۷ ج ۲

اسی موقع میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن نفیرہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے  
اور ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ چنانچہ عامر بن طفیل نے عمر گورں سے دریافت کیا

من الرجل منهم لما قتل رایتہ  
رفع بین السماء والارض حتی  
رایت السماء من دونہ  
گورں نے کہا وہ عامر بن نفیرہ تھے۔

گیا یہاں تک کہ آسمان نیچے رہ گیا۔

۵۔ طبری ۵: ۲، ص ۳۵

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا لقد رأيت بعد ما قتل و فم الى السماء حتى اتي كالنظاري السماء بينه وبين الارض ثم وضعه - میں نے اس شخص کو قتل کرنے کے بعد خود اور خوب دیکھا کہ اس کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی کہ آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہی اور پھر زمین پر رکھ دی گئی۔

جبار بن سلمیٰ جو عامر بن فہیرہ کے قاتل ہیں وہ خود راوی ہیں کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا تو اس وقت ان کی زبان سے یہ لفظ نکلا۔

فُزْتُ وَاللّٰه خدا کی قسم مراد کی پہنچ گیا۔

میں یہ سن کر حیران ہو گیا اور دل میں کہا کہ کیا مراد کی پہنچ، ضحاک بن صفیان رضی اللہ عنہ سے اگر یہ واقعہ بیان کیا ضحاکؓ نے فرمایا مراد یہ ہے کہ جنت کو پایا میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔

و دعا اخی ذلک ما رأيت من عامر بن فہیرہ من دفعه الی السماء علوا (رواہ عبد اللہ بن المبارک) اور میرے اسلام لے کر بائٹ یہ ہوا کہ میں نے عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔

ضحاک رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھ کر بھیجا آپ نے بشارت فرمایا!

ان الملائکۃ وارت جنتہ فی علیین ان فرشتوں نے ان کے جنت کو چھایا اور علیین میں اتارے گئے

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں نے چھایا اور پھر مشرکین نے نہیں دیکھا کہ وہ لاش کہاں گئی۔ اس روایت میں ثم وضع کا لفظ مذکور نہیں جیسا بخاری کی روایت میں تھا امام فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں ممکن ہے کہ ان کی لاش اولاً آسمان پر اٹھائی گئی ہو اور بعد میں لا کر زمین پر رکھ دی گئی ہو اور علامہ سیوطی یہ فرماتے ہیں کہ ثم وضع کا لفظ بعض طرق میں

آیا ہے اور اکثر فرقہ اور ساند میں یہی آیا ہے کہ ان کی لاش آسمان میں جا بھیجی موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر یہ کہتے تھے کہ عامر بن نبیرہ کی لاش کہیں نہیں ملی لوگوں کا گمان یہ ہے کہ فرشتوں نے ان کی لاش کو آسمان میں چھپا لیا۔ ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی اتنا صدمہ نہ نہیں ہوا اور ایک ہفتہ تک صبح کی تنویر میں ان لوگوں کے حق میں بڑا فرماتے رہے اور صحابہ کو اس واقعہ کی خبر دی کہ تمہارے اصحاب اور احباب شہید ہو گئے، اور انھوں نے حق تعالیٰ سے یہ دعا خواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جاٹ اور ہم اس سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔

## غزوہ بنی نضیر ربیع الاول ۱۱ھ

عمر بن امیہ غمری جب بیر معونہ سے مدینہ واپس تو راستہ میں بنی عامر کے دو مشرک ساتھ ہوئے مقام قناتہ میں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جب یہ دونوں شخص سو گئے تو عمر بن امیہ نے یہ سمجھ کر کہ اس قبیلہ کے سردار عامر بن طفیل نے شتر مسلمان شہید کئے ہیں سب کا انتقام تو فی الحال دشوار ہے بعض ہی کا انتقام اور بدلہ لے لوں اس لئے ان دونوں کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں سے عہد اور پیمان تھا مگر عمر بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی مدینہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ان سے تو ہمارا عہد اور پیمان تھا ان کی دیت اور غرضنا وینا ضروری ہے چنانچہ آپ نے ان دونوں شخص کی دیت ردانہ فرمائی۔ ۱۸

بنی نضیر بھی جو عمر بن عامر کے غلیف تھے اس لئے از روئے معاہدہ دیت کا کچھ حقہ بنی نضیر کے ذمہ بھی واجب الادا تھا اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دیت میں اعانت اور

امدادینہ کی غرض سے بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے ابو بکرؓ اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور عبد الرحمن بن عوفؓ اور سعد بن معاذؓ اور اسید بن حضیرؓ اور سعد بن عبادؓ وغیرہم آپ کے ہمراہ تھے آپ جا کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔

بنو نضیر نے بظاہر نبایت خندہ پیشانی سے جواب دیا اور خوبیاں شکر ت اور اعانت کا وعدہ کیا لیکن اندرونی طور پر یہ مشورہ کیا کہ ایک شخص چھت پر چڑھ کر اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیتے تاکہ نصیب دشمنان آپ رب کریم جائیں سلام بن مشکم نے کہا :

لا تفعلوۛ والذٰل یخبی لہ و لہ ۛ ایسا ہرگز نہ کرو خدا کی قسم اس کا رب اس کو لنقض العہد الذی بیننا و بینہ ۛ خبر کرو گے گائیتر یہ بد عہدی ہے۔

چنانچہ کچھ دیر نہ گزری کہ جبریل امین وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو ان کے مشورہ سے مطلع کر دیا آپ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر مدینہ تشریف لے آئے اور آپ وہاں سے اس طرح اٹھے جیسا کہ کوئی ضرورت کے لئے اٹھتا ہوا درصحا بدیں بیٹھے رہے یہود کو جب آپ کے چلے جانے کا علم ہوا تو بہت نام ہوئے مگنا نہ بن حویسر از یہودی نے کہا تم کو معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اٹھ کر چلے گئے خدا کی قسم ان کو تمہاری غداری کا علم ہو گیا بخدا اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں مدینہ آئے آپ نے یہود کی غداری سے مطلع فرمایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا عامل مقرر کیا مگر بنو نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا۔ بنو نضیر نے اپنے قلعوں میں گھس کر دروازے بند کر لئے کچھ تو ان کو اپنے مضبوط اور محکم قلعوں پر گنہمند تھا اور پھر عبد اللہ بن ابی اور منافقین کے اس پیام نے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس نے انہیں خود نہ دیا لیکن ان کی طرف سے مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی کسی کی ہمت نہ ہوئی اس کے علاوہ بنو نضیر نے ایک لود غداری اور غیاری کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیام بھیجا کہ آپ تین

ۛ ابن عقبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس میں نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِذْ کُنتُمْ بِرِغْمَةِ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ هَمَّتْ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا اَیْدِیْہُمْ عَلَیْہُمْ الْاَیْمٰعِیْنَ الْاَثَرِ مَشٰ ۛ ۛ

آدمی اپنے ہمراہ لائیں، ہمارے زمین عالم آپ سے گفتگو کریں گے اگر وہ ایمان سے آئے تو ہم بھی ایمان سے آئیں گے اور اندر سنی طور پر ان تین عاملوں کو یہ ہدایت کر دی کہ ملاقات کے وقت اپنے کپڑوں میں سرچھپا کرے جائیں تاکہ موقع پا کر آپ کو قتل کریں، مگر آپ کو ایک ذریعہ سے ان کی اس چالاک اور عیاری کا ملاقات سے پہلے ہی علم ہو گیا۔ (رداء ابن مردودہ باسناد صحیح) غرض یہ کہ بنو نضیر کی متعدد وغداریاں اور غباریوں کی وجہ سے آپ نے ان پر حملہ کا حکم دیا۔ اور پندرہ روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اور ان کے باغوں اور درختوں کے کٹنے اور جلانے کا حکم دیا بالآخر خائب خامس ہر کلامن کے خواستگار ہوئے۔

آپ نے فرمایا دین دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو اہل و عیال بچوں اور عورتوں کو جہاں چاہو سے جاؤ ہاتھ نہ لائے سامان حرب جس قدر سامان اونٹوں اور سواروں پر لے جاسکتے ہو اسکی اجازت ہے یہودیوں نے مال کی حرص اور طمع میں مکانات کے دروازے اور چوکھٹ تک اُگھاٹے اور جہاں تک بن چلا اونٹوں پر لاد کر لے گئے اور مدینہ سے جلا وطن ہوئے اکثر تو ان میں سے خیبر میں جا کر ٹھہرے اور بعض شام چلے گئے اور ان کے سردار حبی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع اور سلام بن ابی الحقیق بھی انہی لوگوں میں تھے جو خیبر میں جا کر ٹھہرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال و اسباب کو مجاہدین پر تقسیم فرمایا تاکہ انصار سے ان کا بوجھ ہلکا ہو۔ اگرچہ انصار اپنے اخلاص و ایثار کی بنا پر اس بار کو بائیں بلکہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی بیباکتی ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع نہرا کر خطبہ دیا محمد و ثناء کے بعد انصار نے مجاہدین کے ساتھ جو کچھ سلوک اور احسان کیا تھا اس کو سراہا اور بعد ازاں یہ ارشاد فرمایا۔ اسے گروہ انصار اگرچہ ہر قوم اموال بنی نضیر کو تم میں اور مجاہدین میں برا تقسیم کر دوں اور حسب سابق مجاہدین کو بھلے شریک مال میں اور اگرچہ ہر قوم فقط مجاہدین پر تقسیم کر دوں اور وہ تمہارے گھر مال کریں۔

سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ سرور ان انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نہایت طیب خاطر سے اس پر راضی ہیں کہ مال آپ فقط مجاہدین میں تقسیم فرماویں۔ اور حسب سابق مجاہدین ہمارے ہی گھروں میں رہیں اور کھانے اور پینے میں ہمارے شریک رہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ! مال تو آپ فقط مہاجرین پر تقسیم فرمائی جاتی ہے اس لیے اموال اور املاک میں سے بھی جس قدر چاہیں مہاجرین پر تقسیم فرمائیں ہم نہایت خوشی سے اس پر راضی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر مسرور ہوئے اور یہ دعا دی۔

اللھم اسرحمہم الا نصار فابناء اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر اپنی خاص مہربانی فرما۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا:

جزا عنہم اللہ خیر ایاہم عشر اے گروہ انصار اللہ تم کو جزائے خیر دے خدا  
الا نصار فواللہ ما مثلنا ومثلکم کی قسم ہماری اور تمہاری مثال اسی ہے جیسا کہ  
الا کما قال الغنوی غنوی شاعر نے کہا ہے۔

جزی اللہ عنا جعفر احسین ازلفت بنا نعلنا فی السواطین فنزلت  
اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے کہ جب ہمارا قدم پہلا اور اس کو نازل شد ہوئی۔

ابوان یعلونا ولسوان ابنا تلاقی الذی یلقون ضلالت تو ہماری اعانت اور خبر گیری سے اکتائے نہیں۔ بالفرض اگر ہماری ماں کو یہ صورت پیش  
آتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔

آپ نے تمام مال مہاجرین پر تقسیم فرمادیا، انصار میں سے صرف ابو دھانہ اور سہل بن خنیف کو  
بوجہ تنگدستی اس میں سے حصہ عطا فرمایا۔

اس غزوہ میں بنو نضیر میں سے صرف دو شخص مسلمان ہوئے یامین بن عمیر اور ابو سعید بن وہب  
رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کے ال واسباب سے کچھ تعارض نہیں کیا گیا اپنی املاک پر قابض رہے اور سورۃ  
حشر اسی غزوہ میں نازل ہوئی جس کو عبد اللہ بن عباس سورۃ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔ اس صورت میں  
حق تعالیٰ نے مال فسی کے احکام اور مصارف بیان فرمائے واللہ اعلم بہ تمام تفصیل نقطانی منہ تامہ  
رنج لہاری ۱۴۵۵ھ، ۱۴۵۶ھ، البدایۃ والنہایۃ از منہ تامہ ج ۲ میں مذکور ہے۔

تحریم خمر  
ابو اسحق لکھتے ہیں کہ تحریم خمر کا حکم اسی غزوہ میں نازل ہوا۔

## غزوہ ذات الرقاع

### جمادی الاول ۳؎

غزوہ بنو نضیر کے بعد ربیع الاول سے لے کر شروع جمادی الاول تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ شروع جمادی الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ بنی حارث اور بنی ثعلبہ آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ آپ چار سو صحابہ کی جمیعت ہمراہ لے کر نجد کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ نجد پہنچے تو کچھ لوگ قبیلہ غطفان کے لئے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صلاۃ الخوف پڑھائی۔

ابو اسحق شمری فرماتے ہیں کہ اس غزوہ کو ذات الرقاع اس لئے کہتے ہیں کہ رقاع کے معنی چندیوں اور چھپرؤں کے ہیں اس غزوہ میں چلتے چلتے پیر بھٹ گئے تھے اس لئے ہم نے پیروں کو کپڑے لپیٹ لئے تھے اس لئے اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے لگے یعنی چیتھڑوں والا غزوہ (بخاری شریف) ابن سعد کہتے ہیں کہ ذات الرقاع ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں آپ نے اس غزوہ میں نزول فرمایا تھا اس میں سیاہ اور سفید اور سرخ نشانات تھے

دوسری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیلولہ فرمایا اور بلا درخت سے لگا دی ایک مشرک آیا اور تموار سونت کر کھڑا ہو گیا اور آپ سے دریافت کیا کہ تبارک و تاب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا آپ نے نہایت اطمینان سے یہ فرمایا، اللہ۔

۱۔ بنی حارث اور بنی ثعلبہ قبیلہ غطفان کی درخت میں ہیں۔ ۱۲۔ زرقانی

۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سات سو ایک میں آٹھ سو ہے۔ ۱۳۔ زرقانی

۳۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ پہلی صلاۃ الخوف تھی۔ صیرن الاثر ۵ ج ۲

۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۳



یہ بخاری کی روایت ہے ابن احنق کی روایت میں ہے کہ جبریل امین نے اس کے سینہ پر ایک گھونسلہ رسید کیا۔ فوراً تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور آپ نے اٹھالی اور فرمایا تجلایہ ہاتھ مجھ کو کون بچائے گا اس نے کہا کوئی نہیں آپ نے فرمایا اچھا جاؤ میں نے تم کو معاف کیا۔  
واندی کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کی دعوت سے مسلمان ہوئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ اس شخص کا نام غوث بن حارث تھا۔  
تشبیہ :- اسی قسم کا واقعہ غزوہ غطفان ۳؎ کے بیان میں گذر چکا ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دو واقعے الگ الگ ہیں واللہ اعلم ۱؎  
یہاں سے چل کر آپ ایک گھالی پر ٹھہرے عمارہ بن یاسر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما کو درہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا آپس میں ان دونوں نے یہ طے کیا کہ اول نصف شب میں عباد اور آخر نصف شب میں عمار جاگیں اس قرار داد کے مطابق عمار بن یاسر تڑپ اٹھے اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ عبادت کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز کی نیت باندھ لی۔

ایک کافر نے آپ کو دیکھ کر یہ پہچان لیا کہ یہ مسلمانوں کے پاسان ہیں ایک تیرا لا جو ٹھیک نشان پر پہنچا مگر عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے رگ و ریشہ میں مجسوم حقیقی کی عبودیت اور بندگی سرایت کر چکی تھی اور ستر پا مولائے حقیقی کی محبت میں سرشار تھے اور ایمان و احسان کی حلاوت ان کے دل میں اتر چکی تھی۔ تیر و نشان کب ان کی عبادت میں مغل ہو سکتا تھا۔ برابر سی طرح نمازیں مشغول رہے اور تیر نکال کر پھینک دیا۔ اس کافر نے ایک دوسرا تیر مارا انھوں نے اس کو بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی اُس نے تیسرا تیر مارا۔ اب یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں دشمن کمین کا ہوسے حملہ نہ کر دے اور جس غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہاں متعین کیا ہے وہ غرض نہ فوت ہو جائے۔ اس لئے نماز کو پورا کیا اور نماز پوری کرنے کے بعد ساختی کو جگایا کہ اٹھو زخمی ہو گئے ہوں دشمن

ان کو جگاتے دیکھ کر فرار ہو گیا عمار بن ابی اسفہر بیدار ہوئے اور دیکھ کر جسم سے خون جاری ہے کہا جان اللہ تم نے مجھ کو پہلے بتایا میں کیوں نہ جگایا، کہا میں ایک سورت پڑھ رہا تھا، اس کو قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا جب پے درپے تیر گے نب میں نے نماز پوری کی اللہ کو جگایا۔ خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خیال نہ ہوتا تو نماز ختم ہونے سے پہلے میری جان ختم ہو جاتی۔

اس غزوہ کی تاریخ وقوع میں بہت اختلاف ہے محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی الاولیٰ ۳۳ھ میں ہوا ابن سعد کہتے ہیں کہ محرم الحرام ۳۳ھ میں ہوا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوہ خیبر کے بعد ۳۳ھ میں ہوا۔ اس لئے کہ صحیح بخاری کی روایت میں ابو موسیٰ اشعری کا اس غزوہ میں شریک ہونا مذکور ہے اور ابو موسیٰ اشعری بالاتفاق غزوہ خیبر کے بعد ۳۳ھ میں حبشہ سے مدینہ واپس آئے علاوہ ازیں البراد و وغیرہ میں روایت ہے کہ مردان بن حکم نے ابوہریرہؓ سے سوال کیا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے غزوہ نجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلاۃ النخوت پڑھی ہے۔ یہ روایت بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے اور ابوہریرہؓ بھی ۳۳ھ میں غزوہ خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

## غزوہ بدر موعود

### شعبان ۳۳ھ

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی کے بعد آخر رجب تک آپ مدینہ ہی میں مقیم رہے احد سے واپسی کے وقت چونکہ ابوسفیان سے وعدہ ہو چکا تھا کہ سال آئندہ بدر میں لڑائی ہوگی اس بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پندرہ سو صحابہ کو اپنے ہمراہ لے کر ماہ شعبان میں بدر کی طرف روانہ ہوئے بعد چھپ کر آئندہ روز تک ابوسفیان کا انتظار فرمایا۔ ابوسفیان بھی اہل مکہ کو لے کر ستر اظہران تک پہنچا مکین مقابلہ کی بہت نہ ہوئی اور یہ کہہ کر واپس ہوا کہ یہ سال تمھارا گرانی کا ہے، جنگ و جدال کا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ روز کے انتقال کے بعد جب مقابلہ سے نہ امید ہوئے تو ہمدان  
و قتال مدینہ واپس ہوئے یہ

ابوسفیان اگرچہ آٹھ روز سے واپس کے وقت یکہ گیا تھا کہ سال آئندہ پھر مدینہ پر لڑائی ہوگی۔  
مگر اندر سے ابوسفیان کا دل مرعوب تھا، دل سے یہ چاہتا تھا کہ حضور پر نور بھی بدر پر نہ آئیں تاکہ  
مجھے غلامت اور شرمندگی نہ ہو۔ اور الزام مسلمانوں پر ہے۔ نعیم بن سعد نامی ایک شخص مدینہ ہار  
تھا اس کو مال دینا منظور کیا کہ مدینہ پہنچ کر مسلمانوں میں یہ مشہور کرے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کے  
استیصال کے لئے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے لہذا تمھارے لئے بہتر یہی ہے کہ قریش کے  
مقابلہ کے لئے نہ نکلو۔ ابوسفیان کا مقصد یہ تھا کہ جب اس قسم کی خبریں مشہور ہونگی تو مسلمان خوف  
زدہ ہو جائیں گے اور جنگ کسے نہیں نکلیں گے جس کو آج کل کی اصطلاح میں پروپگنڈا کہتے  
ہیں، سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش ایسا ہی میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور حَسْبُنَا اللہ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ  
پڑھتے ہوئے ہر طرف روانہ ہو گئے اور حسب وودہ بدر پہنچے، وہاں ایک بڑا بازار ملتا تھا  
تین روزہ کر تجارت کی اور خوب نفع اٹھایا اور فیروہ برکت کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے اسی  
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِدَعَاِ رَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَهُمْ الْفَرَقُ لِلَّذِينَ  
اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاَتَقَوْا اَجْرَ عَظِيْمٍ الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ  
جَمَعُوْا اِلَيْكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ  
فَاَلْقَيْنَا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ وَاَفْضَلُ لَمْ يُمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللّٰهِ  
وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ اِنَّمَا ذَاكُمُ الشَّيْطٰنُ يَجْعَلُ اٰيَاتِهٖ اَفْوَاحًا فَاَتَخَا ثَوْبُهُمْ  
وَحَاوِيُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ؕ ۱۳۶

(فائدہ) اس آیت میں جھوٹی خبریں مشہور کرنے والے کو حق تعالیٰ نے شیطان فرمایا ہے۔

۱۳۶۔ ابن ہشام ج ۵، ص ۱۳۶۔ سورہ آل عمران، آیت ۱۵۵

قال تعالیٰ اِنَّمَّا ذَلِكُمْ الشَّيْطَانُ يُخَوِّتُ اَوْلِيَاءَ اور حق تعالیٰ نے پروپیگنڈہ کا علاج اور جواب یہ بتلادیا ہے کہ تم اپنی قدرت کے مطابق جہاد و قتال کی تبارکی کرو اور یَحْسَبُنَا اللّٰهُ وَنُعَمُّ بِالْوَعْدِ اِنْ لَمْ يَحْمِلْهُمُ بَعْرُ وِسْطِ اللّٰهِ بِرُكُوعٍ معاذا اللہ یہ نہ کرنا کہ شیطان کی طرح تم بھی اپنے دشمنوں کے متعلق جھوٹی خبریں اٹانے لگو۔ جھوٹ کا جواب سچائی سے دو۔ معاذا اللہ اگر تم نے بھی جھوٹ کے جواب میں جھوٹ بولا تو پھر نائدہ ہی گنیا ہوا اسلام اپنے دشمنوں کے متعلق بھی جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔

## واقعات متفرقہ ۴

- (۱)۔ اسی سال ماہ شعبان میں امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔
- (۲)۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ کا چھ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔
- (۳)۔ اسی سال ماہ شوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔
- (۴)۔ اسی سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت زینب بنت خزیمہ اُم المساکین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ طبری ۳ ج ۳
- (۵)۔ اور اسی سال زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ یہود کی زبان میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیں مجھ کو ان کے پڑھنے پر اطمینان نہیں ہے۔
- (۶)۔ مشہور قول کی بنا پر جواب یعنی پردہ کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا بعض کہتے ہیں کہ ۳ھ اور بعض کہتے ہیں ۴ھ میں ہے۔
- مسئلہ جواب کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ انداج مطہرات کے بیان میں آئے گی ۴ھ کے واقعات

ختم ہوئے اب ۴ھ شروع ہوتا ہے

۴ھ - ج ۳: ص ۳۹، ۵ھ - فتح الباری ج ۱: ص ۳۳۰

۵ھ - ایضاً ۶ھ - طبری ج ۲: ص ۳۳ ۷ھ - طبری ج ۳: ص ۴۲

## شہدہ بھری غزوہ دومتہ الجندل ربیع الاول ۱۰ھ

۱۰ھ ربیع الاول میں آپ کو یہ خبر ملی کہ دومتہ الجندل کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کو ہمراہ لے کر ۲۵ھ ربیع الاول ۱۰ھ کو دومتہ الجندل کی طرف خروج فرمایا وہ لوگ خبر سنتے ہی منتشر ہو گئے، لہذا آپ بلا جلال و قتال واپس ہوئے اور سبیش ربیع الثانی کی مدینہ میں داخل ہوئے۔ طبقات ابن سعد ۴ ج ۲ زرقانی ۱۰ ص ۹۵

## غزوہ مروئع یا بنی المصطلق ۲ شعبان ۱۱ھ و شنبہ ۱۰ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حارث بن ابی مرزہ سر دار بنی المصطلق نے بہت سی فوج جمع کی ہے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے کی تیاری میں ہے، آپ نے بریدہ بن حنفیہؓ کو خبر لینے کے لئے روانہ فرمایا۔ بریدہؓ نے آکر بیان کیا کہ خبر صحیح ہے آپ نے صحابہ کو خروج کا حکم دیا۔

۱۰ھ۔ دومتہ الجندل ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے پندرہ دن کے راستہ پر ہے۔ دومتہ الجندل سے دشمن تک پانچ دن کا راستہ ہے۔ زرقانی ۱۰ ص ۹۵۔

۱۱ھ۔ مروئع ایک چٹریا تالاب کا نام ہے جہاں بنی المصطلق سے مقابلہ ہوا۔ اور بنی المصطلق قبیلہ بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے۔ اس غزوہ کی سند وقوع میں اختلاف ہے ابن کثیر کہتے ہیں کہ شہدہ میں ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ شہدہ میں ہوا۔ قتادہ غزوہ بنی نضیر بنی شہاب زہری کہتے ہیں کہ شعبان ۱۰ھ میں ہوا۔ مولیٰ بن عقبہ بن سعدؓ جہتی ماہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے حافظ مصطفیٰ فرماتے ہیں: یہی قول صحیح ہے اس لئے کہ سعد بن مسعودؓ کا اس غزوہ میں شریک ہونا صحیح بخاری میں مذکور ہے اور روایات صحیحہ امارت معتبرہ سے یہ ثابت ہے کہ سعد بن مسعودؓ نے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر غزوہ بنی قریظہ کے زمانہ میں وفات پائی، جو صحیح میں ہوا۔ پس اگر غزوہ مروئع ۱۱ھ میں غزوہ بنی قریظہ کے ایک سال بعد ہوا جاتا تو سعد بن مسعودؓ کی شرکت اس میں کیسے صحیح ہو سکتی ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ۱۳ ج ۲، زرقانی ۱۰ ص ۹۶۔

صحابہ فرزیتار ہو گئے تین گھوڑے ہمراہ لئے جس میں سے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے تھے اس مرتبہ مال غنیمت کی طعنے میں منافقین کا بھی ایک کثیر گروہ ہمراہ ہوا جو اس سے پہلے کبھی کسی غزوہ میں شریک نہ ہوا تھا۔ مدینہ میں زید بن حارثہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور اذاعہ مہلکات میں سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا اور شعبان یوم وشدنبہ کو موسیٰ کی طرف خروج فرمایا۔

تیز رفتاری کے ساتھ چل کر ناگہاں اور اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ اس وقت وہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی چارہ سے تھے حملہ کی تاب نہ لاسکے دس آدمی ان کے قتل ہوئے باقی مرد و عورت بچے اور بوڑھے سب گرفتار کر لئے گئے مال اسباب لوٹ لیا گیا دو ہزار ادھ اور پانچ ہزار بکریں ہاتھ آئیں اور دو گھوڑے قید ہوئے انھیں قیدیوں میں سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی جویرہ بھی تھیں مال غنیمت جب غنیمین تقسیم ہوا تو جویرہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں ثابت بن قیس نے ان کو مکہ تہ بنادیا یعنی اگر اتنی مقدار تقسیم ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں حضرت جویرہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں جویرہ سردار بنی المصطلق حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں میری اسیری کا حال آپ پر مخفی نہیں تقسیم میں ثابت بن قیس کے حصہ میں آئی ہوں، انھوں نے مجھ کو مکہ تہ بنادیا ہے

۱۵۔ یہ روایت صحیح بخاری کی کتاب اعتاق ۳۲۵ ج ۱ میں ناف سے مروی ہے اور ناف کہتے ہیں حدیثی بہ عبد اللہ بن عمرو کان فی ذلک الجیش کہ یہ حدیث مجھ سے عبد اللہ بن عمر نے بیان کی جو اس لشکر میں موجود تھے پھر لہذا یہ روایت برابر مشہور مرفوع متصل ہے بالفرض اگر اس تفاسیخ کا سلسلہ ناف ہی پر ختم ہوتا تو اصطلاح حدیث میں اس کو مرسل کہا جائے گا جو جوہر صحت کے نزدیک حجت ہے۔ ذکر منقطع۔ معلوم کہ علامہ شبلی نے نیز ابی ۳۸۲ ج ۱ نقلیۃً خود کہیں بنا پر اس حدیث کو منقطع کہہ کر غیر معتبر بنانے کی ناکام سعی کی ہے سیر کی روایت اور صحیح بخاری کی روایت میں کوئی تعارض نہیں اس لئے کہ سیر کی روایت سے فقط اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بنی المصطلق کو آپ کی تیاری کا علم ہو گیا تھا لیکن یہ علم نہ تھا کہ آپ اس طرح اچانک پہنچ کر حملہ کریں گے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وقت آپ نے ملایا اس وقت بے خبر اور غافل تھے ۱۶۔ معاند

ہل کتابت میں آپ سے اعانت اور لدا کے لئے حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو اس سے بہتر چیز بتاتا ہوں اگر تم پسند کرو وہ یہ کہ تمھاری طرف سے کتابت کی واجب الادا رسم میں آؤ کرو اور آزاد کر کے تم کو اپنی زوجیت میں لے لوں حضرت جویریہؓ نے فرمایا میں اس پر راضی ہوں۔ درواہ ابوالواؤدنی کتاب العتاق،

حضرت جویریہؓ کی خواہش تو پہلے ہی سے تھی کہ وہ آزاد ہو جائیں، اتفاق سے ان کے باپ حارث بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی المصطلق کا سردار ہوں میری بیٹی کینز بن کر نہیں رہ سکتی۔ آپ اس کو آزاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں اس معاملہ کو خود جویریہؓ ہی کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دوں، حارث نے جاکر جویریہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر چھوڑ دیا ہے جویریہؓ نے کہا میں اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ (درواہ ابن مندہ و مسندہ صحیح) ۱۷

عبداللہ بن زیاد سے مروی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد۔ حارث بن ابی ضرارؓ پہلے سے اونٹ لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تاکہ فدیہ دے کر اپنی بیٹی کو چھڑ لائیں ان میں سے دو اونٹ جزئیات عمدہ پسندیدہ تھے اور ان کو ایک گھائی میں چھپا دیا کہ ماپسی میں ان کو لے لوں گا مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اونٹ آپ کے سامنے پیش کئے اور کہا اسے محمد تم نے میری بیٹی کو گرفتار کیا ہے، اس کا فدیہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ اونٹ کہاں جو تم فلاں گھائی میں چھپا آئے ہو۔ حارث نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْكَ رَسُولُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ کے سوا کسی کو اس کا علم نہ تھا اللہ ہی نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے (اصحاب ترجمہ حارث بن ابی ضرارؓ)

انفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ صحابہ کرام جب یہ معلوم ہو تو بنی المصطلق کے تمام قیدیوں کو آزاد کر دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دامادی رشتہ دار ہیں، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جو میرے سے زیادہ کسی عورت کو اپنی قوم کے حق بابرکت نہیں دیکھا کہ جس کی وجہ سے ایک دن میں سو گھولنے آنا دہوئے ہوں۔ ابوداؤد کتاب العقاق ۱۹۲ ج ۲

اس سفر میں چونکہ منافقین کا ایک گروہ شریک تھا، ہر موقع پر اپنی فتنہ پر دازی اور شرانگیزی کو ظاہر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک پانی کے چشمہ پر ایک مہاجر اور ایک انصاری میں جھگڑا ہو گیا، مہاجر نے انصاری کے ایک لات ماری مہاجر نے یا لہا برین کہہ کر مہاجرین کو انصاری نے یا لانا انصار کہہ کر انصار کو اپنی اپنی دیکھتے آواز دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آوازیں سنیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ جاہلیت کی سی آوازیں کسی لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے لات ماری آپ نے ارشاد فرمایا:

دَعَوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ  
ان ہلقوں کو چھوڑو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بد بو دار ہیں  
اس منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کو روٹنے کا موقع مل گیا اور کہا کیا یہ لوگ (یعنی مہاجرین) ہم پر حاکم ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلت کے واسے کو نکال باہر کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان منافق کی گردن مانسنے کی بجھو کا جازت دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا رہنے دو (لوگ حقیقت حال کو تو سمجھیں گے نہیں) یہ گمان کریں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی حقیقہ آپ کے اصحاب میں سے نہ تھا بلکہ سخت ترین دشمنوں میں سے تھا۔ لیکن ظاہر ضرورت میں آپ کے اصحاب کے مشابہ تھا۔ نہ ان سے آپ کے اصحاب میں سے ہونے کے مدعی تھا اس لئے آپ نے اس کے قتل کی اجازت نہیں دی۔ اصحاب مخلصین کے تشبیہ نے

۱۱۔ اپنی سون کے فضل و کمال کا صدق دل سے اور صدق لسان سے اعتراف کرنا یہ شایعہ حقیقت کا اقتضاء ہے اس لئے اس مقام پر ام المؤمنین کے نام کے ساتھ صدیقہ بنت صدیق کا خلو مناسب معلوم ہوا۔ ۱۲۔ غنائم۔ ۱۳۔ سہۃ منافقین اسی بارے میں نازل ہوئی۔ ۱۴۔



اس کی جان بچائی۔ مصلحین کا تشبہ اگر نفاق سے ہر وہ بھی مصلح اور بیکار نہیں۔

## فائدہ جلیلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:

دَعَوْهَا خَاتَمًا مِّنْتَنَّهُ  
ان باتوں کو چھوڑ دو البتہ تحقیق یہ باتیں گندی اور بدبو دار ہیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی باتیں پاکیزہ اور خوشبودار ہیں۔ اور بُری باتیں گندی اور بدبو دار ہیں، جن کی خوشبو اور بدبو کا احساس ظاہری اور حسی طور پر حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام الف مصلحت اللہ یا ان کے وارثین کو ہوتا ہے۔

رعن جابر قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم فارتفعت ريح منتنة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتدرون ما هذا؟  
حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ سخت بدبو اٹھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم کو معلوم ہے کہ یہ کس چیز کی بدبو ہے یہ بدبو ان لوگوں کے منہ سے آ رہی ہے جو اس وقت مسلمانوں کی غیبت (بدگوئی) کر رہے ہیں اس حدیث کو امام احمد ابن ابی الدین نے روایت کیا ہے۔ امام احمد کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ نے اور جو حضرات آپ کے ساتھ تھے سب نے غیبت کی بدبو کو محسوس کیا لیکن یہ امر یہ کہ کس چیز کی بدبو ہے یہ آپ کے بتلانے سے معلوم ہوا۔

حافظ سیوطی نے خصائص کبریٰ کے باب اثنیٰ فی غزوة بنی المصطلق من الآیات کے تحت جلد ہی

۱۔ اس مسئلہ کی تحقیق دیکر ہے تو زیادہ مکرّم فاضل مکرّم مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تالیف طیف: اشتہی الاسلام کی مراجعت کریں جو مسئلہ تشبہ کی تحقیق میں بے سغہ اور بے مثال ہے

۲۔ مینی باب اس بات کا غزوہ بنی المصطلق میں کیا کیا جوئے ظاہر ہوئے

رضائن کبریٰ ص ۱۱۲

حدیث کہ حوالہ ابی نعیم نے ان الفاظ میں روایت کیا ہے۔

عن جابر قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فهاجت ريح منتنة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اننا سامن المنافقين اغتالوا اناسا من المؤمنين فلذلك لاهاجت هذا الريح

حضرت جابر سے مروی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ یکایک ایک سخت بدبو اٹھی کہ جرنالبا اس سے پہلے کہیں دیکھنے اور سننے میں نہیں آتی تھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) تم اس عجیب و غریب بدبو سے تعجب مت کرو!

اس وقت چند منافقین نے اہل ایمان کی غیبت اور بدگوئی کی ہے پس اس لئے یہ بدبو نمودار ہوئی ہے یعنی یہ اہل ایمان کی غیبت کی عضویت ہے اس لئے اس میں یہ شدت اور غرابت ہے۔

حافظ سیوطی کے اس کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کی بدبو کا واقعہ غزوہ بنی المصطلق ہی میں پیش آیا۔

اور اس قسم کا ایک اور واقعہ مدینہ کے قریب پہنچ کر پیش آیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ جب ہم اس سفر یعنی غزوہ بنی المصطلق سے واپس ہو کر مدینہ کے قریب پہنچے تو دُعا ایک نہایت متعفن اور بدبو دار مہر اہل آپ نے ارشاد فرمایا یہ بدبو دار ہر کسی منافق کے مرنے کی وجہ سے چل رہا ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق مرا ہے۔ خصائص کبریٰ ج ۱

غالب اس منافق کی غیبت اور گندی روح کی وجہ سے اس صحرانے تمام غلام متعفن ہو گیا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محسوس فرمایا۔

لوگوں کا یہ فرض ہے کہ خداوند قدوس نے جن برگزیدہ حضرات پر کفر کی نجات منکشف فرمائی ان کے سامنے تسلیمِ نعم کر دیں اور خوب سمجھیں کہ کسی بے حس اور مرکوم کا گلاب اور میٹاب کی خوشبو اور بدبو کو نہ محسوس کرنا صحیح انھوں پر حجت نہیں کلمات طیبہ کی طیبہ اور خوشبو کو اور کلمات خبیثہ کی خبیثہ اور رائحہ کہ یہ کہہ کر کیا محسوس کریں۔ بیع

مہرازاں باید محاسن اہل دل

جامع ترمذی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

اِذَا كَانَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنِ الْمَلِكِ      جب بند جھوٹ پوٹا ہے تو فرشتہ جھوٹ کی بدولت  
مَلِكًا مِنْ نَفْسٍ مَا جَاءَهُ (ترمذی شریف ۱۹۱۱)      رجب سے ایک میں مُدَّعِیٰ جاتا ہے

مسند احمد احمد جابغ ترمذی اور سنن ابی داؤد اور نسائی اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس سے بغیر اللہ کا ذکر  
کئے اٹھ کھڑے ہوئے تو گویا وہ لوگ حیضہ نماز (مردا گدھے) کے پاس سے اٹھے۔ امام ترمذی فرماتے  
ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے بخاری اور مسلم کی ایک حدیث  
تذکی میں ہے کہ بندہ جب کسی عمل نیک کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کرنے سے پیشتر ہی محض  
اس کے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لیتے ہیں اور کرنے کے بعد دوش گوند سے سات سو گوند تک لکھتے ہیں  
اور بندہ جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو جب تک کہ نہ لے اس وقت تک بدی نہیں لکھنے الیٰ آخر الحمد للہ۔  
اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنا یا نہ کرنا آدمی کے قلبی ارادوں اور دلِ خطرات کی بھی کچھ  
اطلاع ہوتی ہے۔ ورنہ اگر ان کو اطلاع نہیں ہوتی تو محض نیکی کے ارادہ سے وہ نیکی کیسے لکھ لیتے ہیں  
ابو عمران جوئی فرماتے ہیں کہ اس وقت فرشتے کو نذر دی جاتی ہے کہ نکلاں کے نامہ اعمال میں یہ نیکی  
لکھ لو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اسے پورہ دگا اس نے یہ نیکی کی نہیں۔ جواب دیا جاتا ہے کہ اگرچہ اس نے  
یہ نیکی کی نہیں، لیکن اس کی نیت کی ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اند  
سے ایک راتھ طیبہ پاکیزہ خوشبو مکنے لگتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا ہے اور  
جب بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں سے راتھ خبیثہ بدبو آتی ہے فرشتے سمجھ لیتے ہیں کہ اس نے بدی کا  
ارادہ کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اسی مضمون کو طبری نے ابو معشر بنی سے نقل کیا ہے اور میں نے  
خود حافظ مغلطانی کی شرح میں اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث بھی دیکھی ہے فتح الباری ۴/۱۱۲

کتاب الرقاق باب من ہم بحسنۃ ادبیتہ

جس طرح ہر نظر کی جلا گانہ خوشبو ہرتی ہے، عجب نہیں کہ اسی طرح ہر حسد زہلی کی جدا گانہ

خوشبو ہوتی ہر جس طرح عطر ساز اور عطر فروش خوشبو سونگھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ فلاں عطر کی خوشبو ہے مگر بے مکن ہے کہ فرشتے بھی خوشبو سونگھتے ہی پہچان لیتے ہوں کہ یہ فلاں عطر کی خوشبو ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلما تم وا حکم

عارف ربانی شیخ عبداللہ اب شعرائی فرماتے ہیں:

کان وحب بن مَنِيَّةٍ من حمه الله تعالى  
يقول لا يموت عبد حتى يرى الملكين لكا تين  
فان كان محبهما بغيب قال له جنك الله  
من صاحب خيرا فنعم صاحب كنت فكم  
احضرتنا معا في مجالس الخيرو كم  
شاه منّا منك الروائح الطيبة حال  
طاعتك الخالصه وان كان قد محبها  
بسوقا لاله لا جزاك الله عنا من  
صاحب خيرا فكم احضرتنا معا في  
حال معاصيك وكم شتم منّا منك  
راحة النتن - تنبيه المغترين ۱۶

وہب بن مَنِيَّةٍ رحمہ اللہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ نہیں  
مرا کر لی بندہ یہاں تک کہ مرنے سے پہلے کو ا  
کاتین کو دیکھ لیتا ہے پس اگر اس شخص نے کرنا  
کاتین کے ساتھ نیکی سے زندگی بسر کی تھی تو  
اس وقت فرشتے یہ کہتے ہیں جزاک اللہ خیر اللہ  
تجہ کو جزائے خیر دے تو بڑا اچھا ساتھی تھا کتنی  
ہی مرتبہ تو نے ہم کو خیر کی مجلسوں میں اپنے ساتھ  
شریک رکھا اور کتنی بار تیری مخلصانہ عبادت کے  
وقت ہم نے تجھ میں سے پاکیزہ خوشبوئیں سونگھی  
ہیں اور اگر اس شخص نے کرنا کاتین کے ساتھ برائی  
کے ساتھ زندگی بسر کی تھی تو فرشتے اس وقت یہ کہتے

ہیں خدا تجہ کو جزائے خیر دے کتنی بار تیری وجہ سے گناہوں کی مجلسوں میں ہم کو تیرے

ساتھ شریک ہرنا پڑا اور کتنی بار تجھ میں بد بڑی سونگھنی پڑیں ۱۷

وكان محمد بن واسع رحمه الله  
تعالى يقول لا صحابه قد غرقنا  
في الذنوب ولو ان احد امنكم  
يجد مني ريح الذنوب لما

محمد بن واسع اپنے ساتھیوں سے فرمایا کرتے  
تھے ہم سب ترپا گناہوں میں غرق ہیں تم میں سے  
اگر کوئی شخص میرے گناہوں کی بدبو کو محسوس کرنا  
تو تعجب اور بدبو کی وجہ سے میرے پاس ہرگز

استطاع ان یجلس الیّ - رحمہ اللہ - نہ بیٹھ سکتا۔

ایں سخن رائیت ہرگز اختتام پس سخن کوتاہ باید والسلام  
عجیب بات ہے کہ عبداللہ بن ابی توہمین اسلام اور منافقوں کا سردار اور اس کے بیٹے  
جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ اسلام کے شہدائی اور مخلص و جان نثار حقیقت میں وہ اللہ کے بندے  
تھے اور باپ ترخص نام کا عبداللہ تھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب باپ کو یہ کہتے سنا  
کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذاتِ واسے کو نکال دے گا تو باپ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور کہا خدا  
کی قسم میں تجھ کو اس وقت تک ہرگز مدینہ جانے نہ دوں گا۔ جب تک تو یہ اقرار نہ کر لے کہ تو ہی ذلیل  
ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عزیز ہیں۔ چنانچہ باپ نے جب یہ اقرار کر لیا تب بیٹے  
نے چھوڑا۔

ما نفا عسقلانیٰ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کو ابن اسحق اور طبری نے بھی ذکر کیا ہے  
(فتح الباری سورۃ المنافقین)

مدینہ پہنچ کر حضرت عبداللہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ میرے باپ کے قتل کا حکم دینے واسے ہیں اگر جازت ہو تو میں خود اپنے  
باپ کا سر قلم کر کے آپ کی خدمت میں لا حاضر کروں مبادا آپ کسی دوسرے کو حکم دے دیں اور میں  
جو شش میں آکر اپنے باپ کے قاتل کو مار ڈالوں اور اس طرح سے ایک مسلمان کے قتل کا مرتکب  
بنوں آپ نے باپ کے قتل سے منع فرمایا اور اس کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا۔

## واقعہ افک

واقعہ افک یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ثبت کا واقعہ اسی سفر سے  
واپسی کے وقت پیش آیا جو تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ وہی ہدہ  
اس سفر میں عائشہ صدیقہ آپ کے ہمراہ تھیں، چونکہ پرہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لئے

ہودج میں سوار کی جاتی تھیں اور جب اتاری جاتی تو ہودج سمیت ہی اتاری جاتیں اور ہودج پر پر دے لٹکے رہتے تھے۔ دھپسی میں مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک مقام پر قیام کیا۔ لشکر کو کوچ کا حکم دے دیا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاجت کے لئے لشکر سے الوداعی گئیں، جب لوٹنے لگیں تو ارٹوٹ کی جڑ لگیوں کا تھا ان لگیوں کے جمع کرنے میں دیر ہو گئی۔ قافلہ تیار تھا۔ ہودج کے پر دے چھپے ہوئے تھے لوگوں نے یہ سمجھ کر اُم المؤمنین محل میں ہیں محل کو اُڑٹ پر کھڑک کر کوچ کر دیا ماس وقت عورتیں عموماً ڈبلی تپلی ہوتی تھیں اور خاص کر عائشہ صدیقہ صغیرہ اس پر ہونے کی وجہ سے اور بھی ڈبلی تپلی تھیں اس لئے سوار کرتے وقت لوگوں کو محل کے ہلکے ہونے کا کچھ خیال نہ آیا۔ لشکر روانہ ہونے کے بعد ہار ملا جب ہارے کر لشکر گاہ میں دھپسی آئیں تو یہاں کوئی بھی نہ تھا سب روانہ ہو چکے تھے یہ خیال کر کے کہ جب آپ آئندہ مقام پر پہنچ کر کچھ کو نہ پائیں گے تو اسی جگہ میری تلاش کے لئے آدمی روانہ فرمائیں گے۔ اسی جگہ چار لپٹ کر لیٹ گئیں اسی میں نیندا گئی۔

صفوان بن محرز سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قافلہ کی گری پڑی چیز کے اٹھانے کے لئے پیچھے رہا کرتے تھے وہ آگئے دیکھتے ہی عائشہ صدیقہ کو پہچان لیا۔ پر وہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا۔ اس وقت دیکھتے ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا عائشہ صدیقہ کی ان کا ماز سے سمجھ کھل گئی نوراً چاند سے منہ ڈھانپ لیا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:

وَاللّٰہُ مَا کَلَمْنِی کَلِمَۃً وَّکَلَامَہُ سَمِعْتُ مِنْہُ خَدَاکِیْ قَسَمَ صَفْوَانَ لَیْ مَجْہُۃً کَوْنِیْ بَاتِ سَمْعَیْنِیْ کِیْ  
اور نہ انکی زبان سے سوائے اِنَّا لِلّٰہِ کے کچھ لونی کھڑن۔  
کَلِمَۃً خَلِیلاً اسْتَوْجَاعاً  
وَعَلَا حضرت صفوان نے باماز بلند اسی لئے اِنَّا لِلّٰہِ کہا تا کہ اُم المؤمنین بیدار ہو جائیں اور خطاب و کلام کی نوبت نہ آئے چنانچہ نہیں آئی

حضرت صفوان نے اپنا اُڑٹ لا کر اُم المؤمنین کے قریب بٹھلادیا ابن اسحق کی روایت میں ہے کہ صفوان نے اُڑٹ سامنے کر کے خود پیچھے بیٹھ گئے آٹھ اُم المؤمنین سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان ہمارے پیکر روانہ ہوئے یہاں تک لشکر میں جا پہنچے۔ عین دوپہر کا وقت تھا عبداللہ بن ابی اور گدہ منانین

نے دیکھتے ہی دایہی تباہی بکنا شروع کر دیا جس کو ہلاک اور برباد ہونا تھا وہ ہلاک اور برباد ہوا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت عائشہ بیمار ہو گئیں ایک مہینہ بیماری میں گزرا، افرادِ ہذا اور طوفانِ اٹھانے والے اسی چرچہ میں تھے مگر حضرت عائشہؓ کو اس کا مطلق علم نہ تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تعلُّف اور مہربانی میں کمی آجانے کی وجہ سے جو سابقہ بیماریوں میں مہندل رہی دل کو غلبان اور تردد تھا کہ کیا بات کہ آپؐ گھر میں تشریف لاتے ہیں اور دوسروں سے میرا حال دریافت کر کے واپس ہو جاتے ہیں مجھ سے دریافت نہیں فرماتے، آپؐ کی اس بے اتفاقی سے میری تکلیفیں ہیں اور اضافہ ہوتا تھا۔ ایک بار شب کو میں اور اُمّ مسطحہ فضائے حاجت کے لئے جھل کی طرف چلے، عرب کا قدیم دستور یہی تھا کہ بدلو کی وجہ سے گھوڑوں میں بیتِ اخلا نہیں بناتے تھے۔ راستہ میں اُمّ مسطحہ نے اپنے پیچھے مسطحہ کو برا کہا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایسے شخص کو کیوں برا کہتی ہو جو بدر میں حاضر ہوا۔ اُمّ مسطحہ نے کہا اے بھولی بھالی تم کو فتنہ کی خبر نہیں۔ عائشہؓ صدیقہ نے فرمایا کیا قصہ ہے، اُمّ مسطحہ نے سارا قصہ بیان کیا، یہ سنتے ہی مرض میں اور شدت ہو گئی، مسجد بن منصور کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ سنتے ہی لرزہ سے بخار چڑھ آیا، معجم طبرانی میں باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میں نے یہ واقعہ سنا تو اس قدر صدمہ ہوا کہ بلا اختیار یہ دل میں آیا کہ اپنے کو کسی کنویں جا کر گرا دوں آہِ داخرِ جبر ابر علیٰ الیفاء

بغیر تضرع حاجت کے راستہ ہی سے واپس ہو گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے نساپ سے اپنے ماں باپ کے یہاں جانے کی اجازت چاہی تاکہ ماں باپ کے ذریعے سے اس واقعہ کی تحقیق کروں آپؐ نے مجھ کو اجازت دے دی۔ میں اپنے ماں باپ کے یہاں آگئی اور اپنی ماں سے کہا اے ماں تم کو معلوم ہے کہ لوگ میری بابت کیا کہتے ہیں۔ ماں نے کہا اے بیٹی تو رنج

۱۔ اُمّ مسطحہؓ کی والدہ صدیقہؓ کی خالہ تھیں اور یہ خالہ صدیقہؓ تھیں اور مسطحہ صدیقہؓ کے بھائی تھے ۲

۳۔ یہ شام بن مودہ کی روایت ہے اور یہ صحیح ہے جیسا کہ دوسری روایات میں اور مدثر سے معوم ہے کہ یہ مدثر صدیقہؓ کے پیام ہیں کہ آپؐ کو خدا نے حاجت سے واپس ہی اس واقعہ کا علم ہوا مگر یہ صحیح نہیں۔ اولیٰ ہی صحیح ہے۔ تفہیل کے لئے فتح الباری ص ۳۵۵ و ۳۵۶ کا مراجعت کریں۔

نیک دنیا کا تامل ہی یہ ہے کہ جو عورت خوبصورت اور خوب سیرت اور اپنے شوہر کے نزدیک بلند مرتبت ہوتی ہے تو حمد کرنے والی عورتیں اس کے فخر کے ورپے بوجھاتی ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگوں میں اس کا چرچہ ہے بیشام کی ہدایت میں ہے، میں نے کہا کیا میرے باپ کو بھی اس کا علم ہے، ماں نے کہا ہاں۔ ابی اسحاق کی رعایت میں ہے۔ میں نے کہا۔ اے ماں اللہ تمہاری مغفرت کرے لوگوں میں تو اس کا چرچہ ہے اور تم نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آنکھوں میں آنسو بھرا آئے اور چٹخیں بھل گئیں۔ ابو بکر بالا خانہ پر قرآن شریف کی تلاوت فرما رہے تھے، میری چیخ سن کر نیچے آئے اور میری ماں سے دریافت کیا، ماں نے کہا کہ اس کو قصہ کی خبر ہو گئی، یہ سن کر ابو بکرؓ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ اور مجھ کو اس شدت لرزہ آیا کہ میری والدہ ام نومان نے گھر کے تمام کپڑے مجھ پر ڈال دیئے تمام شب روتے گزری ایک لمحہ کے لئے آنسو نہیں تھتے تھے اسی طرح صبح ہو گئی جب نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت اسامہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت اسامہ عرض کیا یا رسول اللہ ہم انہیں اے اللہ کے رسول وہ آپ کے اہل ہیں جو آپ کی شاہین شان اور منصب نبوت و رسالت کے مناسب ہیں۔ ان کی عصمت و عفت کا پوچھنا ہی کیا۔ آپ کے مرم محترم کی ہمارت و نماہت تو اظہر من الشمس ہے اس میں رائے اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے اور اگر حضور کو ہمارا ہی خیال معلوم فرما ہے تو یہ عرض ہے وَمَا لَكُمْ إِلَّا خَيْرٌ أَلَيْسَ لَكُمْ مَعْلُومٌ

۱۵۔ صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَتْ يَا بَنِيَّةُ حَوْنِي عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ لَأَقَامَا كَانَتْ أَمْرًا لَا فَظْهُ وَضَيْعَةً عِنْدَ رَسُولِ يَجْهَادُ لَهَا ضَرْبًا لَّا أَكْثَرُونَ عَلَيْهِمْ أَضْلًا مُوجِعَ ضَرْبٍ قُلِي كَيْ يَكُونَ جَسَدُ مَشْهُورٍ مَنِي سَكَنَ كَيْ يَكُونَ اس نفی میں قرآن میں عورت کو کہتے ہیں کہ جو کسی کے فراموشی سے دے دے جو چونکہ اس عاتق میں حضرت عائشہؓ کی سکنوں یعنی اندام مطہرات میں سے کسی نے اشارۃً اور کنایتاً یہی کوئی حزن عائشہؓ مدتی بہت عداوت کے متعلق نہیں کہا جیسا کہ مغرب میں آئے گا اس نے مجھے فخر ان کے یہ سنی لئے کہ جو عورتیں انہما صدقہ کے فخر کے ورپے ہوں گویا کہ وہ عورتیں صدقہ دہنے سے بڑھ کر سونوں سے ہیں۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

۱۶۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب مجھ کو اس جہت کا علم ہوا تو یہی جہاں کہ کنویں میں گر کر مر جاؤں۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط و جالہ ثقات مجمل الزوائد ص ۹۵



ہے آپ کے اہل اور ازواج مطہرات میں ہم نے کبھی سوائے طیارہ خوب نیکی اور بھلائی کے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج و غم اور حزن و ملال کے خیال سے یہ عرض کیا:

یا رسول اللہ لم یضیق اللہ  
علیک والنساء سواھا کثیر و ان  
یارسل اللہ اللہ نے آپ پہنچی نہیں کی عورتیں  
ان کے سوا بہت ہیں آپ اگر گھر کی لوٹڈی سے  
مقال الحاریة تصدقک درافت فرمائیں تو وہ سچ سچ بتا دے گی۔

یعنی آپ مجبور نہیں مفاہرت آپ کے اختیار میں ہے لیکن پہلے گھر کی لوٹڈی سے تحقیق فرمائیں  
وہ آپ سے باطل سچ پہنچ بتلا دے گی اس لئے کہ باندی اور خادمہ بہ نسبت مردوں کے۔ غائیگی  
حالات سے زیادہ باخبر ہوتی ہے۔

بعض روایات سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ کو اس مشورہ کی بنا پر حضرت علی سے  
کچھ ملال تھا۔ سوا اگر بالفرض والتقدیر یہ ثابت بھی ہو جائے تو یہ ملال شکوہ بھی کمال محبت اور  
کمال تعلق کی دلیل ہے۔ شکوہ اور ملال انہوں ہی سے ہوتا ہے نہ کہ غیروں سے نیز عائشہ صدیقہ اس  
وقت خرد سال تھیں، صدمہ کا پہاڑ سر پر تھا۔ ایسے حال میں آدمی بے حال ہو جاتا ہے اور ایسے وقت  
میں ادنیٰ سی بات بھی باعث ملال ہوتی ہے۔ حضرت علی نے حضور پر نور کے اضطراب کو دیکھ کر  
حضور کی تسکین کی خاطر کے لئے یہ کلمات فرمائے ظاہر حضور کی جانب کو ترجیح دی اور باطنی اور ضمنی  
طور پر عائشہ صدیقہ کی برائت اور نزاہت کو اس طرح بتلایا کہ رسول اللہ آپ پر نشانہ نہیں منسوب

۱۔ معاذ اللہ حضرت علی کو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی برائت و نزاہت میں ذرہ برابر شک و تہق۔ یہ کلمات محض  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے فرمائے مطلب یہ تھا کہ تھکن و ملال کی شدت کی وجہ مفاہرت میں حملت  
نہ فرمائیں فی احوال تحقیق حال فرمائیں اللہ تحقیق حال سے پہلے کوئی خیال قائم نہ فرمائیں اور میرے ہاتھ سے حال دریافت  
کرنے کا آپ کو اس لئے مشورہ دیا کہ ان کے تعلق حضرت علی کو جزہ کامل اور یقین ماثق تھا کہ وہ مجھ سے زیادہ ام المؤمنین  
کی اہمیت و نزاہت کو جانتا ہے۔ نفع ابارک اللہ ۸۵

من جانب اللہ اس معاملہ کی حقیقت آپ پر منکشف ہو جائے گی اور فی الحال بریرہ سے پوچھیں۔

آپ نے بریرہ کو براہِ بقیع کی روایت میں ہے کہ بریرہ کو ملا کر آپ نے یہ فرمایا:

اتشہدین انی رسول اللہ قالت نعم کیا تو گواہی دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میری

قال فانی سائلک عن شیء فلا تکتمینہ نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ سے کچھ دریافت

قال نعم قال هل رأیت من عایشہ کرنا چاہتا ہوں چھپانا نہیں دودنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو

ما تضرعینہ قالت۔ کما بذریعہ دوسرے بتلا دے گا۔ بریرہ نے کہا میں چھپاؤنگی

نہیں۔ آپ دریافت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے عایشہ سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی

ہے۔ بریرہ نے کہا نہیں۔

بخاری میں ہے کہ آپ نے بریرہ سے یہ فرمایا:

ای بریرہ! هل رأیت من شیء یسریدک اسے بریرہ اگر تو نے ذرہ برابر بھی کوئی شئی

اسی دیکھی ہو جس سے تجھ کو شبہ اور تردد ہوا تو بتلا۔ بریرہ نے کہا:

لا الذی بعثک بالحق ان رأیت قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس نے آپ کو حق کے

علیہا امرا غمصہ علیہا سوی انہا بھیجا میں نے عایشہ کی کوئی بات میری تابِ گرفت

جاءت حدیثہ السمن تمام عن عیین کبھی نہیں دیکھی الا یہ کہ وہ ایک کسن روک ہے اُن کو نہ

اهلہا فاقی الداجن فتاکلہ ہوا چھڑ کر رو جاتی ہے بکری کا بچہ اگر اسے کھا جاتا ہے

یعنی وہ تو اس قدر غافل اللہ ہے خبر ہے کہ اسے آٹے اور دال کی بھی خبر نہیں، وہ دنیا کی

ان چالاکیوں کو کیسے جان سکتی ہے۔ دہذا ما قالہ ابن المنیر نور اللہ وجہ یوم القیامۃ فی شرح

بذا الکلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ سے یہ جواب سن کر مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر

پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اول خدا کی حمد و ثنا کی اور بعد انہا عبد اللہ بن ابی کا ذکر کر کے یہ

ارشاد فرمایا:

یا معشر المسلمین من یبذرونی من  
رجل قد بلغنی اذا کا فی اهل بیتی  
فواللہ ما علمت علی اہلی الاخیار  
ولقد ذکرتہ ارجلا ما علمت علیہ  
الاخیار۔

اے گروہ مسلمین۔ کون ہے کہ جو میری اہل بیت کے  
مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو میرے اہل بیت  
کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے خدا کی قسم میں نے  
اپنے اہل سے سوائے نیک اور پاک دامن کے کچھ نہیں  
دیکھا اور علیؑ بذاتِ جس شخص کا ان لوگوں نے نام لیا ہے  
اس سے بھی سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔

یہ سن سرور اوس سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ  
میں آپ کی اعانت اور امداد کے لئے حاضر ہوں اگر یہ شخص ہمارے قبیلہ اوس کا ہوا تو ہم خود ہی  
اس کی گردن اڑا دیں گے لہذا اگر ہوا تو ابنِ خزرج سے ہوا اور آپ نے حکم دیا تو ہم تعمیل حکم کریں گے۔  
سعد بن عبادہ سرورِ خزرج کو یہ خیال ہوا کہ سعد بن معاذ ہم پر تعرض کر رہے ہیں کہ اہلِ انصاریہ  
قبیلہ خزرج سے ہیں اس لئے ان کو جوش آگیا جیسا کہ ابنِ اسحق کی روایت میں اس کی تصریح ہے!  
اور سعد بن معاذ کو مخاطب بنا کر کہا خدا کی قسم تم اس کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے (یعنی اگر ہمارے  
قبیلہ کا ہوا تو ہم خود اس کو قتل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے)۔

سعد بن معاذ کے چچا زاد بھائی اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کو  
مخاطب بنا کر کہا تم غلط کہتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم کو قتل کا حکم دیں گے تو ہم ضرور قتل  
کر دیں گے اگرچہ وہ شخص قبیلہ خزرج کا ہو یا کسی قبیلہ کا ہو کوئی ہم کو روک نہیں سکتا۔ اور کیا تو منافق ہے  
جو منافقین کی طرف سے مجاہد اور جہاد ہی کرتا ہے اسی طرح گفتگو تیز ہو گئی تریب تھا کہ دونوں قبیلے  
لڑ پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے اور لوگوں کو خاموش کیا حضرت عائشہ فرماتی  
ہیں کہ یہ دن بھی تمام کا تمام روتے ہوئے گزرا ایک منٹ کے لئے اسنو نہیں تھمتا تھا۔ رات بھی اسی  
طرح گزری میری اس حالت سے میرے ماں باپ کہ یہ محمان تھا کہ اب اس کا کلیہ بھٹ جلنے کا جب  
صبح ہوئی تو باطل میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ اور میں رو رہی تھی اتنے میں انصاریہ کی ایک عورت

آگئی اور وہ بھی میرے ساتھ ہونے لگی اسی حالت میں تھے کہ دفعۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور سلام کر کے میسرے قریب بیٹھ گئے اس واقعہ کے بعد سے کبھی آپ میرے پاس آکر نہیں بیٹھے تھے وحی کے انتظار میں ایک مہینہ گزر چکا تھا بیٹھ کر آپ نے اول خدا کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد یہ فرمایا:

اما بعد یا عائشة فانه بلغني عنك كذا وكذا فان كنت بريئة فسيبنيك الله وان كنت الممت بذنب فاستغفري الله وتوبى اليه فان العبد اذا اعترف بذنبه لست تاب الي الله تاب الله عليه

اے عائشہ مجھ کو تیری جانب سے ایسی خبر پہنچی ہے اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تجھ کو ضرور برباد کرے اور اگر تو نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ اور استغفار کر اس لئے کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر لے اور اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ اس کی کو قبول فرماتا ہے

عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب آپ نے اپنے اس کلام کو ختم فرمایا اسی وقت میرے آنسو منقطع ہو گئے آنسو کا ایک قطرہ بھی آنکھ میں باقی نہ رہا اور اپنے باپ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری طرف سے جواب دو باپ نے کہا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دوں پھر میں نے یہی اپنی ماں سے کہا، ماں نے بھی یہی جواب دیا اس کے بعد میں نے خود جواب دیا کہ اللہ کو خوب معلوم ہے کہ میں بالکل بری ہوں لیکن یہ بات تمہارے دلوں میں اس درجہ راسخ ہو گئی ہے کہ اگر میں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو اللہ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین نہ کرو گے اور اگر بالفرض میں اقرار کروں حالانکہ خدا خود جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم یقین کر دو گے اور روکر میں نے یہ کہا واللہ لا اتوب ما ذکرنا ابدا۔ خدا کی قسم میں اس چیز سے کبھی توبہ نہ کروں گی جو یہ لوگ میری طرف منسوب کرتے ہیں بس میں وہی کہتی ہوں کہ جو کثرت علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا

۱۵۔ یہ لفظ نذرہ۔ یہ نذرہ تک کے سین کا تبر ہے سیسیو یہ سے منقول ہے کہ سین مفاد غلبت میں ایسا ہی منہ تکیہ ہے جیسا کہ کفن تاکید نفی کے لئے ہے ۱۲

۱۶۔ کہ اس وقت حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہ آیا ۱۳

فَصَبْرٌ جَبِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ۔ اور یہ کہ کہ بتر پر ہا کر لیٹ گئی اور اس وقت قلب کر لیتیں کامل اور جزم تمام تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ کو ضرور بڑی فرمائیں گے لیکن یہ وہم و گمان نہ تھا کہ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ ایسی وحی نازل فرمائیں گے جس کی ہمیشہ تلاوت ہوتی رہے گی۔

ار ایک روایت میں ہے کہ یہ گمان نہ تھا کہ قرآن کی آیتیں میرے بارے میں نازل ہوں گی کہ جو مسجدوں اور خانہ دلوں میں پڑھی جائیں گی۔

ہاں یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب کے میری براءت بتلا دی جائے گی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ مجھ کو اس تہمت سے بری کرے گا۔

نزول آیات برارت ببارہ طہارت نزاہت مزیم اُمت محمدیہ  
 زوجہ طاہرہ خیر البریہ حبیبہ نبی الطہرام المؤمنین عایشہ صدیقہ بنت صدیق  
 اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیہا وعن آمن بسرارتھا و  
 نزاہتھا وعن اللہ من شک فی عصمتھا وطہارتھا۔ آمین ثم آمین  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اپنی جگہ سے اُٹھے نہ تھے کہ دفعۃً وحی الہی کے آثار نمودار ہوئے باوجود شدید سردی کے پیشانی مبارک سے موتی کی طرح پسینہ کے قطرات ٹپکنے لگے۔

ابن اسحق کی روایت میں ہے۔  
 فاما اتافو اللہ ما فزعت قد عرفت  
 انی بریئة وان اللہ غیر ظالمی واما  
 ابوا ی فہا سری عن رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظننت  
 حضرت عایشہ فرماتی ہیں جس وقت آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا خدا کی قسم میں باطل نہیں گھبرائی گی نہ کہ میں جانتی تھی کہ میں باطل بڑی ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں فرمائیں گے لیکن میرے دل باپ کا خوف سے یہ حال تھا کہ مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ان کی

لہ حاشیہ درمے ص ۲۹۵

لنخروجن انفسهما خوفا من ان يأتي هان نہ نکل جائے، ان کو یہ خوف تھا کہ با داوی  
 من الله تحقيق ما يقول الناس ہ اسی کے مطابق نازل ہر جائے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں  
 ابو بکر کا یہ حال تھا کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے اور کبھی میری طرف  
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرتے تو یہ اندیشہ ہوتا کہ تمہیں آسمان سے کیا حکم  
 نازل ہوتا ہے جو میری نسبت تک نہیں مل سکے گا اور جب میری طرف دیکھتے تو میرے سکون اور  
 اطمینان کو دیکھ کر ان کو ایک گونہ امید ہوتی، سوائے عائشہ صدیقہ کے سارا گھر اسی خوف درجا اور  
 امید و بیم میں تھا کہ وحی آسمانی کا نزول ختم ہوا اور چہرہ الوری پر مسرت و بشارت کے آثار نمودار  
 ہوئے مسکراتے ہوئے اور دست مبارک سے جبین منورہ کو پونچھتے ہوئے حضرت عائشہ کی طرف متوجہ  
 ہوئے پہلا کلمہ چڑھایا مبارک سے نکلا وہ یہ تھا۔

ابشری یا عائشہ فقد انزل اللہ براءۃ تک لہ  
 بشارت ہو چھٹھو اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ  
 نے تیری براءت نازل کی۔

میری والدہ نے کہا اسے عائشہ اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو  
 نے کہا خدا کی قسم میں سوائے خدا تعالیٰ کے کہ جس نے میری براءت نازل کی کسی کا شکریہ  
 کروں گی۔

منکبتہ : عائشہ صدیقہ کی اس صدمہ جانکاہ کی وجہ سے وہ کیفیت تھی جو مریم صدیقہ  
 کی تھی یٰلَیْسَتْ بِنَبِیٍّ قَبْلَ هَذَا وَكُنْتُ نَسِیْنًا مُّتَسِیًّا اس ناامیدی کے عالم میں جب  
 قرآن کریم کی دس آیتیں رَتِلْتَ عَشْرًا کَامِلَةً حضرت عائشہ کی کمال براءت اور طہارت  
 کے بیان میں نازل ہوئیں تو عائشہ صدیقہ پر ایسے مشکوٰۃ اور بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی کہ جمیع

ماضی ہر اللہ تعالیٰ عائشہ صدیقہ سے امان کی اس سے امان کے باجۃ ہر شخص سے جو ان کی براءت نہ فرمات  
 ہر ایمان والا اور محض ہر اللہ کی اس شخص پر کہ جو ان کی محبت و طہارت کی کسی قسم کا شک و تردید کرے آمین ۱۲ صفحہ  
 ۱۵۔ یہ الفاظ صحیح بخاری کی سند پر مذکور ہیں اور بخاری کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں یا عائشہ  
 اما اللہ عز وجل فقد براءک ۱۲

اسوی اللہ سے نظر اٹھ گئی ورنہ یہ انعام بزدانی اور وحی آسانی سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زور جیت کے وسیلہ اور طفیل سے تھی اور واسطہ اور وسیلہ کا شکریہ بھی واجب ہے۔ حضرت عائشہ کا اس حالت عکرمین شکر نبوی سے انکار ناز مجبلی کے مقام سے تھا۔ اور ناز کی حقیقت یہ ہے کول جس چیز سے بھرنا ہزاران سے اس کے غلات اٹھا رہا ہو۔ ظاہر میں ترش مدنی اور لہ پڑائی ہو اور دل عشق اور محبت سے بھرنا ہو ظاہر میں ایک ناز تھا لیکن صہ ہزار ناز اس میں مستور تھے بعد ازاں نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بابے میں آیتیں

نازل فرمائیں!

بِئَاتَيْنِ جَاوَابًا لِّفِي عَصِيَّتِكُمْ  
مِنْكُمْ كَأَخْسَبُوا شَرًّا لِّكُمُ  
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لِّكُمْ لِكَلِّ امْرِيٍّ  
مِنْهُمْ مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِلَهِ  
ذَ الَّذِي تَوَقَّى كِبْرًا مِنْهُمْ لَمْ  
مَذَابٍ عَظِيمٍ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ  
ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ  
بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا  
إِفْكٌ مُّبِينٌ لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ  
بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا  
بِالشَّهَادَةِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ  
هُمُ الْكَاذِبُونَ وَلَوْلَا فَضْلُ  
اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا

لہ یمن لے آئی البی کلاس کو کر اپنے لئے بڑا نہ سمجھو کہ یہ دنیا اور آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہے قیامت کیجئے تھائی عفت و عفت  
بما شد کہ ہر روز ۱۲۰

وَالْآخِرَةُ لَمِثْلُكُمْ نَبِمَا أَفْسَلْتُمْ  
فِيهِمْ مَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ  
بِالْإِسْنِيتِ كَقُلُوبِ الْهَاجِمِ  
مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ  
هَيِّئًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۚ وَلَوْلَا  
إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا  
أَنْ نَّسْأَلَكَ بِهَذَا اسْجُنُكْ هَذَا  
بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۚ يَعْلَمُ اللَّهُ أَنْ تَعْمُدُوا  
لِغُلْبِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مَعُودِينَ  
وَيَسِّرَ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ  
حَكِيمٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَثْ  
ثَ شَيْعِ الْفَاحِشَةِ فِي الَّذِينَ آمَنُوا  
لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ  
لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ  
مَلِكُكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَأَنَّ اللَّهَ زُودَتْ  
نَرَجِيمٌ ۚ (النور - ۱۱-۲۰)

نہ ہوتی تو تم کو اس چیز میں کہ جس میں تم گفتگو  
کر رہے ہو سخت عذاب پہنچتا جبکہ تم اس کو  
اپنی زبانوں سے نقل کرتے ہو اور اپنے منہ  
سے ایسی بات کہتے ہو جس کی تم کو تحقیق نہیں  
اور تم اس کو آسان سمجھتے ہو اور اللہ کے نزدیک  
بہت بڑی ہے اور تم نے اس خبر کو سنتے ہی یہ  
کہیں نہ کہا کہ ہمارے لئے ایسی بات کا زبان پر  
لانا ہی زیبا نہیں تم کو یہ کہہ دینا چاہیے تھا کہ  
سبحان اللہ۔ یہ تو بیان عظیم ہے اللہ تعالیٰ  
تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرو گے  
اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے  
اپنے احکام کو واضح طور پر بیان کرتا ہے اور اللہ  
علیم اور حکیم ہے تحقیق جو لوگ اس بات کو پسند کرتے  
ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو  
ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور  
اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لو اگر  
اللہ کا فضل اور رحمت ہوتی تو وہ حاکم کیا مصیبت آتی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آیات برادرت کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور صدیق اکبر نے

۱۔ کسی شخص کی بری کے متعلق زبان سے کسی بات کا ان کا جس کی تحقیق نہ ہو بڑا سخت گناہ ہے، خاص کر نبی امی  
خاتم الانبیاء و المرسلین کی بری اور تمام مسلمانوں کی روحانی والدہ کے متعلق ایسی بات زبان سے کاٹنا بڑی سنگت  
گناہ ہے، بھلا حق سنا دے تو اس کی بچر و چگون بیزیت کہ اس کو گوارا کر سکتے ہے کہ اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم  
اکرم الاممین و آلہ خیرین کی بری کا جرحہ ہو۔ "تفسیر ابن کثیر ۱۰۔





مسلم، صدیق اکبر کے خاندان و بھائی تھے۔ عسرت اور تنگدستی کی وجہ سے صدیق اکبر ان کو خرچہ دیتے تھے۔ مسلم نے اس فقہ میں شرکت کی اس سے ابو عروہ نے قسم کھائی کہ میں اب مسلم کو کبھی خرچ نہ دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ  
 أَن يَكُونُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ  
 وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْمُوا  
 وَلْيَصْطَحُوا لَا تَجِدُونَ أَنَّ يَعْزِمَ اللَّهُ  
 لَكُمْ وَاللَّهُ عَفْوٌ رَّحِيمٌ  
 جو لوگ تم میں سے نفیست و امیر اور مسکین  
 ہیں ان کو چاہیے کہ یہ قسم نہ کھائیں کہ اہل قربت اور  
 مسکین اور مہاجرین کی اعانت نہ کریں گمان کو  
 چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم یہ پسند  
 نہیں کرتے کہ اللہ تمہارے قصور و معاف کرے اور  
 اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان کرنے والا ہے۔  
 (النور - ۲۲)

جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو سنائی تو یہ کہنے لگے۔  
 بلی واللہ انی لاحب ان یغفر اللہ کیوں نہیں۔ خدا کی قسم البتہ تحقیق میں اس کو  
 بہت ہی زیادہ محبوب کھتا ہوں کہ اللہ میری غصہ و نفرت  
 اللہ کو بہت خرچ دینا شروع کر دیا۔ اللہ مسلم کا خرچ کبھی بند نہ کروں گا۔  
 معجم طبرانی میں ہے، کہ جتنا پسند دیتے تھے اس سے وگنہ مینے لگے۔

یہ تمام تفصیل صحیح بخاری اور فتح الباری سورۃ النور میں مذکور ہے، یہ حدیث صحیح بخاری کے  
 متعدد ابواب میں مذکور ہے لیکن حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی مفصل شرح کتاب التفسیر میں  
 فرمائی ہے واقعہ انک کے ابتداء سے بے کربیاں تک جس قدر واقعات لکھے گئے وہ سب صحیح  
 سب صحیح بخاری اور فتح الباری سے لئے گئے ہیں۔

(شکوہ) اس آیت کریمہ یعنی وَلَا يَأْتِلْ أَوْلُوا الْفَضْلِ الخ کے نازل کرنے سے صدیق اکبر  
 کو تنبیہ مقصود تھی کہ مقام صدیقیت اور دائرہ کمال سے قدم باہر نہ نکھے، غلطی اور خطا کی وجہ سے  
 اگرچہ مسلم کا وظیفہ بند کر لینا جائز ہر مگر مقام صدیقیت کا مقتضی یہ ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے



حَدِّیْنِکُمَا (النور-۲۳-۲۴) اہل پاک اندہ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کیلئے  
 اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے یہ مگر وہ اس چیز سے بائیں بری اندہ پاک ہے کہ جو بڑا  
 ان کے باہر اندہ پاک ہے میں ان خلوت کے لئے من جانب اللہ مغفرت اور مدد ملدہ ہے۔

### فوائد

(۱)۔ ان آیات سے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ کی فضیلت و منقبت ظاہر و باہر ہے اللہ تعالیٰ  
 نے ان کو بڑی کیا اور طیبہ فرمایا اور مغفرتہ اور مدد کریم کا وعدہ فرمایا جس سے عائشہ صدیقہ  
 کی مغفرت کا قطعی اور یقینی ہونا معلوم ہوا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرا گمان یہ تھا کہ میری  
 برادرت کے متعلق حصہ پُر نور کو کوئی خراب دکھلایا جائے گا۔ مگر یہ دیم و گمان نہ تھا کہ  
 میری برادرت کے بارے میں قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوں گی جن کی ہمیشہ تلاوت ہوتی  
 رہے گی یعنی یہ دیم و گمان نہ تھا کہ قیامت تکھی برادرت اور نزہت کا مسجدوں اور  
 محرابوں اور منبروں اور خلوت خانوں میں اعلان ہوتا رہے گا۔ وہی آیتیں برادرت کے بارے  
 میں نازل ہوئیں اور وہی کا عدد۔ عدد کامل ہے۔ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ مطلب یہ  
 ہے کہ مریم صدیقہ کی طرح عائشہ صدیقہ کی بھارت و نزہت بے مثال ہے اور حد کمال  
 کو پہنچی ہوئی ہے اور اس بھارت و نزہت کا اعلان بھی حد کمال کو پہنچا ہوا ہے کہ جو قیامت  
 تک جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسطح کی والدہ نے مسطح کو جبرا بھلا کہا تو عائشہ صدیقہ  
 نے اُم مسطح کو منع کیا کہ مسطح کو بڑا نہ کہو کیونکہ مسطح مہاجرین اولین میں سے ہے اور اہل بدر  
 میں سے ہے۔

(۲)۔ وَلَا يَأْتِلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ آتٍ أَخْلَافِيْتِهِ سے صدیق اکبر کی فضیلت صاف روشن  
 ہے۔ خدا جس کو صاحب فضل فرمائے اس کے فضل و کمال میں کہاں شبہ کی مجال ہے۔  
 امام زائدی قدس اللہ سرہ نے تفسیر کبیر میں چودہ طریقہ سے صدیق اکبر کی فضیلت اس آیت  
 سے ثابت کی ہے۔ حضرات اہل علم تفسیر کبیر کی مراجعت فرمائیں۔

(۳۴)۔ واقعاً انک سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال و رعب اور غایت تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ یہ فقہ ایک ماہ سے زائد متدرسا۔ مگر ٹیٹی کی حمایت میں ایک عرف نہان سے نہیں نکلا، شدت رنج و غم میں صرف ایک مرتبہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہان سے یہ نکلا۔

واللہ ما قیل لنا هذا فی الجاهلیۃ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے حق میں زائد جاہلیت  
فکیف بعد ما اعزنا اللہ بالاسلام میں بھی نہیں کہی گئی، پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو  
(رواہ الطبرانی عن ابن عمرؓ) (فتح الباری ج ۹ ص ۲۶۹) اسلام سے عزت بخشی تو اس کے بعد یہ کیسے ممکن ہے

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ فقہ من جانب الشائبہ اور امتحان تھا مقصد یہ تھا کہ مؤمنین و غلصین کا ایمان و اخلاص اور منافقین کا نفاق واضح اور مشکف ہو جائے تو مؤمنین صادقین کے ایمان و استقامت میں اور منافقین کے نفاق اور شقاوت میں اضافہ اور زیادتی ہو۔ نیز یہ امر واضح اور مشکف ہو جائے کہ کون شخص اللہ اور اس کے رسول اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہے اور کون سوء ظن رکھتا ہے (آپ کی انداج مطہرات کے حق میں بدگمانی حقیقت میں اللہ کے ساتھ بدگمانی ہے، کہ اُس نے اپنے حبیب اعظم اور فیصل اکرم - اثر الخلائق اور برگزیدہ عالم کی زوجیت کے لئے معاذ اللہ ایک خبیثہ اور زانیہ کو مقدر فرمایا سبحانہ و تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً۔

اور تاکہ اللہ تعالیٰ، اپنے رسول محترم اور اپنے رسول کے پاک اور مطہر حرم کا مرتبہ لوگوں کے سامنے ظاہر فرمائے اس لئے آپ کی زوجہ مطہرہ کی نزاہت و برات آپ کی بانی نہیں کراتی بلکہ خداوند قدوس خود ان کی برات کا کفیل اور مددگار ہوا۔ اور اپنی کلام معجز نظام میں ان کی برات نازل فرمائی کہ جس کی قیامت تک محفوظ ہوئے مجلسوں میں محرابوں اور مسجدوں میں خطبوں اور نمازوں میں تلاوت ہوتی رہے گی۔

خداوند قدوس کی بیچون و بیچوں غیرت نے گواہ کیا کہ اس کے حبیب ہوسے بنی طیبہ اور رسول الجبر کا انداج طہیبت و طاہرات کی شان میں کوئی منافق اور بدماطن کسی قسم کا ناپاک لفظ اپنی

زبان سے نکلے اس لئے اس بارے میں تقریباً بیس ایتیں نازل فرما کر عایشہ صدیقہ اور ازواج مطہرات کی عصمت و عفت، طہارت و نزاہت پر قیامت تک کے لئے مہر لگا دی اور ازواج مطہرات کی عصمت و نزاہت میں شک کرنے والوں پر اس اور جبراً اور قویغ فرمائی کہ جو رت پرستوں پر بھی نہیں فرمائی اس لئے عمار رہا نہیں نے تصریح کی ہے کہ جو شخص ازواج مطہرات کے بارے میں کوئی حرف زبان سے نکلے وہ شخص منافق ہے۔

اور نزول دی میں جو ایک ماہ کی تاخیر ہوئی اس میں حکمت یہ تھی کہ عایشہ صدیقہ کی مقام عبودیت کی تکمیل ہو جائے کہ جب مظلومانہ گریہ و زاری اور عاجزانہ ہے تابی واضطراری اور بارگاہ ذوالجلال میں فقیار نہ تزلزل اور شکوک اور مضطربانہ تصریح اور ابہتال حد کمال کو پہنچ جائے اور سوائے خدا کے کسی سے کوئی امید باقی نہ رہے اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ حسن ظن رکھنے والوں کے قلوب دہی الہی کے انتظار میں رہی ہے اب کی طرح تڑپنے لگیں اس وقت حق تعالیٰ شانہ باران وحی سے مجتبیٰ و مخلصین کے مرورہ دلوں کو حیات بخشے، اور صدیقہ بنت صدیق کو برات و نزاہت کے پیش ہا خلعت سے سرفراز فرمائے۔

حافظ عقلمانی نے حدیث انک کے فوائد و لطائف اور ان مسائل و احکام کو فتح الباری میں بسط و شرح سے لکھا ہے جو اس حدیث سے مستنبط ہوتے ہیں اس مقام پر اب گنجائش نہیں اس لئے حضرات اہل علم فتح الباری ص ۱۱۲ تا ۱۱۹ کی مراجعت کریں۔

۱۴۱۔ ان آیات اور روایات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ علم غیب سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اس لئے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ کامل ترویض میں رہے لیکن بدون حق تعالیٰ کے بتلائے حقیقت حال نہ کھلی۔

۱۵۱۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شش اور عقد کے وقت حق کے مقابلہ میں ترم اور قبیلہ کی حمایت اور طرف داری جائز نہیں جیسا کہ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے فرمایا کہ تو منافق ہے جو منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔

## اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ اور دیگر ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانے والوں کا حکم

قرآن مجید کی ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد جو شخص اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ بنت صدیق زوجہ مکملہ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) امیرۃ المؤمنین اسما پر تہمت لگائے وہ باجماع امت کافر و مرتد ہے اس لئے کہ وہ قرآن کریم کا صریح منکذب اور منکر ہے جس طرح مریم صدیقہ بنت عمران کی عصمت و عفت میں شک کرنا کفر ہے، اسی طرح عایشہ صدیقہ بنت اُم رومان کی طہارت و نزاہت میں بھی شک کرنا بلاشبہ کفر ہے اور جس طرح یہودیہ بہیودہ مریم صدیقہ پرستان باندہ کی وجہ سے ملعون اور مغضوب بنے اسی طرح روافض عایشہ صدیقہ بنت صدیق پر تہمت لگانے کی وجہ سے ملعون و مغضوب بنے۔ مریم صدیقہ پر تہمت لگانے والے امتہ عیسویہ کے یہود تھے اور عایشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے امتہ محمدیہ کے یہودی ہیں۔

بعض ائمہ اہل بیت کے سامنے کسی رافضی نے اُم المؤمنین عایشہ صدیقہ پر طعن کیا تو فوراً اپنے غلام کو اس کی گردن مارنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا:

هَذَا رَجُلٌ طَعَنَ عَلَى النَّبِيِّ عَلَى اللَّهِ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى الْخَبِيثَاتُ  
لِخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ  
وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ  
أُولَئِكَ مُبَرَّجُونَ وَمَأْوَاهُمُ الْمَرْجُوتُ  
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِجْقٌ كَرِيمٌ

جس شخص نے جب عایشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو  
اس شخص نے حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
پر طعن کیا اس لئے کہ اللہ کا ارشاد ہے کہ خبیثات خبیثین کے  
ہیں الی آخر وہ بس معاذ اللہ اگر عایشہ صدیقہ  
خبیثہ تھیں تو معاذ اللہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ معاذ اللہ  
معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیعت

۱۷۔ حضرت مسروق کی یہ عادت تھی کہ جب حضرت عائشہ سے کوئی روایت بیان کرتے تو یہ کہتے کہ صدیقہ بنت صدیق حبیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مَبْرَأٌ أَعَاذَ اللَّهُ مِنَ الْمَسْخَرِ نے مجھ سے اس طرح بیان کیا ۱۲۔

فَوَن كَانَتْ عَائِشَةُ حَبِيبَةً  
فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبِيبٌ  
فَهُوَ كَأَنَّهُ فَاخِرُ بَوَائِعِ نَفْسِهِ  
عَنْهُ وَأَنَا هَاضِمٌ  
وَاللَّاحِقُ

ہونا لازم آئے گا اور جو حبیبیت۔ رسول اللہ کو  
حبیبیت کہے وہ بلاشبہ کافر ہے اور قابل گورن  
زندگی ہے۔ اس ارشاد کے بعد اس رافضی کی گڑ  
ہاری مٹی اور یہ اس وقت حاضر تھا جب کہ اس رافضی کی گڑ  
ہاری گئی۔

اسی طرح حسن بن زید کے سامنے عراق کے ایک شخص نے اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ کے شان  
میں پیوہہ لکر کہا اسی وقت حضرت حسن بن زید اٹھے اور ایک ڈنڈا اس کے سر پر اس انداز سے مارا کہ اس کا  
بھیجا نعل گیا اور ختم ہوا۔ کتنا فی الصارم السلول علی شاتم الرسول المحظوظ ابن تیمیہؒ  
اور اسی طرح دوسری ازواج مطہرات کے بارے میں بدگمانی کرنے والا بھی کافر اور واجب القتل  
ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق خطبے سے واضح ہے کہ آپ نے برسرِ منبر ارشاد فرمایا  
یا معشر المسلمین من یعذرفی من  
رجل قد بلغنی اذا لا فی اهل بیتی  
اے گروہ مسلمین کون ہے کہ جو میری اس شخص کے  
مقابلہ میں مدد کرے کہ جس نے مجھ کو میرے اہل خانہ  
کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص آپ کے اہل خانہ میں سے کسی کے حق میں خواہ وہ عائشہ  
صدیقہ ہوں یا دوسری زوجہ مطہرہ۔ اس قسم کا کوئی ناپاک لفظ زبان سے نکالے وہ آپ کے لئے ہلاکت  
ایذا اور تکلیف دہ ہے اور جو شخص اللہ کے رسول کو ایذا پہنچائے وہ نفس بلاشبہ و ریب کافر ہے۔  
کَمَا قَالَ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔ اَلْأَلْفُ تَعَالَى مُلْعُونِينَ أُنْبِتُوا لِقَعْوَةِ آخِذُوا وَارْتَبُوا  
تَفَنِيلاً۔ الایہ تفصیل کے لئے الصارم السلول ص ۳۰۵ کی مراجعت کی جائے۔

چنانچہ آپ کے یہ فرماتے ہی کہ کون ہے جو میری اس شخص کے مقابلہ میں مدد کرے جس نے مجھ کو  
اور میرے اہل بیت اور اہل خانہ کے بارے میں ایذا پہنچائی ہے۔ سعد بن حازم رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے



یا رسول اللہ ہم اس کے قتل کے لئے دل و جان سے حاضر ہیں۔

اسی وجہ سے حضرت اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ جبرئیل پر شہادت لگائے وہ فاسق و فاجر ہے اور حرمیت اپنی جانشین سے رسول اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر شہادت لگائے وہ بلاشبہ مرتد اور کافر ہے۔

نیز حق جل شانہ نے پیغمبر علیہ السلام کی بیویوں کو قرآن کریم میں اُمّہات المؤمنین (مومنوں کی ماں) کے طور پر قرار دیا ہے۔ قال تعالیٰ

الْبَيْتُ الْأَوَّلِيُّ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ  
وَأَنْتَ ذَا جُودٍ أَمْهَأَتْهُمْ

معاذ اللہ کیا خداوند قدوس کسی زانیہ اور فاجرہ کو اس عظیم الشان لقب سے اپنے کلام قدیم میں سرفراز فرما سکتا ہے؟ حاشا! ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

ما بغت امرأة نبی قط کسی نبی کی بیوی نے کبھی زانیہ بن کر (تفسیر بن کثیر)

میز جبرئیل اللہ کی جانب سے اس لئے مبعوث ہوا کہ ظاہری اور باطنی فواحش (بیجا میروں) کا استیصال کرے چنانچہ اُس پیغمبر نے دنیا میں آکر چند ہی روز میں ایک پوری اقلیم اور ملک کی بے غیرتی اور بے حیالی کو حیا اور غیرت سے اور اُن کی بدکاری کو عفت و عصمت سے بدل دیا۔ کیا ایسے پاک اور برگزیدہ ظاہر و مظهر رسول کے متعلق یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ اس کا گھرانہ ابھی اس سے پاک نہیں ہوا۔ سبحانک ہذا بیتان عظیم واللہ ہذا انک مبین۔

نیز حق جل شانہ نے جس کو نبوت و رسالت، محبت و خلعت کے عظیم الشان منصب پر فائز فرمایا اور اس کو اپنا مصطفیٰ اور محبتی، مقدس اور مرتفع پسندیدہ اور برگزیدہ بندہ بنایا عصمت و نزاہت تقدس اور ملکیت جبرئیل و میکائیل کو اس کا ثانی اور زنیہ بنایا۔ اس کی شان تقدس و تنزیہ کے خلاف ہے کہ وہ اکرم المخلوقین اور اشرف کائنات کی زوجیت اور صاحبیت کے لئے کسی نبی اور زانیہ کو مقرر فرمائے ابی وجہ سے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كَا اِدْسِمَعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَا يَكُوْنُ  
لَنَا اَنْ نَّسْمَعَكُمْ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا  
بُھْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ ۱۷

تم نے سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے جانتو  
ہی نہیں کہ ایسی بات زبان پر لائیں تم کو یہ کہنا چاہیے  
تھا کہ بھلا اللہ یرتین عظیم ہے۔

اس مقام پر کلمہ سُبْحٰنَكَ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ اس سے پاک اور منزہ ہے  
کہ اس کے پاک اور برگزیدہ رسول کی بیوی ناجرہ ہو۔ اس نے تم پر محض سنتے ہی سُبْحٰنَكَ هٰذَا اِبْھْتَانٌ  
عَظِيْمٌ کہہ دینا فرض اور لازم تھا۔ جیسا کہ سعد بن معاذ اور ابوالیوب انصاری اور زید بن عاصم رضی اللہ  
عنہم نے جب یہ خبر سنی تو فوراً ان کی زبان سے یہی کلمہ نکلا سُبْحٰنَكَ هٰذَا اِبْھْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ ۱۷

ارفع الباری میں ابوالیوب انصاری اور سعد بن معاذ کے علاوہ۔ زید بن حاشک کے بجائے اسامہ  
رضی اللہ عنہ کا نام مذکور ہے خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ پیغمبر کی بیوی کی شان میں جو ایسی نازیبا بات کہے  
اس کی طرف التفات ہی جانتو نہیں کسی کی بیوی کو ناجرہ اور بدکار کہنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کا غور و ہر نوٹ  
ہے جو لوگ عائشہ صدیقہ کو متہم سمجھتے ہیں تو وہ سمجھ لیں کہ درپردہ رسول مہر کر کیا کہ رہے ہیں جس کے  
تصور سے بھی دل کا پتہ ہے۔

## نزول تیمم

بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی غزوہ میں واپسی کے وقت پھر حضرت عائشہ کا ہاگم  
ہو گیا اور اس کی تلاش میں قافلہ کا صبح کا وقت آگیا اور بانی نہ تھا اس وقت آیت تیمم نازل ہوئی اور صحابہ  
نے تیمم کر کے صبح کی نماز ادا کی اور تمام صحابہ بید خوش ہوئے اسید بن حنیفہ نے جوشِ مسرت میں یہ کہہ  
دیا ہاں بادل پر کھم یا آل ابی بکر یعنی اے آل ابی بکر یہ تیمم کا حکم نازل ہونا تمہاری پہلی برکت نہیں بلکہ تمہاری  
برکت سے اور یہی بہت سی سہولت اور آسانیوں کے حکم نازل ہو چکے ہیں۔

اور دیگر علما محققین کا قول یہ ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں بلکہ اس غزوہ

کے بعد کوئی دوسرا سفر پیش آیا اس میں آیت تیمم کا نزول ہے جیسا کہ مجمع طبرانی میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ میرا راگم بھو گیا جس پر اہل انکس نے کہا جو کچھ کہا اس کے بعد پھر دوسرے سفر میں میں رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ گئی اور میرا راگم ہوا اور اس کی تلاش میں مکنا چلا تو ابو بکر صدیق نے عائشہ صدیقہ سے کہا اسے ٹیٹی تو ہر سفر میں لوگوں کے لئے مشقت اور بلا بن جاتی ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کر کے نماز ادا کر تیمم کی خصلت اور سہولت نازل ہونے سے ابو بکر صدیق کو خاص مسرت ہوئی اور عائشہ صدیقہ سے مخاطب ہو کر ترین باریہ کہا انک لمبارکۃ انک لمبارکۃ اسے عجیب تحقیق تو بلا شبہ بڑی مبارک ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ آیت تیمم کا نزول غزوہ بنی المصطلق میں نہیں ہوا بلکہ اس کے بعد کسی دوسرے غزوہ اور سفر میں دوبارہ ایسی جگہ ہارگم ہوا کہ جہاں پانی نہ تھا اور نماز صبح کا وقت آگیا تھا اس وقت یہ آیت تیمم نازل ہوئی۔

## غزوہ خندق احزاب

### شوال ۵ھ

اس غزوہ کے وقوع میں اختلاف ہے موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ امام بخاری نے اسی کو اختیار فرمایا ہے محمد بن اسحق فرماتے ہیں کہ شوال ۵ھ میں ہوا۔ امام یحییٰ بن مبارک نے اس پر اتفاق ہے حافظ ذہبی اور حافظ ابن تیم فرماتے ہیں کہ یہی قول صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ ابن سعد اور دلدی کہتے ہیں کہ ذیقعدہ ۵ھ میں ہوا۔ ۱۰ھ

امام بخاری رحمہ اللہ نے موسیٰ بن عقبہ کی تائید عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے فرمائی

کہ میں احد کے دن رسول اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ اس وقت میں چودہ سال کا

تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غزوہ احد میں شریک کبریا منظور نہیں فرمایا۔

خندق کے دن پیش ہوا اس وقت میں پندرہ سال کا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اہانت دی (بخاری شریف)

جس سے صامت ظاہر ہے کہ غزوہ اُحُد غزوہ خندق میں صرف ایک سال کا وقفہ ہے۔  
اسی سقم ہے کہ غزوہ اُحُد ستم میں ہوا لہذا غزوہ خندق کا ستم میں ثابت ہوا۔  
جمہور ائمہ مخازی کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ غزوہ ششم میں ہوا۔ اس لئے امام بیہقی فرماتے  
ہیں کہ عجیب نہیں۔ عبداللہ بن عمر غزوہ اُحُد کے وقت پورے چودہ سال کے نہیں بلکہ چودھویں  
سال کا آغاز ہوا اور غزوہ خندق کے وقت پورے پندرہ سال کے ہوں اس اعتبار سے غزوہ اُحُد  
اور غزوہ خندق میں دو سال کا وقفہ ہو سکتا ہے۔

نیز غزوہ اُحُد سے واپسی کے وقت البرسیان نے یہ کہا تھا کہ سال آئندہ بدر پر ہمارا اور تمہارا  
مقابلہ ہوگا۔ یہ وعدہ کر کے مکہ واپس ہوا، جب سال آئندہ ایفائے وعدہ کا وقت آیا تو البرسیان  
یہ کہہ کر راستہ سے واپس ہوا کہ یہ زمانہ قحط سالی کا ہے جنگ کے لئے مناسب نہیں۔ اس کے ایک سال  
بعد سب نبرآدمیوں کی جمعیت نے کہ مدینہ پر حملہ آور ہوا جس کو غزوہ احزاب اور غزوہ خندق کہتے ہیں۔  
جس سے معلوم ہوا کہ غزوہ اُحُد اور غزوہ احزاب میں دو سال کا وقفہ ہے جو مجاہدین کے قول کا  
مؤید ہے، فتح الباری باب غزوہ الخندق۔

اس غزوہ کا باعث اور سبب یہ ہوا کہ بنو نضیر کی بلا طنی کے بعد حمی بن اخطب مکہ گیا اور قریش  
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ اور جنگ پر آمادہ کیا اور کنانہ بن ربیع نے باکر بنی غطفان  
کو آپ کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور ان کو یہ طع دی کہ خیبر کے غلستانوں میں جس قدر کھجوریں آئیں گی  
ہر سال اس کا نصف حصہ تم کو دیا کریں گے یہ سن کر عبید بن جحش فزیری تیار ہو گیا قریش پہلے  
ہی سے تیار تھے۔

۱۷۔ ایک روایت میں ہے کہ حمی بن اخطب ابولہب ابی اہیق اور کنانہ بن ربیع اور ہذہ بن تیس اور ابو طلحہ وائل  
ابو سفیانہ کو لے کر قریش کو اس پر آمادہ کیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کرو۔ جم غفاری پوری امداد  
کریں گے یا ان تک کہ آپ کا خاتمہ ہو جائے۔ لہذا بنی غطفان میں پہنچے اور ان کو بھی اکی بات یہ آمادہ کیا۔ اس طرح قریش اور  
غطفان کے دشمن نبرآدمیوں کی جمعیت البرسیان کی سرکردگی میں مدینہ کا طرف سعادت نہئی۔ عین الاخر ۵۵ھ ج ۲

اس طرح ہوسنیان دس ہزار آدمیوں کی جمعیت نے کہ مسلمانوں کے استیصال اور فتنہ کرکے ان کے ارادہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ فتح الہامی ص ۳۱۵ ج ۱، باب غزوۃ الخندق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کی مددائی کی خبر پہنچی تو صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا کہ خندقوں میں محفوظ رہ کر ان کا مقابلہ کیا جائے کھلے میدان میں مقابلہ مناسب نہیں سب نے اس رائے کو پسند کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کے حدود قائم فرمائے اور خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین تقسیم فرمائی۔

خندقیں اس قدر گہری کھودی گئیں کہ تری نکل آئی۔

ابن سعد فرماتے ہیں کہ چھ دن میں خندقیں کھودنے سے فارغ ہوئے۔ طبقات ابن سعد ص ۲۴۲ موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ بیس دن میں فارغ ہوئے۔ علاء سمہودی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ خندقیں کھودنے سے چھ دن میں فارغ ہوئے۔ بیس دن اصل میں مدہ حصار کی ہے تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۴ ج ۱ کی مراجعت کی جائے۔

صحابہ کرام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہوئے اور اول خود دست مبارک سے کدال زمین پراری اور یہ کلمات زبان مبارک پر تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِعَدْنِیْنا وَلَوْ عَبَدْنَا غَیْرَکَ شَقِیْنٰ

بسم اللہ۔ اور اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں مبادا اگر اُس کے سوا کسی اور عبادت کریں تو بڑے ہی بد نصیب ہیں۔

حَبَّذْ اَسْرَبًا وَحَبَّذْ اِدْنِیْنا

وہ کیا ہی اچھا رہ ہے اور اس کا دین کیسا ہی اچھا دین ہے۔ رضی اللہ عنہما فتح الہامی ص ۳۱۵ ج ۱

جائزوں کا موسم تھا سرورِ ہوائیں چل رہی تھیں کئی کئی دن کا فاقہ تھا مگر حضراتِ مہاجرین اور انصار نہایت ذوق کے ساتھ خندق کھودنے میں مشغول تھے مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے اور یہ پڑھتے جاتے

لنحْنُ الذِّیْنَ بِاٰیَعُوْا مَحْمُودًا عَلٰی الْجِهَادِ مَا لَبَقْنَا اَبَدًا  
ہم ہی ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیعت کی ہے اور آپ کے واسطے سے اپنی جائز کو خدا کے ہاتھ فروخت کر رکھے ہیں جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ علیہ وسلم جواب میں یہ ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَا عِیْشَ الْاٰخِرَةَ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ  
اے اللہ بے شک زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما  
اللہ بھی یہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاٰخِرَ الْاٰخِرَ الْاٰخِرَ فَبَارِكْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ  
اے اللہ بے شک حقیقی خیر اور بھلائی آخرت ہی کی خیر اور بھلائی ہے پس برکت دے انصار اور مہاجرین میں۔

برابرینِ عازبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس مٹی دھو دھو کر لارہے تھے، یہاں تک شکم مبارک گرو آؤد ہو گیا۔ اور یہ کہتے جاتے تھے

وَاللّٰہُ لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اٰهْتَدٰی نَبِیًّا وَلَا لَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا  
خدا کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور نہ مدد دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فَاَنْزَلْنَا سَحَابًا مِّنْ سَحَابٍ مِّنْ سَحَابٍ مِّنْ سَحَابٍ مِّنْ سَحَابٍ مِّنْ سَحَابٍ  
وَبَلَّغْنَا الْاَمَانَ لَا قَبِیْنَا  
اے اللہ ہم پر سکون اور طمان نازل فرما اور طاقی کے وقت ہم کو ثابت قدم رکھ

اِنَّ الْاٰلٰی قَدْ بَعُوْا عَلَیْنَا اِذَا ارَادُوْا رَفْعَ سَیْفِیْنَا  
ان لوگوں نے ہم پر بڑا ظلم کیا یہ جب کبھی ہم کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم کبھی اس کو

قبول نہیں کرتے اور اُٹھتے آگیا کجاو بلند مبار فرماتے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آگئی ہم نے آپ سے عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا تمہارے میں خود اترا تاہوں اور مجھ کو کی وجہ سے شک مبارک ہتھ پرندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں کھیں تھی۔ آپ نے کدال دست مبارک میں پھڑکی اور اس چٹان پر ماری تو چٹان دفعۃً ایک ذرہ ریگ تھی۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے مسند احمد اور نسائی میں اس سند اور اضافہ ہے کہ آپ نے جب پہلی بار بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو وہ چٹان ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر مجھ کو عطا کی بھیاں عطا کی گئیں۔ خدا کی قسم شام سے سورج ٹھکوں کو اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسرا تہائی ٹوٹ کر گرا آپ نے فرمایا۔ اللہ اکبر فارس کی بھیاں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم ملائکہ کے قہر میں اس وقت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں تیسری بار آپ نے بسم اللہ کہہ کر کدال ماری تو بقیہ چٹان بھی ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر میں کی بھیاں مجھ کو عطا ہوئیں خدا کی قسم معبود کے دروازوں کو میں اپنی آنکھوں سے اس جگہ کھڑا دیکھ رہا ہوں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی حسن ہے اور ایک روایت میں ہے پہلی بار کدال مارنے سے ایک بجلی بجی جس سے شام کے محل روشن ہو گئے، آپ نے اللہ اکبر کہا اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی اور یہ ارشاد فرمایا کہ جبریل امین نے مجھ کو خبر دی ہے کہ امت ان شہروں کو فتح کرے گی۔

## فائدہ جلیلہ:

خندق کھودنا یہ طریقہ عرب کا نہ تھا بلکہ فارس کا طریقہ تھا شاہان فارس میں سے سب سے پہلے منوشہر بن ابیج بن انزیدہ بن نے خندقیں کھود کر جنگ کرنے کا طریقہ ایجاد کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اس طریق کو اختیار

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں کفار کے طریقہ جنگ کو اختیار کرنا درست ہے اور علی ہذا کفار کے ایجاد کردہ آلات حرب کا استعمال بھی درست ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ طائف میں منہیق کا استعمال فرمایا اور حضرت عمرؓ نے محاصرہ قشتنیز میں اہل رومی اشعرج کو منہیق قائم کا حکم دیا۔ اور عمرو بن العاصؓ نے جب اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو منہیق کا استعمال کیا۔ اور علی ہذا اہل اودیتر اور تنوادل کا استعمال بھی درست ہے لیکن تدنہین کا استعمال صرف اس وقت جائز ہے کہ جب دشمنوں کے زیر کرنے کی کوئی اور صورت باقی نہ رہے بلاشبہ ضرورت اور مجبوری کے تدنہین کا استعمال جائز نہیں۔

اس مسئلہ کی تفصیل اگر دیکھا جائے تو شرح السیر النجیر جلد ثالث کی ریاب قطع الماعن اہل الحرب و تخریق حصونہم و نصب المجانق علیہا سے مراجعت کریں۔

وَقَالَ تَقَالَى وَاعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۖ  
مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ انْخِلِلْ تُرْهَبُونَ  
سے اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو مرعوب کر سکو

معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں کا سیکھنا ضروری ہے کہ جس سے اللہ کے دشمن مرعوب اور اللہ کے

دین کی عزت اور شوکت قائم ہو۔

**ضروری تنبیہ :-** کتاب رشتت اور شریعت کسی صنعتی اور حرفتی کی ترقی کو منع نہیں کرتی بلکہ ہر اس صنعت اور حرفت کو جس سے ملک کو ترقی ہو فرض علی الکفایتہ قرار دیتی ہے جیسا کہ تمام فقہاء کرام کا اجماع ہے البتہ شریعت اسلامیہ یوہب کی بے حیائی اور بے شرمی اور شہوانی اور نفسانی تہذیب کی خدیہ مخالف ہے اس لئے کہ شہوانی اور نفسانی امور میں آناہک اخلاق اور معاشرہ کو تباہ اور برباد کرتی ہے جو ملکی تندرستی کا باعث ہے۔

مسلمان غذائیں کھانے کے فارغ ہوئے کہ قریش و بنی ہزار آدمیوں کا لشکر جبرائے کریم پہنچے۔

۵۔ میں دھواں پھیلا دیا جس سے لوگ مر جائیں جیسے آج کل زیر پوٹیں نکلتی ہیں۔



اور اُمہ کے قریب پڑاؤ والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کی جمعیت اپنے ہمراہ کے کر مقابلہ کے لئے کوہ سلع کے قریب جا کر ٹھہرے خندقین مابین فریقین کے حامل تھیں عورتوں اور بچوں کو ایک قلعہ میں محفوظ ہوجانے کا حکم دیا۔

یہودی قریظہ اس وقت تک الگ تھے۔ لیکن حمی بن اخطب سردار بنو نضیر نے ان کو اپنے ساتھ لایئے کی پوری کوشش کی یہاں تک کہ خود کعب بن اسد سردار بنی قریظہ کے پاس گیا جو پہلے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب نے حمی کو اتے دیکھ کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حمی نے آواز دی کہ دروازہ کھولو۔ کعب نے کہا:

ويعلك يا حيي انك امرء مسموم      افسوس سے حمی۔ بلاشبہ تو مسموم آدمی ہے میں محمد  
وانى قد عاهدت محمد افلست بنا      صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کر چکا ہوں میں اب  
تقضى مابيعي وبينه فافلحارا      اس عہد کو نہ توڑوں گا کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
منه الا صدقا و فاداه      سے سوائے سچائی اور افضائے عہد کے کچھ نہیں دیکھتا۔

حمی نے کہا کہ میں تمھارے لئے دائمی عزت کا سامان لایا ہوں قریظہ اور غطفان کی فوجوں کو لا کر میں نے یہاں آباد ہے، ہم سب نے یہ عہد کیا ہے کہ جب تک محمد اور ان کے ساتھیوں کا امتیصال اور قلعہ قمع نہ کروں گے اس وقت تک یہاں سے ہرگز نہ ملیں گے۔

کعب نے کہا۔ خدا کی قسم تو ہمیشہ کی ذلت اور سوائی لئے کر آیا ہے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی عہد نہ توڑوں گا، میں نے ان سے سوائے سچائی اور افضائے عہد کے کچھ نہیں دیکھا، حمی برابر امرار کرتا رہا یہاں تک اس کو عہد شکنی پر آمادہ کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کو تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا اور علم دیا کہ اگر یہ خبر صحیح نکلے تو وہاں سے واپس آکر اس خبر کو ایسے مبہم الفاظ میں بیان کرنا کہ لوگ سمجھ نہ سکیں اور اگر غلط ہو تو پھر علی الاعلان بیان کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

یہ لوگ کعب بن اسد کے پاس گئے اور اس کو معاہدہ یا دولا یا کعب نے کہا کیسا معاہدہ اور  
 کون محمد صلی اللہ علیہ وسلم امیر ان سے کوئی معاہدہ نہیں جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 یہ عرض کیا۔ عضل وقارہ یعنی جس طرح قبیلہ عضل اور قارہ نے اصحاب رجب یعنی غیب رضی اللہ عنہ کے  
 ساتھ غدیر کیا، اسی طرح انھوں نے بھی غدیری کی۔ سیرۃ ابن ہشام مسند ۲، زرقانی ص ۱۱۱ ج ۱۲  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی غداری اور بد بھدی سے صدمہ ہوا۔ کافروں نے ہر طرف سے  
 مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا۔ باہر کے دشمنوں کا ہڈی دل سانسنے پڑاؤ ڈاے ہوئے تھا۔ اندرونی دشمن  
 یعنی قرظہ بھی ان کے ساتھ مل گئے، ہر شخص مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا۔ انفرض مسلمانوں کے لئے  
 عجب پریشانی کا وقت تھا، جاڑوں کی راتیں تھیں اور کئی کمی دن کا ناقہ تھا۔

حق قبل شانہ نے سورۃ احزاب میں اس معرکہ کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے۔

اِذْ جَاؤُكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ  
 مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ  
 الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَكُفُّوا نَاحِيَةً  
 وَقَامُوا هَآهِنًا وَبَأْسًا شَدِيدًا  
 بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ

یاد کرو اس وقت کو کہ جب دشمن تمہارے سر پر  
 آ پہنچے اور پرک جانب سے بھی اور نیچے کی جانب سے  
 بھی اور نگاہیں خیرہ ہو گئیں اور کھجے منہ کرنے لگے  
 اور خدا کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔  
 اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلاک گئے۔

یہ وقت ابتلا اور آزمائش کا تھا۔ ابتلا کی کسوٹی پر نفاق اور اخلاص کو کسا جا رہا تھا۔ اس  
 کسوٹی نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ چنانچہ منافقین نے جیلے اور پہلے شر دے کئے اور عرض کیا  
 یا رسول اللہ ہمارے گھر بہت دیر بار ہونے کی وجہ سے غیر محفوظ ہیں۔ بچوں اور عورتوں کی حفاظت  
 ضروری ہے ہم اس لئے اجازت چاہتے ہیں

يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا  
 هِيَ بِعَوْرَةٍ إِلَّا يُرِيدُونَ الْإِفْكِارَ

منافقین یہ کہتے تھے کہ تحقیق ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ  
 خالی نہیں بلکہ جہاں گناہ چاہتے ہیں سوائے یہ جیسے بنا کر رہتے ہیں۔

اور مسلمان ہن کے قلوب اغلام اور ایمان سے بھر رہے تھے ان کی یہ حالت ہر نبی جو حق جل شانہ نے بیان فرمائی۔

وَلَمَّا سَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ  
تَالَوْا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝

اور اہل ایمان نے جب کافروں کی فوجیں آ رہے  
ساخترے کہا یہ وہی ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول  
نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور اس کے رسول نے یہ کہا ہے  
اور اس سے ان کے یقین اور اطاعت میں اور بڑائی ہو گئی

غرض یہ کہ یہودی اور منافقین سب ہی نے اس لڑائی میں بدھن کی اور مسلمان ان دونوں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے محاصرہ اور زخمی آئے محاصرہ کی شدت اور سختی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان بمقتضائے بشریت کہیں گھبرا جائیں اس لئے یہ قصد فرمایا کہ عیسیٰ بن حصن اور عدیث بن عوف سے (جو قبائل غطفان کے قائد اور سردار تھے) مدینہ کے نخلستان کے تہائی پھل لے کر ان سے صلح کر لی جائے تاکہ یہ لوگ ابوسفیان کی مدد سے کندہ کش ہو جائیں اور کافروں کو اس محاصرہ سے نجات ملے چنانچہ آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن جبادہ سے اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ نے آپ کو ایسا حکم دیا ہے اگر ایسا ہے تو ہم اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہیں۔ یا آپ محض ان ذراہ شفقت و درافت ہمارے خیال سے ایسا قصد فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا کوئی حکم نہیں محض تمہاری خاطر میں نے ایسا ارادہ کیا ہے اس لئے کہ عرب نے متفق ہو کر ایک کمان سے تم پر تیرباری شروع کی ہے اس طرف سے میں ان کی شوکت اور اجتماعی قوت کو توڑنا چاہتا ہوں۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب ہم اور یہ سب کافرانہ مشرک تھے نبیوں کو پوجتے تھے اللہ عزوجل کو جانتے بھی نہ تھے۔ اس وقت بھی ان کی یہ مجال نہ تھی کہ ہم سے ایک خرابی لے سکیں الا یہ کہ مہمانی کے طعنے پر یا خرید کر اور اب جبکہ ہم کو اللہ عزوجل نے ہدایت کی لانفال اور بے مثال منت سے سزاؤں فرمایا اور اسلام سے ہم کو عزت بخشی تو انہاں ہم ان کو دیدین یہ نیک

ہے، عائشہ انہیں اپنا مال دینے کی ہر گز حاجت نہیں خدا کی قسم ہم ان کو سوائے عتو کے کچھ نہیں دے ان سے جو ہو سکتا ہے وہ کر گزریں۔

اور اس بارے میں جو صلح کی تحریر بھی گئی تھی سعد بن معاذ نے نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ سے لے کر اس کی تمام عبادت مثلاًوی بلے

دو ہفتے اسی طرح گزر گئے مگر دست بدست لڑائی اور مقابلہ کی نوبت نہیں آئی صرف طرین سے تیرا اندازی ہوتی رہی۔ بالآخر قریش کے چند سوار عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، بہرہ بن ابی دہب، ضرار بن خطاب، نوفل بن عبد اللہ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نکلے جب خندق پہنچے تو یہ کہا خدا کی قسم یہ محو فریب پہلے عرب میں نہ تھا۔ ایک مقام سے خندقوں کا عرض کم تھا وہاں سے چنانچہ اس طرف پہنچے اور مسلمانوں کو مقابلے کے لئے آواز دی، عمرو بن عبدود جو جنگ بدر میں زخم کھاکر گر گیا تھا سر سے پاؤں تک فرق آہن تھا۔ مال بن مجاز کہہ کر مقابلے کے لئے آواز دی شیر خدا حضرت علیؑ اس کے مقابلے کے لئے بیٹھے، اسے عمرو بن ابی جہل اور اس کے رسولؐ کی طرف بلانا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اچھا میں تم کو لڑائی اور مقابلہ کی دعوت دیتا ہوں عمرو نے کہا تم کسٹن بھرا اپنے سے بڑے کو میرے مقابلے کے لئے بھیجیں تمہارے قتل کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں تمہارے قتل کو پسند کرتا ہوں یہ سن کر عمرو کو طیش آگیا اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔ ادا کے بڑھ کر حضرت علیؑ پر ہار کیا جس کو حضرت علیؑ نے سپر سے مدد لیکن پیشانی پر زخم آیا۔ بعد ازاں حضرت علیؑ نے اس کو دار کیا جس نے اس کا کام تمام کیا۔

حضرت علیؑ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا جس سے مسلمانوں نے کچھ لیا کہ اللہ عزوجل نے فتح دی۔

نوفل بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا۔ گھوڑے پر سوار تھا، خندق کو پہنچا جہاں تھا کہ خندق میں گر پڑا اور گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ مشرکین نے دس ہزار دینار آپؐ کی خدمت میں پیش کیے کہ اس کی لاش ہمارے حوالہ کر دی جائے آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ بھی فضیلت

۱۔ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ - ۵۲۹ - ۵۳۰ - ۵۳۱ - ۵۳۲ - ۵۳۳ - ۵۳۴ - ۵۳۵ - ۵۳۶ - ۵۳۷ - ۵۳۸ - ۵۳۹ - ۵۴۰ - ۵۴۱ - ۵۴۲ - ۵۴۳ - ۵۴۴ - ۵۴۵ - ۵۴۶ - ۵۴۷ - ۵۴۸ - ۵۴۹ - ۵۵۰ - ۵۵۱ - ۵۵۲ - ۵۵۳ - ۵۵۴ - ۵۵۵ - ۵۵۶ - ۵۵۷ - ۵۵۸ - ۵۵۹ - ۵۶۰ - ۵۶۱ - ۵۶۲ - ۵۶۳ - ۵۶۴ - ۵۶۵ - ۵۶۶ - ۵۶۷ - ۵۶۸ - ۵۶۹ - ۵۷۰ - ۵۷۱ - ۵۷۲ - ۵۷۳ - ۵۷۴ - ۵۷۵ - ۵۷۶ - ۵۷۷ - ۵۷۸ - ۵۷۹ - ۵۸۰ - ۵۸۱ - ۵۸۲ - ۵۸۳ - ۵۸۴ - ۵۸۵ - ۵۸۶ - ۵۸۷ - ۵۸۸ - ۵۸۹ - ۵۹۰ - ۵۹۱ - ۵۹۲ - ۵۹۳ - ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ - ۵۹۷ - ۵۹۸ - ۵۹۹ - ۶۰۰ - ۶۰۱ - ۶۰۲ - ۶۰۳ - ۶۰۴ - ۶۰۵ - ۶۰۶ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۹ - ۶۱۰ - ۶۱۱ - ۶۱۲ - ۶۱۳ - ۶۱۴ - ۶۱۵ - ۶۱۶ - ۶۱۷ - ۶۱۸ - ۶۱۹ - ۶۲۰ - ۶۲۱ - ۶۲۲ - ۶۲۳ - ۶۲۴ - ۶۲۵ - ۶۲۶ - ۶۲۷ - ۶۲۸ - ۶۲۹ - ۶۳۰ - ۶۳۱ - ۶۳۲ - ۶۳۳ - ۶۳۴ - ۶۳۵ - ۶۳۶ - ۶۳۷ - ۶۳۸ - ۶۳۹ - ۶۴۰ - ۶۴۱ - ۶۴۲ - ۶۴۳ - ۶۴۴ - ۶۴۵ - ۶۴۶ - ۶۴۷ - ۶۴۸ - ۶۴۹ - ۶۵۰ - ۶۵۱ - ۶۵۲ - ۶۵۳ - ۶۵۴ - ۶۵۵ - ۶۵۶ - ۶۵۷ - ۶۵۸ - ۶۵۹ - ۶۶۰ - ۶۶۱ - ۶۶۲ - ۶۶۳ - ۶۶۴ - ۶۶۵ - ۶۶۶ - ۶۶۷ - ۶۶۸ - ۶۶۹ - ۶۷۰ - ۶۷۱ - ۶۷۲ - ۶۷۳ - ۶۷۴ - ۶۷۵ - ۶۷۶ - ۶۷۷ - ۶۷۸ - ۶۷۹ - ۶۸۰ - ۶۸۱ - ۶۸۲ - ۶۸۳ - ۶۸۴ - ۶۸۵ - ۶۸۶ - ۶۸۷ - ۶۸۸ - ۶۸۹ - ۶۹۰ - ۶۹۱ - ۶۹۲ - ۶۹۳ - ۶۹۴ - ۶۹۵ - ۶۹۶ - ۶۹۷ - ۶۹۸ - ۶۹۹ - ۷۰۰ - ۷۰۱ - ۷۰۲ - ۷۰۳ - ۷۰۴ - ۷۰۵ - ۷۰۶ - ۷۰۷ - ۷۰۸ - ۷۰۹ - ۷۱۰ - ۷۱۱ - ۷۱۲ - ۷۱۳ - ۷۱۴ - ۷۱۵ - ۷۱۶ - ۷۱۷ - ۷۱۸ - ۷۱۹ - ۷۲۰ - ۷۲۱ - ۷۲۲ - ۷۲۳ - ۷۲۴ - ۷۲۵ - ۷۲۶ - ۷۲۷ - ۷۲۸ - ۷۲۹ - ۷۳۰ - ۷۳۱ - ۷۳۲ - ۷۳۳ - ۷۳۴ - ۷۳۵ - ۷۳۶ - ۷۳۷ - ۷۳۸ - ۷۳۹ - ۷۴۰ - ۷۴۱ - ۷۴۲ - ۷۴۳ - ۷۴۴ - ۷۴۵ - ۷۴۶ - ۷۴۷ - ۷۴۸ - ۷۴۹ - ۷۵۰ - ۷۵۱ - ۷۵۲ - ۷۵۳ - ۷۵۴ - ۷۵۵ - ۷۵۶ - ۷۵۷ - ۷۵۸ - ۷۵۹ - ۷۶۰ - ۷۶۱ - ۷۶۲ - ۷۶۳ - ۷۶۴ - ۷۶۵ - ۷۶۶ - ۷۶۷ - ۷۶۸ - ۷۶۹ - ۷۷۰ - ۷۷۱ - ۷۷۲ - ۷۷۳ - ۷۷۴ - ۷۷۵ - ۷۷۶ - ۷۷۷ - ۷۷۸ - ۷۷۹ - ۷۸۰ - ۷۸۱ - ۷۸۲ - ۷۸۳ - ۷۸۴ - ۷۸۵ - ۷۸۶ - ۷۸۷ - ۷۸۸ - ۷۸۹ - ۷۹۰ - ۷۹۱ - ۷۹۲ - ۷۹۳ - ۷۹۴ - ۷۹۵ - ۷۹۶ - ۷۹۷ - ۷۹۸ - ۷۹۹ - ۸۰۰ - ۸۰۱ - ۸۰۲ - ۸۰۳ - ۸۰۴ - ۸۰۵ - ۸۰۶ - ۸۰۷ - ۸۰۸ - ۸۰۹ - ۸۱۰ - ۸۱۱ - ۸۱۲ - ۸۱۳ - ۸۱۴ - ۸۱۵ - ۸۱۶ - ۸۱۷ - ۸۱۸ - ۸۱۹ - ۸۲۰ - ۸۲۱ - ۸۲۲ - ۸۲۳ - ۸۲۴ - ۸۲۵ - ۸۲۶ - ۸۲۷ - ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۰ - ۸۳۱ - ۸۳۲ - ۸۳۳ - ۸۳۴ - ۸۳۵ - ۸۳۶ - ۸۳۷ - ۸۳۸ - ۸۳۹ - ۸۴۰ - ۸۴۱ - ۸۴۲ - ۸۴۳ - ۸۴۴ - ۸۴۵ - ۸۴۶ - ۸۴۷ - ۸۴۸ - ۸۴۹ - ۸۵۰ - ۸۵۱ - ۸۵۲ - ۸۵۳ - ۸۵۴ - ۸۵۵ - ۸۵۶ - ۸۵۷ - ۸۵۸ - ۸۵۹ - ۸۶۰ - ۸۶۱ - ۸۶۲ - ۸۶۳ - ۸۶۴ - ۸۶۵ - ۸۶۶ - ۸۶۷ - ۸۶۸ - ۸۶۹ - ۸۷۰ - ۸۷۱ - ۸۷۲ - ۸۷۳ - ۸۷۴ - ۸۷۵ - ۸۷۶ - ۸۷۷ - ۸۷۸ - ۸۷۹ - ۸۸۰ - ۸۸۱ - ۸۸۲ - ۸۸۳ - ۸۸۴ - ۸۸۵ - ۸۸۶ - ۸۸۷ - ۸۸۸ - ۸۸۹ - ۸۹۰ - ۸۹۱ - ۸۹۲ - ۸۹۳ - ۸۹۴ - ۸۹۵ - ۸۹۶ - ۸۹۷ - ۸۹۸ - ۸۹۹ - ۹۰۰ - ۹۰۱ - ۹۰۲ - ۹۰۳ - ۹۰۴ - ۹۰۵ - ۹۰۶ - ۹۰۷ - ۹۰۸ - ۹۰۹ - ۹۱۰ - ۹۱۱ - ۹۱۲ - ۹۱۳ - ۹۱۴ - ۹۱۵ - ۹۱۶ - ۹۱۷ - ۹۱۸ - ۹۱۹ - ۹۲۰ - ۹۲۱ - ۹۲۲ - ۹۲۳ - ۹۲۴ - ۹۲۵ - ۹۲۶ - ۹۲۷ - ۹۲۸ - ۹۲۹ - ۹۳۰ - ۹۳۱ - ۹۳۲ - ۹۳۳ - ۹۳۴ - ۹۳۵ - ۹۳۶ - ۹۳۷ - ۹۳۸ - ۹۳۹ - ۹۴۰ - ۹۴۱ - ۹۴۲ - ۹۴۳ - ۹۴۴ - ۹۴۵ - ۹۴۶ - ۹۴۷ - ۹۴۸ - ۹۴۹ - ۹۵۰ - ۹۵۱ - ۹۵۲ - ۹۵۳ - ۹۵۴ - ۹۵۵ - ۹۵۶ - ۹۵۷ - ۹۵۸ - ۹۵۹ - ۹۶۰ - ۹۶۱ - ۹۶۲ - ۹۶۳ - ۹۶۴ - ۹۶۵ - ۹۶۶ - ۹۶۷ - ۹۶۸ - ۹۶۹ - ۹۷۰ - ۹۷۱ - ۹۷۲ - ۹۷۳ - ۹۷۴ - ۹۷۵ - ۹۷۶ - ۹۷۷ - ۹۷۸ - ۹۷۹ - ۹۸۰ - ۹۸۱ - ۹۸۲ - ۹۸۳ - ۹۸۴ - ۹۸۵ - ۹۸۶ - ۹۸۷ - ۹۸۸ - ۹۸۹ - ۹۹۰ - ۹۹۱ - ۹۹۲ - ۹۹۳ - ۹۹۴ - ۹۹۵ - ۹۹۶ - ۹۹۷ - ۹۹۸ - ۹۹۹ - ۱۰۰۰

اسنا پاک تھا اور اس کی دیت بھی خبیث لگنا پاک ہے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر بھی اور اس کی دیت پر بھی ہیں جس کو ہزار کی خصوصیت ہے اور لاشر کی لہو کی معاوضہ کے لاشن مان کے حوالے کر دی۔  
سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہدگ پر ایک تیز کرگاہ حضرت سعدؓ نے اس وقت یہ دعا مانگی۔

اے اللہ اگر تو نے قریش کی لڑائی ہائی رکھی ہے تو مجھ کو اس کے لئے باقی رکھ کیوں کہ مجھ کو اس سے نیا وہ کوئی محبوب اور پیارا چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کروں کہ جس نے تیرے رسول کو ایذا میں پہنچائی اور اس کو جھٹلایا اور اس کو حرم امن سے نکالا اور اے اللہ اگر تو نے ہمارے اعدان کے امین لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا اور اس وقت تک مجھ کو موت نہ دے جب تک کہ نبی قریش کی ذلت اور رسوائی سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں۔

مکہ کا یہ وطن نہایت ہی سخت تھا، تمام دن تیر اندازی اور سنگ باری میں گزارا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کر دیا تھا، یہودی آبادی وہاں سے قریب تھی حضرت صفیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپتی بھی اسی قلعہ میں تھیں حضرت عثمانؓ اس قلعہ کی حفاظت پر مامور تھے حضرت صفیہؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے اندیشہ ہوا کہ کہیں جاسوس نہ ہو اس لئے حضرت صفیہؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اس کو قتل کر دو ایسا ہنو کہ دشمنوں سے ہماری خبر گیری کرے، حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں معلوم نہیں کہ میں اس کام کا ہی نہیں حضرت صفیہؓ انھیں اور خیمہ کی ایک بکری لے کر اس یہودی کے سر پر اس زندہ سے ماری کہ اس کا سر بھٹ گیا اور فرمایا کہ یہ مرد ہے اور میں عورت ہوں اس نے میں تو بات نہ لگاؤں گی تم اس کے ہتھیار اُتار لاؤ حضرت عثمانؓ نے کہا مجھے اس کے ہتھیار لا کر سامان کی ضرورت نہیں، ابن ہشام،

اشناد صحاح میں انیم بن مسعودؓ اشجعی غطفان کے ایک رئیسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ میں آپ پر ایمان لایا۔ میری قوم کو میرے اسلام لانے کا علم نہیں اگر اجازت ہو تو میں کوئی تدبیر کروں جس سے یہ حصار ختم ہو آپ نے فرمایا اے تم ایک تجربہ کار آدمی ہوا کر کوئی ایسی تدبیر ممکن ہو تو کر گنند۔

فان الحروب خلد عتہ اس نے لکڑی کی ٹہنیوں میں جیلہ اور تدبیر کا ہے چنانچہ نعیم نے ایسی تدبیر کی کہ قریش اور بنو قریظہ میں پھوٹ پڑ گئی اور بنو قریظہ قریش کی امداد سے دست کش ہو گئے۔ (مفسر تفسیر الباری ج ۳۰۹ اور تافان ج ۲ و ج ۱۱ اور تاریخ طبری ج ۳ میں مذکور ہے)۔

عمرو بن عبدود اور نوفل کے قتل ہونے کے بعد قریش کے بقیہ سوار شکست کھا کر واپس ہوئے۔ مسند احمد میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم نے حصار کی شدت اور سختی کا ذکر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا مانگو۔

اللھم استر عوس استر آمن اے اللہ ہمارے پیوں کو چھپا۔ اور ہمارے خوف کو دفع کر۔

اور صحیح بخاری میں ہے کہ یہ دعا فرمائی۔

اللھم منزل الکتاب و مجری السحاب وھانم الاحزاب

اھزمھم و انصرنا علیھم (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا تمزقوا عند اللہ)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور قریش اور غطفان پر ایک سخت ہراس مسلط کی کہ جس سے ان کے تمام غیے اُکھڑ گئے، رسیا اور ٹٹا میں ٹوٹ گئیں، ہانٹیاں اُٹ گئیں، گرد و غبار اُڑا کر آنکھوں میں بھرنے لگا جس سے کفار کا تمام لشکر سراپید ہو گیا۔ اسی بارہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۵۔ مسند احمد ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے سید احزاب میں اتنا شاکر کہہ کر سے ہو کر دعا مانگی اور اللہ نے نعیم کی دعا پر اس سے کرمال کے بعد ۱۲ روز قافلی منہ ج ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا  
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودُهُ  
فَآزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا  
لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا لَعَنُوكُمْ  
بُعِيدًا۔

اے ایمان والو یاد کرو اللہ کے اس انعام کو جو تم پر  
اس وقت ہوا کہ جب کافروں کے بیٹے لشکر تھا کہ  
مردوں پر اپنے پس اس وقت ہم نے تمہارے دشمنوں  
پر ایک آندھی بھیجی اور تمہاری مدد کیے آسمان سے  
لشکر آمارے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے یعنی فرشتے

(الاحزاب، آیت ۹۱)

اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔

جُنُودُ اللَّهِ الَّتِي كَفَرُوا بِالْبَيْتِ  
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ  
الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا

جُنُودُ اللَّهِ الَّتِي كَفَرُوا بِالْبَيْتِ  
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَافِرُونَ كَافِرُونَ  
بِأَيِّ مَظْهَرٍ كَانُوا

جُنُودُ اللَّهِ الَّتِي كَفَرُوا بِالْبَيْتِ  
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَافِرُونَ كَافِرُونَ  
بِأَيِّ مَظْهَرٍ كَانُوا

جُنُودُ اللَّهِ الَّتِي كَفَرُوا بِالْبَيْتِ  
لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَافِرُونَ كَافِرُونَ  
بِأَيِّ مَظْهَرٍ كَانُوا

(زمر، آیت ۲۵)

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو مع ان کے فیض و

غضب کے واپس کر دیا اور ذرہ بڑا کسی بھلائی کو  
مائل نہ کر سکے اور اللہ نے اہل ایمان کی طرف سے  
وہابی میں کفایت کی اور اللہ تعالیٰ بڑا توانا و غلبہ والا ہے

مذہب بن ایمان رضی اللہ عنہما وہی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا کہ ہمارے  
قریش کی خبر لاؤں، میں نے عرض کیا میں کہیں پہنچاؤں جاؤں، آپ نے فرمایا :  
انك فكن قوساً

اور بعد ازاں میں نے یہ دعا فرمائی :

اللهم احفظنا من بين يديه  
ومن خلفه ومن يمينه ومن شماله  
ومن فوقه ومن تحته

اے اللہ اس کے آگے سے اور پیچھے سے دائیں  
سے بائیں سے اُدھر سے اور نیچے سے  
حفاظت فرما۔

لہ۔ الاحزاب، آیت ۲۵

آپ کی دعا سے میرا تمام غم و غم ہو گیا اور نہایت شادان اور فرحان رہا نہ ہوا۔ جب جانے کو یہ فرمایا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ میں ان کے لشکر میں پہنچا تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی اور تاریخی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اتنے میں حذیفہ نے ابرو سیان کو یہ کہتے سنا کہ گرہ قریش یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں ہمارے جانور ہلاک ہو گئے، منہ قریش نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اہل اس ہوائے ہم کو سرا سیمہ اور پریشان بنا دیا، چلتا پھرتا اور بیٹھا اشکل ہو گیا بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو۔ اور یہ کہہ کر ابرو سیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔

حذیفہ فرماتے ہیں۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اس کو تیرے مار ڈالوں لیکن آپ کا ارشاد یاد آ گیا کہ اے حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا۔ اس لئے میرا پس آ گیا۔ نہ قافی ص ۱۱۱ ج ۲: جب قریش واپس ہوئے تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

الآن تغزوهم ولا يغزونا  
نحن نسير اليهم  
اب جہان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور  
نہ ہو سکیں گے ہم ہی ان پر حملہ کرنے کے لئے چلیں گے  
(بخاری شریف)

نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلہ میں کوئی اقدام کر سکے اور اسلام فقط اپنا دفاع کرے بلکہ اس کے برعکس اب اسلام اتنا قوی ہو گیا ہے کہ وہ کفر کے مقابلہ میں ابتداءً اقدام کرے گا اور باجائز حملہ آور ہوگا۔

(تفسیر) جو لوگ اسلام میں اقدامی جہاد کے لشکر ہیں وہ بخاری کے روایت کے ان الفاظ کو خوب بخیر پڑھ لیں۔

اور جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی اور زبان ہلاک پر یہ کلمات تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيَةُ الْيَوْمِ غَابِطٌ وَسَاحِدٌ وَنَبِيَّا حَامِدٌ وَنُصْرَتٌ مُدَقَّةٌ

۱۵۔ یہ لفظ مجھ بخاری کی روایت میں نہیں بلکہ ابن النخعی کی روایت میں آیا ہے۔ باقی روایت مجھ بخاری کی ہے۔ ۱۶۔



اللَّهُ وَعَدَ لَا نُنْصِرُ عَبْدًا وَلَا نَهْزِمُ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ - (بخاری شریف صفحہ ۹۹)

ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں کہ محاصرہ پندرہ دن رہا۔ واقعہ کہتے ہیں یہی قول سب سے زیادہ راجح ہے۔ سعد بن مسیب فرماتے ہیں۔ چوبیس دن رہا۔ اس غزوہ میں مشرکین میں کتنے آدمی قتل ہوئے نوزل بن عبداللہ۔ عمرو بن عبدود۔ یزید بن عبدالرحمن۔ عبدالمجید۔ آدمی مسلمانوں میں کسے شہید ہوئے۔

۱۱۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ انس بن اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)۔ عبد اللہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)۔ طفیل بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) ثعلبہ بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) کعب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ و زمام حافظ و میا علی نے اضافہ کیے

(۶)۔ قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸)۔ عبد اللہ بن ابی خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوة بنی قریظہ

ذی تعدہ شہ یوم چہار شنبہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے صبح کی نماز کے بعد واپس ہوئے آپ نے اور تمام مسلمانوں نے ہتھیار کھول دیئے۔ جب ظہر کا وقت قریب آیا تو جبرئیل امین ایک فخر پر سوار ہمارے باندھے ہوئے تشریف لائے اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے مخاطب ہو کر کہا: کیا آپ نے ہتھیار اتار دیئے آپ نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیل امین نے کہا: مشغولانے تو ابھی ہتھیار نہیں کھوئے اور نہ وہ ہمنواز واپس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی قریش کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں خود نبی قریش کی طرف جا رہا ہوں اور ان کو جا کر منزل نازل کرتا ہوں۔

۱۔ زور قافی مسئلہ ۲۱۔ ۵۵۔ اب سوگندائیت میں ہے کہ جبریل من موضع جابر یعنی وہ جگہ جاکر اپنے ہاتھ  
جائزہ کے لئے مسجد سے علیحدہ بنوائی تھی، اس کے قریب اگر کوڑے ہو گئے، طبقات ۵۴۔ ج ۲۔ معلوم ہمارا خانہ کا ناز  
مسجد میں نہ نہی چاہئے، ورنہ خارہ کے لئے مسجد سے علیحدہ جگہ بنانے کی کیا حاجت تھی۔

۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ج: ۴، ص: ۱۱۶ - (شام ج ۲، ص: ۴۵)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ بنی قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین پہلے سے معاہدہ تھا جب قریش دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر قریش کے ساتھ مل گئے۔ اللہ عزوجل نے جب احزاب کو شکست دی تو بنی قریظہ قلعوں میں گھس گئے جبریل امین فرشتوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ فوراً بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں آپ نے فرمایا میرے بھائی ابھی تھکے ہوئے ہیں جبریل امین نے کہا آپ اس کا خیال نہ کریں روانہ ہو جائیں میں ابھی جا کر ان کو منزل لڑ لکے دیتا ہوں یہ کہہ کر جبریل امین فرشتوں کی جماعت کے ساتھ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے کوچہ بنی غنم تام گردوغبار سے بھر گیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ عباد کہ جو حضرت جبریل کی سواری سے کوچہ بنی غنم میں اٹھا تھا وہ اب تک میری نظروں میں ہے گویا کہ اس وقت میں اس عباد کو اٹھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ بخاریؒ جبریل امین تو روانہ ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے حکم دیا کہ کوئی شخص سوائے بنی قریظہ کے کہیں نماز عصر نہ پڑھے۔ راستہ میں جب نماز عصر کا وقت آیا تو اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تم تو بنی قریظہ ہی پہنچ کر نماز پڑھیں گے بعض نے کہا ہم نماز پڑھے لیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصد نہ تھا۔ کہ نماز قضا کر دی جائے بلکہ مقصود تعمیل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر اظہارِ ناراضی نہیں فرمایا (بخاری شریف) اس لئے کہ نیت ہر ایک کی بجز تھی۔

فائدہ:

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ جس نے حدیث کے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اس کو بھی اجر ملا اور جس نے اجتہاد اور استنباط کیا۔ اس کو بھی اجر ملا لیکن جن لوگوں نے ظاہر الفاظ پر نظر کر کے بنی قریظہ پہنچنے سے پہلے نماز عشاء کی سستی کہ وقت عصر عمل کیا تو ان لوگوں کو فقط ایک فیصلت حاصل ہوئی یعنی حکم نبوی کی تعمیل کا اجر ملا اور جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا۔

اور سب کا فرش ربوی یہ تھا کہ نماز معترفاً کر دی جائے بلکہ مقصود حلقہ پہنچنا ہے اس لئے نماز عصر راستہ ہی میں پڑھ لی۔ ان لوگوں کو اس اجتہاد اور استنباط کی بدولت دو فضیلتیں حاصل ہوئیں ایک فضیلت حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اور دوسری فضیلت صلوٰۃ وسطیٰ و نماز عصر کی محافظت کی (جو درحقیقت بے شمار فضائل کو متضمن اور شامل ہے جس کی محافظت کا حکم قرآن کریم میں آیا ہے حافظوں علی الصلوات والصلوات الوسطیٰ اور حدیث میں ہے کہ جس کی عمر کی نماز فوت ہو گئی اس کے اعمال جسطا ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر الفاظ پر عمل کرنے والوں پر اگرچہ اظہارِ ناراضی نہیں فرمایا اس لئے کہ نیت بخیر تھی لیکن جن لوگوں نے اجتہاد اور استنباط سے کام لیا ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔

(فتح الباری ص ۳۱۶ ج ۴)

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو رایت اسلام دے کر روانہ فرمایا جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے تو یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلم کھلا گالیاں دیں (جو ایک مستقل اور ناقابلِ معذرت جرم ہے)

اور اس کے بعد آنحضرتؐ خود بہ نفس نفیس روانہ ہوئے اور پہنچ کر بنی قریظہ کا محاصرہ کیا پچیس روز تک ان کو محاصرہ میں رکھا اس اثنا میں ان کے سردار کعب بن اسد نے ان کو جمع کر کے یہ کہا کہ میں تین باتیں تم پر پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کر لو تا کہ تم کو اس مصیبت سے نجات ملے۔

اول یہ کہ ہم اس شخص (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائیں اور اس کے متبع اور پیروں بن جائیں۔

فرا لہ لقد تبین لکم انہ لنبی  
مرسل وانہ للذی تجدونہ  
فی کتابکم فتأمنون علی دماکم  
واموالکم وابناءکم وناساءکم  
کیونکہ خدا کی قسم تم پر یہ بات باطل واضح اور روشن ہو چکی  
ہے کہ وہ بلاشبہ اللہ عزوجل کے نبی اور رسول ہیں اور  
تحقیق یہ سچی باتیں ہیں جنکو تم تو رات میں کھاتے ہو اگر  
ایمان لے لو گے تو تمہاری جان اور مال بچے اور عورتیں

سب محفوظ ہو جائیں گے۔

بنی قریظہ نے کہا کہ ہم کو یمن منظور نہیں۔ ہم اپنا دین نہیں چھوڑیں گے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یہ منظور نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ تجہوں اور عورتوں کو قتل کر کے بے فکر ہو جاؤ اور شمشیر بکفت ہو کر پوری ہمت اور تندرستی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرو اگرنا کام ہے تو تجہوں اور عورتوں کو کوئی غم نہ ہوگا اور اگر کامیاب ہو گئے تو عورتیں بہت ہیں ان سے بچے بھی پیدا ہو جائیں گے۔ بنو قریظہ نے بلا وجہ عورتوں اور تجہوں کو قتل کر کے زندگی کا مٹھ لیا ہے۔ کعب نے کہا اچھا اگر یمن منظور نہیں تو میری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی شب ہے عجب نہیں کہ محمد اور ان کے اصحاب غافل اور بے خبر ہوں اور ہماری جانب سے بائیں و جہلمتن ہوں کہ یہ دن یہود کے نزدیک محترم ہے اس میں وہ حملہ نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کی اس بے خبری اور غفلت سے یہ نفع اٹھاؤ کہ یکایک ان پر شب خون مارو، بنو قریظہ نے کہا اے کعب تجھ کو معلوم ہے کہ ہمارے اسلام اسی دن کی بے حرمتی کی وجہ سے بند رہا اور سوز بنائے گئے پھر تو ہکو اسی کا حکم دیتا ہے، الغرض بنو قریظہ نے کعب کی ایک بات کو نہ مانا

ابو بابتہ بن عبد المذزر رضی اللہ عنہ سے بنی قریظہ کے حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے ان کو یہ امید ہوئی کہ شاید وہ اس آٹے وقت میں ہماری کوئی مدد کر سکیں اس بنا پر بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ابو بابتہ کو ہمارے پاس بھیج دیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں آپ نے ابو بابتہ کو اجازت دی۔ ابو بابتہ کو دیکھ کر سب جمع ہو گئے، بچے اور عورتیں ان کو دیکھ کر رونے لگے یہ دیکھ کر ابو بابتہ کا دل بھر آیا۔ بنو قریظہ نے جب ان سے یہ دریافت کیا کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو منظور کریں اور آپ کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں۔ ابو بابتہ نے کہا ہاں بہتر ہے لیکن حلق کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ذبح کئے جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا اے قتل کا ہے۔ ابو بابتہ اپنی جگہ سے ابھی چٹے نہ تھے فوراً متنبہ ہوا کہ میں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کی اور سیدھے وہاں سے مسجد نبوی میں پہنچے اور اپنے کو ایک ستون سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ عزوجل میری توبہ قبول نہ فرمائے گا اس وقت تک اس جگہ سے نہ ٹلوں گا

اور اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ نبی قرظیظ میں کبھی قدم نہ رکھوں گا اور جس شہر میں اللہ اور اُس کے رسول کی خیانت کی ہے اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو یہ ارشاد فرمایا اگر وہ سید حامیر سے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے استغفار کرتا لیکن جب وہ ایسا کر گزرا ہے تو میں اس کو اپنے ہاتھ سے نہ کھولوں گا جب تک اللہ عزوجل اس کی توبہ نازل نہ فرمائے۔<sup>۱۷</sup>

بالآخر مجبور ہو کر بنو قریظہ اس پر آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے جس طرح خزر ج اور بنو نغیر میں حلیفانہ تعلقات تھے، اسی طرح اوس اور بنو قریظہ میں حلیفانہ تعلقات تھے اس لئے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ خزر ج کے اتھاس پر حضور نے بنی نغیر کے ساتھ جو معاملہ فرمایا اسی طرح کا معاملہ ہماری دستہ عیار بنو قریظہ کے ساتھ فرمائیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تم ہی میں کا ایک شخص کر دے انھوں نے کہا یا رسول اللہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے مسجد نبوی میں ایک خیمہ لگا دیا تھا کہ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں، ان کے جانے کے بعد آدمی بھیجا چار پر سوار لے کر شریف لائے جب آپ کے قریب پہنچے تو یہ فرمایا:

قوموا انی استیدکم  
اپنے سردار کی تعظیم کے لئے اٹھو

جب انارک بچھا دئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنا فیصلہ تیرے سپرد کیا ہے سو نہ کہیں ان کی مابست یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں سے کون سے لڑنے والے یعنی موقوف کئے جائیں اور غور میں اور بچے امیر کے لڑائی اور غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال و اسباب سلاہوں میں تقسیم کیا جائے اپنے ارشاد فرمایا بے شک تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

بعد ازاں حضرت سعدؓ نے یہ دعا مانگی

۱۷۔ ابن ہشام، ج ۲، ص ۱۳۶ - البیاض والنبایہ ج ۱، ص ۱۱۹

۱۸۔ اور یہ یمن میں لائے جائیں کہ اپنے سردار کے جانے کے لئے اٹھ کر نہ کہ وہ بجا دئے گئے۔

اے اللہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ کچھ کو اس سے زیادہ کوئی محبوب چیز نہیں کہ اس قوم سے جہاد کروں جس قوم نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور حرم سے اس کو نکالا۔ اے اللہ میں لگان کرتا ہوں کہ قرآن ہمارے امدان کے امین لڑائی کو ختم کر دیا ہے۔ پس اگر قریش سے ابھی لڑنا باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھ تاکہ تیری راہ میں اُن سے جہاد کر سکوں اور اگر تو نے لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اس زخم کو جاری کر دے اور اسی کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ دُعا کا قیام کرنا تھا کہ خرم جاری ہو گیا اور اسی میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا۔ رواہ البخاری اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے تمام دروازے ان کے لئے کھول دیئے گئے اور آسمانوں کے فرشتے ان کا دُعا کے چڑھنے سے مسرور ہوئے (رواہ الحاکم) فتح الباری، مناقب سعد بن معاذؓ  
اللہ شتر ہزار فرشتے ان کے جنازہ میں شریک ہوئے جو اس سے قبل کبھی آسمان سے نازل نہ ہوئے تھے (ذکرہ ابن عابد) رواہ ابن جریر اور اسنادہ جیدہ

چنانچہ انصار میں سے کسی نے اس بارے میں یہ شعر کہا ہے !  
وَاِهْتَزَّ عَرْشُ اللّٰہِ مِنْ مَوْتِ هَٰذَا سَمِعْنَا بِهِ اِذَا یَسْعُدُ اِلٰی عَمْرٍو  
(استیعاب لابن عبد البر ج ۲ ترجمہ سعد بن معاذؓ)

ہم نے سوائے سعد بن معاذ کے اور کسی مرنے والے کے لئے کبھی نہیں سنا کہ عرش خداوندی اس کے مرنے سے ہلجھو۔ امدان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی تھی واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بعض روایات<sup>۱۹۳</sup> تمام بنی قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور ایک انصاری عورت کے مکان میں ان کو بھروسہ رکھا گیا اور باران میں ان کے لئے خندقیں کھدوائی گئیں بعد ازاں دو دو چار چار کو اس مکان سے نکھرایا جاتا اور ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماری جاتیں جی بن الخطیب اور سرور بنی قریظہ کعب

بن اسد کی بھی گردن ماری گئی۔ جی بن اسد نے کہا کہ جس کے کہنے سے کعب بن اسد سردار بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بد عہدی کی اور معاہدہ توڑا، جب آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ کی طرف دیکھ کر کہا کہ واللہ میں اپنے نفس کو آپ کی دشمنی کے بارے میں ملامت نہیں کرتا لیکن حق یہ ہے کہ خدا جس کی مدد نہ کرے اس کا کوئی مددگار نہیں پھر لوگوں کی طرف دیکھا اے لوگو کچھ مضائقہ نہیں اللہ نے بنی اسرائیل کے لئے جو سزا مقرر کی تھی اور جو مصیبت ان کے لئے لکھ دی تھی وہ پوری ہوئی یہ دیکھ کر جی بیٹھ گیا اور اس کی گردن ماری گئی عورتوں میں سوائے ایک عورت کے کوئی عورت قتل نہیں کی گئی جس کا یہ جرم تھا کہ اس نے کرٹھے سے بچی کا پاٹ گزایا تھا جس سے خلا بن سوئیہ شہید ہوئے۔

۱۲۔ ابن ہشام اس عورت کا نام بتاتا تھا۔ حکم قرظی کی بیوی تھی۔ عبون الاثر ۵۵، ۲

ترمذی۔ انسائی۔ ابن جان میں حضرت جابر سے اسناد صحیح مروی ہے کہ ان کی تعداد چار تھی اور سب بانی قریظہ یعنی قیادیوں کو فروخت کرنے کے لئے نجد اور شام کی طرف بھیجا گیا اور ان کی قیمت سے گھوڑے اور بھیڑیا خریدے گئے اور حرمال و اسباب بنی قریظہ سے غنیمت میں ملا تھا وہ مسلمانوں پر تقسیم کیا گیا۔

بنی قریظہ کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی۔

وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوا هُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفْتُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّمْبَ زُرِّيًّا لَقِيتُكُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُم أَسْرَافَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ دَارَ مَا لَمْ تَلْطَوْهَا وَكَأَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے ظالموں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا عیب ڈال دیا ایک گروہ تو تم قتل کرتے تھے اور ایک گروہ کو قید کرتے تھے اور اللہ نے تم کو وراثت بنایا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور اس زمین کا جس پر تم نے ابھی تک نعمت بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے
---	--

تنبیہ: ہنی تفریق کے متعلق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ عین تورات کے مطابق تھا جس پر ان کا ایمان تھا۔ چنانچہ تورات سفر استقار باب تہم آیت دہم میں ہے۔  
 جب تو کسی شہر کے پاس لڑنے کے لئے آ پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر۔ اگر وہ صلح منظور کرے اور تیرے لئے دھنا نہ کھول دے تو ساری مملکت اس شہر میں پائی جائے تیری خراج گزار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو تو اس کا محاصرہ کر اور جب خداوند قدس تیرا خدا ہے تب سے تجھے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر۔ مگر عورتوں اور لڑکوں اور معاشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے اور تو اپنے دشمنوں کی لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا ہے تجھ ہی ہے کھا کر۔

ابوالباقہؓ کے مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے تھے صرف نماز اور قضا حاجت کے لئے کھول دیئے جاتے تھے۔ نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ میں اسی طرح رہوں گا یہاں تک مراؤں یا اللہ عزوجل میری توبہ قبول فرمائیں چھ روز کے بعد صبح کے وقت ان کی توبہ نازل ہوئی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔ حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے اجازت لے کر ان کو بشارت سنائی اور مبارک باد دی۔ مسلمان دھڑے کے من کو کھولیں۔ ابوالباقہؓ نے کہا میں قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں گے، اس وقت نہ کھولوں گا چنانچہ آپ جب صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے تو خود سب مبارک سے ان کو کھولا۔

نکتہ: ابوالباقہ رضی اللہ عنہ پر ذرا مت کی کیفیت طاری ہوئی کہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے باندھ ڈالا اور قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دست مبارک سے نہ کر نہ کھولیں اس وقت تک اس ستون سے بندھا رہوں گا اگرچہ میری موت آجائے یہ ایک خاص کیفیت اور خاص حالت تھی جو کبھی کبھی خداوند ذوالجلال کے متین و متلعین پر طاری ہوتی ہے

لے بین ان سب کہا یا غلام اللہ اپنی کینز ناؤ ۱۲۔ لے کا مال خالی فکرو انما غنمتم حلالاً طیباً ۱۳۔



اسی کو اصطلاح میں حال کہتے ہیں جس کو اللہ اس کے رسول نے پسند فرمایا حق جل شانہ نے ابولہبؓ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰٰآئِنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَلَا تَخُوْنَ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنَ اِنَّا نَاْتِیْكُمْ مِّنْهُم مُّتَعَمِّمُوْنَ اِی الخیر آیات ارسان کی ترہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَ اَخْرَجْنٰ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِّنْ دُوْنِہُمْ مَّخْلُوْعًا مَّصْلٰحًا وَاَخْرَجْنَا مِمَّا عَنِی اللّٰهُ اَن یَّتَوَّبَ عَلَیْہِمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ابولہبؓ میں دن تک مسجد کے ستون سے بند رہے جب آیت نازل ہوئی تو خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف لے گئے اور ابولہبؓ کو بشارت سنائی اور خود دست مبارک سے ان کو کھولا۔

معلوم ہوا کہ جوشِ محبت میں اس قسم کے احوال اور کیفیات کا طاری ہونا عند اللہ اور عند الرسول مستحسن اور پسندیدہ ہے اس کا انکار کسی طرح مناسب نہیں ایسی کیفیات اور حالات کا طاری ہونا عقلاً عشق اور محبت کے لوازم میں سے ہے جو لوگ حضراتِ صوفیہ کرام کے حال اور وجد کے منکر ہیں گمان ایسا ہوتا ہے کہ ان کا دل جوشِ محبت سے خالی ہے جب آدمی کو جوشِ آتش تو اپنا جوش نہیں رہتا ہانڈی کے نیچے جب آگ زیادہ ہوگی تو بال بال کا آنا لازمی ہے، یہی حال وجد اور حال کا انکار نامکن اور محال ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں جب آیاتِ قرآنی کا نزول ہوا تو صدیق اکبرؓ نے عائشہ صدیقہ سے کہا کہ اے بیٹی! اُمّہ امد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر یہ ادا کر عائشہ صدیقہ نے کہا اِنَّا کُلُّا شَاکِرٌ لِّہِ

میں تو سوائے خدا کے کسی کا شکر نہ کروں گی

یہ بھی شکوہ و جہد کی ایک کیفیت تھی کہ خلد ندوۃ الجلال کے اس بے مثال انعام کو دیکھ کر ایسا سرور طاری ہوا کہ اس نے اس درجہ غمور بنا دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکر یہ سے بھی انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ صاحبِ حال معذور ہے وہ حقیقت یہ سب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کی برکت تھی نزولِ برات کی وجہ سے عائشہ صدیقہ پر

ایک سرکاری کیفیت طاری ہو گئی اس حالت میں یہ کلمات زبان سے نکل گئے۔ لہذا توضیح مافادہ  
ایشیخ عبدالحق المحدث المدعوی فی مدرج النبوة،

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زینب سے نکاح

اسی سال یعنی شہ میں اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے  
نکاح فرمایا۔

قال قتادة والواقدي وبعض اهل  
المدينة تزوجها عليه السلام  
سنة خمس من اربع مئتي ذى  
القعدة قال الحافظ البيهقي تزوجها  
بعد بنى قريظة وقال خليفة بن  
خياط وابو عبيدة ومعمربن  
المثنى وابن مسعود تزوجها  
سنة ثلاث والاول اشهر وهو الذي  
سله ابن جرير وغير واحد من  
اهل التاريخ البداية والنهاية ۱۳۶

قتادہ اور واقدی اور بعض علماء مدینہ کا قول یہ  
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب  
سے شہ میں نکاح کیا اور بعض نے اس پر یہ  
اضافہ کیا کہ ماہ ذی قعدہ میں کیا اور امام بیہقی فرماتے  
ہیں کہ حضرت زینب سے نکاح بعد غزوہ بنی قریظہ  
کے کیا اور خلیفہ بن خیاط اور ابو عبیدہ اور عمر  
اور ابن مندہ یہ کہتے ہیں کہ شہ میں نکاح کیا  
اور سیلا قول یعنی شہ میں نکاح کا ہونا یہی  
زیادہ مشہور ہے اور اسی کو ابن جریر اور بہت  
سے مؤرخین نے اختیار کیا ہے۔

حضرت زینب کے نکاح کا مفصل فقہ انشاء اللہ قلم نے ازواج مطہرات کے بیان میں آئے گا۔

## نزول حجاب

اور حضرت زینب ہی کے ویمیہ میں آیت حجاب نازل ہوئی یعنی یہ آیت کریمہ وَإِذَا  
سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوْهُنَّ مِنْ دُوَارِ جَبَابٍ۔ یہ سورہ احزاب کی آیت ہے اس

آیت کو آیت حجاب کہتے ہیں کہ عورت ایسے شخص کے سامنے نہ آئے کہ جس سے اس کا نکاح جائز ہو اور سورہ نور میں جو آیتیں نازل ہوئیں یعنی قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ لِيَحْفَظْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ ذُرِّيَّتَهُنَّ وَلَا يُنَبِّدْنَ إِلَى النَّاسِ أَكْثَافَهُنَّ مِنْهَا إِلَى قَوْلِهِ لِيُعْلَمَ مَا يَحْفَظْنَ مِنْ ذُرِّيَّتَهُنَّ۔ یہ آیتیں دربارہ ستر عورت نازل ہوئیں یہ آیات ستر کہلاتی ہیں بدن کے کتنے حصہ کو ہر وقت مستور اور پوشیدہ رکھنا ضروری ہے اور بدن کے کتنے حصہ کا کھلا رکھنا جائز ہے مثلاً گھر میں چہرہ اور پھلیوں کا ڈھکن واجب نہیں ان اعضا کو اگر ہر وقت گھر میں بھی مسطور رکھنا واجب اور فرض ہو تو دشواری ہو جائے اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس کے سامنے چاہے کھول لیا کر۔ اگر چہرہ کھولنے کی سب کے سامنے اجازت ہو تو پھر حجاب اور پردہ کے حکم نازل کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اس کی تفصیل بھی انشاء اللہ حضرت زینب بی کے قصہ میں آئے گی۔

۴

## سیرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ بسوی قرطاء

### ۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ

۱۰ محرم الحرام ۳۰ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس سواروں کو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں قرطاطا کی جانب روانہ فرمایا۔ جا کر ان پر عجاپہ مارا۔ دس آدمی قتل ہوئے باقی بھاگ گئے۔ دیر بعد سواراؤں اور تین ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ سب کو بے کراپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انیس دن کے بعد ۲۹ محرم کو یہ لوگ مدینہ پہنچے نفس نکال کر مال غنیمت آپ نے غنائم پر تقسیم فرمایا تقسیم غنائم میں ایک آدمی کو دس بکریوں کے معادل قرار دیا۔ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ لوگ سردار بنی حنیفہ ثمامہ بن ثعلاب

۱۔ قرطاطا۔ قبیلہ بنی بکر کی ایک شاخ ہے۔ مدینہ منورہ سے سات دن کے راستہ پر ہے مقام وضرہ میں بستے تھے۔ ازروانی

گزرنا کر کے آپ کی خدمت میں لائے آپ نے اُن کو مسجد کے ایک ستون سے باندھنے کا حکم دیا۔  
 دنا کہ مسلمانوں کی نمانا بارگاہِ خداوندی میں عجزِ نیاز کا نظارہ کریں جن کے دیکھنے سے خدایا دانا متحاور  
 ان کے عمل کو دیکھ کر آخرت کی رغبت پیدا ہوتی تھی۔ اُن کے انوارِ برکات اندر ہی اندر دلوں کی ظلمتوں  
 اور تاریکیوں کو صاف کرتے تھے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرے تو فرمایا اے شامہ میری نسبت  
 تمھارا کیا گمان ہے شامہ نے کہا میرا گمان آپ کے ساتھ اچھا ہے۔

ان نقتل تقعد ادم دان تنعم  
 اگر آپ قتل کریں تو ایک خونی کو قتل کریں گے جو قتل  
 تنعم علی شاکر دان نکنت تردید  
 کا مستحق ہے اور اگر انعام و احسان فرمائیں تو ایک شکر  
 المال نسل منه ما شئت  
 عطا، پر انعام و احسان ہوگا اور اگر مال مطلوب ہے  
 تو جتنا چاہیں عطا کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خاموش گزر گئے دوسرے روز پھر دوسرے گزرے اور شامہ  
 سے دریافت فرمایا اے شامہ میری نسبت تمھارا کیا گمان ہے شامہ نے آپ کا مطلق محسوس کر کے پہلا  
 اور تیسرا جملہ مذمت کر دیا اور صرف اس قدر کہا۔

ان تنعم تنعم علی شاکر  
 اگر احسان فرمائیں تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا۔  
 آپ سن کر پھر خاموش گزر گئے، تیسرے روز پھر اس طرف سے گزرے اور وہی سوال فرمایا، شامہ  
 نے کہا میرا گمان وہی ہے جو میں کل عرض کر چکا ہوں۔

آج شامہ نے ان متم نعم علی شاکر کو بھی مذمت کر دیا اور اپنا سوا مل آپ کے خلیق جمیل اور عفو و کرم  
 پر چھڑ دیا، آپ نے محاسبے مخاطب ہو کر فرمایا شامہ کو کھول دو۔ ابنِ الحنفی کی عطایت میں ہے کہ خود شامہ  
 سے آپ نے یہ فرمایا۔

قد عفوت عنک یا شامۃ واعتقتک  
 اے شامہ میں نے تجھ کو صاف کیا اور آزاد کیا۔  
 شامہ رہا ہوتے ہی مسجد کے قریب کے ایک نخلستان تھا وہاں جا کر غسل کیا اور پھر مسجد میں آئے

اور کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اور آپ سے مخاطب ہو کر کہا اے محمد اس سے پیشتر آپ کے چہرہ سے زیادہ کوئی چہرہ مجھ کو دنیا میں مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے چہرہ سے زیادہ روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھ کو محبوب اور پیارا نہیں اور اس سے پہلے آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین مجھ کو مبغوض نہ تھا اور آج سب سے زیادہ آپ ہی کا دین مجھ کو محبوب ہے اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر مبغوض نہ تھا اور آج آپ کے شہر سے زیادہ مجھ کو کوئی شہر محبوب نہیں۔ میں عمرہ کے ارادہ سے جا رہا تھا کہ آپ کے سوا مجھ کو رستہ نہ کر لائے اب جو ارشاد ہوا۔ آپ نے ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا اور بشارت دی۔ (یعنی تم صحیح اور سلامت رہو گے کوئی تم کو ضرر نہیں پہنچائے گا)

ثامہؓ جب مکہ آئے تو کسی کافر نے کہا کہ ثامہؓ تیرے دین ہو گیا ثامہؓ نے کہا۔ ہرگز نہیں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو گیا یعنی میں بے دین نہیں ہو گیا اس لئے کہ کھڑا نہ ہو کر کوئی دین نہیں بلکہ نوراویہودہ خیال ہے۔ بلکہ میں تو اللہ کا مطیع اور فرمانبردار بندہ ہو گیا ہوں اور اپنے آپ کو اسی کے حوالہ اور سپرد کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں کبھی تمھارے مذہب کی طرف رجوع نہ کروں گا اور خوب سمجھ لو کہ پیامہؓ سے جو غلہ تمھارے پاس آتا ہے اب ایک دانہ بھی تمھارے پاس نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں ثامہؓ نے پیامہؓ کو پہنچ کر غلہ کا آٹا بند کر دیا تو قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ تو صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ہم آپ کے رشتہ دار ہیں آپ ثامہؓ کو کچھ بھیجیں کہ غلہ بھیجنا بدستور جاری کر دیں آپ نے ثامہؓ کو خط لکھوا کر روانہ فرمایا کہ غلہ نہ روکیں (بخاری شریف راجع الباری ص ۱۱۶ باب وفد بنی حنیفہ)

مسئلہ: جو شخص اسلام میں داخل ہو اس کے لئے غسل مستحب ہے۔ کذا فی فتح القدر ثمامہ بن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضلاء صحابہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اہل پیامہ مرتد ہوئے اور میلہ کذاب کے ساتھ ہو گئے تو حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں لوگوں کے سامنے تلاوت فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ  
 الْعَلِيمِ عَاذُكَ الذَّنْبُ وَقَابِلُ التَّوْبِ  
 شَدِيدُ الْعِقَابِ يُنْظَرُ لَكَ الْإِلَهُ  
 الْكَاهِلُ إِلَهُ الْمُصِيرِ ۝

یہ کتب اتاری گئی ہے اُس اللہ کی جانب سے جو غالب  
 اور دانا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ کا  
 قبول کرنے والا اور مجرموں کو سخت سزا دینے  
 والا اور دوستوں کو بڑا انعام دینے والا ہے اس کے  
 سوا کوئی معبود نہیں کسی کی طرف لوٹ کر سب کو باٹنا  
 اور بعد ازاں لوگوں سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا بھلا انصاف تو کر کہ اس کا مجاہد نظام کو میلہ کذاب  
 کے بڈیان سے کیا نسبت۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقانیت اور اخلاص میں دُوبے ہوئے یہ کلمات اثر کر گئے  
 تین ہزار آدمی سیکڑ کذاب کا ساتھ چھوڑ کر آغوش اسلام میں آ گئے۔ (زر قانی ص ۱۴۳)  
 ابن الحنفی کی روایت میں ہے کہ جب اہل یامہ مرتد ہوئے تو حضرت ثمامہ نے لوگوں کو میلہ  
 کذاب کے آباء سے روکا اور یہ فرمایا:

ایا حکم و امر مظلما کا نور فیہ  
 وانہ لشقاء کتبہ اللہ عز وجل علی  
 من اخذہ منکم دیلا علی من  
 لم یأخذ منکم یا بنی حنیفۃ

اے لوگو تم اپنے کو اس تاریک امر سے بچاؤ اہل  
 کہیں نور کا نام و نشان نہیں البتہ تحقیق یہ شقاوت  
 اور بد بختی ہے جس کو اللہ عز وجل نے ان لوگوں کے  
 حق میں لکھ دیا ہے جنہوں نے اس کو قبول کیا اور  
 ابتداء اور امتحان ہے ان لوگوں کے حق میں جنہوں نے اسے اختیار نہیں کیا اے بنی حنیفہ اس  
 نصیحت کو خوب سمجھ لو۔

لیکن حضرت ثمامہ نے جب یہ دیکھا کہ نصیحت کارگر نہیں ہوتی اور لوگ کثرت سے اُس کے متبع ہو گئے  
 تو جو مسلمان ان کے ساتھ تھے ان سے فرمایا خدا کی قسم میں اس شہر میں ہرگز نہ رہوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں  
 کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا ہے جو میرے ساتھ چلنا چاہے وہ چلے ثمامہ مسلمانوں

کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے اور حاکم علامہ ابن حجر مزی کے ساتھ مل گئے اور اس بارے میں حضرت ثمامہ نے کچھ اشعار کہے۔

دَعَانَا إِلَى تَرْكِ الدِّيَانَةِ وَالْهَدْيِ      مَسِيلَةَ الْكَذِّابِ اِذَا جَاءَ يُسَبِّحُ  
مسئلہ کذاب نے ہم کو دین اور ہدایت کے چھوڑنے کی طرف ہم کو بلایا جس وقت کہ وہ کابھڑوں کے سے بچ رہتا تھا  
فِيَا عَجَابًا مَنْ مَعَشَرَ قَدْ تَتَابَعُوا      لَهُ فِي سَبِيلِ الْغَيِّ وَالْغَيِّ اِشْتَمُ

تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے اس کے اتباع سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا حالانکہ گمراہی بہت ہی بُری چیز ہے۔  
لَكَذَانِي الْاِسْتِعَابُ اِلَّا بِنِ عَبْدِ الْوَلِيِّ تَرَجُّمًا

## غزوہ بنی لحیان

### ربیع الاول ۱۰ھ

یکم ربیع الاول ۱۰ھ کو آپ بنفس نفیس عاصم بن ثابت اور اذنیب بن عدی اور دیگر شہداء رجب کا بدلہ لینے کے لئے دوسو سواروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ بنو لیحان آپ کی خبر پاتے ہی بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھے ایک دو دریاں قیام فرمایا اور اطراف و جانب میں چھوٹی چھوٹی میمن روایت کیں جن میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی دشمن سواروں کے گردانہ فرمایا۔ بلا جہل و قتال آپ واپس ہوئے اور زبان مہاک پر یہ کلمات تھے۔ آبیون ثَائِمُونَ عَابِدُونَ رَبَّنَا حَامِدُونَ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ دَعْوَةِ السُّفْرِ وَكَأَنَّهُ الْمُنْقَلَبُ وَسُوءُ الْمَنْظَرِ الْاَکْهَلُ وَالْمَالُ - طبقات ابن سعد ۶/۲۶۶ زر قالی ۱۴۶۔

## غزوہ ذی قرد

### ربیع الاول ۱۰ھ

ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو بلاد فطغان کے قریب ہے رسول اللہ صلی علیہ وسلم

کی اونٹنیوں کی چراگاہ تھی۔ عیینہ بن حصن فزاری نے چالیس سواروں کی بھاری میں اس چراگاہ پر چھا پھارا اور آپ کی اونٹنیاں پکڑ کر لے گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے کو جو اونٹنیوں کی خطرات پر متعین تھے ان کو قتل کر ڈالا اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پکڑ کر لے گئے۔

سلطہ بن اکوع اطلاع ملتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور ایک ٹیلہ پر کھڑے ہو کر بامباہاہ کے تین نعرے لگائے جس سے تمام مدینہ گونج اٹھا۔ سلطہ بن اکوع بڑے تیراغاڑ تھے، دو ڈکڑاں کر پالی کے ایک چشمہ پر جا پکڑا۔ ان پر تیرہ برس اتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے۔

اَنَا ابْنُ الْاَكُوْعِ وَالْيَوْمَ لِيَوْمُ الرَّفْعِ

میں اکوع کا بیٹا ہوں، اور آج کے دن حلوم ہو جائے گا کہ کس نے شریف عورت کا دودھ پیا ہے اور کون کینہ ہے۔

یہاں تک تمام اونٹنیاں اُن سے چھڑائیں اور تین بیٹی چادریں اُن سے الگ تھیں۔ ان کے جلنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانسویا سات سو آدمی لے کر روانہ ہوئے اور تیزی سے مسافت طے کر کے وہاں پہنچے اور آپ اپنے مدعا ہونے سے پہلے بھی چند سوار روانہ فرما چکے تھے، ان لوگوں نے پہلے پہنچ کر اُن کا مقابلہ کیا۔ دو آدمی مشرکین میں کے مارے گئے ایک مسعدہ بن عکثرہ جس کو ابو قتادہؓ نے قتل کیا اور دوسرا ابان بن عمر کو جس کو عکاشہ بن محصنؓ نے قتل کیا اور مسلمانوں میں سے قمر بن لہفہ رضی اللہ عنہ جن کا لقب اخزمؓ ہے۔ عبدالرحمن بن عیینہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

لے دیا جائے پچھ سو لاکھ اس غزوہ کے تاریخ میں اختلاف ہے، ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ غزوہ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ۱۱ھ میں غزوہ خیبر تین روز پہلے ہوا سو تمام علماء اس پر متفق ہیں کہ یہ غزوہ ۱۱ھ میں ہوئی ہے پھر تفصیل کیلئے فتح الباری ص ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵



سلطہ بن کوع غنے آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں ان کو فلاں جگہ پیاسا  
 تھوڑا پانی ہوں، اگر سو آدمی مجھ کو مل جائیں تو سب کو گرفتار کر لاؤں آپ نے فرمایا،  
 یا ابن اکاعوع ملک فاس حجہ اے ابن اکوع جب تو قابو پائے تو نرمی کر لے  
 مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شبانہ روز وہیں  
 مقیم رہے اور صلوة الخوف پڑھی اور پانچ دن کے بعد مدینہ واپس ہوئے، زندہ تالی ۱۵

### سریہ عکاشتہ بن محسن رضی اللہ عنہ بسوی غمرہ

اسی ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکاشتہ بن محسن کو چالیس  
 آدمیوں کے ہمراہ غمرہ کی جانب روانہ کیا لیکن وہ لوگ خبر پاتے ہی بھاگ گئے جب وہاں کوئی نہ ملا  
 تو شجاع بن وہب کو ادھر ادھر تلاش میں روانہ کیا قرآن سے ان کو ان کے مریشیوں کا کچھ پتہ نہ  
 چلا انھیں میں کا ایک شخص ان کے ہاتھ لگ گیا، اُس کو پکڑ لائے اور اس سے پتہ دریافت کیا، وہاں  
 پہنچ کر بھاپا بار دسٹوانٹ غنیمت میں ملے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱۶)

### سریہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسوی ذی القصدہ

ربیع الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے  
 ساتھ ذی القصدہ کی طرف بنی ثعلبہ اور بنی عموال کے مقابلہ میں روانہ فرمایا۔ رات کو پہنچے اور پہنچ کر  
 سو گئے، فہم پہاڑوں میں چھپ گیا جب یہ سو گئے تو سو آدمیوں نے اگر شب خون مارا اور سب کو  
 فہید کر ڈالا۔ محمد بن مسلمہ زخمی ہوئے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ کر چلے گئے، ایک مسلمان ادھر سے گزرا  
 اور محمد بن مسلمہ کی لاش کو اٹھا کر مدینہ لایا۔

۱۔ فتح الباری، ج ۱، ص ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶

## سیرہ ابو عبیدہ بن الجراح سوی القصة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتقام لینے کے لئے ابو عبیدہ کو چالیس آدمیوں کے ہمراہ ذی القعدة کی طرف روانہ فرمایا پہنچ کر ان پر حملہ کیا شکست کھا کر بھاگ گئے ابو عبیدہ ان کے گولیوں پر گرائے اور مدینہ واپس ہوئے اس کو سیرہ ذی القعدة ثانی کہتے ہیں۔

## سیرہ ججووم

ربیع الآخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو ججووم کی جانب جوہنہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے، بنی سلیم کے مقابلہ میں روانہ فرمایا وہاں پہنچ کر ایک عورت مل گئی جس نے ان کا پتہ دیا۔ کچھ قیدی اور کچھ اونٹ اور کچھ بکریاں وہاں سے لے کر دو دن کے بعد واپس ہوئے۔

## سیرہ عیص

### جمادی الاولیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک کاروان تجارت شام سے واپس آرہا ہے اس اطلاع کے سننے پر آپ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ستر سواروں کے ہمراہ مقام عیص کی طرف روانہ فرمایا۔

یہ مقام مدینہ سے چار دن کے راستہ پر ہے، ساحل کے قریب واقع ہے۔ یہاں سے قریش کے تھماری قافلے گزرتے ہیں۔

مسلمانوں نے پہنچ کر سب قافلہ والوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا سب کوئے کر مدینہ حاضر ہوئے، قیدیوں میں آپ کے داماد ابو العاص بن ربیع بھی تھے، آپ کی صاحبزادی

حضرت زینب نے ان کو پناہ دی اور آپ نے بھی ان کو پناہ دی اعلانِ کمال و اسبابِ واپس کیا۔ یہ حضرت ابوالعاص کی واپسی اور ان کے اسلام کا مختصر قصہ غزوہ بدر کے بیان میں گزر چکا ہے۔

## سریہ طُرف

(جمادی الاخریٰ)

طُرف ایک جنگ کا نام ہے، مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے، زید بن حارثہ کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ کی سرکردگی کے لئے اس چشمہ کی طرف روانہ فرمایا۔ غنیمت بھاگ گیا اور زید بن حارثہ کو کچھ وارنٹ اور بکریاں ملے کہ مدینہ واپس ہوئے۔

## سریہ حُشمی

(جمادی الاخریٰ)

وحیدؓ بھی رضی اللہ عنہ، حضور کا والانامہ لے کر قیصرِ روم کے پاس گئے تھے وہاں سے واپس آ رہے تھے قیصر کے دئے ہوئے ہدایات اور مخالف آپ کے ہمراہ تھے جب حُسمی کے قریب پہنچے تو بُنیدِ جذامی نے قبیلہ جذام کے چند آدمیوں کو لے کر ٹاکہ مارا صرف ایک بُزانی اور بوسیدہ چادر بھڑدی باقی کپڑے اور سامان سب چھین لیا۔ رفاعتہ بن زیدؓ جذامی (جو مشرت باسلام ہو چکے تھے) جب ان کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ چند مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کر پہنچا اور بُنید سے وہ تمام سامان چھین کر حضرت وحید کو واپس دلایا، وحید مدینہ پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کی۔ آپ نے ہاتھ نہ مہا کر زید بن حارثہ کی سرکردگی میں حُسمی کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے، جب کوئی پہنچے ہی ایک دم ان پر چھاپ مارا، بُنید اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔ سو عورتیں اور بچے گرفتار ہوئے۔ ایک ہزار لونٹ اور پانچ

۱۵۰ - لُبقات ابن سعد ج ۲، ص ۶۳۰، ۶۳۱ - حُسمی - ہادی القرنی کے قریب موضع ہے جہاں قبیلہ جذام

آباد ہیں ابن سعد ابن سیدان کہتے ہیں کہ سریہ جمادی الاخریٰ میں ردائیکان اور جافظ ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ واقعہ

میل مدینہ کے بعد کا ہے اس لئے کہ مدینہ سے واپسی ہی کے بعد حُرمی بھی کو قیصرِ روم کے پاس والانامہ دے کر روانہ

فرمایا ہے۔ نزہتالی ۱۵۵ ج ۲

ہزار بجریاں ہاتھ لگیں، چونکہ انہی کے ساتھ رناعتہ بن زید کے لوگ بھی رہتے تھے جو مسلمان تھے  
فعلی سے ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو گئے، رناعتہ بن زید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ  
نے حضرت علی کو ان کے ہمراہ روانہ کیا کہ زید کو حکم دیں کہ تمام قیدی چھوڑ دیے جائیں اور سب مال واپس  
کر دیا جائے حتیٰ کہ زندہ اور کجاہ واپس دے دیا جائے۔

## سریہ وادی القریٰ (رجب ۱۰ھ)

ماہ رجب میں زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لئے وادی القریٰ کی جانب روانہ  
فرمایا، چند مسلمان شہید ہوئے اور زید بن حارثہ زخمی ہوئے۔

## سریہ و مہ الجندل (شعبان ۱۰ھ)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما  
تھے۔ البرکثر اور عمراد عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور معاذ بن جبلؓ اور  
حذیفہ بن الیمانؓ اصحاب مسجد خدیری اور دوسوان میں سب آپ کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ ایک زوجہ ان  
انصاری حاضر خدمت ہوا۔ اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کیا

یا رسول اللہ! ای المؤمنین افضل  
آپ نے فرمایا۔

احسنہم اخلاقا  
جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں

فای المؤمنین اکنیس  
کون مسلمان سب سے زیادہ ہوشیار اور بھدار ہے۔

۱۵۸ - ابن سعد، ج: ۲، ص: ۴۳ - زرقانی، ج: ۲، ص: ۱۵۸  
۱۵۹ - وادی القریٰ ایک موضع مدینہ منورہ سے قریب، شام کے لاسٹہ میں پڑتا ہے۔ ۱۲ - زرقانی

آپ نے فرمایا :

اكثرهم للموت ذكرا واكثرهم  
استعدادا لله قبل ينزل به  
ولكنهم اكاكيا س -  
جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے اور کہنے والا اور  
موت آنے سے پہلے سب سے زیادہ موت کی تیاری  
کرنے والا ایسے ہی لوگ سمجھاؤ اور ہر شیا میں ۔

انصاری نوجوان تو ساکت ہو گیا اور آپ مجلس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پانچ خصلتیں  
نہایت خطرناک ہیں اللہ تعالیٰ تم کو ان سے بچاؤ ورنہ ان کے دیکھنے سے محض غمناک رہو۔  
(۱) - جس قوم میں بے حیائی گھٹم گھٹلا پھیل جائے تو اس قوم میں طاعون اور وہ بیماریاں پھیلیں  
کہ جو پہلے کبھی ظاہر نہ ہوتی تھیں۔

(۲) - جو قوم آپ اور تول میں کمی کرتی ہے وہ قحط سالی اور مشقتوں میں مبتلا ہوتی ہے اور ظلم  
بادشاہ ان پر مسلط کر دیا جاتا ہے۔

(۳) - جو قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں نکالتی ان سے بارش روک لی جاتی ہے اگر جائزہ نہ برتے  
تو باطل مارش سے محروم کر دئے جاتے۔

(۴) - اور جو قوم اللہ عزوجل اور اس کے رسول کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اجنبی دشمنوں کو ان پر  
مسلط کر دیتا ہے اور وہ غیر قوم کے لوگ ان کے ہاتھ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب لے لیتے ہیں۔

(۵) - اور جب پیشوا اور حکام کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ کرنے لگیں اور مشکبہ اور سرکش ہو جائیں تو اللہ  
تعالیٰ آپس میں ٹھوٹ ڈال دیتے ہیں۔

بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو حکم دیا کہ میں آج یا کل تم کو ایک مہم پر  
بھیجے گا لاہر میں تیار ہو جاؤ، اگلے روز جب نماز سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور اپنے  
سامنے بٹھلایا اور دست مبارک سے ایک سیاہ عمامہ ان کے سر پر باندھا اور چادر انکشت کا شملہ  
پہنے چھوڑا اور فرمایا اے ابن عوف اسی طرح عمامہ باندھا کرو اس طرح بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔  
بعد ازاں حضرت بلال کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا لا کر عبدالرحمن بن عوف کو دیں اور پھر آپ نے اللہ عزوجل

کی حمد و ثناء کی اس آہٹ پر درود پڑھا اور عبدالرحمن بن عوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جھنڈا لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاؤ۔ جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ان سے قتال کرو۔ خیانت اور غدیر نہ کرنا۔ کسی کے ناک اور کان نہ کاٹنا کسی بچے کو نہ قتل کرنا۔ یہ اللہ کا عہد ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

سات سو آدمیوں کے ساتھ دومتہ الجندل کی طرف جانے کا حکم دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر وہ تھاری دعوت کو قبول کریں اور اسلام لے آئیں تو وہاں کے رئیس کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تامل نہ کرنا۔ عبدالرحمن بن عوف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ تین روز تک باہر ان کا اسلام کو دعوت دیتے رہے تیسرے روز دومتہ الجندل کے رئیس اصبح بن عمر نے اسلام قبول کیا۔ جو کہ مذہباً عیسائی تھا۔ اور اس کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق۔ عبدالرحمن بن عوف کا نکاح وہاں کے رئیس اصبح کی بیٹی ثمالہ سے ہوا عبدالرحمن اس کو اپنے ساتھ مدینہ لے آئے ابوسلمہ بن عبدالرحمن جو کاتب ابوعبیدہ بن جراح کے قاصد ہیں، وہ ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔

## سُریہ فذک (شعبان ۱۱ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ بنی سعد بن بکر نے یہود خیبر کی امداد کے لئے فذک کے قریب لشکر جمع کیا ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کو نوا آدمیوں کے ہمراہ فذک کی طرف روانہ فرمایا۔ راستہ میں ان کو ایک شخص ملا۔ ڈرانے اور دھمکانے سے معلوم ہوا کہ بنی سعد کا جاسوس ہے، اسی دے کر اس سے تہدور یافت کیا۔ اس نے اُن کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتلایا اسی کے مطابق پہنچ کر اُن پر حملہ کیا۔ بنو سعد زور بھاگ گئے اور سلمان پانستہ اونٹ اور دو ہزار بکریاں لے کر واپس ہوئے۔

## سُورَةُ اِمِّ قَرْفَةٍ روضان المبارک ﷺ

ام قَرْفَةُ اَلْیَسْعَرِ کی کنیت ہے جس کا نام ظہر بنت ربیع تھا، یہ عورت قبیلہ بنی فزارہ کی سردار تھی زید بن حارثہؓ ایک مرتبہ اہل جمات کے کرشمہ کو جاتے ہوئے یہاں سے گزے، بنی فزارہ کے لوگوں نے ان کو مار مار کر زخمی کیا۔ اور تمام سالان چھین لیا۔ زید مدینہ واپس آگئے، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر زید کی سرکردگی میں روانہ کیا جو کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ ۱۷۵

## سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتَيْبٍ بِرَأْسِ رَافِعِ بْنِ حَنْطَلٍ يَهُودِيٍّ

ابو رافع یہودی کے قتل کا مفصل واقعہ ۳۷۷ کے واقعات میں مذکور ہو چکا ہے۔ ہمارا مقصد اس وقت صرف یہ بتلانا ہے کہ بعض علماء کے نزدیک ابو رافع کے قتل کا واقعہ ۳۷۷ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۷۵ میں پیش آیا اور بعض کے نزدیک ۳۷۷ میں تفصیل کیلئے، زرقانی کی مراجعت کریں۔

## سُورَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَاحِ بْنِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ (شوال ۳۷۷)

ابو رافع کے قتل ہو جانے کے بعد یہود نے اُس سیر بن ہرثام کو اپنا امیر اور سردار بنالیا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے تیاریاں شروع کیں اور قبیلہ غطفان اور دیگر قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو عبد اللہ بن رباح کو تین آدمیوں کے ساتھ تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا۔ عبد اللہ بن رباح نے اگر خبر لی کہ واقعہ صحیح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیش آدمیوں کو عبد اللہ بن رباح کے ساتھ روانہ فرمایا کہ ان کو بلا کر لائیں تاکہ ان سے زبانی گفتگو کریں۔

اسیڑ بن ہرزام نے بھی تمیں آدمی ہمراہ لیے اور روانہ ہوا ایک ایک اونٹ پر دو آدمی تھے ایک یہودی اور ایک مسلمان راستہ میں اگر ان لوگوں کی نیت بدی۔ اسیڑ بن اور عبداللہ بن انیس ٹرا ایک اونٹ پر تھے، اسیڑ نے دوسرے ان پر تلوار چلائی چاہی مگر عبداللہ بن انیس متنبہ ہو گئے دوسرے دنگر فرمایا۔ اسیڑ نے جب تیسری بار یہ حرکت کی تو طرفین سے جنگ چھڑ گئی تمام یہودی قتل کر دیے گئے۔ ان میں کا صرف ایک آدمی بچا جو بھاگ گیا تھا۔ مسلمانوں میں سے محمد اللہ کو قتل نہیں ہوا۔ صرف عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے زخم آیا۔ جب یہ لوگ مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد نجى الله من القوم الظالمين اللہ تعالیٰ نے تم کو ظالموں سے نجات دی۔  
اور عبداللہ بن انیس کے زخم پر عذاب مہارک لگا دیا۔ فوراً اچھا ہو گیا اور چہرہ پر ہاتھ پھیلا اور دعا فرمائی۔

**سُریہ کوز بن جابر فہری رضی اللہ عنہ سوئی عمر نہیں (شوال ۱۱ھ)**

قبیلہ غنمل اور غزینہ کے چند لوگ مدینہ میں آئے اور اسلام ظاہر کیا۔ چند روز کے بعد آپ سے یہ عرض کیا کہ ہم اہل موثی ہیں اب ہم دودھ پر مہار گزارا رہے فخر کے ہم عادی نہیں مدینہ کی آب و ہوا ہم کو موافق نہیں اس لئے اگر ہم کو شہر سے باہر صدقات کے اونٹوں میں رہنے اور ان کے دودھ پینے کی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔

آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور شہر سے باہر چار گاہ میں صدقات کے اونٹ بٹے تھے۔ وہاں رہنے اور ان کا دودھ پینے کی اجازت دے دی چند روز میں یہ لوگ تندرست اور بڑے قوی ہو کر لوٹا ہوا گئے، اس وقت یہ شرارت سوجھی کہ اسلام سے مرتد ہوئے اور آپ کے چرواہے کو قتل اور اس کے ہاتھ اور ہیز نک اور کان کاٹے۔ اور آنکھوں میں کانٹے چھوٹے اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۳۳ھ میں کربن جابر فہرشی کو تقریباً بیس آدمیوں کے ہمراہ ان کے قاتل میں روانہ فرمایا۔ سب گرفتار کئے گئے۔ آپ نے ان سے قصاص اور بدلہ لینے کا حکم دیا، اور ہر طرح سے ان لوگوں نے چرما ہے کو قتل کیا تھا اسی طرح سے وہ قتل کئے گئے لیکن آئندہ کے لئے یہ حکم ہو گیا کہ کوئی مجرم اگرچہ کتنا ہی سخت جرم کیوں نہ کرے ہرگز ایسی سزا نہ دی جائے ابتدا تو پہلے ہی کسی بڑے سخت ڈنک کا مشورہ کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا لہذا اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو قتل کر کے مشورہ کرے تو اس کے قصاص میں کافر کو موت قتل کیا جائے گا مشورہ نہ کیا جائے گا۔

## بعث عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابوسفیان بن حرب نے ایک سفیرِ شہ کے بھرے جہ میں یہ کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو باکر محمد کو قتل کر آئے ان کے ہاں کوئی پہرہ نہیں محمدؐ زانوں میں چلتے پھرتے میں ایک اعرابی نے کہا کہ میں اس کام میں بڑا ماہر ہوں، اگر تم میری امداد کرو تو میں اس کام کو کر آؤں ابوسفیان نے اس کو ایک اونٹنی دی اور خرچ دیا اور امداد کا وعدہ کیا وہ اعرابی اپنا خیرے کے مدینہ روانہ ہوا حضورؐ اس وقت مسجد بنی عبداللہ اشہل میں تشریف فرما تھے اس اعرابی کو سامنے سے آتے دیکھ کر فرمایا کیسی فاسد نیت سے آ رہا ہے۔ انس بن حفصہؓ اٹھے اور اس اعرابی کو پکڑا۔ جو غمگینہ دل میں چھپائے ہوئے تھا وہ ہاتھ سے چھوٹ گیا، آپ نے فرمایا کہ پتہ بتا کس نیت سے آیا ہے، اس نے کہا اگر مجھ کو امن عطا ہو تو عرض کروں آپ نے فرمایا تم مجھ کو امن دیا۔ اعرابی نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور معاف کیا۔ وہ اعرابی یہ معاملہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور یہ کہا۔

یا محمد واللہ ما کنت ما افرق  
الرجال فما ہوا لا ان رأیتک  
اے محمد میں کسی سے ڈرنے والا نہ تھا مگر آپ کو  
دیکھتے ہی یہ حالت ہوئی کہ عقل جاتی رہی اور

۱۔ یہ مادی اور ابن سعد ابن حبان کا قول ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی کے نزدیک یہ واقعہ صحیح کے بعد اور شیخ  
غیبیہ پہے براہِ تفصیل کے لئے زمانہ میں لکھا کہ مرسل ہے۔ ۲۔ سنہ زرقانی ۲۱۱ھ ۱۶۶۱

فذهب عقلی و صنعت نفسی ثم  
اطلعت علی ما هممت بہ عالمہ  
یعلم احد فعدفت انک ممنوع  
وانک علی حق وان حزب ابی سفیان  
حزب الشیطان فجعل رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم یتبسم

دل کزور پڑ گیا، پھر مزید برآں یہ کہ آپ میرے  
ارادہ پر مطلع ہو گئے جس کا کسی کو علم نہیں، پس  
میں نے سوچا ان لیا کہ آپ مامون اور محفوظ ہیں اور  
یقیناً آپ حق پر ہیں اور ابرسفیان کا گروہ شیطان  
کا گروہ ہے۔ آپ یہ سن کر مسکرائے گئے۔

اس کے بعد وہ اعرابی چند روز آپ کی خدمت میں رہا اور پھر آپ سے اجازت لے کر رخصت  
ہوا پھر اس کا کوئی حال معلوم نہیں ہوا کہ کہاں گیا۔

بعد ازاں آپ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم انصاری کو مکہ مدافن فرمایا کہ اگر موقع پڑے تو  
ابرسفیان کو قتل کر دیں۔ جب یہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے تو یہ ارادہ کیا کہ مسجد حرام میں حاضر ہو کر بیت اللہ  
کا پہلے طواف کر لیں حرم میں داخل ہونا تھا کہ ابرسفیان نے ان کو دیکھ لیا اور چلا کر کہا کہ دیکھو یہ عمرو بن  
امیہ ہے ضرور کسی شر کے لئے آیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عمرو بن امیہ شیطان کے نام سے مشہور تھا۔ اہل  
مکہ نے اس خیال سے کہ عمرو بن امیہ ہم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اس ڈر سے اس کے لئے کچھ دیر پیشہ  
بجھ کر دیا۔ عمرو نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ابرسفیان کا قتل تو اب ممکن نہیں، بیترہم ہے کہ ہم اپنی جان بچا کر رعل  
جائیں۔ چل کر راستہ میں عبداللہ بن مالک تہی کر قتل کیا، آگے چل کر مکے کی جانب کی بجی الدیل کا ایک کانٹا  
شخص لٹیا ہوا یہ شعر گارہا ہے۔

وَلَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا وَفَّقْتُ حَقًّا وَكُنْتُ أَدِينُ دِينَ الْمُسْلِمِينَ

جب ہم میری زندگی ہے یہ کبھی مسلمان نہ ہوگا اور نہ مسلمانوں کے دین کو کبھی اختیار کر دوں گا۔

عمرو نے اس شعر پڑھنے والے پہ ایک وار کیا جس سے اس کا کام تمام ہوا۔ آگے چلے تو قریش

سلا۔ ایک حدیث میں ہے کہ عمرو نے دو چھکے تو کون ہے اس نے کہا میں قبیلہ بنی بکر کا ہوں عمرو نے کہا مہاجر کا ہے عمرو نے  
کہ شخص لیت گیا اور پھر یہی شوخا شروع کیا عمرو نے پہلے تو ایک تیروں کی مدد سے آٹھ میٹراں کے مجموعہ و رسم تہی بعد  
میں تلواریں سے کام تمام کیا۔ زندہ رہا۔

کے دو جاسوس ملے جن کو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کے تجسس کے لئے بھیجا تھا ان میں سے ایک تزلزل کیا اور دوسرے کو گرفتار کر کے باگاہِ نبوی میں لاکڑیوں میں لٹکایا اور تمام واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ کن کرہنیں پڑے اور مجھے دُعا ئے خیر دی۔ زرقانی ص ۲۷۱

## عمرۃ الحرمینہ

رحیم ذی القعدة المحرم ۱۱ھ

حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے جس کے منقل ایک گھاؤں آباد ہے جو اسی نام سے مشہور ہے یہ گھاؤں مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے، محب طبری فرماتے ہیں کہ اس کا اکثر حصہ حرم میں ہے اور باقی حصہ علی میں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غراب دیکھا کہ آپ اور آپ کے کچھ اصحاب مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کے بعض اصحاب نے سر منڈایا اور بعض نے کترا یا اور راہِ اہستہ فی الدلائل

یہ غراب سننے ہی دلوں میں جبریت اللہ کی محبت اور حقوق کی جنگاری دلی ہوئی تھی یہ پھر کاشی۔ اور زیات بیت اللہ کے شوق نے سب کو بے چین اور بے تاب بنا دیا۔

یومِ دو شنبہ یکم ذی القعدة المحرم ۱۱ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقصد عمرہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کا قصد فرمایا۔ تقریباً پندرہ سو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے ذوالعلینہ پہنچ کر ہدی کے قلابہ ڈالا اور اشعار کیا اور عمرہ کا احرام باندھا اور بُسر بن سفیان کو جاسوس بنا کر قریش کی خبر معلوم کرنے کے لئے آگے روانہ فرمایا۔ چونکہ ارادہ جنگ کا نہ تھا اس لئے کسی قسم کا سامانِ حرب اور سلاح جنگ ساتھ نہیں لیا۔ صوف اتنے ہتھیار ساتھ رکھے بقنا کہ مسافر کو ضروری اور لازمی

۱۔ فتحِ ہمارى ۳۳۹ زرقانى ص ۱۶۹ ۲۔ اس بارے میں راہبیں مختلف ہیں۔ مشہور چہرہ سو کہے ہیں کہ ہمچین میں بارہا بنی عازب سے مراد ہے اور ہمچین کی میں جابر بن عبد اللہ سے ہندہ سو کا قول مراد ہے تفصیل کیلئے زرقانی ص ۲۷۱ کی مراجعت کی جائے۔

سہارودہ بھی نیام میں رنج ابراہیمی کتاب الشروط و طبقات ابن سعد ج ۹ ص ۲۲۰  
جب آپ غدیر اشطاط پر پہنچے تو آپ کے ہاسوس نے اگر آپ کو یہ اطلاع دی کہ قریش نے  
آپ کی خبر پاتے ہی لشکر جمع کیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور یہ عہد کیا ہے کہ آپ کو  
مکہ میں داخل ہونے دیں گے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ خالد بن الولید بطور مقدمہ الجیش کے دوسو سواروں کو سب کے مقام غنیم  
میں پہنچ گئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر پاتے ہی وہ راستہ چھوڑ دیا اور سیدہ سکر راستہ  
سے نکل کر مقام حدیبیہ میں پہنچ گئے۔ اس مقام سے جب آپ نے اپنے ناقہ کو مکہ کی طرف موڑنا چاہا  
تو وہ ناتر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے ناقہ کو اٹھائی غرض سے عن علی کہ ہر چند ناقہ کو اٹھانا چاہا مگر ناقہ اپنی جگہ  
سے نہ اٹھا۔ لوگوں نے کہا خَلَّاتِ أَنْفُصُوا آخِرَ خَلَّاتِ الْقُصُودِ اڑنی بیٹھ گئی۔ آپ نے فرمایا یہ اس کی  
عادت نہیں لیکن اللہ غزوہ جل نے اس کو روکا ہے۔ اور بعد ازاں یہ فرمایا قسم ہے اس ذاتِ پاک کی  
جس کے قبضہ میں میری جان ہے، قریش مجھ سے جس ایسے امر کی درخواست کریں گے کہ جس میں شاعر  
اللہ کی تعظیم ہوتی ہو میں خود اس کو منظور کر دوں گا یہ کہہ کر اونٹنی کو گرجا دیا۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی وہاں اس  
بہٹ کر آپ نے حدیبیہ پہنچ کر قیام فرمایا۔ گرمی کا موسم تھا پیاس کی شدت اور پانی کی قلت تھی، گڈھے  
میں جو تھوڑا بہت پانی تھا وہ کھینچ لیا گیا۔ صحابہ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ پانی نہیں رہا۔ آپ نے  
اپنے ترکش سے تیر نکال کر واکر اُس گڈھے میں گاڑ دیا جائے، اسی رات پانی اس قدر بچش اُڑنے لگا،  
تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ ۱۰

حدیبیہ میں قیام کرنے بعد آپ نے خراش بن امیہ خزاعیؓ کو ایک اونٹ پر سوار کر کے اہل مکہ کے  
پاس بھیجا کہ ان کو خبر کر دیں کہ ہم فقط بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے، جنگ کے لئے نہیں آئے

۱۰۔ یہ حدیث صحیح بخاری کے متعدد الہاب میں مذکور ہے مگر کھڑے کھڑے۔ مفصل حدیث کتاب الشرح و طلی الجا

والصالحات الملوحة ج ۱ ص ۱۲۰

۱۱۔ فتح البدر ج ۱ ص ۲۴۲ - ۲۴۵

اہل مکہ نے اُن کے ادنیٰ کو زنج کر ڈالا اور ارادہ کیا کہ ان کو بھی قتل کر ڈالیں مگر آپس ہی کے بعض لوگوں نے درمیان میں پرکھ لیا۔ حضرت غرض اپنی جان بچا کر واپس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ بیان کیا۔ تب آپ نے حضرت عمرؓ کو پیام دے کر اہل مکہ کے پاس بھیجے گا اور فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے معذرت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اہل مکہ مجھ سے کس قدر بددشمن ہیں۔ اور کس درجہ میرے دشمن ہیں، مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی شخص نہیں جو مجھے پہاڑ کے اگر آپ حضرت عثمانؓ کو بھیجیں جن کی مکہ میں قلاتیں ہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ کو بلا کر یہ حکم دیا کہ ابوسفیان اور رؤسار مکہ کو ہمارا پیام پہنچا دو اور جو مسلمان کریں اپنے اسلام کا اعلان داخلہ نہیں کر سکتے اُن کو یہ بشارت سنا دو کہ گھبراہٹ میں غفریب اللہ تعالیٰ نے فتح نصیب فرمائے گا اور اپنے دین کو ظاہر اور غائب کرے گا۔ عثمان بن عفان اپنے ایک عزیز ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام پہنچایا اور ضعفار سلیمین کی شہادت سنائی۔

سب نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ اس سال تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تاہم اگرچہ ہو تو تنہا طواف کر سکتے ہوں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی طواف نہ کروں گا قریش یثین کو غاموش ہو گئے اور حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔ حضرت عثمانؓ وہاں روک لئے گئے اور ادھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمانؓ غنی قتل کر دئے گئے۔

## بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ جب تک میں اُن سے بدر نہ لے لوں گا یہاں سے حرکت نہ کروں گا اور وہیں لیکر کے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں فرشتے تھے بیعت لینی شروع کر دی کہ جب تک جان میں جان ہے کافروں سے جہاد و قتال کریں گے مر جائیں گے مگر بھاگیں گے نہیں۔

سب سے پہلے ابوسنان اسدی نے بیعت کی۔ معجم طبرانی میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جب بیعت کے لئے بلایا تو سب سے پہلے ابوسنان آپ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیے آپ نے فرمایا کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابوسنان نے کہا اُس چیز پر جو میرے دل میں ہے، آپ نے فرمایا تیرے دل میں کیا ہے۔ ابوسنان نے کہا یا رسول اللہ میرے دل میں یہ ہے کہ اس وقت تک تلوار چلاؤں تا بہرے جب تک اللہ عز و جل آپ کو غلبہ نصیب فرمائے یا اس ناہ میں مارا جاؤں، آپ نے اُن کو بیعت فرمایا اور اسی پر سب نے بیعت کی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ سلمہ بن اکروح نے تین مرتبہ بیعت کی ابتداء میں اور درمیان میں اور اخیر میں اور جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر یہ فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی جانب سے ہے (رواہ البخاری)

ماہنامہ ہاتھ آپ کی طرف تھا اور بایاں ہاتھ حضرت عثمان کی جانب سے تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ذکر کرتے تھے کہ میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں بہتر تھا۔

اس بیعت کو بیعت الرضوان کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح میں ذکر فرمایا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ  
تَحَقَّقَ اللَّهُ رَأْيُهُمْ فِي الْبَيْتِ  
يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ  
كَوْهَ أَكْبَحَ هَاتِئُنَ مَدْرَسَتِ  
مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ  
كَوْهَ أَكْبَحَ هَاتِئُنَ مَدْرَسَتِ  
عَلَيْهِمْ وَأَكَا بِهِمْ فَتَخَاقَرِيتَا  
مَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَ سَهَاوَكَا  
اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَكِيمًا ۝

تھے ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی  
محبت اور اخلاص جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ اللہ کو خوب  
معلوم ہے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ناکھ کشیت  
اور طمانیت کرنا روایا اور انعام میں ان کو قریبی فتح

عطا فرمائی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی غنیمتوں کو ملیں گے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔

لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے اور صلح کے لئے نامہ دیا کہ اس سلسلہ شروع کیا۔ (فتح الباری ۵/۳۲۴) قبیلہ خزاعہ اگرچہ ہنوز مشرک باسلام نہ ہوا تھا لیکن ہمیشہ سے آپ کا حلیف اور خیر خواہ اور راز دار تھا۔ مشرکین مکہ آپ کے خلاف جو سازشیں کرتے اس سے آپ کو مطلع کیا کرتا تھا۔ اس قبیلہ کے سردار بديل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے چند آدمیوں کو اپنی ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش نے فوجی مدد میں پانی کے بڑے بڑے چشموں پر آپ کے مقابلہ کے لئے لشکر عظیم جمع کیا ہے کہ آپ کو کسی طرح مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور دودھ والی اونٹینیں ان کے ساتھ ہیں (یعنی طویل قیام کا ارادہ ہے۔ کھاتے پیتے رہیں اور مقابلہ کے لئے ڈٹے رہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہم فقط عمرؓ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ لڑائی نے قریش کو نہایت کمزور کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو یہ ان کے لئے ایک مدت صلح کی مقرر کردہ اس مدت میں ایک دوسرے سے کوئی تعرض نہ کرے اور مجھ کو اور عرب کو چھوڑ دیں۔ اگر اللہ کے فضل سے میں غالب ہوا تو وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہوں یا نہیں اور فی الحال چند روز کے لئے تم کو آرام ملے اور اگر بالفرض عرب غالب آئے تو تمھاری متناہدی ہوگی لیکن میں تم سے یہ کہے دنیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اپنے اس دین کو غالب کر کے رہے گا اور اس دین کے ظہور اور غلبہ مستح اور نصرت کا جو وعدہ اُس تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا اور اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ضرور ان سے جیاد و قتال کروں گا، یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے۔ بديل آپ کے پاس اٹھ کر قریش کے پاس گئے اور یہ کہہ کر یہاں اس شخص کے پاس سے ایک بات سن کر آیا ہوں اگرچہ ہر تو تم پر پیش کروں جو احمق اور نادان تھے انھوں نے یہ کہا میں ضرورت نہیں ہم ان کی کوئی بات مٹھا نہیں۔

چاہتے مگر حیران میں ذی رائے اور سمجدار تھے انھوں نے کہا ہاں بیان کرو۔

بذیل نے کہا تم لوگ جلد باز ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لڑائی کے لئے نہیں آئے بلکہ عہد کرنے کیلئے آئے ہیں تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں قریش نے کہا بے شک وہ لڑائی کے ارادے نہیں آئے لیکن مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ عروہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا۔ اسے قوم کیا میں تمھارے لئے بمنزلہ باپ کے اور تم میرے لئے بمنزلہ اولاد کے نہیں۔ لوگوں نے کہا بے شک کیوں نہیں عروہ نے کہا کیا تم میرے ساتھ کسی قسم کی ہجرت کر سکتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں، عروہ نے کہا اس شخص نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری بھلائی اور سبیری کی بات کہی ہے میرے نزدیک اس کو ضرور قبول کر لینا چاہیے اور مجھ کو اجازت دو کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اس بارے میں گفتگو کروں لوگوں نے کہا بہتر ہے۔

عروہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ جو بذیل سے فرما چکے تھے عروہ نے کہا اسے محمد تم نے سنا بھی ہے کسی نے اپنی قوم کو خود ملک اور برادریاں ہو۔ علاوہ انہیں اگر دوسری صورت پیش آئی (یعنی قریش کو غلبہ ہوا) تو میں دیکھتا ہوں کہ انھیں یعنی مختلف قوموں کے لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ اس وقت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے عروہ کو گالی دے کر یہ فرمایا کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے لوگوں نے کہا ابو بکر ہیں۔ عروہ نے کہا خدا کی قسم اگر مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلہ نہیں دے سکا تو ضرور جواب دیتا۔ یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو شروع کر دی اور جب کوئی بات کہنے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کو ہاتھ لگاتے۔ میغرہ بن شعبہ (یعنی عروہ کے بھتیجے) مسلح تلوار لئے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر کھڑے ہوئے تھے بارگاہ نبوی میں اپنے چچا کی یہ حرأت گوارا نہ ہوئی اور فوراً عروہ سے کہا۔ اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی سے ہٹائے، ایک مشرک کے لئے کسی طرح زبیا نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھتیجے کو خود غزوہ پہنچے



ہوئے تھے اس لئے عہدہ نے ان کو پہچانا نہیں اور عقد ہر کر آپ سے دریافت کیا یہ کرن ہے آپ نے فرمایا یہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے اب عہدہ نے مغیرہ کو پہچانا اور کہا۔ اور تدارک کیا میں نے تیری غذا رکھی اور قندہ پروازی کو دفع نہیں کیا۔

مغیرہ نے مسلمان ہونے سے پہلے چند رفتار کے ساتھ سفر کر کے مقوقس شاہ مصر کے پاس گئے بادشاہ نے نسبت مغیرہ کے دوسرے رفتار کو زیادہ انعامات دئے جس سے مغیرہ کو بہت بیخ ہوا اور راستہ میں ایک مقام پر ٹھہرے اور شراب پی کر خراب غفلت کی نیند سوئے مغیرہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کر ڈالا اور ان کا مال لے کر بھاگ آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے آپ نے فرمایا۔ اسلام تو قبول کرتا ہوں مگر مال سے مجھ کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ دھوکہ اور دغا سے لیا گیا ہے عہدہ نے ان آدمیوں کی دیت دے کر قصہ کو دفع دفع کیا۔

بعد ازاں عہدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کی حسن عقیدت اور صدق اخلاص کا ایسا عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جو اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ کہ جب آپ کوئی حکم دیتے ہیں تو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے میں اس حکم کو بجالاؤں جب کبھی آپ کے دہن مبارک سے تھوک یا بغم نکلتا ہے تو وہ زمین پر گر گئے نہیں پاتا ہاتھوں ہاتھ اس کو لے لیتے ہیں اور اپنے چہروں سے مل لیتے ہیں۔ جب آپ وضو فرماتے ہیں تو آپ کے غسلہ وضو پر بھی لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے، قریب ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں۔ آپ کے جسم سے کوئی بال گرے نہیں پاتا تھا کہ فوراً اس کو لے لیتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو ایک ستانا ہو جاتا ہے، گویا کہ ہر شخص سراپا گوش بنا ہوا ہے کسی کبھی مجال نہیں کہ نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔

گویا کہ بزبان حال یہ عہدہ کی اس بدگمانی کا جواب تھا جو اس نے ابتداء میں آپ کے جان نثاروں کے متعلق ظاہر کی تھی کہ اگر قریش کو غلبہ ہوا تو یہ لوگ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، یہ اخلاص و عقیدت و محبت و عظمت کا حیرت انگیز منظر عہدہ کی حضرات صحابہ کے ساتھ بدگمانی کا شافی اور کافی جواب تھا کہ جن کی شیطانی اور دافنگی اور محبت و عقیدت کا یہ حال ہو بھلا وہ آپ کو چھوڑ کر

کہیں بھاگ سکتے ہیں۔

عہد جب آپ کے پاس سے واپس ہوئے قریش سے جا کر کہا اے قوم! اللہ میں نے قیصر کسریٰ اور بنیامی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں مگر خدا کی قسم عقیدت و محبت تعظیم و جلال کا یہ عجیب و غریب منظر کہیں نہیں دیکھا۔

یہ منظر نہ آپ سے پہلے دیکھا گیا اور نہ آپ کے بعد ممکن ہے آپ خاتم الانبیاء تھے عقیدت و محبت کا یہ حیرت انگیز منظر آپ پر ختم ہو گیا)

ایک روایت میں ہے کہ عروہ نے یہ کہا کہ اے قوم میں نے بہت سے بادشاہوں کو دیکھا مگر محمد جیسا کسی کو نہیں دیکھا وہ بادشاہ نہیں معلوم ہوتے عروہ ابن ابی شیبہ مرسلہ

عروہ نے صاف طور سے تو نہیں کہا کہ آپ نبی ہیں مگر اشارہ یہ بتلادیا کہ یہ شان بادشاہوں کی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے پیغمبروں کی ہوتی ہے

عروہ کی یہ گفتگو سن کر حبشیوں کے سردار حلیس بن علقمہ کنانی نے کہا مجھ کو اجازت دو کہ میں آپ سے مل لوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیس کو دور سے آنے دیکھ کر یہ فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کو کھڑا کر دو شیئیں ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرنے میں حلیس قربانی کے اونٹوں کو کھڑا دیکھ کر راستہ ہی سے واپس ہو گیا اور جا کر قریش سے یہ کہا قسم ہے رب کعبہ کی یہ لوگ تو فقط عہد کرنے آئے ہیں ان لوگوں کو بیت اللہ سے ہرگز نہیں روکا جاسکتا۔

قریش نے کہا بیٹے جانو تو جنگلی آدمی ہے سمجھتا تو جتنا نہیں حلیس کو غصہ آگیا اور کہلائے گروہ قریش خدا کی قسم ہم نے تم سے اس کا عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو شخص محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے اس کو بیت اللہ سے روکا جائے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں حلیس کی بنا ہے۔ اگر تم محمد کو بیت اللہ کی زیارت سے روکو گے تو میں تمام حبشیوں کو لے کر تم سے یکجہت علیحدہ ہو جاؤں گا۔ قریش نے کہا اچھا آپ خفا نہ ہوں بیٹھے ذرا ہم فوراً کریں بعد ازاں مجمع میں سے مکہ زین

حضور اٹھا اور کہا کہ میں آپ کے پاس ہو کر آتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرکز کو آتے دیکھ کر فرمایا: یہ آدمی بڑا سچے حدیبیہ کے زمانہ قیام میں ایک مرتبہ مکہ نے پچاس آدمیوں کو لے کر شہ خرمار نے کا امداد کیا صحابہ نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اور مکہ زلزلہ ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا۔

مکہ زاپ سے گفتگو کر رہی رہا تھا کہ اتنے میں قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کرنے کے لئے پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھ کر صحابہ سے فرمایا:

قَدْ سَهِّلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ ۖ اَلَيْسَ تَهْتَارُ مَعَ لَكُمْ شَيْءٌ هُوَ كَيْفَا

اور یہ فرمایا کہ قریش اب صلح کی طرف آئے ہو گئے ہیں اس شخص کو صلح کے لئے بھیجا ہے سہیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیر تک صلح اور شرائط صلح پر گفتگو ہوتی رہی جب شرائط صلح طے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو تحریر معاہدہ کا حکم دیا اور سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہنے کا حکم دیا۔

عرب کا قدیم دستور یہ تھا سرنامہ پر بِاسْمِکَ اللّٰہُمَّ لکھا کرتے تھے، اس بنا پر سہیل نے کہا میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہیں جانتا۔ قدیم دستور کے مطابق باسمک اللہم لکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہی لکھو اور پھر فرمایا کہ یہ لکھو۔

هٰذَا مَا قَضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۚ یٰوہ عہد نامہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔

سہیل نے کہا اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے تو پھر نہ آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔

۵۔ یعنی پورا سہیل تو نہیں ہوا لیکن کچھ نہ کچھ سہیل برقی یہ بن تبغیضہ کا ترجمہ ہے جو قدس سہیل لکھ من امو کم میں لفظ من ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سال کو پسند فرماتے تھے اس سے پیش کی آمد سے ایک سال لی اور سہیل کی لکھ سموت کے حق میں نالی یک بھا اگر نہ سہیل چونکہ سہیل کی تصدیق ہے جو تفسیر پر دلالت کرتا ہے اس لئے نالی حسن میں بن تبغیضہ کا انا فرمایا تاکہ اہل ماخذ لہ نالی حسن، دوزن دلالت تفسیر میں مشترک ہر جائیں ۴ نندانی ۱۹ ج ۲

جیسے محمد رسول اللہ کے محمد بن عبد اللہ کھینے آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب کرو اور حضرت علیؑ سے فرمایا یہ الفاظ مشاکرہ ان کی خواہش کے مطابق خالی میرا نام لکھ دو۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو ہرگز آپ کا نام نہ مٹاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے لفظ رسول اللہ لکھا ہے۔ حضرت علیؑ نے انہی رکھ کر وہ جگہ بتلائی آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اُس لفظ کو مٹایا اور حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کو محمد بن عبد اللہ لکھنے کا حکم دیا بشرائط صلح حسب ذیل تھے۔

## شرائط صلح

- (۱)۔ دس سال تک آپس میں لڑائی موقوف رہے گی
- (۲)۔ عمرش میں کا جو شخص بغیر اپنے ولی اور آقا کی اجازت کے مدینہ جائے گا وہ واپس کیا جائے گا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو کر جائے۔
- (۳)۔ اگرچہ شخص مسلمانوں میں سے مدینہ سے مکہ آجائے تو اس کو واپس نہ دیا جائے گا۔
- (۴)۔ اس درمیان میں کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا اور نہ کوئی کسی سے خیانت کرے گا۔
- (۵)۔ محمد اس سال بغیر عمرہ کئے مدینہ واپس ہو جائیں مکہ میں داخل نہ ہوں سال آئندہ صرف تین دن مکہ میں رہ کر عمرہ کر کے واپس ہو جائیں سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہوں اور تلواریں بھی بنام یا غلات میں ہوں۔

(۶)۔ قبائلی متحدہ کو اختیار ہے کہ جس کے معاہدہ اور صلح میں شریک ہونا چاہیں شریک ہو جائیں۔

۷۔ بعض روایات میں مکتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آیا ہے وہاں سناؤ نبازی پر غرل ہے یعنی امر بالکبت نہی الکریم کا حکم دیا جیسا کہ کتب الیقین و کسریٰ میں اسناد مجازی ہے اس لئے کہ انھوں نے قرآنہ اور احادیث متواترہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امی ہونا واضح ہے اور اس واقعہ میں حضرت علیؑ کے ہاتھ صلح نامہ کا لکھنا، احادیث متواترہ سے ثابت ہے، وقد قال قائل کھن فی ذالک شعلا۔ وقال ابن رسول اللہ قد کتبنا ۱۷ ذی قعدہ ۱۹ ج ۲

چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے عہد میں اور بنو کبرقریش کے عہد میں شریک ہو گئے بنو خزاعہ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے اور بنو کبرقریش کے حلیف اور ہم عہد ہو گئے

صلح نامہ ابھی لکھا ہی جا رہا تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندل رضی اللہ عنہ اپنے بھائی قید سے نکل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو پہلے سے مشرف باسلام ہو چکے تھے اور کفار مکہ طرح طرح کی ان ایذاؤں پہنچا رہے تھے سہیل نے کہا یہ پہلا شخص ہے کہ جو عہد نامہ کے مطابق واپس ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا نہیں گیا یعنی لکھے جانے اور سہیل نے کہا کہ ابھی تو شروع ہونا چاہیے۔ آپ نے بار بار سہیل سے کہا کہ ابو جندل کو ہمارے حوالہ کر دیا جائے مگر سہیل نے نہیں مانا۔ بالآخر آپ نے ابو جندل کو سہیل کے حوالہ کر دیا۔

مشرکین مکہ نے ابو جندل کو طرح طرح سے ستایا تھا اس لئے ابو جندل نے نہایت حسرت بھرے الفاظ میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا افسوس اے گروہ اسلام! میں کافروں کے حوالہ کیا جا رہا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو ابو جندل کو تسلی دی اور یہ فرمایا:

يَا أَبَا جَنْدَلٍ اصْبِرْ وَاحْتَسِبْ فَإِنَّا  
كُلْنَا نَعْدُوهُ إِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ لَهُ  
فِرْجًا وَمُخْرَجًا۔ اے ابو جندل صبر کرو اور اللہ سے امید رکھو ہم  
خلاف عہد کرنا پسند نہیں کرتے اور یقین رکھو اللہ  
تمہاری تعزیر بھی بناتے گا کوئی صورت نکالے گا۔

مگر عام مسلمانوں کو ان کی واپسی شاق گذری حضرت عمرؓ نے مضبوط نہ ہو سکا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں آپ نے فرمایا بے شک حضرت عمرؓ نے کہا پھر یہ دولت کیوں گوارا کریں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اور برحق نبی ہوں اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا اور وہ میرا معین اور مددگار ہے حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف کریں گے آپ نے فرمایا یہ میں نے کب کہا تھا کہ اس سال طواف کریں گے۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ، صدیق اکبر کے پاس گئے اور جا کر ان سے بھی یہی گفتگو کی۔ ابو کریم صدیق

رضی اللہ عنہ نے لفظ بلفظ ہی جواب دیا جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بعد میں میں اپنی اس گستاخی پر بہت نادام ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت سی نمازیں پڑھی اور روزے رکھے اور صدقہ اور خیرات کی اور بہت سے غلام آزاد کیے۔

گفتگوئے عاشقان و رکارب جوشش عشقت نے ترک ادب

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شرط پر کیسے صلح کی جائے کہ ہم میں سے جو ان کی طرف چلا جائے تو اس کو واپس نہ کیا جائے، آپؐ نے ارشاد فرمایا ہاں جو شخص ہم میں کا ان سے جا ملے ہمیں اس کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور پھینک دیا اور ان میں کا جو شخص مسلمان ہو کر ہماری طرف آئے گا تو اگرچہ از روئے معاہدہ وہ واپس کر دیا جائے لیکن گھبرانے کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ قریب ہی میں اس کے نئے نجات کی کوئی صورت ضرور پیدا فرمائے گا۔ (علامہ ازہرین رحمہ اللہ ایسی صورت پیش بھی نہیں آئی کہ کوئی مسلمان مدینہ سے بھاگ کر مکہ گیا ہو)

انفرض ان شرائط کے ساتھ صلح نامہ مکمل ہو گیا اور فریقین کے دستخط ہو گئے۔

تکمیل صلح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا اور کہا کہ ان شرائط صلح سے اس قدر معذور اور شکستہ خاطر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حکم دیا مگر ایک شخص بھی نہ اٹھا۔

جب آپؐ نے یہ دیکھا تو ام سلمہؓ کے پاس تضرعینے گئے اور بطور شکایت یہ واقعہ بیان فرمایا ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یہ صلح مسلمانوں پر بہت شاق گزری جس کی وجہ سے افسردہ دل اور شکستہ خاطر ہیں اس وجہ سے تعمیل ارشاد نہیں کر سکے آپؐ کسی سے کچھ نہ

۱۔ مسلمانوں میں سے ابو بکر بن ابی قحازہ عمر بن الخطاب عثمان بن عفان علی بن ابی طالب کاتب عبد نامہ عبدالرحمن بن عوف سعد بن ابی رہاص۔ ابو سعید بن ابیراح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم کے دستخط ہوئے اور دشمن کی طرف سے متدد آدمیوں کے دستخط ہوئے محمد بن ابی طلحہ بن عبد العزیٰ اور مکہ میں حفصہ کے دستخط ہوئے اور عطاء مر ایک شخص آپ کے پاس رہا اور ایک نسخہ بنی بن عمرو کے پاس رہا۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۷۶

فرمائیں۔ ہاں تشریف لے جائیے اللہ قربانی کر کے سرمنڈائیے خود بخود آپ کی اتباع کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کے قربانی کرتے ہی سب نے قربانی شروع کر دی۔

حق تعالیٰ شانہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنائے خیر دے جن کی صائب مائے نے یہ عقدہ حل کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر خاطر سے اس متحدہ کو دور فرمایا جس طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا مشورہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صائب اور نہایت صحیح تھا اسی طرح المؤمنین ام سلمہ کا یہ مشورہ بھی نہایت صائب اور موجب خیر و برکت ہوا۔ یہ تمام واقعات ہم نے بخاری اور فتح الباری سے لئے ہیں جو بحمد اللہ تعالیٰ نہایت مستند اور معتبر ہیں تطویل کی وجہ سے حوالہ روایات کو ترک کر دیا، چونکہ یہ تمام واقعات ایک ہی باب میں مذکور ہیں اس لئے مفتوح الباری کے حوالہ کافی سمجھتے ہیں تفصیل اور حوالہ اگر درکار ہے تو فتح الباری کتاب الشروط از ۲۴۵ ج ۵ تا ۲۵۶ ج ۵ کی مراجعت کریں۔

یہ تمام واقعات صحیح شمسی نامہ زرقانی شرح مواہب میں بھی مذکور ہیں مگر ان کی ترتیب فتح الباری کی ترتیب سے مغایر ہے۔ ہم نے ان واقعات میں فتح الباری کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے اس لئے فتح الباری کا حوالہ دیا۔

تقریباً دو ہفتہ قیام کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے جب مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مابین پہنچے تو سورہ فتح نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا الی آخر السورۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا الی آخر السورۃ سنائی صحابہ اس صلح کو اپنی شکست سمجھے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح سمین فرمایا سن کر اراہ تعجب آپ سے دریافت کیا یا رسول کیا یہ فتح ہے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک یہ عظیم الشان فتح ہے۔ (دراہ احمد و ابو داؤد و مالک و امام زہری فرماتے ہیں کہ فتح حدیبیہ اسی عظیم الشان فتح مٹھی کہ اس سے قبل اس شان کی فتح

نصیب نہیں ہوتی، آپس کی لڑائی کی وجہ سے ایک دوسرے سے مل جل نہیں سکتے ہیں صلح کی وجہ سے لڑائی ختم ہوتی اور امن قائم ہوا۔ اور جو لوگ اسلام کو ظاہر نہیں کر سکتے تھے اور وہ علانیہ طور پر احکام اسلام بجالانے لگے، آپس کی منافرت اور کشیدگی دُور ہوئی۔ بات چیت کا موقع ملا۔ مسائل اسلامیہ پر گفتگو اور مناظرہ کی ذمت آئی۔ قرآن کریم کو سننا جس کا اثر یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے بے کرفع مکہ تک اس قدر کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ ابتداء بعثت سے بے کماں وقت تک اتنے مسلمان ہوئے تھے اسلام تو مکالمہ اخلاق اور محاسن اعمال معدن اور سرچشمہ اور تمام خوبیوں اور بھلائیوں کا مجموعہ تھا ہی لیکن حضرات صحابہ کرام بھی فضائل و فاضل محاسن و شمائل کے زندہ تصویر تھے۔ اب تک عناد اور منافرت اور بغض اور عداوت کی آنکھیں ان کے ادراک سے مانع نہیں۔

چشمہ بماندیش کہ بر کند باد عیب نہاید مہربش در نظر  
اب صلح کی وجہ سے عناد اور منافرت کا پردہ آنکھوں کے سامنے سے ہٹا تو اسلام کی دلفریب تصویریں نے انہی طرف کھینچنا شروع کیا۔

مرد مقانی کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیشانی ذی شعور  
صلح سے پیشتر کفار مکہ و یمن و لایعرون کا مصداق تھے اس لئے اسلام اور مسلمان کا نور ان سے پوشیدہ اور چھپا ہوا تھا۔ صلح کی وجہ سے جب عداوت اور منافرت دلوں سے دُور ہوئی تو اب ذی شعور بنے اور حقیقی لوگوں کی پیشانی کا نور ان کو نظر آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچ گئے تو ابو بصیر رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید و بند سے بھاگ کر مدینہ پہنچے قریش نے فرامی و دادی انکے لئے کیلئے پیچھے روانہ کئے آپ نے از روئے معاہدہ ابو بصیر کو ان دونوں آدمیوں کے حوالہ کر دیا اور ابو بصیر سے فرمایا کہ میں غلات عہدین کر سکتا ہوں بہتر ہے تم واپس چلے جاؤ۔ ابو بصیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کئے دیتے ہیں جو مجھ کو دین سے پھیرنا چاہتے ہیں اور طرح طرح سے مجھ کو ستاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا صبر کرو



اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھ کر غنیمت اللہ تعالیٰ تمہاری نجات کی صورت پیدا فرمائے گا۔ یہ دونوں آدمی ابوبصیر کو لے کر روانہ ہوئے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو دم لینے کے لئے وہاں ٹھہر گئے اور کچھ عرصے ساتھ تھیں وہ کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک سے کہا کہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے اس نے تلوار کو نیام سے نکال کر کہا ہاں خدا کی قسم یہ نہایت عمدہ تلوار ہے، بارہا میں اس کو آنا چکا ہوں ابوبصیر نے کہا خدا بھلا بھی دیکھا۔ اس شخص نے تلوار ابوبصیر کو دے دی۔ ابوبصیر نے نورانی اس پر ایک مار کیا جس سے وہ تو ٹھنڈا ہو گیا۔ دوسرا شخص یہ واقعہ دیکھتے ہی نوراً بھاگا اور سیدہ ہامینہ پہنچا، اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی اب مارا جانے والا ہوں۔

اس کے بعد ابوبصیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے عہد کو پورا کیا، آپ تو مجھ کو ان کے حوالہ فرما چکے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے نجات دی یا رسول اللہ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں مکہ واپس چلا جاؤں تو یہ لوگ مجھ کو دین اسلام سے بھر جانے پر مجبور کریں گے یہ جو کچھ میں نے کیا وہ فقط اس لئے کیا میرے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں، آپ نے فرمایا بڑا ہی لڑائی کا بھڑکانے والا ہے اگر کوئی اس کا ساتھی ہو۔ ابوبصیر کچھ گئے کہ اگر میں یہاں رہا تو آپ مجھ کو بھر کفار کے حوالہ کر دیں گے اس لئے مدینہ سے نکل کر ساحل بحر پر جا کر ٹھہر گئے جس راستے سے قریش کے کاروان تجارت شام کو آتے تھے۔ مکہ کے بکس اور بے بس مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو چھپ چھپ کر ابوبصیر کے پاس پہنچے لگے ابوسہیل بن عمرو کے بیٹے ابو جندل بھی وہیں پہنچ گئے اس طرح ستر آدمیوں کا ایک جھنڈا ہاں جمع ہو گیا قریش کا جوق قافلہ وہاں سے گزرتا اس سے قرض کرتے۔ ابو جہل غنیمت ان سے حاصل کرتا اس سے گزرا تو اس سے قرض کرتے۔ قریش نے مجبور ہو کر آپ کی خدمت میں آدمی بھیجے کہ ہم آپ کو اللہ کا اور قراتوں کا واسطہ

۱۷۔ علامہ سیبلی فرماتے ہیں کہ تین نیکو آدمی جمع ہو گئے ہیں جیسا کہ زہیر بن ابی موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے

(نسائی ص ۱۲۰)

لے کر آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ابو بصیر اور ان کی جماعت کو مدینہ بلا لیں۔ اور جو شخص ہم میں سے مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا ہم اس سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔

آپ نے ایک والا نامہ ابو بصیرؓ کو لکھوا کر روانہ کیا۔ جس وقت آپ کا والا نامہ پہنچا اس وقت ابو بصیر اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے۔ آپ کا والا نامہ ابو بصیرؓ کو دے دیا گیا پڑھتے جاتے اور خوش ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ ابو بصیرؓ جان بحق تسلیم ہوئے اور والا نامہ ان کے سینہ پر تھا۔ (کما رواہ اسہلی ص ۲۳۳) اور ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ میں تھا کہ ذکرہ الحافظ فی اللغۃ ابو جندل بن سبیل نے ابو بصیرؓ کی تجہیز و تکفین کی اور اسی جگہ ان کو دفن کیا اور قریب میں ایک مسجد بنائی اور بعد ازاں ابو جندل اپنے تمام رفقاء کو اسے کر مدینہ حاضر ہوئے۔

سبیل بن عمرو کو جب اس شخص کے قتل کی خبر پہنچی جس کو ابو بصیرؓ نے قتل کیا تھا۔ وہ شخص سبیل کے قبیلہ کا تھا۔ سبیل نے چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دیت کا مطالبہ کرے، ابو سفیان نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دیت کا مطالبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ آپ نے اپنا عہد پورا کیا اور ابو بصیرؓ کو تھارے قاصد کے حوالہ کر دیا۔ اور ابو بصیرؓ نے آپ کے حکم سے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ از خود قتل کیا۔ اور اس دیت کا مطالبہ ابو بصیرؓ کے خاندان اور قبیلہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابو بصیرؓ ان کے دین پر نہیں (فتح الباری کتاب الشرط)

معادہ کے بعد جو مسلمان مرد مکہ سے بھاگ کر مدینہ آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو از روئے معادہ واپس کر دیا بعد چندے کچھ مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ پہنچیں اہل مکہ نے از روئے معادہ ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی کے ان کی واپسی سے منع فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ واپسی کی شرط مردوں کے ساتھ مخصوص تھی عورتیں اس شرط میں داخل نہ تھیں۔ چنانچہ بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں، لایا تیرہ رجل الخ نہیں آئے گا، آپ کے پاس کو مرد مگر آپ اس کو واپس فرمائیں گے اور ظاہر ہے کہ رجل کا لفظ جس کے معنی مرد کے ہیں وہ عورتوں کو کیسے شامل ہو سکتا ہے، بشر کہین مکہ عورتوں کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے

انکار فرمایا اور خاص اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ  
الْمُؤْمِنَاتُ مَسَاجِرَاتٍ فَاِمْنَعْنَهُنَّ  
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْحَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ  
مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ  
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ  
لَهُنَّ وَالتَّوَهُُّ مَا اَلْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ  
عَلَيْكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوهُنَّ اِذَا اتَّيَبْتُمُوهُنَّ  
اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصْمِ  
الْكُفْرِ اِنْ رَاْسُكُمُ اَمَّا اَلْفَقْتُمْ وَلَتَسْئَلُوْا  
مَا اَلْفَقُوْا اِلَى الْحِكْمِ حُكْمُ اللّٰهِ يَخْلُكُمُ  
بَيْنَكُمْ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاِنْ فَاَتَكُمْ  
شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَاَتَبْتُمْ نَالَوْا  
الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا اَلْفَقُوْا  
وَالْتَقُوا لِلّٰهِ الَّذِيْ اَسَلْتُمُوْهُ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو جب مسلمان عورتیں ہجرت کر کے  
تھمارے پاس آئیں تو ان کا استحان کر لو کہ کس لئے  
ہجرت کر کے آئی ہیں آپس اگر استحان کر کے تم کو یہ معلوم  
ہو جائے کہ یہ واقعہ میں مومن ہیں تو پھر ان کا نفوذ  
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں  
کی طرف واپس مت کرو یہ عورتیں ان کا فردوں  
کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کا فردان کے لئے  
حلال ہیں۔ اور ان کا فردوں نے جو خرچ کیا ہے  
وہ ان کو ادا کر دو۔ اور تمھارے لئے کوئی عرج نہیں  
ان ہجرت عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو  
اور اسے مسلمانہ تم کا فرد عورتوں کے تعلقات کراتی  
مت رکھو اور طلب کر لو کہ فردوں سے جو تم نے خرچ  
کیا ہے اور کافرانک میں جو انھوں نے خرچ کیا ہے  
یہ اللہ کا حکم ہے جو تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے

اور اگر تمھاری عورتیں ہیں سے کوئی عورت کا فرد کی طرف چلی جائے پھر تمھاری نیت آئے تو  
جن کی بیبیاں ہاتھ سے بخل گئی ہیں تو جتنا ہر انھوں نے اپنی بیبیوں پر خرچ کیا تھا اس کی برابر  
ان کو دے دو۔ اور اس خدا سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اس کے بعد کفار بھی خاموش ہو گئے اور عورتوں کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا

## فوائد و لطائف اور مسائل و احکام

۱۱۔ بادشاہ اسلام اور ذی رائے مسلمان اگر کافروں سے صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع و مصلحت سمجھیں تو صلح کر لینا جائز ہے۔ ایسی صلح بھی معنی جہاد ہے کیونکہ مقصود جہاد سے کفر اور کافروں کے شر کو دین کرنا ہے جو معنی اس صلح سے حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاِجْتَنِبْهُمْ  
اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی صلح کی طرف مائل ہر جائیں۔ مگر اعتماد اور بھروسہ اللہ عزوجل پر رکھیں۔ یعنی صلح پر بھروسہ نہ کریں۔

۱۲۔ اگر صلح کرنے میں اسلام اور مسلمانوں کا نفع نہ ہو تو دے کر صلح کرنا جائز نہیں اس لئے ایسی صلح مسلمانوں کی تہذیب اور فرائض جہاد و قتال کی تعطیل کا باعث ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَذَعُوا إِلَى السَّلَامِ  
پس مت ہمتی کرو اور صلح کی طرف بلاؤ اور تم  
فَاتَّخِذُوا أَلْعَابَكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَعَكُمْ  
ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

یعنی جہاد پر تندرست رکھتے ہوئے کافروں سے صلح جائز نہیں اور صلح کے معنی ترک قتال کے ہیں نہ کہ اتحاد کے اسی وجہ سے فقہاء نے صلح کے لئے لفظ موادعت کا استعمال کیا ہے اور موادعت کے معنی لغت میں ایک دوسرے کو جنگ اور قتال سے چھوڑ دینے کے ہیں۔

۱۳۔ عند الضرورت کافروں سے بلا معاوضہ اور مال دے کر اور مال لے کر تمیز طرح صلح جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد یثرب و مدینہ سے بلا معاوضہ دیئے اور لئے معاہدہ فرمایا اور اس وقت یہ صلح فرمائی جو صلح حدیبیہ کے نام سے معروف ہے اور نصائح نبویؐ سے مال ٹھہرا کر صلح فرمائی اور غزوہٗ احزاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فرمائی مدینہ کی نصف کھجوریں دے کر صلح کا ارادہ فرمایا افضل قصہٗ غزوہٗ احزاب کے بیان میں گزر چکا

۱۴۔ سبحان اللہ! اللہ کا کلام ہے کہ صلح کے ساتھ تو قتل علی اللہ کا مسئلہ بھی بیان کیا جا رہا ہے۔ ۱۲ منہ عفا عنہ

ہے معلوم ہوا کہ تمیں طرح صلح جائز ہے۔

(۴)۔ اہل اسلام اور اہل کفر میں جب کسی مدت معینہ کے لئے صلح طے پا جائے تو اس کا کھلنا مناسب ہے۔ اس لئے کہ جو عقد اور معاملہ ایک عرصہ تک مدت ہو تو حق و عداوت نے امتیاز اس کے کھنے کا حکم دیا ہے۔

قال تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دَاخَلْتُمْ  
بِذِينِ إِلَىٰ أَهْلِ مَسْجِدٍ فَأُكْتُبُوا لَهُ  
اے ایمان والو جب کسی ادھار کا معاملہ کرو  
مدت معینہ تک اس کو کوئی نہ کرو۔

مال جو معاملہ اور جو عقد فوری اور وقتی ہو زمانہ آئندہ پر محمول نہ اس کی کتابت ضروری نہیں۔  
كما قال تعالى: إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بِحَاثِلَةٍ  
مَّا خَصَّ شَأْنُ يُرْدِيهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ  
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَّا أَنْ تَكْتُبُوهَا ۚ  
مگر جو معاملہ دست بدست ہو یا ہر  
ترا اگر اس کو نہ کھو تو کوئی حرج  
نہیں۔

معلوم ہوا کہ جو معاملہ ایسا نہ ہو اس کے نہ کھنے میں حرج ہے یعنی اس کا کھلنا ضروری  
اور لائق ہے۔ (شرح السیاحیہ ج ۳ ص ۱۴)

(۵)۔ عہد نامہ کی دو نقلیں ہونی چاہئیں تاکہ ہر فریق کے پاس ایک ایک نسخہ محفوظ رہے۔

(۶)۔ اور ہر ایک نقل پر فریقین کے سربراہ اور وہ لوگوں کے دستخط ہونے چاہئیں جیسا کہ حدیبیہ  
میں جو عہد نامہ مرتب ہوا اس پر فریقین کے دستخط ہوئے اور ایک نقل آپ کے پاس اور ایک نقل  
سہیل بن عمرو کے پاس رہی۔

(۷)۔ شرائط صلح میں سے کسی شرط کے خلاف کرنا بد عہدی اور عہد شکنی ہے۔ اسی بنا پر رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جندل اور ابو بھیر کو یہ کہہ کر واپس کیا کہ ہم عہد کر چکے ہیں اس کے خلاف  
نہ کریں گے۔

(۸)۔ اگر کسی ایک علاقہ کا مسلمان فرمانروا کسی سے کوئی معاہدہ کرے تو دوسرے علاقہ کا فرمانروا  
اور دوسرے علاقہ کے مسلمان اس کے پابند نہ ہوں گے، جو مسلمان مکہ سے مدینہ بھاگ کر آیا رسول اللہ  
ﷺ العقرہ اکین بنہر

صلی اللہ علیہ وسلم نے از روئے معاہدہ ان کو مشرکین مکہ کے حوالہ کر دیا۔ آپ پر فقط اسی حد تک بڑی تھی کہ دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ میں ایسے شخص کو ٹھہرنے نہ دیں۔

ابو بصیر اصحابو جندل رضی اللہ عنہما نے جس جگہ جاکر پڑاؤ والا وہ حدود مدینہ سے بالکل خارج تھا۔ ابو بصیر کی جماعت نے جو کچھ کیا وہ حدود مدینہ سے باہر کیا نیز آپ کے حکم اور اجازت سے نہیں کیا۔  
(فتح الباری و زاد المعاد)

(۹)۔ ابو بصیر نے جس عامری شخص کو قتل کیا وہ محض اپنے دین اور ایمان اور جان بچانے کے خاطر کیا اس لئے کہ ابو بصیر جانتے تھے کہ مکہ جانے کے بعد پھر طرح طرح سے ستایا جاؤں گا۔ اور کفر اور شرک پر مجبور کیا جاؤں گا۔ اس بنا پر انھوں نے اس عامری کو قتل کر کے اپنی جان اور اپنے ایمان کو بچایا  
(روض الاناف ص ۲۳ ج ۲)

(۱۰)۔ جو عورت مسلمان ہو کر دارالحرب سے ہجرت کر کے دارالاسلام میں چلی آئے تو اس کا نکاح شوہر سے نسخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مرد مسلمان ہو کر دارالحرب سے دارالاسلام میں چلا آئے تو اس کا نکاح اس کا شوہر ہی سے نسخ ہو جاتا ہے۔  
(۱۱)۔ لَا تَنْكِحُوا أَبْهَامَ اُنْھُمْ افر کافر عورتوں کی عصمت کو رد کر نہ رکھو۔ یعنی ان کو جھوڑو اور ازدواجی تعلق ان سے منقطع کر دو اور مسلمان کو رد نہ کریں کہ ایک مشرک عورت کو اپنے نکاح میں رکھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اپنی دو مشرک بیویوں کو جو مکہ میں تھیں انکو طلاق دے دی ایک کا نام قریہ تھا جس نے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان سے نکاح کیا اور دوسری کا نام ام کلثوم تھا جس نے بعد ابو جہم سے نکاح کیا۔

اس سے حضرات صحابہ کے ایمان و اخلاص کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے کسی تعلق اور محبت کی ذمہ داری سر پر نہ تھی اور کہاں سے ہوتی ان کے دلوں میں تو ایک اللہ عزوجل کی محبت اتنی سا جگہ تھی کہ اب دوسرے کے لئے گنجائش ہی نہ رہی تھی۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قُلُوبَيْنِ فِيْ جَوْفِهِ ۖ  
اللہ تعالیٰ نے کسی کے دودل نہیں بنائے۔

لے۔ فتح الباری ج ۵، ص ۳۶۱، الاخر۔ آیت نمبر ۶

(۱۱۰) ابن اسحق کی روایت میں ہے لایسقط من شعروشی الا اخذہ۔ یعنی جسدا طہر سے جو جو بال کرتا تھا حضرات صحابہ اس کو کمال محبت اور غایت عظمت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ کر تبرکاً اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ تبرک بآثار الصالحین جائز اور درست ہے (فتح الباری ج ۲) وقال تملے وقال لکم نبیہم ان انیة مملکہ ان یاتیکم التابوت فیہو سیکینہ وین ترکم وبقیتہ وین تزوج آل موسی و آل ہرون تجملہ اللہ لکم ان فی ذلک لآیۃ لکم ان کنتم مؤمنین ۱۰

بنی اسرائیل نے جب اپنے نبی سے طابوت کی بادشاہت کی دلیل پوچھی تو یہ علامت بیان فرمائی کہ اس کے ساتھ ایک صندوق ہوگا جس میں طابوت رکھا جائے گا (فتح الباری ج ۲) کے تبرکات ہوں گے یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہرون کے عمدا اور کپڑے اور جوتے اور تھوپر کی کچھ تھپیاں ہوں گی اور تبرکات کے صندوق کے حامل فرشتے

ہوں گے جس کو دیکھ کر اہل ایمان کو اس کی بادشاہت کا یقین آجائے گا اور ظاہر ہے کہ جو شخص قابل تعظیم اور قابل محبت ہو گا تو اس کے آثار کی تعظیم و حقیقت اسی شخص کی تعظیم اور محابہ کا لازم کا حضور پرنفہ کی زندہ اور تلوار پیالہ اور تختی کو بطور تبرک استعمال کرنا صحیح بخاری میں مذکور ہے جس پر امام بخاری نے کتاب النسب میں ایک باب رکھا ہے باب ما ذکر من روع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عشاء و سفیر و قد صدق قائمہ من شعروہ و نعلہ الامام ج ۱۱۱ اللہ سبک تبرک بآثار الصالحین کی آر تحقیق درکار ہے تو جاذب القلوب اور شفا قاضی عیاض اور سید سہروردی کی کتاب کو دیکھیں۔

(۱۱۱) - لائقہ مدیہ میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دو طرح فضل و کمال ظاہر ہوا۔ اول تو اس طرح سے کہ اس صلے سے تمام صحابہ حتیٰ کہ فاروق اعظم بھی مغموم اور بے خجندہ تھے مگر صدیق اکبر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مطمئن تھے۔ دوم یہ کہ جب عربین الخطاب نے اپنا اضطراب حضرت ابریکر سے جا کر بیان کیا تو ابریکر نے حوت بحرن لفظ بلفظ وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا تھا ۱۰

(۱۱۴)۔ امام شافعی رحمہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حد میسر کا کچھ حصہ حلق میں ہے اور کچھ حرم میں ہے۔ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ترحل میں تھا مگر نمازیں حدود حرم میں اکر ادا فرماتے تھے۔

لہذا جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے کہ وہ حرم کے قریب ہو تو نمازیں حدود حرم ہی میں پڑھنی چاہئیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی عمل تھا۔

نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک لاکھ نمازوں کا ثواب مسجد حرام کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حدود حرم میں جہاں کہیں بھی نماز ادا کرے گا ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملے گا۔

(۱۱۵)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کو غزوہ حلق کا حکم دیا اور صحابہ نے اس میں ذرا توقف کیا تو آپ نے اُم المؤمنین اُم سلمہؓ کے مشورہ پر عمل فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے مشورہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان کا ہم اور فراسست اور تقویٰ اور دیانت قابل اطمینان ہو۔

(۱۱۶)۔ سہیل بن عمروؓ کے اصرار سے آپ نے بجائے بسم اللہ کے بسم اللہ مکنہ منظور فرمایا اگرچہ بسم اللہ کا لکھنا اولیٰ اور افضل تھا مگر چونکہ بسم اللہ بھی حق اور درست تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیٰ اور افضل پر اصرار نہ فرمایا۔

## ۱۔ بیعت کی فضیلت

بیعت کی حقیقت بیعت عقبہ کے بیان میں گزر چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیعت بیعت مشتق ہے جس معنی کے فروخت کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اپنے نفس کو مبادعہ جنت اللہ عزوجل کے ماتھے فروخت کر دینے کا نام بیعت ہے۔ نفس بیعت ہے اور جنت اس کا شن ہے انسان۔ بات یہ ہے اللہ عزوجل مشتری ہے تمام عقلا کے نزدیک یہ سلم ہے کہ بیعت ہو جانے کے بعد مبیع ملک باتنے سے مل کر۔ ملک مشتری میں داخل ہو جاتی ہے۔ مشتری ہی تمام تصرفات کا مالک ہو جاتا ہے، اسی طرح مومن بیعت کر لینے کے بعد اپنے نفس کا مالک نہیں رہتا۔



اس لئے مومن کو چاہیے کہ اب نفس میں اپنی رائے سے کوئی تفرق نہ کرے۔

مگر یہ معاملہ حق بل و عار سے براہِ راست نہیں ہوتا۔ حضراتِ انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ علیہم ان کے وارثین کے توسط سے ہوتا ہے۔

حضرات صحابہ نے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو اصل بیعت اللہ عزوجل سے تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ درمیان میں کہیں اور کشیل تھے۔ کما قال تعالیٰ: **إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ** تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں جن میں سے **اللَّهُ يَبْدَأُ اللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** کہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا

ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

صحیح بخاری میں سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **مَنْ يَفْضِنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَتَيْهِ وَرَحْلَيْهِ** کون ہے جو اپنے چہرے اور پیروں کے درمیان کا **أَضْمَنَ لَهُ الْجَنَّةَ** ذمہ دار بنے یعنی زبان اور شرِ مگاہ کی حفاظت کا ذمہ لے تو میں اس کے لئے جنت کا کفیل اور ضمان ہوں۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گوشن یعنی جنت کا ضمان قرار دیا ہے کہ اگر اہل ایمان اس کی ضمانت اور ذمہ داری کریں کہ زبان اور شرِ مگاہ میں کوئی تفرق نہ کرے اور اللہ عزوجل کی مرضی کے خلاف نہ کریں گے جو ہمارا مشترک ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بیعت (نفس) کا گواہ اور قیامت یعنی جنت دلانے کا کفیل اور ضمان ہوتا ہوں۔

اس حدیث میں یضین اور اضمن کا لفظ اسی بیعت کی طرف مشیر ہے اس لئے کہ ضمانت اور کفالت بیعت ہی میں ہوتی ہے۔ بیعت میں اگر کوئی عیب بچے تو شتر کی کو خیارِ عیب کی وجہ سے اس کے رد کرنے کا حق مائل ہوتا ہے لیکن شتر اگر بیعت کے عیب کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ رضیت میں راضی ہو گیا تو خیارِ عیب ساقط ہو جاتا ہے اور بیعت باطل مکل ہو جاتی ہے شتر کی جانب سے رد و فسخ کا امکان ہی نہیں رہتا۔

۱۸۔ سورۃ الفتح، آیت : ۱۸

حضرات صحابہ نے جب درخت کے نیچے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ  
يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۚ

البتہ تعین اللہ تعالیٰ راضی ہوا ان مؤمنین  
جسٹھل نے درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اپنا خیار عیب ساقط فرمایا۔ اور یہ ظاہر کر دیا کہ ان حضرات نے اللہ عزوجل سے معاملہ  
بیع کیا ہے وہ کبھی فسخ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی رضا ظاہر فرما کر اپنا خیار ساقط فرمایا ہی ہے  
لیکن حضرت صحابہ بھی رضینا باللہ کہہ کر اپنا خیار ساقط کر چکے ہیں۔ کما قال تعالیٰ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ  
اللہ تعالیٰ ان راضی ہوا اللہ سے راضی ہوئے  
اگرچہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی عیب کا امکان نہیں لیکن صحابہ نے رضیت کہہ کر فسخ اطلاق  
کے امکان کو بھی ختم کر دیا غرض یہ کہ طرفین اپنی اپنی رضا اور غرضوں کی ظاہر کر کے اپنا اپنا خیار  
ساقط کر چکے ہیں بیع بالکل مکمل ہو چکی حضرت صحابہ اپنے نفوس اللہ عزوجل کے حوالہ اور سپرد  
کر چکے بقیقتضائے وعدہ الہی ان کے نفوس کا ثمن (یعنی جنت) اللہ کے ذمہ واجب ہو چکا ہے  
حضرات صحابہ کے سوا سب کا معاملہ خطرہ میں ہے معلوم نہیں کس کس کی بیعت کو خیال عیب کے  
بنیاد پر زور کیا جائے گا اور بیعت سے لوگ ترو دنیا ہی میں اللہ عزوجل سے اپنی بیعت کا اتنا کر چکے ہیں  
جسکہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کہا تھا۔

اقلنی ببيعتي  
میری بیعت واپس کر دیجئے۔

اصطلاح فقہاء میں اتنا۔ متعاقدین کے حق میں فسخ اور نالوث کے حق میں بیع جدید ہوتا  
ہے اسی طرح جب کوئی بد نصیب حق بل و عمار سے اپنی بیعت کا اتنا کرتا ہے تو اس کے اور حق  
تعالیٰ کے مابین تو بیع بیع ہوتا ہے اور نالوث یعنی شیطان کے حق میں بیع جدید ہوتی ہے

امام اعظم ابوحنیفہ اسحاق رضی اللہ عنہ کا مسلک ہے۔

کلاسِ بواہینِ الموی و عبدہ غلامِ ادا آقام کے مابین سود نہیں۔

اس لئے کہ خود غلام کے پاس جو کچھ ہے وہ سب مولیٰ ہی کی ملک ہے ہم جو کچھ غلام سے بڑھ کر غلام ہیں آخر اُس خداوندِ اجلال کے بندہ ہی ہیں اور بندے بھی ایسے بندے کہ کسی طرح اس کی عبدیت سے آزاد نہیں ہو سکتے اور نہ بعد اللہ ہم اس کی عبدیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں اس لئے وہ خداوندِ اجلال ہم سے ایک حسرت نکلی ہے کہ کم از کم وہ گنہ سود دیتا ہے **يَمْحَقُ اللَّهُ الْبَاطِلَ** وَ يُزِيحُ الْوَسْطَاقَاتِ۔

## الحاصل

جن حضرات نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہا اور ان کے دلوں کو سکینت اور طمانیت کی بیش بہا دولت سے معمور کیا اور فتحِ قریب اور مغام کثیرہ کا ان سے وعدہ فرمایا۔ کما قال تعالیٰ۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُوهُ عَلَى الْبَيْعَةِ فَتَعَلَّمَ كَأَنَّهُمْ قُلُوبُهُمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونََهَا وَكَانَ اللَّهُ مُزِيدًا حَكِيمًا ۝

تحقیق اللہ راضی ہوا مومنین سے جس وقت کہ وہ آپؐ بیعت کر رہے تھے، درخت کے نیچے بس جانا اللہ نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے پس آپؐ کی طرف سے ان پر اپنی تسکین اور انعام میں دی قریب فتح اور بہت سی فطیتیں جو آئندہ حاصل کریں اور ان غنم اور حکمت والا ہے۔

اور سورہ توبہ میں بیعت کو فوزِ عظیم فرمایا۔ کما قال تعالیٰ

فَاسْتَبْشِرُوا بِلَيْعِكُمُ الَّتِي بَايَعْتُمْ بِهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

پس خوشیاں کرو اس سود سے جو تم نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے اور یہ بڑی ہی کامیابی کا معاملہ ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلام پرا کر کبھی ہجرت پر اور کبھی جہاد پر اور کبھی ترکِ مملکت پر مثلاً اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ زنا اور چوری نہ کریں گے۔ اولاد قتل نہ کریں گے۔ کسی پر بیتان نہ باندھیں گے اللہ کی نافرمانی نہ کریں گے اور کبھی اس بات پر کہ اللہ کی عبادت کریں گے۔ پانچوں نازیں ٹھیک ٹھیک ادا کریں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے۔ ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں گے، اپنے امیر اور والی کی اطاعت کریں گے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے کسی سے سوال نہ کریں گے۔ والدین کے ساتھ احسان کریں گے۔ وغیرہ ان امور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت لینا احادیثِ صحیحہ سے ثابت اور مسلم ہے تفصیل کے لئے فتح الباری ص ۶ تا ۷ اور کنز العمال ص ۱۷۷ ج ۱ اول فصل خاص فی احکام البیوع کی مراجعت کریں۔

ان آیاتِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کے بعد بیعت کے مسنون اور محسن اور موجبِ خیر و برکت میں ہونے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کتاب اور حکمت کے مسلم امت کے دلوں کے فزک کی معنی مقبول اور جلا کرنے والے تھے اسی طرح اللہ کی زمین پر اللہ کے خلیفہ بھی تھے جو بیعت آپ نے خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے لی، وہ خلفاء کے لئے سنتِ بروی اور جو بیعت آپ نے مسلم انتخاب و الحکمۃ اور فزک کی ہونے کی حیثیت سے لی۔ وہ علماء ربانین اور اہل اللہ اور عارفین کے لئے سنتِ بروی۔

(۱۸) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ غائبانہ بیعت بھی صحیح ہے۔

(۱۹) مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ کا تین بار بیعت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ بیعت کی تجدید اور اس کا تکرار مسنون اور مستحب ہے۔

(۲۰) حدیث میں جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی حتیٰ جل شانہ نے ہر کسی قید و شرط کے ان سے اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ فَتَلْعَتْ الشَّجَرَةَ۔ اور نَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ان کے دلی اخلاص کو بیان فرمایا اور وَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ

عَلَيْهِمْ سَے ان کے اطمینان اور ایقان قلب کو بیان فرمایا کہ ان کے قلوب بالکلیہ مطمئن ہیں۔ اضطراب کا کہیں نام و نشان نہیں اور ظاہر ہے کہ جس سے اللہ ماضی ہوا احسن کے طلبِ کینیت و طمانیت کو نازل فرمایا ایسا شخص نہ فی الحال منافق اور نہ فی الحال مرتد ہو سکتا ہے احادیث میں ان کے بہت فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ مسند احمد میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے وہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

اور آیہ مذکورہ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ سَے ان کا مؤمن مخلص اور اللہ کا مرضی اور پسندیدہ ہونا صاف ظاہر ہے۔ حضراتِ شیعہ - فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کو ذرا غور سے پڑھیں کہ کس طرح حق تعالیٰ شانہ ان کے دلوں کے اخلاص کو ذکر فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کا یہ عمل تقیہ کے بنا پر نہ تھا بلکہ اخلاص اور صدق نیت سے تھا فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ کے بعد تقیہ کا احتمال باقی نہیں رہتا جب خدا تعالیٰ نے ان کے ولی اخلاص کی شہادت و یدِی توپ نفاق اور تقیہ کا احتمال ختم ہوا۔ اور اَنَّا بَنَكُمُ فِتْنًا قَرِيبًا وَمَخَانِعَ كَثِيرًا سَے دور تک سلسلہ کلام چلا گیا ہے جس میں انہیں حضرات سے فتح خیر اور مَخَانِعَ كَثِيرًا اور فتوحاتِ عظیمہ کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ وعدہ بھی انہی مخلصین سے تھا معلوم ہوا کہ جن حضرات پر یہ مغامز تقسیم کئے گئے وہ اللہ کے مخلص اور پسندیدہ بند تھے۔

## بادشاہانِ عالم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط

حق تعالیٰ نے صلح مدینہ کو فتحِ مبین اور موجبِ سکینت و طمانیت فرمایا ہے شک و دہش میں اور موجبِ سکینت و طمانیت ہوئی اس لئے کہ فتح کے معنی لغت میں کسی بند چیر کے کھول دینے کے ہیں عرب کی مخالفت کی وجہ سے اب تک دعوتِ اسلام اور تبلیغِ احکام کا دروازہ بند تھا اس صلح نے اس دروازہ کو کھول دیا۔ اب وقت آیا کہ اللہ عز و جل کا پیغام اُس کے تمام بندوں کو پہنچا دیا

جائے اہل اسلام کے عظیم انسان دسترخوان پر دنیا کو دعوت اور صلائے عام دی جائے کہ اگر اس دسترخوان کے لذائذ و لطیبات فوائد اور ثمرات سے نطف اندوز ہوں۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کیا اہل اسلام کے دسترخوان پر اگر بیٹھ گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک ایک کے تمام مکالمہ اخلاق اور تمام محاسن آداب فضائل و فرائض۔ محامد و شمائل کا کوئی وزن ایسا نہیں کہ جس دسترخوان پر بنہو۔ ایسا پاک اور صاف لطیف اور شفاف دسترخوان ہے کہ کسی ظاہری اور باطنی غشا اور منکر کا ذرہ برابر بھی کہیں دھبہ اور نشان نہیں۔ دیکھو ہاتھ دھو کر اور اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر کھانا شروع کیا ابھی ایک ہی دہان پکے تھے کہ زبان نے فوراً ہی اسلام کا مزہ اور ایمان کی علامت اور شیرینی کو محسوس کر لیا اور کچھ گئے کہ ثورح کی غذا تو یہ ہے۔ اسی غذا سے روح زندہ رہ سکتی ہے۔ کفر اور شرک کی بنیاد اور زندگی کھا کر روح کا زندہ رہنا ناممکن اور محال ہے۔

انفرنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے واپس ہو کر ماہ ذی الحجۃ الحرام میں باؤشا ہوا کے نام دعوت اسلام کے خطوط بھیجے کا قصد فرمایا، صحابہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔

ایسا انسان۔ اے لوگو میں تمام عالم کے لئے رحمت بن کر بھیجا گیا ہوں۔ تمام دنیا کو یہ پیام پہنچاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے حوادث کی طرح اختلاف نہ کرنا کہ اگر قریب بھیجے کہ کہا تو راضی ہو گئے اور اگر کہیں دُور جانے کا حکم دیا تو زمین پر روجعل ہو کر بیٹھ گئے۔

حضرت صحابہ جو کہ اطاعت اور جان نثاری اخلاص اور وفا شجاری کے سمت سے سخت امتحان میں ہر موقع پر درجہ اعلیٰ میں کامیابی کی سند اور رضی اللہ عنہم و رضوانہ کا زین تمغہ حاصل کیے تھے۔ بجلادہ کب اس موقع سے جو کئے دے تھے دل و جان سے تعمیل و اشاد کے لئے تیار ہو گئے اور ایک مناسب مشورہ آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ یا رسول اللہ۔ لو کہ اور سلاطین جس طہر پر نہ ہو اس کو تائب و توبہ انداختہ نہیں کہتے حتیٰ کہ ایسے خط کو پڑھتے تک نہیں۔ آپ نے صحابہ کے مشورہ سے ایک مہر کندہ کرائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا مگر صنعت ہمیشہ کی تھی محمد رسول اللہ اس مہر پر کندہ تھا۔ (محمد کا رسول اللہ) سب سے نیچے لفظ محمد تھا اور سب سے

اوپر لفظ اللہ تھا۔ اور لفظ رسول درمیان میں تھا۔ تاریخ طبری ج ۳، ۳۳۵، ۳۴۰  
 اور سلاطین اور اہلار کے نام خطوط روانہ فرمائے اُن کو حق کی دعوت دی اور اس سے انکار کیا  
 کہ رعایا کی گمراہی کی تمام تر ذمہ داری تم پر عائد ہے۔  
 مادی کہتے ہیں کہ یہ خطوط سب کے اخیر میں اہ ذی الحجہ میں قفقہ حدیبیہ کے بعد روانہ کئے گئے  
 اور بعض اہل سیر کے نزدیک سب میں روانہ کئے گئے مگر یہ کہ حضور پر نور نے شانِ عالم کے  
 نام خطوط بھیجے کا ابراہہ کو سب کے اخیر میں فرمایا ہوا دیکھیں سب میں خطوط روانہ کئے ہوئے  
 اور امام بیہقی فرماتے ہیں کہ غزوہ موتہ کے بعد خطوط روانہ فرمائے مگر اس پر سب متفق ہیں  
 کہ حدیبیہ کے بعد اتر فتح مکہ سے پہلے یہ خطوط روانہ کئے گئے۔  
 یعنی اس مدت کے مابین خطوط کا سلسلہ جاری رہا واللہ اعلم۔

## (۱) قصیر روم کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
من محمد عبد اللہ و رسولہ الی	من محمد عبد اللہ و رسولہ الی
ہر قل عظیم الروم۔ سلام علی من	ہر قل عظیم الروم۔ سلام علی من
ابن الہدی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِیْ اَدْعُوکَ	ابن الہدی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِیْ اَدْعُوکَ
بِیْدِ عَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْتُ لَسَلَم	بِیْدِ عَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْتُ لَسَلَم
یَرْتَکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنِیْ تَوَلَّیْتُ	یَرْتَکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنِیْ تَوَلَّیْتُ
فَاِنِیْ عَلَیْکَ اَثْمُ الْیَرْسَلِیْنِ	فَاِنِیْ عَلَیْکَ اَثْمُ الْیَرْسَلِیْنِ
رِیَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلَیْ کَلِمَۃ	رِیَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلَیْ کَلِمَۃ
سَوَاعِیْنَا وَبِسْمِکُمْ اِنِیْ لَا تَعِیْدُ اِلَّا اللّٰہَ	سَوَاعِیْنَا وَبِسْمِکُمْ اِنِیْ لَا تَعِیْدُ اِلَّا اللّٰہَ

ولا ندرج به شیا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقلوا اشهدوا انما مسلمون

دعا کے اسلام نہ لانے کا لگن، تقیر ہو گا کہ تیرے اتباع میں اسلام کے قبول سے اندہ ہے اور اے اہل کتاب! آؤ فقہ لو! اشہدوا انما مسلمون

میں تم سے یہ کہ سوائے اللہ کے کسی چیز کی عبادت نہ کریں اور نہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک گوانیں اور اللہ کے سوا آپس میں ایک دوسرے کو اپنا رب اور مہبود نہ بنائیں پس اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں یعنی اللہ کے حکم سے ہم ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے یہ والا نامہ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دے کر قیصر روم کی طرف روانہ فرمایا۔ قیصر روم اس وقت فارس پر فتحیابی کے شکر یہ میں محسوس سے پیدل چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ محرم ۱۱۰ھ میں بیت المقدس پہنچے اور امیر نصیری کے توسط سے قیصر روم کے دربار میں پہنچ کر آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ ۱۱۰ھ

اور والا نامہ پیش کرنے سے پہلے ایک مختصر سی تقریر فرمائی وہ ہو نہا۔

## قیصر روم کے دربار میں حضرت حبیہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

اے قیصر روم! جس نے مجھ کو آپ کی طرف سفر بنا کر بھیجا ہے وہ آپ سے کہیں بہتر ہے اور جس ذاتِ مہرکات نے ان کو بغیر بنا کر بھیجا وہ سب ہی سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ لہذا جو کچھ عرض کروں اس تواضع کے ساتھ سنئے اور اخلاص سے اس کا جواب دیجئے۔ اگر تواضع کے ساتھ نہ سنیں گے تو اس کو کما حقہ بھی نہیں کہیں گے اور اگر جواب میں اخلاص نہ ہو گا تو وہ جواب عادلانہ اور منصفانہ نہ ہو گا۔ قیصر روم فرمائیے۔

وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت سید بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم علی نبینا وعلیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے۔



قیصر روم۔ اہ۔ بے شک ناز پڑھا کرتے تھے۔

وحیہ کلثی۔ میں آپ کو اس ذاتِ پاک کی طرف بلاتا ہوں جس کے لئے حضرت مسیح نازیں پڑھتے اور جس کے سامنے جہنم نیاز ٹپکتے تھے اور جس نے حضرت یحٰی کو بلین ماور میں بنایا اور جس نے اُن تمام آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔ اور بعد ازاں میں آپ کو اُس نبی ماضی کی طرف بلاتا ہوں جس کی حضرت موسیٰ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے بشارت دیا ہے اور آپ کو اس کا کافی اور ثنائی علم اور پوری خبر ہے اگر آپ اس دعوت کو قبول کریں تو آپ کے لئے دنیا اور آخرت دونوں ہیں۔ ورنہ آخرت تو آپ کے ہاتھ سے جاتی ہی رہے گی اور دنیا میں دوسرے لوگ آپ کے شریک ہوں گے اور یقین جلیئے کہ آپ کا ایک پروردگار ہے جو ممکنین کو کھل ڈالتا ہے اور اپنی نعمت کی بدلتا رہتا ہے۔

قیصر روم نے آپ کا والا نامہ وحیہ کے ہاتھ سے لے کر سرسوں آنکھوں پر رکھا اور بوسہ دیا۔ اور کھولی کر اس کو پڑھا اور کہا سوچ کر کل اس کا جواب دے گا۔ روض الانف ص ۲۵۵ ۲۶۔ اور اپنے خدام کو یہ حکم دیا کہ جو لوگ آپ کی قوم کے میرے ملک میں آئے ہوئے ہوں ان کو حاضر کیا جائے تاکہ اُن سے احوال معلوم کروں۔ اتفاق سے ابوسفیان قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس وقت بغیر من تجلّت خاتم آئے ہوئے تھے، مقام غزہ میں مقیم تھے۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، قیصر کے آدمی ان کو غزہ سے جا کر لائے اور دربار میں حاضر کیا، ٹہری شائقِ شوکت سے دربارِ معتقد کیا غلطاً روم اور قیسین اور رہبان سب حاضر تھے۔

جماعتِ عرب سے اول مخاطب ہو کر یہ دریافت کیا کہ تم میں سے اس بڑی نبوت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون شخص ہے، ابوسفیان نے کہا میں قیصر روم نے کہا تم میرے قریب ہو جاؤ اور اتنی قریش کی جماعت کو ان کے پیچھے بیٹھے کا حکم دیا۔ اور یہ کہا کہ میں اُن سے کچھ دریافت کروں گا۔ اگر مجھ کو تو تم ان کی تکذیب کر دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں اگر مجھ کو یا نہ لیشہ نہ ہو تاکہ لوگ میری تکذیب کریں گے تو میں ضرور مجھ کو بلاتا۔ بے لفاظی حسب ذیل گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔

وہ۔ کہو مجھ کو کہ تم نے مجھے کالافہ تکذیب سے لائے نہ ہو۔ فتح البدر۔

قیصر۔ تم میں ان کا نسب کیسا ہے۔

ابوسفیان۔ وہ بڑے عالی نسب ہیں ان کے نسب سے بڑھ کر کسی کا نسب نہیں۔

قیصر۔ کیا ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ بھی ہوا۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا تم لوگوں نے ان کو دعائے نبوت سے پہلے کبھی جھوٹ بولتے پایا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ ان کے پیروں کس قسم کے لوگ ہیں اعرار اور دولت مند ہیں یا غریب اور کمزور۔

ابوسفیان۔ اکثر غریب اور ضعیف۔

قیصر۔ ان کے متبعین روز بروز بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے ہیں۔

ابوسفیان۔ دن بدن زیادہ ہوتے جلتے ہیں۔

قیصر۔ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے بیزار اور متنفر

ہو کر مرتد یعنی ان کے دین سے پھر بھی جاتا ہے۔

ابوسفیان۔ نہیں۔

قیصر۔ کیا وہ خلافت عہد بھی کرتے ہیں۔

۱۵۔ پہلا جلد صحیح بخاری کی روایت کا ترجمہ ہے اور دوسرا جلد مسند بزرگ روایت کا ترجمہ ہے۔ قال ہونی

حسب مالک بفضل اللہ احد شیخ ابی اسحاق

۱۵۔ اسلام کو بڑا کھڑا کر کوئی شخص بھی آج تک اسلام سے نہیں پہلے ہاں زن اور مذکر میں کچھ ترہیں اور طوائف اور ہواست

اسلام سے مرتد ہوتے جو قابلِ شفقت نہیں اسلام مجدد اللہ اس سے منزه ہے کہ زن اور مذکر کے ذریعے کسی کو دعوت

دے، حیدر ابوالحسن ایک عیسائی میل بسلیہ ادم خطہ تھا میرے پاس آتا جاتا تھا پچیس سال کی عمر تھی۔ ایک مرتب نے

اس کو قسم دے کر کہا تھا کہ تم اللہ کو حاضر و ناظر جان کر پچ تلو کہ اتنی عمر میں تم نے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا دیکھا ہے کہ

دین اسلام کو بڑا کھڑا کر عیسائی بنا ہو اس نے جواب دیا خدا کی قسم ایک مسلمان بھی ایسا نہیں دیکھا جو بھی عیسائی ہوتا ہے

وہ فقط پیادہ اور سواروں کے لالچ میں عیسائی ہوتا ہے اور وہ بھی نقصان کا، باقی عقائد میں اس کے کوئی خیر اور

تہدیل نہیں ہوتا۔ فقط وہ یہ اور سیم کی خاطر وہ اپنے کو عیسائی کہتا ہے مگر مذہب اسلام کی دین سے ایسا شخص کو فخر مرتد ہے۔ ۱۶

ابو سفیان۔ کبھی نہیں آج تک انہوں نے کبھی جہشکنی نہیں کی لیکن آجکل ہمارے اور ان کے مابین ایک مدت صلح ٹھہری ہے معلوم اس میں کیا کرتے ہیں ابو سفیان کہتے ہیں کہ سوائے ایک بات کے مجھے کسی اور بات لگنے کا کہیں موقع نہیں ملا۔ ابن ابی اسحق کی روایت میں ہے۔

فواللہ ما التفت الیہا صنی  
ابو سفیان کہتے ہیں خدا کی قسم قیصر نے میری اس بات کو  
جہشکنی نہ کی تھی۔ فورہ برابر یہی انتہا تھا یہی کیا۔

قیصر۔ کبھی تم ان سے لڑے کبھی ہو۔

ابو سفیان۔ ہاں۔

قیصر۔ لڑائی کیسی رہی۔

ابو سفیان۔ کبھی وہ غالب ہوئے اور کبھی ہم۔

قیصر۔ وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتے ہیں۔

ابو سفیان۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور کفر اور شرک کے تمام لوازم جو تمہارے آباء و اجداد کرتے تھے ان سب کو چھوڑ دو۔ اور نماز اور زکوٰۃ اور ہجرت اور پاک دامن اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔

قیصر۔ بزمان سے مخاطب ہو کر کہا ان سے کہہ دو کہ میں نے اول تم سے اُن کا نسب دریافت کیا تم نے کہا کہ وہ نہایت عالی نسب اور شریف خاندان سے ہیں بے شک انبیاء ایسے ہی خاندان سے بھیجے جاتے ہیں جو حسب نسب میں سب سے بالا ہو۔ پھر میں نے تم سے یہ دریافت

کی۔ یہ ترجمہ ہے قبل تا تہم کہ قیصر نے ابتداءً قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا اس لیے نہیں کہا کہ یہی قحطی کا حکم کیا اپنے قہر سے تم کو لڑائی کے لیے قیصر نے آپ کو احرام کو محض لڑنے کا بدلہ قتال کو قریش کی طرف منسوب کیا نیز اللہ کا پیغمبر قریش سے بھیجا تھا و القتال نہیں لڑا اور ان کو اللہ کی طرف جوتا ہے جب وہ حق کو نہیں سمجھتے اور بہت دھڑی سے انبیاء کے مقابلہ پر جاتے ہیں تب حضرت انبیاء سے جہاد قتال کا سلسلہ شروع فرماتے ہیں۔

رنج اہلری مکتبہ ج ۱۸

کیکہ ان کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا کرتا تو یہ سمجھتا کہ یہ اس طرح سے اپنے باپ دادا کا کیا بھلا کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ تم نے ان کو جھوٹا تو نہیں پایا؟ تم نے کہا نہیں جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں پر تو جھوٹ نہ باندھے اور معاذ اللہ اللہ پر جھوٹ باندھے۔ میں نے تم سے یہ دریافت کیا کہ کیسے لوگوں نے ان کا اتباع کیا؟ تم نے کہا کہ ضعف اور غر بار نے۔ بے شک حضرت انبیاء کے اتباع اور پیروی کرنے والے اکثر ضعیف اور غر بار ہی ہوتے ہیں میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے پیروں پر بڑھتے جلتے ہیں یا گھٹتے جلتے تھے؟ کہا۔ بڑھتے جلتے ہیں بیشک ایمان کا یہی حال ہے اس کے پیروں پر دوزخ بڑھتی ہی رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جاتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص ان کے دین سے نڈا اض اور سزا پر کمر نہیں مارتا ہے۔ تم نے کہا نہیں۔ بے شک ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی شرفی اور علوات اور اس کی فرحت و مسرت و دلوں میں سما جائے تو سمجھ کسی طرح نہیں نکلتی، میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا وہ بدعت کرتے ہیں؟ تم نے کہا نہیں۔ بے شک پیغمبروں کی یہی شان ہوتی ہے کہ کبھی بدعتی نہیں کرتے، میں نے تم سے پوچھا کہ متعلق دریافت کیا تم نے کہا کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب بیشک انبیاء کے ساتھ اتہام اللہ تعالیٰ کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کبھی غالب ہوتے ہیں اور کبھی مغلوب تاکہ ان کے متبعین کے صدق اور اخلاص کا امتحان ہوتا رہے لیکن انجام کار غلبہ و فتح انھیں کو ہوتا ہے میں نے تم سے دریافت کیا وہ تم کو کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا اللہ عز و جل کی عبادت کا حکم دیتے شرک اور بت پرستی سے منع کرتے ہیں۔ غنا اور زکوٰۃ اور سچائی اور پاک دامنی وغیرہ کا حکم کرتے ہیں اگر یہ تمام چیزیں جو تم نے بیان کی ہیں صحیح ہیں تو وہ بلاشبہ نبی ہے اور وہ معقریب اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں سے یہ دونوں قدم ہیں۔ مجھ کو معلوم تھا کہ یہ نبی ظاہر ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ گمان نہ تھا کہ تم میں

۱۔ میں مغلوب اور شکستہ نہیں ہوتے مال و دولت کے نشہ سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ ان کے قریب شجر اور غور اور سخت سے غلبہ ہوتے ہیں اس نے تمہارا کہہ سکتے ہیں اور قبول کرتے ہیں۔

سے ظاہر ہوں گے مجھے اُن سے ملنے کی بڑی تمنا ہے، اگر میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو آپ کے قدم دھلایا کروں۔ بعد ازاں آپ کا مال نامہ تمام مجھے کوڑھ کر سنا گیا۔

خط کا سنا تھا کہ ایک شور برپا ہو گیا اور سرِ طوط سے آوازیں بند ہونے لگیں۔ البرصیانی کہتے ہیں اُس وقت ہم سب کو باہر نکال دیا گیا۔ باہر آنے کے بعد میں نے کہا کہ عقب کی بات ہے کہ آپ سے روم کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے، اسی روز سے مجھ کو یقین کا لہر گیا کہ آپ کا دین ضرور غالب ہو کر رہے گا یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی توفیق دی (بخاری شریف ص ۱۷۷)۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ابن الناطلہ نصاریٰ کے ایک بڑے عالم نے مجھ سے بیان کیا کہ جو قیصر کے اس دربار میں شریک تھا کہ قیصر نے اس دربار کے بعد رومیہ کے ایک بڑے عالم کو جس کا نام ضغاطر مدی تھا آپ کے بارے میں خط لکھا۔ یہ شخص آسمانی کتابوں سے بخوبی واقف تھا خط لکھوانے کے بعد بیت المقدس سے مصر کی جانب روانہ ہوا بادشاہ مصر میں تھا کہ اس کا حجاب آیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ہم کو انتظار ہے اور جن کی علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ میں نے ان کی تصدیق کی اور میں ان کا اتباع کروں گا، ان کے نبی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تم ضرور اُن کی تصدیق کرو اور ان کا اتباع قبول کرو بادشاہ نے ایک عظیم شان دربار منعقد کیا اور تمام بھارتیہ روم کو جمع کیا اور تمام دروازے بند کرادیئے اور خود ایک جھوکے اور بالا خانہ میں بیٹھا اور وہاں سے تمام درباریوں کو مخاطب کرکے یہ کہا۔

یا معشر الروم انی قد جہ عنکم لغیر اے گروہ روم حقیق میں نے تم کو ایک عظیم الشان غیر انہ قد اتانی کتاب ہذا للرحل یدعونی کہنے میں کیا ہے وہ یہ کہ میرے پاس اس شخص کا ایک خط

۱۔ اس حدیث کو امام بخاری نے متعدد ابواب میں ذکر فرمایا ہے حافظ عقیلی نے مہذب میں اس حدیث پر مرقع لکھا کہ فرمایا ایک بڑا اسی ص ۱۷۷ تا ص ۱۷۸ اول احمد دوسرے کتاب التفسیر ص ۱۷۸ اول ابن ماجہ ص ۱۷۷  
۲۔ اس عالم کا نام ابن الناطلہ ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے دراجع (فتح الباری ص ۱۷۷)۔

الی دینہ، وانہ واللہ للینی الذی حکما  
 ننظرہ ونجدہ فی کتبنا فہلموا للبتیع  
 ولنصدقہ فتسلمنا دنیا و آخرتنا  
 آیہ جس میں اس نے مجھ کو اپنے دین کی دعوت دی ہے  
 اور اللہ تحقیق خدا کی قسم یہ دہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر ہیں  
 اور جن کو اپنی کتابوں میں پاتے ہیں پس آؤ اور دعوہ ہم  
 سب مل کر ان کا اتباع انسان کی تصدیق کریں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں سلامت رہیں۔

یہ سنتے ہی تمام بھارتیہ روم حلاً اٹھے اور نکلنے کی غرض سے اٹھ کر بھاگے دیکھا کہ دروازے بند  
 ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ پاس بلاؤ۔ پاس بلا کر یہ کہا میں تم کو آزانا چاہتا تھا تمہاری دینی شدت اور  
 مضبوطی اور مذہبی خشکی دیکھ کر مجھ کو مسرت ہوئی یہ سن کر سب خوش ہو گئے اور بادشاہ کے سامنے بڑھ  
 میں گر پڑے بعد ازاں قیصر نے وحیہ کبھی رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر یہ کہا۔ خدا کی قسم میں غریب جانتا  
 ہوں کہ تمہارے دست نبی مرسل میں مجھ کو اندیشہ ہے کہ روم کے لوگ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں اگر مجھ کو یہ  
 اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ان کا اتباع کرتا۔ تم مضاطر۔ روم کے اسقف اعظم کے پاس جاؤ وہ بہت  
 بڑا عالم ہے مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، نیز رومیوں میں اس کی عظمت و وقعت مجھ سے بہت زائد  
 ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ اور اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو۔ وحیہ کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضاطر کے  
 پاس پہنچے اور آپ کا تمام حال بیان کیا۔ مضاطر نے کہا خدا کی قسم وہ نبی مرسل ہیں ہم ان کی شان  
 اور صفت آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی پاتے ہیں یہ کہہ کر ایک حجرہ میں گیا اور سیاہ کپڑے جو پہلے  
 سے پہنے ہوا تھا ان کو اتار کر سپید کپڑے بندے اور مصالے کر کینسہ میں آیا اور سب کو مخاطب کر کے  
 یہ کہا،

یا معشر الروم انہ قد جاءنا کتاب  
 من احمد یدعوننا فیہ الی اللہ عزوجل  
 اے گروہ روم۔ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
 ایک خط آیا ہے جس میں ہم کو اللہ عزوجل کی طرف بلاوا۔

۱۰۔ حافظ عسقلانی کو نسخہ ابابکامی اس بابے میں تامل ہے کہ مضاطر اور مدعیہ کا عالم دو شخص ہیں یا ایک شخص  
 اور مضاطر کسی رومیہ کے عالم کا نام ہے لیکن طبری کے اس سیاق سے جرم نے چٹن کیا ہے اس سے مبادرہ  
 معلوم ہوتا ہے کہ دو شخص ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۱۔

و انی اشہدان لا الہ الا اللہ میں لوگ راہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود  
و ان احمد عبد کا در سولہ نہیں اور محمد بنی اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

یہ سنتے ہی تمام لوگ اس پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ اسے مار کر پھینک دیا۔ رضی اللہ عنہ نے  
نوٹ کر یہ تمام حال قیصر سے بیان کیا۔ قیصر نے کہا مجھ کو بھی یہی خوف ہے کہ لوگ میرے ساتھ بھی  
ایسا ہی معاملہ کریں گے۔ تاریخ طبری میں ہے: و مضی ابدا تیرہ سالہ تا تیرہ سالہ تا ماضیہ۔ الجواب  
الصیح: و فتح الباقی منہ ج ۱)

مجمع طبرانی میں ہے کہ قیصر روم نے وحیہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہا کہ میں خوب جانتا اور پہچانتا ہوں  
کہ آپ نبی ہیں جیسا کہ مضبوطی نے کہا لیکن میں اگر ایسا کرو تو قیصری سلطنت جاتی رہی اور روم کے لوگ  
مجھ کو قتل کر ڈالیں۔

لیکن قیصر نے آپ کے اس ارشاد پر غور نہیں کیا۔

اَسْلِمْتُ لَاسْلَمَ  
اسلام لا سلامت رہے گا

اگر اسلام آتا تو دنیا اور آخرت دونوں اس کی سلامت ہوتیں۔

## تکمیل

قیصر روم نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ آپ کے والا نامہ کو سونے کے قلمدان میں  
رکھا۔ امیر سیف الدین منصور کی فرمائے میں کہ مجھ کو ایک مرتبہ شاہ منصور نے کچھ ہدایات دے کر شاہ  
مغرب کے پاس بھیجا۔ شاہ مغرب نے ایک سفارش کی غرض سے مجھ کو شاہ فرنج کے پاس روانہ کیا جو  
قیصر روم کی اولاد میں سے تھا۔ جب میں نے شاہ فرنج کے پاس سے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھ نے کی  
بابت امر کیا اور یہ کہا اگر آپ مجھ کو ایک عظیم الشان اور نادر حیرت کھلاؤں گا میں مجھ کو گدا۔ ایک

۱۵۔ یہ تمام واقعہ تفصیل کے ساتھ تاریخ طبری اور الجواب الصیح میں مذکور ہے مگر اس واقعہ کے کچھ اجزاء فتح الباقی  
میں بھی مذکور ہے اس سے حوالہ میں فتح الباقی کا نام بھی شامل کر دیا گیا۔ ۱۲۔

صندوق منگایا۔ جس پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے، اس میں سے ایک سونے کا ٹھکان نکالا  
 اس اس کو کھولا تو اس میں سے ایک خط نکلا جو حریر میں لپٹا ہوا تھا۔ اکثر حروف اس خط کے اڑ چکے تھے  
 بادشاہ نے کہا۔ یہ آپ کے پیغمبر کا خط ہمارے فادانہ کے نام جو درائشہ ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے  
 دادائے یہ وصیت کی تھی جب تک یہ والا نامہ تمہارے پاس محفوظ رہے گا۔ اس وقت تک سلطنت  
 باقی رہے گی۔ لہذا اپنی سلطنت کی وجہ سے ہم اس خط کی بید حفاظت اور تعظیم و تکریم کرتے اور نصاریٰ سے  
 پرشیدہ رکھتے ہیں۔

## فوائد و لطائف

- (۱)۔ خط کی ابتداء اللہ عزوجل کے نام سے ہوئی چاہیے، جیسا سیماں علیہ السلام نے ملکہ سبا  
 کے نام جب والا نامہ تحریر فرمایا تو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اس کی ابتداء فرمائی۔
- (۲)۔ خط بھیجنے والا اپنا نام پہلے لکھے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنا نام پہلے لکھوایا۔ اور بعد میں شاہِ روم کا۔ حضراتِ صحابہ کا یہی معمول تھا کہ جب آپ کو خط  
 لکھتے تو پہلے اپنا نام لکھتے (کنز فی شرح البخاری للامام النووی ص ۱۶۶)
- لیکن ضروری اور واجب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور خالد بن الولید کا ایک  
 جگہ بھیجا وہاں پہنچ کر دونوں حضرات نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت علی نے تو آپ کا نام  
 قبلہ لکھا اور اپنا بعد میں اور حضرت خالد نے اپنا نام پہلے لکھا جس سے معلوم ہوا کہ دونوں اُمرو  
 جائز ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے جب حضرت معاویہؓ اور عبدالملک بن مروان کو خط لکھا تو پہلے حضرت  
 معاویہ اور عبدالملک کا نام لکھا اور علی بن ابی طالبؓ نے جب حضرت معاویہ کو خط لکھا تو انھوں  
 نے بھی حضرت معاویہ ہی کا نام پہلے لکھا۔



(۳)۔ آپ نے اپنے نام کے ساتھ عبداللہ کا لفظ اضافہ فرمایا اس میں نصاریٰ کے عقیدہ فاروقی الوہیت مسیح کے ابطال کی طرف اشارہ تھا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام معاذ اللہ خدا نہ تھے بلکہ اللہ کے بندے اور اس کے محترم رسول تھے جن کو اللہ نے اپنی طرف اٹھایا نیز اشارہ اس طرف بھی تھا کہ جتنے پیغمبر بھی آئے سب کے سب اس کا اقرار کرتے تھے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں معاذ اللہ خدا نہیں۔

(۴)۔ الیٰ ہرقل عظیم الروم۔ ہرقل کے بعد عظیم الروم کا لفظ بڑھانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ جب کفار سے مکاتبتہ اور مراسلت کی جائے تو مناسب القاب سے ان کو خطاب کیا جائے (شرح البخاری للفرزدقی)

(۵)۔ سَلَامٌ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ۔ سلام ہو اللہ کا اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے یعنی نہیں تو نہیں یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے اشارہ اس طرف ہے کہ کافر کو مطلقاً اسلام علیک نہ لکھا جائے بلکہ سلام علی من اتبع الهدی لکھنا چاہیے کہ تم پر سلام اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ ہدایت کا اتباع کرو اسی وجہ سے قرآن کریم اس کے بعد یہ جملہ آیا ہے فَإِنَّ الْكُفْرَانَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ اور حدیث غبری میں سَلَامٌ عَلَىٰ مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ کے بعد جملہ آیا ہے۔ فَإِنْ كُفِّرَتْ الْخِطَابُ سُوِيَهُ جَمْلَةً فَإِنَّ الْكُفْرَانَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ کے قائم مقام ہے۔

(۶)۔ اسلم تسلم لیوتک (اللہ اجرک) اسلام آے سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ صحتیں۔ تجھ کو جو اجر عطا کرے گا۔

ایک اجرا اپنے سابق نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے اور ایک اجر نبی آخر الزماں پر ایمان لایںکی وجہ سے کما قال تعالیٰ اَوْ تَوَلَّىٰ يَكُونُ اُخْرٰىهُمْ مَّرْتَبَتَيْنِ۔

(۷)۔ فَإِنْ كُفِّرَتْ فَإِنَّ عَلَيْكَ اَشْمَاكَ اَلْمَسِيحِينَ اِذْ تَوَلَّىٰ سَلَامًا سے روگردانی کی ترغیب دے دیا گیا کہ گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اس لئے کہ جو شخص کسی کی گمراہی یا ہدایت سے باز رہے گا سب بنے اس کا گناہ بھی اس کے سر رہے گا۔ قال تَمَنَّى وَابْتِغِ مَنَّاتِنَا لِمَا كُنَّا مَعَهُ أَتَقَالِهَةً

۱۸۔ رحیمہ کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط و دے کر تنہا رہا نہ فرمانا اس کی دلیل ہے کہ خط و جہت اور معتبر ہے نیز خبر واحد جہت اور سند ہے اگر خبر واحد معتبر نہیں تو تنہا و تنہا کو کھینچنے سے کیا فائدہ رکھنا قال الامام السنوخی فی شرح البخاری

۱۹۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مستورا محال کی روایت معتبر ہے جب تک کوئی قرینہ اس کے کذب اور خطا کا نہ ہو اس لئے کہ حضرت وحید ہرقل کے حق میں مستورا محال تھے۔

۱۱۰۔ ہرقل خوب جانتا تھا کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے لیکن اسلام نہیں لایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایمان نام۔ جاننے اور پہچاننے کا نہیں بلکہ اسے تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے لہذا جو شخص آپ کو نبی جانتا ہو مگر اتنا نہ ہو تو وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں۔ اسی وجہ سے علماء محققین کا قول یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ہرقل شاہ روم اسلام نہیں لایا اسناد محمد بن حنبل میں ہے کہ ہرقل نے تبرک سے ایک خطاً من حضرت صل اللہ علیہ وسلم کو لکھا جس میں یہ لکھا کہ میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا ہے ابھی تک اپنی نصرانیت پر قائم ہے۔

## ۲۲) خسرو پرویز کسریٰ شاہ ایران کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم  
فارس سلام علی من اتبع الهدی  
وآمن باللہ ورسولہ و شہد  
ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک  
بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب محمد رسول اللہ کتاب  
کسریٰ شاہ فارس سلام ہے اس شخص پر جہودایت  
کا اتباع کرے اللہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان  
لائے اور گمراہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں  
وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد صل اللہ

لہ وان محمد اعبدا ورسولہ  
 اعموك بدعاہ اللہ عزوجل  
 نافی انا رسول اللہ الی الناس لہ  
 نکتہ صلا نذہ من کان حیا و بحق  
 القول علی الکافرین اسلم تسلم  
 فان تولیت فعلیدہ اشہا لمجوس۔

علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔  
 میں تم کو اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق اس دین کی  
 دعوت دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں تمام  
 لوگوں کی طرف تاکہ ڈراؤں اس شخص کو جس کا  
 دل زندہ ہے اور پسند ہو حققت اللہ کی کافروں  
 پر اسلام لا سلامت رہے گا اور اگر تو نے دنگولی  
 کی تو ہم جو اس کا گناہ بخود پر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو یہ والا نامہ دے کر روانہ فرمایا۔  
 کسریٰ آپ کے والا نامہ کو دیکھتے ہی آگ بجھ لا ہو گیا اور خط کو چاک کر ڈالا اور یہ کہا کہ یہ شخص مجھ کو  
 یہ خط لکھتا ہے کہ مجھ پر ایمان لے آؤ (حالانکہ یہ شخص میرا غلام ہے۔ عبداللہ بن حذافہ نے اسے تاکر  
 آپ سے واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کسریٰ کا ملک ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ ہو گیا، اور  
 کسریٰ نے باذان گورنر میں کو کچھا کہ فوراً دو تری آدمی جواز روانہ کر و کہ وہ اس شخص کو کہ جس نے  
 ہم کو یہ خط لکھا ہے گرفتار کر کے میرے سامنے لائیں۔

باذان نے فوراً دو آدمیوں کو آپ کے نام ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جب یہ دونوں آدمی  
 باذان کا خط لے کر بارگاہ نبوت میں پہنچے تو آپ کی خدا داد عظمت و ہیبت سے ہتھ پرکھ پڑے گئے  
 اسی حالت میں باذان کا خط آپ کی خدمت میں پیش کیا خاکسار آپ مسکرائے اور دونوں کو اسلام  
 کی دعوت دی اور یہ فرمایا کہ کل آنا۔ اگلے روز یہ دونوں شخص حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا۔  
 آج شپ میں فلاں وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیروہ کو مسلط کر دیا۔ اور شیر نے

۱۲۔ کہ ماں تعالیٰ قل یا ایہا الناس ائی رسول اللہ انیکم جعینعا۔

۱۵۔ اس والا نامہ میں لکھا تھا اللہ اخرجک منہ فلیکنی نہیں خیر فرمایا اس نے کسریٰ آتش پرست تھا کسی  
 آسمانی کتاب کو بغیر حق کا نام لہانا تھا۔ اس لئے وہ دوا جو کا تحقق نہ تھا۔ زندہ تالی ملا ۳۳ ج ۲

کسری کو قتل کر ڈالا۔ یہ شبِ ریشنبہ کی شب تھی دس راتیں اہِ مجاہدی الاولیٰ شہدے کی گزر چکی تھیں آپ نے فرمایا تم واپس چلے جاؤ۔ اہِ باذان سے جا کر یہ سب حال بیان کر دو اور فرمایا کہ باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ میرا دین اور میری سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کسری کی پہنچی ہے باذان نے سن کر یہ کہا کہ یہ بات بادشاہوں کی سی نہیں اگر یہ خبر صحیح ہے تو خدا کی قسم وہ بلاشبہ نبی ہیں چنانچہ اس خبر کی تصدیق ہو گئی باذان مع اپنے خاندان اور رفقاء اور احباب کے مشرت باسلام ہو گئے۔ اور اپنے اسلام سے حضور پروردگار کو مطلع کیا۔

### (۳) نجاشی شاہِ حبشہ کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ من محمد  
رسول اللہ اے النجاشی ملک الحبشہ  
سلام علیک اما بعد فانی احوذ لیک  
اللہ الذی لا الہ الا هو الملک  
القدوس السلام المؤمن المہین  
ماشهد ان عیسیٰ بن مریم صلی اللہ  
و کلمۃ القاہ الی مریم البتول لطیفۃ  
الحصینۃ وحملت لعیسیٰ فخلقه اللہ  
من روحہ و نفخہ کما خلق آدم بیدک  
رائی اذ عولک الی اللہ وحدہ لا شریک  
لہ والہو الاکثر علی طاعتہ وان تتبعنی  
و تؤمن بالذی جاء فی فانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد اللہ کے رسول کی جانب سے  
نجاشی شاہِ حبشہ کی طرف سلام ہو تجھ پر اے امیر  
میں مہم و شمار کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود  
نہیں۔ ربی حقیق بادشاہ ہے تمام عیروں سے پاک  
ہے اس دینے والا اور سب کچھ جان کر دیتا ہوں  
کو عیسیٰ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا  
کلمہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم پاک کی طرف اتقا  
کیا پس حاضر بریں عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ  
نے ان کو اپنی خاص روح اور صفت سے پیدا کیا  
جیسے آدم علیہ السلام کو اپنے بے چون و چوک اہت سے  
بلا ہاں باپ کے پیدا کیا میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا  
ہوں جو ایسا ہے کوئی اس کا کوئی شریک نہیں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جنود کے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی محنت کی طرف  
 اے اللہ تعالیٰ نقد بلغت ونصحت اور اپنے اتباع کی طرف اور اس بات کی طرف کہ  
 فاقبلوا النصیحتی والسلام علی جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے (یعنی  
 من اتبع الهدی۔ قرآن) اس پر ایمان لانا تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں

میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اللہ کا پیام پہنچا چکا اور  
 نصیحت کی۔ پس میری نصیحت کو قبول کر واپس لاتی ہو اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

عمر بن امیر غفیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ عمر بن امیر نے آپ کا خط  
 پہنچایا اور بادشاہ سے مخاطب ہو کر یہ کہا: اے محمدؐ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ امیر ہے کہ آپ  
 غور سے سنیں گے ہیں آپ پر اعتماد اور اطمینان اور آپ سے حسن ظن ہے ہم نے جب کبھی آپ سے  
 کسی خیر اور بھلائی کی امید کی ہیں وہ بھلائی آپ سے حاصل ہوئی۔ آپ کے سایہ امن میں ہم کبھی خوف  
 و ہراس نہیں پیش آیا یا بخیل جس کا جنت ہونا آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے وہ ہمارے اور آپ کے  
 مابین شاہ عادل ہے جس کی شہادت رو نہیں کی جاسکتی۔ اور ایسا قاضی اور حاکم ہے کہ جس نے فیصلہ میں  
 عدل اور انصاف سے تجاوز نہیں کرتا۔ اگر آپ نے اس دعوت کو قبول نہ کیا۔ تو آپ اس نبی امی کے  
 حق میں ایسے ہی ثابت ہوں گے جیسا کہ یسوعی علیہ السلام کے حق میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اپنے قاصد اور پیغمبروں کے پاس بھی روانہ فرمائے ہیں لیکن پر نسبت دوسروں کے تم سے زیادہ  
 اہم ہے۔

## بخاشی کا جواب

بخاشی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ قسم لکھتا ہوں کہ آپ وہی نبی امی ہیں جن کا اہل کتاب  
 انتظار کرتے تھے۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے راکب الہمار سے عیسیٰ السلام کی بشارت دی ہے۔

لہٰذا یہیں بخشاشی کا نام تھا ۱۲۔

اسی طرح راکب الجمل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی ہے اور مجھے آپ کی نبوت و رسالت کا اس درجہ یقین ہے کہ مہنی مشاہدہ کے بعد بھی میرے یقین اور اذغان میں اضافہ نہ ہو گا۔ جیسا کہ بعض مالمین کا مقولہ ہے۔ کو کشف الغطار ما از دوت یقیناً۔ اگر پروردہ بھی اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی۔

اور آپ کے والانامہ کراٹھوں سے لگایا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا۔ اور اسلام قبول کیا اور حق کی شہادت دی اور آپ کے والانامہ کا جواب لکھوایا۔

## نجاشی کی طرف سے آپ کے والانامہ کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی جانب نجاشی  
 احم بن ابیجر کی جانب ہے۔ سلام ہو آپ پر اے اللہ کے  
 پیغمبر اور جنتیں اور برکتیں ہوں اللہ کی آپ پر ہیں  
 تعریف کرتا ہوں اُس ایک خدا کی جس نے مجھ کو  
 اسلام کی ہدایت اور توفیق مرحمت فرمائی۔ یا  
 رسول اللہ۔ آپ کا والانامہ پہنچا۔ عیسیٰ علیہ السلام  
 کی بابت جو کچھ آپ نے ذکر کیا قسم ہے آسمان اور  
 زمین کے پروردگار کے عیسیٰ علیہ السلام اس سے  
 فخرہ برابر زیادہ نہیں بلاشبہ اُنکی شان دی ہے جو  
 آپ نے ذکر کی جو دین دے کہ آپ ہمارے طرف بھیجے  
 گئے ہم اُس کو پہچان لیا اور آپ کے ابن عم اور اُن کے  
 لشکار کی ہوائی کی پس میں گرا ہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ  
 سے بچے اور تصدیق کئے ہوئے رسول ہیں میں نے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّكْمَنِ الرَّحِيمِ  
 مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مِنَ النَّجَاشِيِّ الْأَحْمَرِ  
 بْنُ أَبِي جَرَّاحٍ  
 اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ۔ أَحْمَدُ اللَّهُ الَّذِي لَا  
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الَّذِي هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ  
 أَمَا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِي كِتَابُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 مِنْهَا ذَكَرْتَ مِنْ أَمْرِ عِيسَى قُرْبِ السَّمَاءِ  
 وَالْأَرْضِ أَنَّ عِيسَى مَا يَزِيدُ عَلَى مَا ذَكَرْتَ  
 قَعْرُومًا إِنَّهُ كَمَا قُلْتَ وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بَشَتْ  
 بِهِ إِلَيْنَا وَقَدْ قَرَّبْنَا ابْنَ عَمِّكَ وَأَخِيكَ  
 فَاشْهَدَ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَادِقًا مُصَدَّقًا  
 وَقَدْ بَلَغْتَهُ وَبَايَعْتَ ابْنَ عَمِّكَ وَ  
 اسلمت علی یدِیہ ﷲ رب العالمین وقد

بعثت إليك بآبني أمها ابن الامم  
 بن الابجذ فاني لا املك الانفسى  
 وان شئت ان ايتك فعلت يا رسول  
 فاني اشهد ان ما تقول حق والسلام  
 عليك يا رسول الله .  
 آپ سے اور آپ کے ابن عم سبوحیت کی امدان  
 کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام لایا  
 آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے اور ابن اہم کو بھیجا  
 ہوں میں صوف اپنی ذات کا مالک ہوں اگر اشارہ  
 ہر تو میں خود خدمت میں حاضر ہوں یا رسول اللہ  
 میں گمراہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ باطل حق ہے سلام ہو آپ پر اسے اللہ  
 کے رسول۔

بخاشی نے اپنے بیٹے کو حبشہ کے ساتھ آمدیوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار کر کے آپ کی  
 خدمت میں روانہ کیا لیکن وہ کشتی راستہ میں غرق ہو گئی۔  
 یہ وہی بخاشی ہے کہ جس کی طرف مسلمانوں نے شہ جہ نبوی میں ہجرت کی اس کا نام اصم ہے  
 حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور جب صفحہ میں اس نے وفات پائی جس روز اس کا انتقال  
 ہوا اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اس کی وفات کی خبر دی اور عید گاہ میں مصابہ کے  
 پرارہ جا کر بخاشی کی تابانہ نماز جنازہ پڑھی۔  
 اس کے وفات کے بعد جو دوسرا بخاشی اس کا جانشین ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 دعوت اسلام کا ایک خط اس کے نام بھی روانہ فرمایا جس کو امام بیہقی نے ابن اسحق سے روایت کیا  
 ہے وہ خط یہ ہے۔

من النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 الی النباشی الاصحم عظیم الحبشة  
 سلام علی من اتبع الهدی وامن  
 باالله ورسوله وشهد ان لا اله الا  
 از جانب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بطرف بخاشی عظیم  
 حبشہ بسلام ہوا اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے  
 اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور شہادت  
 دے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں نہ اس کے

لہ۔ ناد المعادج ۳، ص: ۶۰، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸،

اللہ وعدہ لا شریک لہ لعیتخذ  
صاحبۃ ولا ولد وادان محمد اعبدا  
وہ رسولہ وادعواک بدایۃ اللہ  
قافی انما رسولہ فاسلم تسلم یا اہل  
الکتاب تقاولی کلمۃ سوا بیننا و  
بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک  
بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا  
من دون اللہ فان قولوا فقولوا اشہد  
وا باننا مسلمون فان ابیت فلعیک  
اشما لنصاری من قولک ۔

بیوی ہے اور نہ اولاد۔ اور گواہی دے کہ محمد اللہ  
کے ہندے اور اُس کے رسول ہیں میں تمہکو اللہ  
کی دعوت دیتا ہوں تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں  
اسلام لا سلامت رہے گا۔ اے اہل کتاب آؤ  
ایک صاف اور سیدھی بات کی طرف جو ہمارے  
اور تمہارے درمیان میں سلم ہے وہ یہ کہ سوائے  
خدا کے کسی کی بندگی نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو  
شریک نہ کریں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو سب  
نہ بنائیں۔ پس اگر دو گواہی کریں تو کہہ دو کہ گواہ وہ  
کہ ہم تو مسلمان لہذا اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اے

نہاشی اگر تو نے اسلام کے قبول کرنے سے انکار کیا تو تیری قوم کے تمام نصاریٰ کا گناہ تجھ پر ہوگا۔  
اس نہاشی کا اسلام ثابت نہیں ہوا اور نہ اس کا نام معلوم ہوا حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ  
نہاشی۔ اُس نہاشی کے علاوہ ہے کہ جو حضرت جعفر کے ہاتھ پر مسلمان ہو آہ کلامہ بعض لوگوں کو القباس  
برگیا اور دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا۔ صحیح مسلم کی روایت سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ نہاشی دو ہیں اس دوسرے  
خط میں جو نہاشی کے ساتھ اسم کا لفظ مذکور ہے وہ راوی کا وہم ہے، اسم پہلے نہاشی کا نام ہے، راوی  
نے دونوں کو ایک سمجھ کر اس خط میں ہی اسم کا لفظ غلطی سے بڑھا دیا۔ (رافعی فی التذاتی ص ۳۳۳)

## (۴) مقوقس شاہ مصر و اسکندریہ کے نام نامہ مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے  
رسول کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام۔ سلام ہو  
اس پر جو ہدایت کا اتباع کرے میں تمہکو اسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم د من  
محمد عبد اللہ ورسولہ اے  
المقوقس عظیم القبط سلام علی من



اتبع الهدى اما بعد فانى ادعوك  
بدعايه الاسلام اسلم تسلم  
يوتلك الله اجرک مرتين فان  
قوليت فعليك اشما القبط يا اهل  
الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا و  
بينكم ان لا نعبد الا الله ولا نشرك  
به شيئا ولا يتخذ بعضنا بعضا اربابا  
من دون الله فان قولوا فقولوا  
اشهدوا بانا مسلمون  
کی و عمرت دیتا ہوں اسلام لا سلامت ہے گا اور  
اللہ تعالیٰ تم کو دوسرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو نے  
اس و عمرت سے اعراض کیا تو تمام جنت کے حق نہ  
قبول کرنے کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اے اہل کتاب! آؤ اسی  
سید کی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے باہم  
مستقیم ہے وہ یہ کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کی عبادت  
نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں اور  
اور ہم میں کا بعض بعض کو سوائے خدا کے رب نہ  
بنائے پس اگر اس سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ  
ہم کہ ہم مسلمان اندلش کے فرمانبردار ہیں۔

مہرنگار۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ مہر کے پاس روانہ ہوں  
حاطب آپ کا والانامہ لے کر روانہ ہوئے اول مصر پہنچے معلوم ہوا کہ بادشاہ اسکندریہ میں  
ہے اسکندریہ پہنچے دیکھا کہ بادشاہ ایک جھوکے میں بیٹھا ہوا ہے جوب دریا واقع ہے  
نیچے سے روانہ مبارک اشارہ سے بلایا بادشاہ نے اند بلانے کا حکم دیا۔ حاطب اند  
پہنچے اور آپ کو والانامہ پیش کیا۔ توفیر اور عظمت کے ساتھ آپ کے والانامہ کو لیا اور پڑھا۔  
(رسالتی صفحہ ۳۵)

حضرت حاطب راوی ہیں کہ بعد ازاں شاہ اسکندریہ نے بطور مہمان مجھ کو ایک مکان میں  
شعبہ دیا۔ ایک روز تمام بظاہر تو عینی زعمار اور قائدین کو جمع کر کے مجھ کو بلایا۔ اور یہ کہہ گا کہ میں تم سے  
کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں کچھ کہ جواب دینا۔ حاطب نے کہا بہتر ہے مقرر قس نے کہا جن کا تم خط لے کر  
آئے ہو کیا وہ نبی نہیں ہیں۔ حاطب نے کہا کیوں نہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں مقرر قس نے کہا اگر وہ  
واقع اللہ کے رسول ہیں تو جس وقت ان کی قوم لے ان کو مکہ سے نکالا تو اس وقت ان کے حق میں شہادتا

کہیں نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جاتے۔

حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تمہیں کی گواہی نہیں دیجے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہ تھے مقتوس نے کہا بے شک وہ اللہ کے رسول تھے حاطب نے کہا کہ جب وہ اللہ کے رسول تھے تو جس وقت ان کے دشمنوں نے ان کو رسول دینے کا ارادہ کیا تو حضرت یسوع نے اس وقت ان کے حق میں کہیں یہ دعائے کی کہ اللہ عزوجل ان کو ہلاک کر دیتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ مقتوس نے کہا بے شک تو حکیم ہے اور حکیم کے پاس کیا ہے۔

## حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی دوبار مقتوس میں تقریر

مقتوس حضرت حاطب کے اس حکمانہ جواب کو سن خاموش ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت حاطب نے بادشاہ کو مخاطب کر کے ایک تقریر فرمائی۔

اے میرے بھائی! ایک شخص اس فہر مصر میں پہلے گزرا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میری رب اہل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑا اور اس کو ہلاک کر دیا اور کیا تم کو چاہیے کہ اس سے عبرت حاصل کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے تم سے عبرت پکڑیں۔ ایک دین ہے جو تمہارے دین سے کہیں بہتر ہے وہ دین اسلام ہے جس کے متعلق خداوند اجل نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ تمام ایمان اس کے سامنے مغل ہوجائیں گے۔ اس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعوث برکروگوں کو اس دین کی دعوت دی اس بارے میں تشریف زیادہ مختصراً یہود سب سے زیادہ دشمن اور نصاریٰ سب سے زیادہ قریب ثابت ہوئے۔ خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینا بعید ایسا ہی ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشارت دی دونوں میں کوئی تفاوت نہیں اس بار تم کو ترکین کی طرف بلانا باطل ایسا  
ہی ہے جیسا کہ تم اہل تورات کو انجیل کی طرف بلاتے ہو جو تم کی نبی کی کہنے وہ تم اس  
نبی کی امت ہے ان کے دتر لازم ہے کہ اس نبی کی اطاعت کریں اور اسے بادشاہ تو رہیں  
انہیں لوگوں میں سے جھٹلنے سے اس نبی کا زنا نہ پایا ہے۔ ہم تم کو دیکھ سکیں سے روکتے نہیں  
بلکہ حکم دیتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اتہام کر دو۔

## بادشاہ کا جواب

مقوقس نے کہا میں نے اس نبی کے بارے میں غور اور فکر کیا تو یہ پایا کہ وہ پسندیدہ چیزوں کا  
حکم دیتے ہیں اور ناپسند چیزوں سے منع کرتے ہیں قابل نفرت چیزوں کا حکم نہیں دیتے اور قابل رغبت  
چیزوں سے منع نہیں کرتے۔ ہمارے گراہ گراہ نہیں۔ کہن اور جھوٹے نہیں۔ نبوت کی علامتیں ان میں پاتا  
ہوں مثلاً ان کا غیب کی خبریں دینا اور اس بارے میں پھر غور کروں گا۔ اور آپ کے والانامہ کو باہمی  
دانت کے ڈبہ میں بند کر کے اپنے خازن کو حکم دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھیں اور ایک کاتب کو ملا کہ  
عربی زبان میں آپ کے والانامہ کے جواب لکھنے کا حکم دیا وہ جواب یہ تھا۔

## مقوقس شاہ مصر کی طرف سے والانامہ کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - یہ خط محمد بن عبداللہ کے	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط محمد
ہم مقوقس سردار قبط کی جانب سے سلام پہنچا رہے	بن عبد اللہ من المقوقس عظیم القبط
اما بعد - میں نے آپ کا خط پڑھا اور کچھ اور اس	سلام ملیک - اما بعد فقد قرأت
کے مضمون کو اور اس چیز کو جس کی علت آپ کی دعوت	کتبتک و فہمت ما ذکرک فیہ وما تذکر

لے۔ کہہ کر حضرت مسیح علیہ السلام نے خود آپ کی بشارت دی ہے مُبَشِّرًا اَبْرَہَیْمَیْ یٰ اَبْرَہَیْمَ اِنِّیْ اَنْزَلْتُکَ اَحْمَدًا  
اور آپ کے اتہام اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔ آپ کا اتہام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حکم کا اتہام ہے ۷



رہائی کی ذہبت ان کی کبھی فتح ہوئی اور کبھی شکست

موقوف۔ وہ کس چیز کی طرف تم کو بلاتے ہیں۔

مغیرہ۔ ایک اللہ عزوجل کی عبادت کریں کسی کی اس کے ساتھ شریک نہ کریں، جن باتوں کی ہمارے  
آباء و اجداد پرستش کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے ہیں۔

موقوف۔ کیا نماز کے لئے کوئی وقت اور زکوٰۃ کے لئے کوئی مقدار معین ہے۔

مغیرہ۔ دن رات میں پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔

میں شغال سونے میں نصف شغال یعنی مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔

موقوف۔ زکوٰۃ لے کر کیا کرتے ہیں۔

مغیرہ۔ فقراء اور مساکین پر تقسیم کر دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں صلہ رحمی اور ایثار عہد کا حکم کرتے ہیں نماز اور  
سود اور شراب کو حرام بتاتے ہیں غیر اللہ کے نام پر جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو نہیں کھاتے۔

موقوف۔ بیشک وہ نبی مرسل ہیں تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے ہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی انہیں باتوں  
کا حکم دیتے تھے اور اس سے پہلے تمام انبیاء کلام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی انہیں باتوں کی  
تعلیق فرماتے تھے اور انجام کار آپ ہی کو غلبہ ہوگا، یہاں تک کہ کوئی آپ کا مزاحم نہ رہے گا اور  
تمہارے برادر بزرگ آپ کا دین پہنچے گا۔

مغیرہ۔ ساری دنیا بھی اگر آپ پر ایمان لے آئے تو ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔

موقوف۔ تم لوگ نادان اللہ بے عقل ہو۔ اچھا یہ تو بتلو کہ ان کا نسب کیا ہے۔

مغیرہ۔ سب سے بہتر۔

موقوف۔ حضرات انبیاء اللہ ہمیشہ سب سے اعلیٰ اور اثرات خاندان سے ہوئے ہیں۔

اچھا ان کی بچائی اور راستی کے متعلق کچھ بیان کرو۔

مغیرہ۔ ان کی بچائی اور راستی ہی کی وجہ سے سارا عرب ان کو آمین پکارتا ہے۔

موقوف۔ تم اس بارے میں غور اور فکر کرو کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص بندوں سے سچ بولے اور

ظاہر جھوٹ ہوئے۔ نیز یہ بتلاؤ کہ ان کے پیرواں اتباع کس قسم کے لوگ ہیں۔

مغیرہ۔ نوحمان۔

مقوقس۔ آپ سے پیشتر جس تمدن یا رگزے ان کے اتباع کرنے والے اکثر نوحمان ہی ہوئے ہیں۔ بعد ازاں یہ دریافت کیا کہ مشرب کے پیرو یوں نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا وہ لوگ اہل قہرات ہیں۔

مغیرہ۔ مخالفت کی آپ نے ان میں سے کسی کو قتل کیا اور کسی کو قید اور کسی جلاوطن۔

مقوقس۔ پیرو حاسد قوم ہے پیرو نے آپ پر حسد کیا ورنہ وہ ہماری طرح آپ کو خوب پہنچاتے ہیں۔ مغیرہ۔ یہ سن کر ہم قتل سے باہر آگئے اور اپنے دلوں میں یہ کہا کہ شاہانِ عجم بھی آپ کی تصدیق کرتے ہیں حالانکہ وہ آپ سے بیعتِ مقدسہ میں اور ہم تو آپ کے رشتہ دار بعد پڑوسی ہیں ہم اب تک آپ کے دین میں داخل نہیں ہوئے حالانکہ آپ نے ہم کو ہمارے گھوڑوں پر آکر بلایا۔ یہ بات میرے دل میں اثر کر گئی اور میں اسکندریہ ہی میں ٹھہر گیا کوئی گرجا ایسا نہ چھوڑا کہ میں اس میں نہ گیا ہوں اور ہاں

۱۔ کیونکہ اخلاق اور عادات بڑھ چکی ہیں پختہ اور صلاح ہو جانے ہیں ان کو اپنی عادات اور مراسم کا چھوڑنا بہت شاق ہوتا ہے۔

ان العصفون اذا لا یشتابا اعتراست ورن ملین اذا لا ینتہ خشب

شاہیں جب تک نرم ہوں ان کو سیدھا کیا جاسکتا ہے لیکن لکڑی بھجانے کے بعد ان کا سیدھا کرنا ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ کے اکثر نوحمان انتہار بعثت میں مشرت اسلام ہوئے اور سارا اور سردارانِ قریش فسق مکہ میں اسلام لائے۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تشریف فرستے اور نوحمانوں کی ایک جماعت نصیحت سننے کے لئے آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی ایک شخص ادھر سے گزرا۔ نوحمانوں کے جمع کو دیکھ کر اس نے حضرت حذیفہ سے سوال کیا کہ آپ کے گرو نوحمانوں کا جمع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہلالِ تحفیر الکافی الشباب جو نوز سکھو کس میں خیر ہے کہ وہ نصیحت کو سنیں اور بعد ازاں یہ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو سنا۔ قالوا سمعنا فتی یذکرہم یقال لہ ابراہیم۔ انہم فتیۃ امنوا بربہم۔ قال لفعلا انا عند اونا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بنا کر بھیجا مگر جب کہ اس کا شباب اور چہل تکم ہوگئی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا۔ کہا قال تعالیٰ۔ اذا بلغ اشده وبلغ اربعین سنة، کفانی تنبیہ المغترین للامام الشہداء رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲

کے پادریوں سے آپ کی صفات اور شان دریافت نہ کی ہو یہاں تک میں ان کے استشفاعظم رب سے پادری سے ملا جو بڑا عابد و زاہد تھا لوگ مریضوں کو اس کے پاس دوا کرانے کے لئے لاتے تھے، میں نے اس سے دریافت کیا۔ کیا ابھی کسی نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے اس نے یہ جواب دیا۔

نعم هو آخر الانبياء ليس بينه وبين عيسى بن مريم احد وهو بنى مرسل وقد امرنا عيسى بالتباعد وهو النبي الا ملى العربي اسبه احمد ليس بالطويل ولا ببيض ولا بالادم بعض شعرة و ليس ما غلط من الثياب و يجتزئ بما لقي من الطعام سيفه على عاتقه ولا يبالي بمن لا يقى باشر القتال بنفسه ومعه اصحابه يندوته بانفسهم هم له اسد حبان اولادهم يخرج من ارض حرم دياقي الى حرم مهاجر الى ارض سباخ وغل يد يد بددين ابراهيم عليه السلام

ہاں وہ آخری نبی ہیں۔ ان کے ادنیٰ علی علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں وہ نبی مرسل ہیں عیسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ان کے اتباع کا حکم دیا وہ نبی امی عربی ہیں نام ان کا احمد ہے نہ دراز قدیں نہ سپت قامت بلکہ میانہ قدیں آنکھوں میں اٹھی صرخی ہے نہ بالکل سفید ہیں نہ بالکل گندمی۔ بال ان کے زیادہ ہوں گے موٹے کپڑے پہنیں گے جتنا کھانا میسر آجائے گا اسی پر کٹھا اور قناعت کریں گے۔ تو ان کے کاغذھے پہرگی کسی مقابلہ کی پرانہ کریں گے، خود جہاد و قتال کریں گے ان کے اصحاب ان کے ساتھ ہوں گے جو دل و جان سے ان پر نذا ہوں گے اپنی اولاد سے زیادہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے وہ نبی حرم رکھ میں ظاہر ہوگا اور ہم کی طرف ہجرت کرے گا وہ زمین شریا نہ غلست

برگ۔ ابراہیم علیہ السلام کے دین کا پیرو ہوگا۔

مغیرہ کہتے ہیں میں نے کہا آپ کی کچھ اور صفات بیان کر دے کہ آپ انارہ بند ہوں گے اپنے اطراف اور اعضا کو دھوئیں گے یعنی دھو کریں گے۔ آپ سے پہلے جس قدی گزر

وہ صرف اپنی قوم کی طرف مبسوٹ ہوئے اور آپ تمام عالم کی طرف مبسوٹ ہوں گے تمام رستے زمین اُن کے لئے مسجد اور طہور ہوگی، جہاں نماز کا وقت آجائے گا وہاں پانی نہ ملنے کی صورت میں تقیم کر کے نماز ادا کریں گے۔ نبی اسرائیل کی طرح کنیسہ اور گرجا کے پابند نہ ہوں گے کہ کلیسا کے سوا کہیں دوسری جگہ نماز ہی درست نہ ہو۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ تمام باتیں میں نے خوب غور سے سنی اور یاد رکھا اور وہاں ہرگز آپ کی سنت میں حاضر ہرگز اسلام کا حلقہ بگوش نہ بنا۔

## (۵) منذر بن ساویٰ شاہ بحرین کے نام نامہ مبارک

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو۔ منذر ساری کی طرف دعوت اسلام کا خط دے کر روانہ فرمایا۔ علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ کا والا نامہ لے کر منذر کے پاس پہنچا تو میں نے اس سے یہ کہا۔

اے منذر۔ دنیا میں تو بڑا عاقل اور ہوشیار ہے۔ آخرت کے بارے میں نادان اور ذلیل نہ بن یہ جو سمیت راتیں ہستی بہترین مذہب ہے۔ نہ اس میں عرب کا سائنت اور کرم ہے اور نہ اہل کتاب کا سا علم۔ اس مذہب واسے ان عورتوں سے نکاح کرتے ہیں جن کے ذکر ہی سے حیا اور شرم آتی ہے۔ اور اُن چیزوں کو کھاتے ہیں جن کے کھانے سے سلیم طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔ دنیا میں اس آگ کی پریشانی کرتے ہیں جو قیامت کے دن ان کو کھائے گی اے منذر تو بے عقل اور نادان نہیں۔ تو خوب سوچے اور غور کرے۔ جو ذات کبھی جھوٹ نہیں بولتی اس کی تصدیق کرنے اور اس کو صادق اور راستباز سمجھنے میں تھک کر کیا تامل ہے اور جو ذات کبھی خیانت نہیں کرتی اس کے امین سمجھنے میں اور جو ذات کہ اُس کی بات میں کبھی خلاف نہیں ہوتا اس پر دُشمنی اور اُفتاد کرنے میں

۱۔ ابواب الصمیم لابن تیمیہ : ص ۱۰۱ - ۱۰۳ ، ۱۵۰ - خاتم کبریٰ ج ۲ : ص ۱۳

۲۔ روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے منذر بن ساویٰ کے نام دعوت اسلام کا خط تحریر فرمایا لیکن باوجود تبتع انداز کا کہ اس والا نامہ کے الفاظ میں معلوم ہرے۔ زرقانی ص ۳۵ ج ۳



تبعہ کو کیا تر دے، اگر آپ کی فائز بابرکات ایسی ہی ہے اور یقیناً ایسی ہے تو مجھ سے کہہ دیا  
 شبہ اللہ کے نبی اور اس کے رسول میں صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسے رسول ہیں کہ جس چیز کے کرنے کا  
 آپ نے حکم دیا۔ اس کے متعلق کوئی ذی عقل یہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ کاش آپ اس چیز سے منہ فرماتے  
 اور جس چیز کے کرنے سے آپ نے منہ فرمایا اس کے متعلق کوئی ذی عقل اور ذی ہوش یہ نہیں کہہ  
 سکتا کہ کاش آپ اس چیز کے کرنے کے کا حکم دیتے، یا جس چیز کو جس حد تک آپ نے ممانعت فرمایا  
 اس سے نادمہ ممانعت فرماتے یا جس چیز کی آپ نے جو سزا تجویز فرمائی اس میں کوئی تخفیف یا کمی  
 فرماتے۔ اس لئے کہ آپ کا ہر امر اور ہر نبی اور آپ کا ہر ارشاد اہل عقل اور اہل نظر کی انتہائی  
 تمنا اور آرزو کے مطابق ہے۔

### (۵) منذر بن سادہ کا جواب

منذر نے کہا میں جس دین پر ہوں میں نے اس میں غور کیا تو اس کو فقط دنیا کے لئے پایا۔  
 آخرت کے لئے نہیں اور تمہارے دین میں نظر اور فکر کی تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کے لئے پایا۔  
 پس مجھ کو اس دین کے قبول کرنے سے کیا شئی مانع ہے کہ جس کے قبول کرنے سے زندگی کی تمنا میں  
 اور موت کی راحت مائل ہوتی ہو اب تک میں اس شخص پر تعجب کرتا تھا جو اس دین (اسلام) کو قبول  
 کرے اور اب اس پر تعجب کرتا ہوں کہ جو اس دین (برحق) کو رد کرے۔

### منذر بن سادہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الانامہ کا جواب

منذر مشرقت اسلام ہوا اور آپ کے والانامہ کا یہ جواب لکھوایا۔

اما بعد یا رسول اللہ فانی قدوات کتابک  
 اے رسول اللہ میں نے آپ کا والانامہ اہل بحرین کو  
 اہل البحرین فمنہم من احب  
 سنا دیا بعضوں نے اسلام کو پسند کیا اور اس میں

الاسلام واعجبه ودخل فيه ومنهم  
من كرهه وبارضى يهود ومجوس  
فاحدث الله في ذلك امره.

آپ نے یہ جواب لکھوا کر بھیجا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ومن محمد  
رسول الله الى المنذرين سادى سلام  
عليك فاني احمد اليك الله الذي لا  
الله الا هو واشهد ان محمدا رسول  
الله اما بعد فاني اذكرك الله عز وجل  
فانه من يتصيح فانها يتصيح لنفسه  
وانه من يطعم رسله ويتبع امرهم  
فقد اطاعني ومن نصح لهم فقد نصح  
لى وان رسلنا اثرا عليك خيرا فاني  
قد شفعتك في قومك فاترك للمسلمين  
ما اسلموا عليك وعفوت عن اهل  
الذخوب فاقبل منهم وانكضهما  
تصلح فلن نغزلك عن عملك ومن  
اقام على يهوديته او مجوسية  
فعليه الجزية له

داخل ہوئے اور بعضوں نے ناپسند کیا اور میرے  
ملک میں یہودی اور مجوسی رہتے ہیں اس بارے میں  
آپ اپنا حکم صادر فرمائیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب سے  
مخند بن سادى کی طرف۔ سلام ہو تم پر میں تیری طرف  
میں خدا کے پاک کی حمد پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی  
معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد۔ اللہ کے رسول  
ہیں۔ بعد ازاں میں تم کو اللہ عزوجل یا دلاتا ہوں  
اس لئے کہ جو شخص اللہ کے ساتھ خیر خواہی اور نیکو کاری  
کرسے وہ حقیقت میں اپنی ذات کی خیر خواہی کرتا ہے  
اور جس نے میرے قاصدوں کی اطاعت کی اور ان کے  
حکم کا اتباع کیا پس تحقیق اُس نے میری اطاعت کی  
اور جس نے ان کی خیر خواہی کی، میرے قاصدوں نے  
اگر تمہاری تعریف و توصیف کی میں نے تمہاری قوم  
کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کی پس وہ املاک  
مسلمانوں کے قبضہ میں چھوڑ دو جس پر وہ اسلام لائیں  
اور خطا کاروں کو میں نے معاف کیا اُس سے سلام یا  
قرۃ قبول کرو اور جب تک تم ٹھیک اور درست نہ

تو تم کو سوزل نہ کرے گا لہذا جو شخص اپنی یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے تو اس پر جزیہ ہے۔

## (۶) شاہ عثمان کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَى جَبْرِ  
 وَ عُبَيْدِ ابْنِ الْجَلْدَةِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ  
 اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَأَيُّ أَدْعَاكُمْ  
 بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلَبًا تَسْلَبُهَا فَأَيُّ رَسُولِ  
 اللَّهِ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً لَا نَذْرَ مِنْ كَانَ  
 حَيًّا وَ يَحْتَقِ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ وَ انْكَمًا  
 أَنْ أَقْرَبْتُمَا بِالْإِسْلَامِ وَلَيْسَكُمَا وَ ان  
 أَيْمَانُ أَنْ تَقْرَأَ بِالْإِسْلَامِ فَإِنْ مَلَكَكُمْ  
 زِلْزَلٌ عَنْكُمْ وَ غِيْلٌ تَحُلُّ بِسَاحَتِكُمَا  
 وَ تَنْظُرُ بِنُورِي عَلَى مَلَكَكُمْ - له  
 اور میری نبوت و رسالت تمہارے ملک کے تمام ادیان پر غالب آکر رہے گی۔

ذی تعدۃ الحرام شہر میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے دعا لائے دے کر  
 پسرانِ جلدی۔ غنہ اور خنیز کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں آپ کا ملا تا  
 ے کہ عثمان پانچواں اول غنہ سے ملاقات ہوئی۔ نہایت عظیم اور بڑبڑار اور نیک خوش تھے میں نے  
 کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خط  
 دے کر آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ غنہ نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بڑے

لہ۔ میں دل میں اس کے حیات اور زندگی کہ آئندہ باقی ہیں درجہ جس کا دل بالکل مردہ ہو چکا ہے اس کے حق میں  
 لانا بعد از نماں مناسب براہ ہے ۱۲۔ ۱۳۔ زاد المساد ج ۳، ص: ۶۱، ۶۲۔ زکات ج ۳، ص: ۲۵۲

بھائی جعفر ہیں، میں آپ کو ان سے ملا دوں گا۔ یہ خط ان کے سامنے پیش کر دینا۔ بعد ازاں مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو۔

عمر بن العاصؓ: ایک اللہ کی عبادت کرو۔ بت پرستی کو چھوڑو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبداللہ: اے عمر بن العاصؓ، تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو تبلاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا ہم انھیں کی اقتدار کریں گے۔

عمر بن العاصؓ: میرے باپ مر گئے اور آپ پر ایمان نہیں لائے اور میری تمنا تھی کہ کاش وہ اسلام لاتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ ایک عرصہ تک میں انھیں کی رائے پر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے سرفراز فرمایا۔

عبداللہ: تم کب مسلمان ہوئے۔

عمر بن العاصؓ: چند ہی روز ہوئے۔

عبداللہ: کہاں مسلمان ہوئے

عمر بن العاصؓ: نجاشی شاہ حبشہ کے ہاتھ پرلاؤ نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

عبداللہ: نجاشی کے اسلام لے آنے کے بعد اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

عمر بن العاصؓ: حسب سابق اس کو بادشاہت پر برقرار رکھا اور اس کے متبع اور پیروئے

عبداللہ: اساتذہ راہروں اور رہبان نے کیا کیا۔

عمر بن العاصؓ: سب نے اس کا اتباع کیا۔

عبداللہ: اے عمر وغور کرو کیا کہہ رہے ہو خوب مجھ کو کہ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بڑی خصلت

نہیں اور انسان کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

۱۔ لطیف: عجیب بات ہے کہ ایک صحابی تابعی کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے کہ عمر بن العاصؓ صحابی تھے۔

اور نجاشی تابعی تھا ۱۲۔ زرقانی ص ۳۵۳ ج ۳

عمر بن العاصؓ ۱۔ ماشاؤ نکلا میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہمارے دین میں جھوٹ بڑا حلال ہے۔  
عُبَید ۱۔ معلوم نہیں کہ ہرقل قیصرِ روم کو نباشی کے اسلام لانے خبر ہوئی یا نہیں۔  
عمر بن العاصؓ ۱۔ ہرقل کو نباشی کے مسلمان ہونے کا علم ہے۔  
عُبَید ۱۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ نباشی قیصرِ روم کو خراج ادا کرتا تھا، مسلمان ہونے کے بعد خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر قیصرِ روم مجھ سے ایک دیم بھی مانگے تو وہ بھی نہ دوں گا۔ قیصرِ روم کو جب نباشی کی یہ بات پہنچی تو قیصرِ روم خاموش ہو گیا۔ قیصر کے خاموشی کو دیکھ کر قیصرِ روم کے بھائی نیاق نے نہایت غصے سے یہ کہا کہ کیا آپ اپنے اس غلام یعنی نباشی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے کہ خراج بھی ادا نہ کرے اور آپ کا مذہب چھوڑ کر نیادیں اختیار کرے۔ قیصر نے کہا نباشی کو اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے اس نے اس دین کو پسند کیا خدا کی قسم اگر مجھ کو اپنی سلطنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی یہی دین اختیار کرتا۔  
عُبَید ۱۔ بہت تعجب ہو کر اسے عمر دیکھا کہ رہے ہو۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ خدا کی قسم میں نے باطل سے کچھ نہیں کیا۔  
عُبَید ۱۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں۔  
عمر بن العاصؓ ۱۔ اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اُس کی معصیت اور نافرمانی سے منع فرماتے ہیں بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں ظلم اور تعدی۔ زنا اور شراب خواری بہت برستی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔

عُبَید ۱۔ کیا ہی اچھی دعوت اور کیا ہی عمدہ تلقین ہے۔ کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور دونوں مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تعظیم کریں لیکن ممکن ہے کہ میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔  
عمر بن العاصؓ ۱۔ اگر اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی بادشاہت کو بدستور

برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے احرار اور غنیانہ سے صدقات وصول کریں۔ اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین پر ان کو تقسیم کریں۔

عبداللہؓ۔ یہ تو نہایت عمدہ بات ہے۔ یہ بتاؤ کہ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں۔

عمر بن العاصؓ ۱۔ میں نے تفصیل بتایا کہ رسول نے امد چاندی میں اتنی زکوٰۃ لی جاتی ہے اور لونٹ اور بکریاں میں اتنی بعد ازاں عبداللہؓ نے نجد کو اپنے بھائی جعفرؓ کے سامنے پیش کیا میں نے آپؐ کو اپنا سر بھراں کر دیا مہر کھول کر اس کو پٹھیا اور کھجور کو بٹھینے کا حکم دیا اور قریش کا کچھ حال دریافت کیا ایک وفد کے تامل کے بعد جعفرؓ بھی اسلام پر آمادہ ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک مہمان اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور محمدؐ مسلمان نہیں ہوئے ان پر جزیہ نام کر دیا گیا۔ (رواہ المعاد ص ۶۲ بدایت الحمیار لایمانظ ابن القیم ص ۱۴)

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ اصل بادشاہ ان کا باپ جلدی تھا شاید بڑھ چڑھے ہو جانے کی وجہ سے سلطنت بیٹوں کے سپرد کر دی ہو۔ ابن النخعی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے عمرو بن العاصؓ کو جلدی کی طرف دعوت اسلام کی غرض سے روانہ فرمایا ممکن ہے کہ آپ نے عمرو بن العاصؓ کو باپ اور بیٹوں سب کی طرف روانہ فرمایا ہو۔ (دکذافی الامالیہ ص ۲۶۲ ج ۱ و ص ۲۶۳ ج ۱ ترجمہ جلدی و جعفر قسم ثالث)

علامہ سیبلی لکھتے ہیں کہ عمرو بن العاصؓ نے جلدی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔

اے جلدی تو اگرچہ ہم سے بہت دُور ہے لیکن اللہ عزوجل سے دُور نہیں جس ذات پاک نے تجھ کو بلا کسی شریک کے تنہا پیدا کیا تو تنہا اُسی کی عبادت کر اور جو ذات تیرے پیدا کرنے میں خدا کی شریک نہیں تو اس کو نہ اُسی کی عبادت میں شریک نہ کر اور یقین رکھ کہ جس خدا نے تجھ کو زندہ کیا ہے وہ تجھ کو موت دینے والا ہے اور جس نے تمھاری پیدائش کی ابتداء کی وہی تجھ کو اپنی طرف لوٹائے گا۔ پس اس نبی اُمّی کے بارے میں خوب غور و فکر کر کہ جو دنیا اور آخرت کی بھلائی اور سہولت دے لیکر

۱۵۔ یہ نفع محقر الخبقات ابن سعد ص ۱۱ ج ۱ میں بھی مذکور ہے ۱۶۔ منتقانی ص ۱۳۱ ج ۳ ص ۳۵۳

آیا ہے۔ مگر وہ تم سے کسی قسم کا کوئی اجر اور معاوضہ چاہتے ہوں تو وہ روک لو اور اگر ان کے کسی قول اور فعل میں ہوائے نفسانی کا شبہ محسوس کرو تو اس کو چھوڑ دو پھر آپ کے لئے ہوئے دین میں غور کرو کہ آپ کا دین لوگوں کے خود ساختہ قوانین کے مشابہ ہے یا نہیں۔ اگر آپ کی شریعت اور آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ ہے تو بتلاؤ کس کے مشابہ ہے اور اگر آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ نہیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے پس اس کو قبول کرو اور جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس سے ڈرتا ہے اس سے ڈرو۔

جنگلہ نے کہا میں نے اس نبی اُمّی کے بارے میں غور کیا۔ بے شک وہ کسی خیر اور بھلائی کا حکم نہیں دیتے مگر سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے وہ خود ہوتے ہیں اور کسی برائی سے منع نہیں کرتے مگر سب سے پہلے خود اس کے ترک کرنے والے ہوتے ہیں جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو اترتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں عہد کو پورا کرتے ہیں وعدہ کی وفا کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ نبی ہیں۔<sup>۱۳</sup>

اور یہ اشعار کہے :

اتانی عسرو بالی لیس بعدا      من الحق شئی والنصح یصح  
فما عمرو قد اسلمت للہ جہرۃ      ینادی ہیبانی الوداین فیصح

## (۵) رئیس یمامہ ہنوزہ بن عسلی کے نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط      بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط  
من محمد رسول اللہ الی ہوذ لا ین      طوں سے ہوزہ بن علی کے نام سلام ہے اس پر  
علی سلام علی من اتبع الهدی و      جہدایت کا اتباع کرے ملوک کر کہ میرا دین وہاں  
اعلم ان دینی سیظہرا لی منتھلی      تاپنے کا جیاں اونٹ اور گھوڑے پہن سکتے ہیں سلام

والخف والحاد فاسلم قلم واجعل لى آؤ سلامت ربرگے اور تھارے مقبوضات  
لك ماتحت يد يدك۔ پر تم کو بہت بڑا رکھیں گے۔

سلطان بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ خط دے کر روانہ فرمایا۔ ہوزہ نے آپ کا والا نام پڑھا اور  
حضرت سلط کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ آمارا۔ سلط رضی اللہ عنہ نے ہوزہ سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

اے ہوزہ تجھ کو پرانی اور بوسیدہ ڈبیلوں نے سردار بنا دیا ہے اور حقیقت یہی ہوا رہے ہے  
کہ جو ایمان سے متمتع ہوا اور تقویٰ کا توشہ لیا۔ میں تجھ کو ایک بہترین شئی کا حکم کرتا ہوں اور ایک بدترین  
شئی سے تجھ کو منع کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور شیطان کی عبادت سے منع  
کرتا ہوں اگر تو اس کو قبول کرے تو تیری تمام امیدیں برآئیں گی اور خوف سے مامون ہوگا۔ اور اگر انکار  
کرتا ہے تو قیامت کا ہول ناک منظر ہمارے اور تیرے درمیان سے اس پردہ کو اٹھا دے گا۔  
ہوزہ نے کہا مجھے ہمت دیجے کہ میں سوچ لوں اور بعد ازاں آپ کے والا نام کا یہ  
جواب لکھواں۔

ما احسن ماتد عوالیہ واجملہ جس چیز کی طرف آپ جلاتے ہیں وہ کیا ہی خوب  
والعرب تہاب مکافی فاجعل لی بعض اور بہتر ہے عرب میرے دبدبہ اور مرتبہ سے ڈرتے  
اکاملا تبعلک ہیں آپ مجھے کچھ اختیار دیکھیں میں آپ کا اعلان کروں گا۔

اور چلتے وقت حضرت سلط کو ہدیہ اور تحفہ دیا اور کچھ بھر کے بٹے ہوئے کپڑے دیئے دینہ  
پہنچ کر آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر فرمایا خدا کی قسم اگر ایک باشت زمین میں  
مانگے گا تو نہ دوں گا وہ بھی ہلاک ہوا اور اس کا ملک بھی ہلاک ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ سے واپس ہوئے تو جبریل امین نے ان کو آپ کو ہوزہ  
کے مرنے کی خبر دی اپنے صحابہ کو یہ خبر سنا کر فرمایا کہ یہاں میں غمگین ایک کذاب ظاہر ہوگا جو نہایت  
کاذب ہو کرے گا اور میرے بعد قتل ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (۵۰- زاد المعاد ج ۳، ص: ۶۳)



## ۱۸) امیر و مشق حارث غسانی کے نام نامہ مبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، من محمد رسول اللہ، الی الحارث بن ابی شمر  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد ﷺ کے رسول کی طرف  
 حارث بن ابی شمر کے نام سلام ہوا اس پر جہالت  
 سلام علی من اتبع الهدی وامن باللہ  
 اتباع کرے اور اللہ پر ایمان لے لے اللہ کے حکام کی  
 وصدق فانی ادعوا الی ان تؤمن باللہ  
 تصدیق کرے پس میں تم کو دعوت دیتا ہوں اس  
 وحد لا شریک، یہی سچ ہے  
 بات کی کہ تو ایمان لائے اُس ایک خدا پر جس کا کوئی  
 شریک نہیں اگر تو ایمان لے آیا تو تیری سلطنت پائی رہے گی۔

شجاع بن وہاب اسدی یہ والا نام لے کر و مشق پہنچے حارث غسانی اس وقت قیصر رم کیلئے  
 سامان ضیافت جتیار کرنے میں مشغول تھا قیصر اس زمانہ میں فارس پر فتحیابی کے شکر میں معص سے  
 پایادہ چل کر بیت المقدس آیا ہوا تھا انتظار میں کئی روز گزر گئے مگر حارث سے ملاقات نہیں ہوئی  
 میں نے حارث کے دربان سے ذکر کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں بادشاہ سے ملنا  
 چاہتا ہوں، دربان نے کہا کہ بادشاہ ایک دور دراز میں برآمد ہوں گے اس وقت ملاقات ہو سکے گی  
 و دربان روم کا رہنے والا تھا نام اُس کا مری تھا، اُس نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 حالات دریافت کرنے شروع کئے۔ میں آپ کے حالات بیان کرتا جاتا تھا اور وہ مرقا جاتا تھا آپ کے  
 حالات سن کر کہہ پھا میں انجیل پڑھی ہے میں آپ کے نام و اوصاف پاتا ہوں میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور  
 آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور جھکاؤ نہ دیتا ہے کہ حارث جھک کر اُسے گا اور میرا نہایت اکرام اور احترام کیا اور  
 نہایت اچھی بھائی کی ایک روز حارث برآمد ہوا تاج پہن کر بیٹھا اور ان کو لاندہ سنانے کی اجازت دی گئی  
 حضرت شجاع بن وہب نے آپ کا والا نامہ پیش کیا۔ حارث اس کو پڑھ کر برجم ہوا اور آپ کے  
 والا نامہ کو بھینک دیا اور غصہ ہو کر کہا کہ وہ کون شخص ہے جو میرا ملک مجھ سے چھینے گا میں ہی خود اس کی  
 طرف جانے والا ہوں اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا اور ایک خط اس مضمون کا قیصر روم کے

نام سعادۂ کیدہ قیصرِ دم کا جواب یہ تھا کہ اپنا ارادہ ملتوی کرو۔ قیصرِ دم کا جواب آنے کے بعد حضرت شجاع کو بلاوا اور بیانات کیا کہ واپسی کا کب ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ کل ارادہ ہے، حادث نے آپ کو تشویش خال سونا بدیشہ پیش کرنے کا حکم دیا اور دربان نے بھی کچھ مذاکرہ پیش کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچا دینا۔ میں واپس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا اُس کا ملک ہلک ہوا۔ بعد ازاں میں نے تمہاری کا سلام پہنچایا اور کچھ اُس نے کہا تھا وہ بیان کیا آپ نے فرمایا سچ کہا ہے

## فوائد

(۱)۔ شاہانِ عالم کے نام جو دعوتِ اسلام کے خطوط ارسال فرمائے یہ اس کام کی صریح دلیل ہیں کہ حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کی رسالت عرب اور عجم جن اور انس یہود و اور نصاریٰ اور مشرکین اور مجوس سب کے لئے ہے۔

قیصرِ دم نے جو کہ مذہبِ عیسائی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ علی ہذا عینِ مصرعین مقفوس نے بھی جو کہ مذہبِ انصرانی تھا آپ کی نبوت و رسالت کا اعتراف کیا مگر اسلام نہیں لایا۔ شاہِ حبشہ جو عیسائی تھا وہ اسلام لایا نصاریٰ کے بعض فرقوں کا یہ گمان ہے کہ حضور پر نور نبی اور رسول تو تھے مگر فقط عرب کے لئے تھے، یہود و نصاریٰ کے لئے نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ ان کا یہ گمان بالکل غلط ہے۔

اگر حضور پر نور کی نبوت و رسالت فقط عرب کے امین کے لئے مخصوص ہوتی تو یہود اور نصاریٰ اور مجوس کو دعوتِ اسلام کیوں دیتے اور یہود اور نصاریٰ پر جزیہ کیوں لگاتے، امامِ زہری سے منقول ہے کہ سب سے پہلے آپ نے نصاریٰ بخراں پر جزیہ مقرر کیا اور جب حجاز بن حبشہ کو من کا حکم مقرر کر کے بھیجا تو حکم دیا کہ میں جو یہودی رہتے ہیں ان کے ہر مانع سے سالانہ ایک دینار جزیہ وصول کیا کریں۔

(۲)۔ اب ہم اکثر غزوات اہل عرب سے رہے اس کے بعد شہ میں یہودی خیر سے آپ نے جہاد و قتال فرمایا اور پھر شہ میں مقام موت کی طرف نصائی کے مقابلہ کے لئے ایک سرور وافر فرمایا جس میں حضرت زید اور حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر فرمایا۔ جس کی تفصیل عنقریب آجائے گی اور پھر شہ آپ انیس انیس قیدیوں کے مقابلہ کیئے مقام تبرک کی طرف روانہ ہوئے جو غزوہ تبرک کے نام سے مشہور ہے یہ غزوہ، نصاریٰ شام سے تھا معلوم ہوا کہ آپ کی بعثت فقط مشرکین عرب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہود اور نصاریٰ اور تمام عالم آپ کی دعوت اور شریعت کا مکلف ہے ورنہ جو آپ کی شریعت کا مکلف نہ ہو اس سے جہاد کے کیا معنی۔

(۳)۔ نیز قرآن و حدیث سے متواتر یہ ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرماتے تھے قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا وَإِنِّي لَأَكْمَلُ الْكِتَابَ لَكُمْ لَوْ أَنِّي كَلِمَةٌ مِّنْ سُلَيْمَانَ

اَلْاِبْنِ كَتَبَ كُوْلِي اَنَا اَعْلَانِ اِسْلَامِ كِي دَعْوَتِ دِيْتِي تَحِي۔

پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک اگرچہ آپ عرب ہی کی طرف نبی بن کر بھیجے گئے تھے مگر بہر حال نبی تھے اور نبی اگرچہ کسی خاص قوم کی طرف بعثت ہو مگر عقلاً و نقلاً یہ ضروری ہے کہ نبی اپنے اقوال اور دعاوی میں قطعاً صادق ہو گا یہ ناکمل ہے کہ نبی ہوا کسی بات میں کا ذہب ہو پس اگر نصائی کے اس فرقہ کے نزدیک آپ نبی عرب تھے تو آپ یقیناً اس دعوے میں اِنِّي رَسُولُ اللَّهِ اِلَيْكُمْ جَمِيعًا میں ضرور صادق ہوں گے جب آپ کو نبی مان لیا تو دعوائے عموم نبوت میں بھی آپ کہ یقیناً صادق ماننا پڑے گا ۔

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## غزوة خیبر محرم الحرام ۸ھ

وَعَدَ كُمْ اللَّهُ مَغَابَةَ كَثِيرَةً تَأْخُذُ وَنَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ مُهْلِكًا  
 (سورہ فتح) وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تم سے بیت سی غنیمتوں کا جن کو تم لوگ پس یہ خیبر کی نعمت  
 اللہ تعالیٰ نے تم کو جلدی دے دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ سے واپس ہوئے تو ماہِ محرم میں سورہ فتح نازل ہوئی  
 جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے عموماً اور اصحابِ بیتہ الرضوان خصوصاً یہ وعدہ فرمایا کہ تم کو  
 بہت سی فتوحات ہوں گی اور بہت سی غنیمتیں ملیں گی اور بالفضل اس بیعت الرضوان کے انعام  
 میں فتح خیبر دی اور فتح مکہ جس وقت ہاتھ نہ لگی کچھ لوگ وہ بھی مل ہی چکی ہے اور آئندہ چل کر تم کو  
 اور بھی فتوحات نصیب ہوں گی جن کا علم ہم کو ہے چنانچہ آیت مذکورہ میں فَعَجَلَ لَكُمْ مُهْلِكًا  
 سے خیبر کی فتح مراد ہے اور علیٰ ہذا گذشتہ آیت وَانَّا لَبَهُمُ فَتَحًا قَرِيبًا میں بھی فتح قریب  
 فتح خیبر ہی مراد ہے۔

چنانچہ آپ مدینہ سے واپس ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور ذی الحجہ اور احوالِ محرم میں مدینہ  
 ہی میں مقیم رہے اس اشار میں حضور پروردگار کو یہ حکم ہوا کہ خیبر پر چڑھائی کریں جہاں غدار یہود آباد تھے  
 اور جو بد عہد کر کے جنگ احزاب میں کفار مکہ کو مدینہ پر چڑھا کر لائے تھے اور حق تعالیٰ نے حضور  
 پروردگار کو یہ خبر دیدی کہ فتح خیبر کی بشارت سن کر منافقین بھی آپ سے استمداد کریں گے کہ ہم بھی آپ کے  
 ساتھ سفر میں چلتے ہیں اللہ کا حکم ہے کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ اس سفر میں ہرگز نہ جائیں اور اس  
 بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ  
مَعَانِمِ لَنَا خُذُوا هَٰذَا فَنُؤَاتِبُكُمْ  
بِمُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ  
فَلَنَلْنَنَّا مَكِيدًا بَكُمُ قَالَ  
اللَّهُ مِن قَبْلُ ۚ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسَدُونَا  
بِأَنَّا بَدَّلْنَا كَلِمَ الْإِسْلَٰمِ بِلَا

جو لوگ سفرِ مدینہ میں پہچے رہ گئے تھے وہ مغرب  
جب تم خبر کی غیبتیں لینے چلو گے تو یہ طعن لوگ تم سے  
یکہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دو کہ تمہارے ساتھ خبر  
چلیں حق تعالیٰ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ  
لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم اور اس کے وعدہ کو  
بدل دلائیں آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں

جاسکتے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر سے یہ حکم دے دیا ہے پھر یہ اہلِ حق یہ اعتراض کریں گے کہ تم پر  
حسد کرتے ہو اور یہ چاہتے ہو کہ غیبت میں ہم تمہارے شریک نہ ہوں حالانکہ یہ باطل غلط  
ہے صحابہ کرام کے قلوب حسادِ حرص سے پاک منزہ ہیں بلکہ یہی لوگ بات کو بہت  
ہی کم سمجھتے ہیں جن حضرات کی نافرمانی دینا پتھر کے پیکے برابر بھی وقعت نہیں  
رکھتی ہوا ان کے منقلبِ حسد کا قصور ہی کمالِ اہلِ ایمان و امانی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں کچھ قیام کے بعد اخیرِ ماہِ محرم الحرام ۶۱ھ میں  
چودہ سو پینچا دوں اور دوسو سواروں کی جمعیت کے ساتھ خیبر کی طرف خروج فرمایا ازواج  
مطبہرات میں سے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی ساتھ تھیں دفع المبارکی ۲۵۴ھ  
در زمانہ ۲۱ھ (۱۲)

صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ رات کے وقت خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو عامر بن اکوع مشہور شاعر یہ رجز پڑھتے ہوئے  
آگے آگے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْ اَنَّكَ مَا اِهْتَدَيْتَنَا وَ لَوْ اَنَّكَ تَنَاسَلْنَا وَ لَوْ اَنَّكَ مَاتَ لَوْ اَنَّكَ مَاتَ

اے اللہ اگر تو ہدایت نہ فرماتا تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے اور اگر تو نہ پاتے تو ہم نہ پاتے اور اگر تو نہ پاتے تو ہم نہ پاتے۔

فَاَغْفِرْ دَعَائِهِ مَا اتَّقَيْنَا ۖ فَاَتَقَيْنَ سَكِينَةً عَلَيْنَا ۖ

اے خدایم تجھ پر دعا اے تو مان میں جو احکام ہم نہیں بجالائے ان کو معاف فرما اور خاص سکینت اور طمانیت ہم پر نازل فرما تاکہ قلب کو سکون اور چین حاصل ہو اور ہر قسم کی پریشانی اور بے چینی دل سے دور ہو۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ لَكُمْ فِتْنًا ۖ اِنَّ اِذَا اَصْبَحْتُمْ بِنَاصِيَتِنَا

اور دشمنوں سے متباد کے وقت تم کو ثابت قدم رکھ، ہم کو جب جہاد قتال کے لئے پکارا جائے تو دوڑ کر پہنچے ہیں

وَبِالْاٰصِيَا حِ عُوْلُوْا عَلَيْنَا

اور پکار کر ہم سے استغاثہ کیلئے۔ (فتح الباری ج ۲)

مسند احمد میں بعض کلمات رجزیہ اور زیادہ ہیں وہ یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا عَلَيْنَا اِذَا اَلَسُوْا دُوًّا فِئْتَةً اَبَيْنَا

تحقیق جن لوگوں نے ہم پر ظلم اور تعدی کی جب وہ ہم کو کفر اور شرک کے کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اسے قبول نہیں کرتے۔

وَلَنَعْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

اے پروردگار ہم تیرے فضل و کرم سے مستغنی اور بے نیاز نہیں

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ حدی پڑھنے والا کون ہے لوگوں نے کہا۔

عامر بن الکوث ہے آپ نے فرمایا۔ یہ رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور مسند احمد کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا غفر لک رہا کہ پروردگار تیری مغفرت فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی کو خاص کر کے دعائے مغفرت فرماتے تو وہ شخص ضرور شہید ہوتا اس بنا پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ۔ اس کے لئے تو جنت واجب ہوئی۔ کاش آپ عامر کی شجاعت سے اور چند روز

۱۵۔ اور ایک روایت میں مَا اتَّقَيْنَا کے بجائے مَا اَبَقَيْنَا ہے یعنی جو گناہ ہمارے وقت باقی ہیں جن سے ہم نے توبہ نہیں کی ان کو معاف فرما۔ اس کے کچھ تو یہ کہنے سے گناہ نامہ اعمال سے مٹائے جاتے ہیں توبہ کے بعد گناہ باقی نہیں رہتا۔

بیا کہ حدیث میں کوہ ہمدانی روایت میں مَا اتَّقَيْنَا یعنی اے اللہ جو گناہ ہم نے کئے ہیں وہ معاف فرما ۱۳

ہم کو متعین اور منتفع ہونے دیتے مدفع الباری ص ۲۵ ج ۱

لاستہ میں جب ایک بلند مقام پر پہنچے تو صحابہ نے نعرہ تجمیر بلند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اے بچے اور پر ہم کرو۔ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم تو اس فات پاک کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں آپ کی سواری کے قریب تھا آپ نے مجھ کو لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ پڑھتے ہوئے سن کر عبد اللہ بن قیس کہہ کر ادا زوی۔ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمھیں جنت کا خزانہ نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں کیوں نہیں ضرور بتلائیے آپ نے فرمایا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یعنی یہ کل جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری شریف)

چونکہ آپ کریم معلوم تھا کہ غطفان نے یہودی خیر کی امداد کے لئے لشکر جمع کیا ہے اس لئے آپ مدینہ سے چل کر مقام حبیج میں جو خیر اور غطفان کے امین ہے پڑاؤ ڈالا تاکہ یہودی غطفان سے مرعوب ہو کر یہودی خیر کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔ چنانچہ یہودی غطفان کو جب یہ معلوم ہوا کہ خود ہماری ہی جان خطر میں ہے تو واپس ہو گئے۔ (ابن ہشام ص ۱۵ ج ۲)

جب خیر کے قریب پہنچے تو صحابہ کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ اور یہ دعا مانگی۔

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الکواکب وما اقللن ورب الشیاطین  
وما اضللن ورب الريح وما اذرن فاننا نسألك خیر هذا القرية وخیر اهلها  
وخیر ما فیها ونعوذ بک من شہا وشہاء اهلها وشہر ما فیها اقدموا لبس اللہ۔

۱۲۔ یہ ابو موسیٰ اشعری کا ہم تھا ابو موسیٰ کنیت تھی۔ ۱۳۔ اس کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ اللہ کی سمیت سے ہمدن اللہ کی اعانت و اسعاد کے نہیں بچ سکتا اور نہ وہ کسی طاعت اور عمل صالح کی قوت اور قدرت میں گرفتار نہ کیا نہ اندیشہ تو یہ ہے کہ اپنی حول و قوت کو بیکے کر اللہ کی حول و قوت اور اس کی تائید و اس کی اعانت و اس کی توفیق اور ہدایت پر نظر کرنا ہے یہ اعلیٰ درجہ کی توفیق و تسلیم ہے جو جنت کا خزانہ ہے اور جو چیز غمناک نہیں ہوتی ہے وہ مستعد اور پختہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ لا قوۃ الا باللہ کے اجمال و شہاب کی مقدار کو حد بخیرین نہ کہ میں بچ کر خزانہ کی چیز تھی اس لئے اس کا اجر بھی پختہ ہو کر نکلا گیا ۱۴۔ ابن ہشام ج ۲ ص ۱۵ ج ۲ ص ۱۵

آپ کی یہ عادت شریف تھی کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ۱۲ (ابن ہشام ص ۱۷۸)  
 صحیح بخاری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر میں رات کو پہنچنے  
 آپ کی عادت شریف تھی کہ رات میں کسی پر حملہ نہیں فرماتے تھے صبح کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان سنتے تو حملہ نہ  
 فرماتے ورنہ حملہ فرماتے۔ اسی سنت کے مطابق خیر میں بھی صبح کی اذان کا انتظار فرمایا، جب صبح کی اذان  
 نہ سنی تو حملہ کی تیاری کی۔ صبح ہوتے ہی یہود کدال اور بھارے لے کر اپنے کاروبار کے لئے نکلے۔ آپ کے  
 لشکر کو بڑھتے دیکھ کر یہ کہا کہ وہ فانیس یعنی محمد اپنی کل فوج اور لشکر کے ساتھ آگئے۔

شکر کو فانیس اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے پانچ حصے ہوتے ہیں

مقدمہ - میمنہ - میسرہ - قلب - ساقہ

آپ نے ان کو دیکھ کر دعا کے لئے دو لڑوں ہاتھ اٹھائے اور یہ فرمایا۔

اللہ اکبر خیرت خیر انما اذا انزلنا السلۃ قوم نساء وعباد المذنبین سبائی وفتح الباری ص ۳۵۹

خیر میں یہودیوں کے متعدد قلعے تھے، یہود آپ کو دیکھنے ہی مع اہل و عیال کے قلعوں میں محفوظ ہو گئے  
 آپ نے ان کے قلعوں پر پچھلے شروع کئے یکے بعد دیگرے فتح کرتے جاتے تھے۔

### (۱) قلعہ ناعص

سب سے پہلے قلعہ ناعص فتح فرمایا محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قلعہ کے دامن میں تھے

کہ یہودیوں نے اوپر سے ان پر ایک چکی کا پاٹ لگایا جس سے وہ شہید ہونے

### (۲) قلعہ قموص

قلعہ ناعص کے بعد قلعہ قموص فتح ہوا یہ قلعہ خیر کے قلعوں میں نہایت حکم تھا جب اس قلعہ کا محاصرہ  
 ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وردہ شقیقہ کی وجہ سے میدان میں تشریف نہ لاسکے اس لئے نشان دے کر  
 ابراہیم حدادیؓ کو کہجھا، باوجود لہری جدوجہد کے قلعہ قموص نہ ہوسکا واپس آگئے۔ دوسرے روز فاطمہؓ کو

۱۔ صحیح بخاری کتاب الصلاۃ میں تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ ان کلمات کا کھنڈ کہہ ہے ۱۲۔ نہ تالی ص ۱۱۱ ج ۲

۳۔ ابن ہشام ج ۲: ص ۱۸۵۔ عین الاثر ج ۳: ص ۱۳۶، ۱۳۷، فتح الباری ج ۱: ص ۳۵۸





اس لئے کہ وہ خود اپنی تلوار سے مرے اپنے فرمایا جسے غلط کہا۔ وہ بڑا مجاہد ہے اور انھیں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کے لئے دعا جزمیں۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔<sup>۱۵</sup>

بعد ازاں حضرت علیؓ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔  
 اَنَا الَّذِي سَمَّيْتَنِي اُمِّي حَيْدَرًا      كَلَيْتَ غَابَاتٍ كَرِيحِ الْمُنْظَرِ<sup>۱۶</sup>

میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام جہدِ دشیر رکھا ہے شیرِ یمن کی طرح نہایت بُسیب ہوں۔  
 یہ کہہ کر اس زور سے تلوار باری کہ مرحب کے سر کے دوہر گئے اور تلوعہ فتح ہمارا مداح علم فتح ابابکرؓ پر  
 بعد ازاں مرحب کا بھائی یا سر مقابلہ کے لئے آیا۔ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے اور  
 یا سر کا کام تمام کیا۔ زاد المعاد<sup>۱۷</sup>

یہ تلوعہ بنیِ رز کے محاصرے کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا مال غنیمت کے علاوہ بہت  
 سے قیدی ہاتھ آئے جن میں صفیہ۔ حبیب بن اسخط سردار بنیِ نضیر کی بیٹی اور کننہ بن الریح کی بیوی بھی تھیں۔  
 (شکستہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز جب کسی تلوعہ پر حملہ کا ارادہ فرماتے تو ان غیاثِ مجاہدین  
 انصاریں سے کسی کو منتخب فرماتے کہ رایتِ اسلام یعنی اسلام کا جھنڈا اس کے ہاتھ میں دیں اور اللہ تعالیٰ  
 اس کے ہاتھ پر وہ تلوعہ فتح کرا دیتے چونکہ تلوعہ قوموں کی فتح کی فضیلت تفاضلی میں حضرت علیؓ کے  
 ہاتھ تھی اس لئے آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کو عطا کیا اور حضورؐ پر نور کا یہ فرمان کہ جھنڈا ایسے  
 ایسے شخص کو دے گا جو خدا اور اس کے رسول کو درست رکھے یہ ازراہِ تدریسی اور حوصلہ افزائی تھا  
 معاف اللہ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس شخص کے سوا کوئی اللہ اور اس کے رسول کو درست نہیں رکھتا۔

حضرت صفیہ اور ان کی دو چچا زاد بہنیں اس تلوعہ قوموں سے قید ہوئیں جن کا قہر آئے گا اور حضرت

۱۵۔ طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۸۰۔ ۱۶۔ کہا جاتا ہے کہ مرحبؓ اس رات یہ خواب دکھیا کہ ایک خیر اس کو  
 پھاڑ رہا ہے حضرت علیؓ کو بطور کشف اس کا علم ہو گیا۔ حضرت علیؓ کا انا الَّذی سَمَّیْتَنی اُمی حیدرہ سے اس طرف اشارہ تھا کہ  
 اے مرحب جس کو تو نے خواب میں دکھیا ہے وہ خیر میں ہی ہوں چنانچہ حضرت علیؓ نے بروقت یہ عرض پھینکا مرحب سننے پر کانپ  
 گماں یہودی کا سارا لشکر کافر ہو گیا۔ اللہ اعلم ولله التمام و التمام ۱۷۔ ابنِ شام ج ۲، ص ۱۸۰۔ ۱۸۔ فتح بکری ص ۳۶۰۔

صفیہ کے شوہر کا نام کن نضر بن ربیع تھا جو اس غزوہ میں مارا گیا۔

### (۳) قلعہ صعوب بن معاذ

قلعہ قوص فتح ہو جانے کے بعد صعوب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا جس میں قلعہ اور چربی اور خورد و نوش کا بہت سلمان تھا وہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب مسلمانوں کو خورد و نوش کی کمی ہونے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی آپ نے دعا کی دوسری ہی روز قلعہ صعوب بن معاذ فتح ہو گیا اور خورد و نوش کا بہت سلمان ہاتھ آیا جس سے مسلمانوں کو مدد ملی۔

اسی روز آپ نے یہ دیکھا کہ ہر طرف اُگ جل رہی ہے، پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ گوشت پکا رہا ہے، آپ نے پوچھا کس چیز کا گوشت ہے۔ کہا ابلی گھوں کا گوشت ہے۔ آپ نے فرمایا دو بجنس ہے سب پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر گوشت پھینک دیں اور برتنوں کو دھو لیں اس کی اجازت ہے آپ نے فرمایا اچھا برتنوں کو دھو ڈالو۔

### (۴) حصن قلہ

اس کے بعد یہود نے حصن قلہ میں جا کر پناہ لی یہ قلعہ بھی نہایت محکم تھا پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اس وجہ سے اس کا نام حصن قلہ تھا۔ قلعہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں جو بعد میں قلعہ زبیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس لئے کہ یہ قلعہ تقسیم غنائم کے بعد حضرت زبیر کے حصہ میں آیا۔

تین روز تک آپ اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہے حسن اتفاق سے ایک یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم آپ اگر مہینہ بعد بھی ان کا محاصرہ کئے رہیں تب بھی ان لوگوں کو پرہا وہ نہیں ان کے پاس زمین کے نیچے پانی کے چٹے ہیں رات کو نکلتے ہیں اور پانی لے کر قلعہ میں محفوظ رہ جاتے ہیں آپ اگر ان کا پانی قطع کر دیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا پانی بند کر دیا مجبور

۱۔۔۔ فتح الباری ج ۱ ص: ۳۶۰

۲۔۔۔ میون الاثر ۲۱۵ ص: ۱۳۴



سب نے بھی کہا کہ خرچ ہو گیا آپ نے فرمایا اگر وہ تھیلہ براء مد ہو گیا تو تمھاری خیر نہیں یہ کہہ کر آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں جگہ ایک درخت کی ٹہریں دبا ہوا ہے چنانچہ وہ صحابی گئے اور مال براء کیا جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی اس جرم میں یہ لوگ قتل کئے گئے یہ جن میں ایک مصفیہ کاشوہر بھی تھا جس کا نام کنانہ بن الریح بن ابی الحقیق تھا۔ ۷۷

علاوہ ازیں کنانہ کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ کنانہ نے محمد بن مسلمہ کے بھائی محمود بن مسلمہ کو اسی معرکہ میں قتل کیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے حامل کیا کہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلہ میں اس کو قتل کریں (سیرۃ ابن ہشام)

(تنبیہ) قلعاتِ خیبر کی فتح کی جو ترتیب اس ناچیز نے ذکر کی ہے کہ اوّل قلعہ ناعم فتح ہوا اور  
 پھر قلعہ قموص اور پھر قلعہ مصعب اور پھر ان خیبر میں قلعہ وطیح اور اسلام فتح ہوئے، یہ ترتیب سیرۃ ابن  
 ہشام اور البیہاتہ والنبہاتہ لایں کثیر ص ۱۹۲ تا مصلح ۱۹۳ میں مذکور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں  
 میں ان کے علاوہ اور قلعوں کا بھی ذکر ہے اور ترتیب فتح بھی کچھ مختلف ہے۔ علامہ جلی سیوطیہ  
 میں لکھتے ہیں کہ علاقہ لظاہ میں تین قلعے تھے حصن ناعم۔ و حصن قلعہ لظاہ میں سب سے  
 پہلے جو قلعہ فتح ہوا وہ قلعہ ناعم تھا جو یہودی قلعہ ناعم سے جان سپکا کر بھاگ سکے انھوں نے لظاہ  
 کے دو ستر قلعہ حصن مصعب بن معاذ میں ہا کر پناہ لی۔ دو ستر روز غروب آفتاب سے قبل دو دن  
 کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔

بعد ازاں آپ نے حصن ثلثہ کا محاصرہ فرمایا۔ اس قلعہ کو حصن ثلثہ اس لئے کہتے ہیں کہ قلعہ کے معنی پہاڑ کی چوٹی کے ہیں یہ قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور چونکہ یہ قلعہ بعد میں حضرت زبیر کے حصہ میں آیا اس لئے اس کو قلعۃ الزبیر بھی کہتے ہیں۔ یہ تینوں قلعے علاقہ نطافہ کے تھے۔

اس کے بعد مسلمان قلعہ شق کی جانب بڑھے اس علاقہ میں دو قلعے تھے۔ ایک حصن ابّی دوسرا حصن بری۔ اول حصن ابی امجد میں حصن بری فتح ہوا۔

جب یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا تو سہو دروں نے بھاگ کر قلعہ کی قبتہ میں پناہ لی کی قبتہ میں تین قلعے تھے قنوص - و طیح - سلام۔ سب سے بڑا قلعہ قنوص تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ جب یہ قلعہ بھی فتح ہو گیا تب مسلمانوں نے و طیح اور سلام کا محاصرہ کیا۔ چودہ دن کے محاصرے کے بعد ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو چھوڑ دیا جائے ہم خیر کو چھوڑ کر محل جانیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا۔

## فتح فک

جب اہل فک کو اس کی اطلاع ہوئی کہ پیوند خیر نے ان شرائط پر صلح کی ہے تو ان لوگوں نے بھی اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیام بھیجا کہ ہماری جانوں کو ان دنوں کے ہاتھ مال و اسباب چھوڑ کر یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں گے آپ نے اس کو منظور فرمایا اور حقیقہ بن مسعود کے واسطے سے گفتگو ہوئی چونکہ فک بغیر کسی حملہ اور فوج کشی کے فتح ہوا اس پر نہ سوار سجالے پڑے اور پیادہ اس لئے فک خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں رہا اور بغیر کی طرح غنائین پر تقسیم نہیں ہوا سیرۃ ابن ہشام۔

فائدہ : اس غزوہ میں چودہ یا پندرہ مسلمان شہید ہوئے اور تیراڑے کافر مارے گئے۔ فتح کے بعد جب اہل غنیمت اور قیدی جمع کئے گئے تو ان میں صفیہ حبیبہ کی بیٹی اور کنانہ ربیعہ کی بیوی بھی تھیں قریب ہی کی شادی ہوئی تھی۔

حی بن اخطب، حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے تھا، لڑائی کے بعد جب قیدی جمع کئے گئے تو حضرت وحید نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک جاہل جو عطا فرمائیے، آپ نے فرمایا تم کو اختیار ہے جس جاہل کو چاہو۔ حضرت وحید نے حضرت صفیہ کو پسند کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ان کے سردار کی بیٹی ہے۔ آپ ہی کے لئے مناسب ہے اس لئے آپ نے ان سے صفیہ کو واپس لیا۔

اور ان کے معاوضہ میں حضرت صفیہ کی بھانجیاؤں میں ان کو عنایت کی اور حضرت صفیہ کو ان کا ذکر کے آنے کا حق فرمایا۔

حضرت صفیہ کے نکاح کا مفصل فقہ انشاء اللہ تعالیٰ اندازِ مطہرت کے بیان میں آئے گا جس طرح غزوہ بنی المصطلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ کے ساتھ ان کی خاندانی عزت و دجاہت کے موافق معاملہ فرمایا اسی طرح اس موقع پر بھی حضرت صفیہ کے ساتھ ان کے خاندانی مرتبہ اور حضرت ہارون علیہ السلام کی ذریت میں سے ہونے کے شرف کو ملحوظ رکھ کر ان کو آزاد فرما کر اپنی نذہمیت میں لے لیا۔

## زہر دینے کا واقعہ

فتح کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز غیری میں قیام فرمایا۔ اسی اثناء میں ایک دن زینب بنت حارث زوجہ سلام بن مشکم نے ایک بھٹی بھری بکری بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں پیش کی اور اس میں زہر ملا دیا۔ آپ نے چکھتے ہی ہاتھ روک لیا۔ بشر بن ہارون معروف جو آپ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے ماضوں نے کچھ کھا لیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاتھ روک اس بکری میں زہر ملا ہوا ہے۔

زینب کو ملا کر اس کا سبب دریافت کیا اس نے اقرار کیا کہ بے شک اس میں زہر ملا لایا گیا ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ نبیِ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع کر دے گا۔ اور اگر آپ نبیِ کاذب ہیں تو لوگ آپ سے نجات پا جائیں گے۔ چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے اس لئے آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ لیکن بعد میں جب بشر بن ہارون معروف اس زہر کے اثر سے انتقال فرما گئے تو زینب و ارثانِ بشر کے حالے کر دی گئی اور انھوں نے اس کو بشر کے قصاص میں قتل کیا۔

بیشکی کی ایک روایت میں ہے کہ زینب اقرار جرم کے بعد اسلام لے آئی اور یہ کہا کہ بھوکو اب

آپ کا صادق ہونا مکمل واضح ہو گیا آپ کہ اور تمام حاضرین مجلس کو گواہ بتاتی ہوں کہ میں آپ کے دین پر  
ہوں اور اقرار کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہر  
اللہ سلیمان نے اتھارنے قتل کرنے کی وجہ یہی بتلائی ہے کہ وہ اسلام نے آئی تھی۔

## مخبرہ

جب غیر فتح ہو گیا اللہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہو گئی تو آپ  
نے ارادہ فرمایا کہ یہود حسب معاہدہ یہاں سے جلائے وطن ہو جائیں لیکن یہود نے یہ درخواست کی  
کہ آپ اس زمین پر ہم کو رہنے دیجئے ہم زراعت کریں گے جو پیداوار ہوگی اس کا نصف حصہ آپ کو  
آدا کیا کریں گے آپ نے یہ درخواست منظور کی اللہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی سراسر حق فرمادیا۔

نصیر علی ذلک ماشنا جب تک چاہیں گے اس وقت تک تم کو برقرار رکھیں گے۔  
بخاری شریفین ۱۱/۱۱۵ کتاب المزارع باب ان قال رب الارض افرک ما ترک اللہ الخ  
فتح الباری ۳/۵۰۵ و فتح الباری ۱۳/۵۰۵ کتاب الشروط۔ باب اذا اشترط فی المزارع افاقت  
اخر جب تک اس طرح کا معاملہ سب سے پہلے غیر میں ہوا اس لئے ایسے معاملہ کا نام خبرہ ہو گیا۔

جب نہائی کا وقت آتا تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کا انکار کرنے کے لئے عبد اللہ  
بن رماحہ کو بھیجے۔ باب الخ من سنن ابی داؤد ۳۱/۲۰۰

عبد اللہ بن رماحہ پیداوار کو وصول نہیں کر کے کہتے کہ جس حصہ کو چاہو لے لو یہود اس عدل  
انصاف کو دیکھ کر یہ کہتے کہ ایسی ہی عدل اور انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں ایک روایت میں ہے کہ  
عبد اللہ بن رماحہ یہ فرماتے ہیں۔

یا معشر الیہود انتم الغبن الخلق اے گروہ یہود تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب  
اللی قتلتم انبیاء اللہ و کذبتم زیادہ مسخوڑ تم ہو تم ہی نے اللہ کے پیغمبروں کو قتل کیا۔



علی اللہ و لیس یحملنی بغض ایاکم تم ہی نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہارا بغض مجھ کو  
ان ا حیف علیکم۔ لہ کبھی اس پر آمادہ نہیں کر سکتا کہیں تم کسی قسم کا ظلم کرو۔

## ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حاضری

ابوہریرہ امدان کے ساتھ چند زقار فتح خیبر کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے مگر آپ  
نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا بخاری شریف و غزوہ خیبر

## غنائم خیبر کی تقسیم

خیبر کی غنیمت میں سونا اور چاندی نہ تھا، گائے بیل اور اڑھ اور کچھ سامان تھا اور سب بڑی  
چیز خیبر کے زمینات اور باغات تھے زمینات کے علاوہ جو سامان تھا وہ حضور نے نفس قرآنی کے مطابق  
غنائین پر تقسیم کر دیا اور زمینات کو فقط اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا۔ لہ

غزوہ حدیبیہ کے ارادہ سے جب حضور پُر نور مدینہ سے روانہ ہوئے تو اعراب کو دعوت دی  
کہ اس سفر میں ساتھ چلیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ مشرکین بداد اور اُحد اور احزاب  
کی وجہ سے اہل مکہ کے قلوب اہل اسلام کے کینہ اور عداوت سے بھر پور ہیں مبادا کہ مکہ میں پہنچ کر کوئی صورت  
قتال کی پیش آجائے اور اہل مکہ سر سے ہی سے دخول مکہ سے مانع ہو جائیں اس لئے اس وقت تدبیر عقلی  
کا مقصد یہ تھا کہ جماعت کثیر آپ کے ہمراہ چلے تاکہ قریش کے شر کا کوئی خطرہ نہ رہے بہت سے اعراب  
نے آپ کی اس دعوت کو قبول نہ کیا اور بہت سوں نے شغل ضروریہ اور اپنی مصروفیات کا بہانہ کر دیا۔  
مخلصین مسلمین جو ستر یا پاشاقت ایمان سے مملو اور بے نیت تھے آپ کی معیت اور ملاقات کو دنیا اور آخرت  
کی سعادت سمجھ کر آپ کے ساتھ ہوئے حدیبیہ کے قریب احصاء پیش آیا اور منہ بانہ صلح کی صورت سامنے  
آئی جس پر ان حضرات نے صبر کیا۔ جب اس سفر میں ان مخلصین کا اخلاص مدلل اور صبر محسوس ہو گیا تو بارگاہ

خداوند کی سے ان شکستہ دلوں کی شکستگی دور کرنے کے لئے فتح خیر کی بشارت نازل ہوئی کہ غنقریب خیر تم پر فتح ہوگا اور حکیم ہنزل فرمایا کہ خیر کی غنائم حاضرین حدیبیہ کے لئے مخصوص ہوں گی کوئی دوسرا ان میں شریک نہیں کیا جائے گا لہ تفصیل اگر درکار ہو تو کتب تفسیر میں سورۃ فتح کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

اب رہا یہ امر کہ خیر کی زمینوں کو آپ نے کس طرح تقسیم فرمایا سواس کی کیفیت سنن ابی داؤد میں مذکور ہے کہ اُن حضرت صل اللہ علیہ وسلم نے غس نکالنے کے بعد زمین خیر کو چھتیس<sup>۳</sup> سهام پر تقسیم کیا جن میں سے اٹھارہ سهام کو علیحدہ کر لیا یعنی مسلمانوں کی ضروریات کے لئے مخصوص کر لیا۔ اور مجاہدین پر اس کو تقسیم نہیں کیا اور باقی اٹھارہ سهام کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور ہر سہم میں سو سو کا حصہ مقرر کیا جس کو حسب ارشاد خداوندی اصحاب حدیبیہ پر تقسیم کیا۔

الانہی خیر کا وہ نصف حصہ جس کو آپ نے تقسیم نہیں کیا اس میں الکعبۃ اور الوطیح اور السلام اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔

اور نصف حصہ آپ نے اہل حدیبیہ میں تقسیم کیا، اس میں اشق اور النطاۃ اور اس کی ملحقہ زمینیں تھیں۔ یہ رعایت سنن ابی داؤد میں سہل بن ابی حمزہ صحابی سے موصول اور بشیر بن یسار تابعی سے مرسلام روایا ہے ۴۱۵

اما لحادی فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام خیر کی تمام زمینوں کو تقسیم نہیں کیا، صرف اشق اور النطاۃ اور ان کی ملحقہ زمینیں مجاہدین پر تقسیم کیں اور باقی تمام زمینیں مصالح مسلمین کیلئے محفوظ فرمادیں ۴۱۶

اب رہا یہ امر کہ یہ اٹھارہ سهام کس طرح تقسیم ہوئے سوان میں روایتیں مختلف ہیں مشہور روایت میں ہے کہ کل چودہ سو آدمی جن میں دو سو گھوڑے تھے چودہ سو آدمیوں کے چودہ سہام ہو گئے

۴۱۵۔ انارۃ الخمار، الاثنا عشر، ۱: ۳۰۷ - ۳۰۸ البرادۃ ج ۲، ص: ۷۵۵۔ نیز بدل الجود

ج ۲، ص: ۱۳۵ - ۱۳۶۔ شرح معانی الآثار۔ ج ۲، ص: ۱۴۱

کیونکہ ایک بہیم سو حقہ کا تھا اسام مالک دامام شافعی دامام احمد و دیگر علماء کے نزدیک سہار کے علاوہ  
ہر گھڑے کے دو حقے ملتے ہیں اس لئے دونوں گھڑوں کے چار سہام ہو گئے اس طرح چھ سہام  
کے ساتھ چار سہام مل کر اٹھارہ سہام پورے ہو گئے۔

اور سنن ابی داؤد میں مجمع بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ خیر میں لشکر کی تعداد پندرہ سو  
 تھی جن میں سے تین سو سوار تھے پس آپ نے ہر سوار کو دو دو حصے دیئے اور ہر پیادہ کو ایک ایک حصہ دیا  
 یہ روایت امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کے مطابق ہے، ان کے نزدیک سوار کے صرف دو حصے  
 ہوتے ہیں ایک سوار کا اور ایک گھوڑے کا جیسا کہ حضرت علی اور ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے۔  
 پس اس حساب سے پندرہ سو میں سے تین سو سواروں کے چھ بہام ہو گئے اور ہر بہم سو آدمیوں کا  
 اور باقی ماندہ بارہ سو آدمیوں کے بارہ بہام ہو گئے اور بارہ اور چھل کو اٹھارہ پورے ہو گئے۔

## فائدة للمدرسين

قال ابن الملك هذا رأي حديث مجمع بن جارية مستقيم على قول من يقول لكل فرس سبهان  
لان الربالة على هذه الرواية تكون الفاراسين وجميع اشخاص سبهان كل مائة سهم والفرسان ستة اقسام  
كل مائة سبهان فالجميع ثمانية عشر سبهان واما على قول من قال للفارس ثلثه اثم فمثل لان سبهان الفرسان  
تسعة وسبهان الربالة اثنا عشر فالجميع احدى وعشرون سبهان انتهى كلام العلامة القاري.

الحاصل یہ کہ حضرت نے اراخی ٹیبر کو نصف حصہ اہل مدینہ پر تقسیم فرمایا اور ان کے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک نہیں کیا لیکن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح خیر کے بعد اصحاب سفینہ عیسوی حضرت جعفر اور ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء جرن کی تعداد سنو سے زیادہ تھی جس سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کبھی کبچہ حصہ عطا فرمایا۔

یہ مسلم نہیں کہ ان حضرات کو اصل غنیمت میں سے حصہ دیا یا مال غنیمت کے خمس میں سے دیا یا

اموال منقولہ میں سے قبل اور تقسیم غنیمت بطور اعانت کچھ عطا فرمایا اور پھر یہ کہ حضور ﷺ نے محض اپنی مائے اور امتیاء سے دیا یا غنائین اور مجاہدین کی اجازت سے دیا اور اللہ اعلم فتح الباری و شرح شیخ الاسلام و طبری۔ ۱۷

اور غزوہ خیبر میں کچھ غلام اور کچھ عورتیں بھی مجاہدین کی خدمت اور اعانت کے لئے شریک ہوئے تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے حاصل شدہ سامان میں سے بطور اعانت کچھ عطا فرمایا۔ باقی زمینات میں سے مردوں کی طرح ان کو کوئی حصہ نہیں عطا کیا جیسا کہ ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی کے روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۸

## رد مناسخ الانصار

یعنی

### مہاجرین کی طرف سے انصار کے باغات کی واپسی

ابتداء ہجرت میں جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین کی اعانت اور امداد کے لئے انصار نے ان کو کچھ زمینیں اور باغات دینے کے کام کریں اور خود بھی غنیمت ہوں اور کچھ ہم کو نفع پہنچائیں۔

خیبر کی فتح کے بعد مہاجرین کرام اعانت اور امداد سے مستغنی ہو گئے تو مہاجرین نے انصار کی زمینیں اور درخت واپس کر دیئے حضرت انس کی والدہ ام سلیم نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چند درخت دیئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ درخت اپنی دایہ ام امین یعنی اساتر بن زید کی والدہ کو دے دیئے تھے۔

فتح خیبر کے بعد جب مہاجرین نے سب انصار کے درخت واپس کر دیئے تو ام سلیم نے بھی

۱۷۔ عمدۃ القاری ج ۴، ص ۱۳۷، ۱۔ تفسیر طبری ج ۵، ص ۲۰۰، ۲۰۹

۱۸۔ البدایہ و النہایہ ج ۴، ص ۲۰۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے درخت طلب کیے۔ یہ وہی درخت تھے جہاں ام امین کو لے چکے تھے، آنحضرت نے ام امین سے فرمایا کہ ام سلیم کے یہ درخت دامپن کو دوام امین نے دامپن کرنے سے انکار کر دیا، اس کی گردن میں کپڑا لٹکا کر لٹھیں بٹگیں اور کہا خدا کی قسم یہ درخت ہرگز دامپن کو زندگی جو حکام امین حضور پر نور کی حاضرہ دایا، تھیں لوہا آپ کے والد کی لونڈی تھیں اس لئے حضور کریم امین کو ناراض کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حضور نے فرمایا اے ام امین تم یہ درخت دامپن کو دو اور ان کے بدلہ میں دوسرے درخت لے لو، آپ برابر یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ جب آپ نے اپنی خاص جائداد میں سے ایک سلیک درخت کے بدلہ میں دس درخت دے جب راضی ہوئیں حضور پر نور نے ان کے حق حضانت و تربیت میں ان کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم و شرف و کرم یہ

## مسائل و احکام

اس غزوہ میں حلال و حرام کے جو احکام نازل ہوئے یا جہاں مسائل اس غزوہ کے پیش واقعات سے فقہاء کلام نے مستنبط کئے وہ بالا جمال یہ ہیں۔

## (۱) شہر حرام میں قتال

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ غزوہ خیبر کے لئے حضور پر نور نے ماہ محرم الحرام میں خروج فرمایا تو معلوم ہوا کہ شہر حرام میں قتل و قتال ممنوع نہیں اور جہاں آیات اور احادیث سے شہر حرام میں قتل و قتال کی مانعت مفہوم ہوتی ہے وہ منسوخ ہے تفصیل اگر درکار ہو تو یسیناً لَوْنَدَ عَنْ الشَّهِرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فَبُيِّنَ۔ اور سورہ توبہ کی یہ آیت مِنْهَا أَسْرُ بَعَثْنَا مَحْدُم کی تفسیر ملاحظہ کریں۔

## تقسیم اراضی (۲)

یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور پر نور نے خیبر کی کل زمین کو غنائیں پر تقسیم نہیں فرمایا بلکہ صرف اشق اور النخاۃ اور اس کی محققہ زمینوں کو مجاہدین پر تقسیم کیا اور اکیبہ اور الوطیح اور السلام اور اس کی محققہ زمینوں کو مسلمانوں کی مصطوبوں اور ضرورتوں کے لئے اس کو محفوظ رکھا جس سے معلوم ہوا کہ امیر مملکت کو اراضی مفتوحہ میں اختیار ہے کہ جو مصطوب سمجھے وہ کچے، چاہے وہ مجاہدین پر تقسیم کرے اور چاہے دہاں کے باشندوں کے تصرف میں چھوڑ دے اور ان پر خراج مقرر کرے اور امام البرصیہ اور امام مالک اور صاحبین اور سفیان ثوری کا مسلک یہی ہے

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ اموال منقولہ کی طرح زمینات کو بھی مجاہدین پر تقسیم کرنا ضروری ہے اور شوائع تقسیم خیبر کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا فتح ہوا اور نصف حصہ صلحی فتح ہوا جس پر نصف تہرا فتح ہوا اس کو حضور پر نور نے مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور نصف صلحی فتح ہوا وہ تقسیم نہیں فرمایا مگر تمام روایات حدیث اور سیرت میں اس امر کی تصریح ہے کہ پورا خیبر نہایت سخت جنگ اور سخت مقابلہ اور شدید مقابلہ کے بعد فتح ہوا، جب یہود مقابلہ سے مجبور ہو گئے تب قلعوں سے نیچے اترے اور ہر قسم کی ملک اور اختیار سے دست بردار ہوئے اور اس بات پر رضامند ہوئے کہ زمینات اور باغات پر ان کا کسی قسم کا حق نہ ہو گا، مزودوں کی طرح اس میں کام کریں گے اور مسلمان جب تک چاہیں گے ان کو برقرار رکھیں گے اور جب چاہیں گے ان کو اس زمین سے نکال دیں گے، یہ لوگ معنی اخیر تھے کسی زمین اور مکان کے مالک نہ تھے اور حضور پر نور نے معاملہ کرتے وقت مراحتہ ان سے یہ شرط کر لی تھی کہ جب چاہیں گے زمین تم سے واپس لے لیں گے چنانچہ اسی شرط کی بنا پر فداؤ اعظم نے اپنے زائد خلاف میں تمام زمینیں ان سے واپس لے لیں اور ان کو ملک سے نکال باہر کیا۔ معلوم ہوا کہ تمام خیبر تہرا فتح ہوا ہے اور جن اکابر جیسے امام مالک وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کا نصف حصہ تہرا اور نصف صلحی فتح ہوا اس کے معنی اصطلاحی صلح کے نہیں بلکہ اس کی

مراد یہ ہے کہ ابتداء میں یہود نے مقابلہ اور مقابلہ کیا لیکن بعد میں جب مقابلہ سے مجبور ہو گئے تو ہتھار ڈھل دیئے اور لڑائی ختم کرنے کی درخواست کی اس نہ لڑنے اور نہ مقابلہ کرنے کو بعض علماء نے صلح کے لفظ سے تعبیر کیا ہے یعنی آدھا خیر لڑائی سے فتح ہوا آدھا خیر بدون لڑائی کے فتح ہوا اس مسئلہ کی تحقیق اور تفصیل اگر درکار ہو تو ازالۃ الخفا للشاء ولی اللہ اور احکام القرآن للبخصاص اور شرح معانی الآثار للعلما دی بلب مایفعل الامام بانراض المفتوحۃ کی مراجعت کریں۔

نیز تیسرا نقاری و شرح شیخ الاسلام کی بھی مراجعت کریں۔

### (۳) ممنوعات خیر

خیر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند چیزوں سے منع فرمایا۔ (۱) اہل گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (۲) مال غنیمت جب تک تقسیم نہ ہو جائے اُس کے بیچنے سے منع فرمایا (۳) اور لہسن (یعنی کچے لہسن) کے استعمال سے منع فرمایا (۴) اور نجوم خیل کی اجازت دی جس میں فقہاء کا اختلاف ہے ان تمام امور کی تفصیل زرقانی از ج ۲ ص ۲۳۳ تا ۲۳۹ میں دیکھیں۔

### (۴) تحکیم متعہ

صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر متعہ سے منع فرمایا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی متعدد آیات سے متعہ کی حرمت ثابت ہوئی ہے۔

(۱) قَالَ تَاللّٰهِ اِنَّمَا الَّذِیْنَ هُمْ لِعَنَّا وُجِہُهُمْ حَافِظُوْنَ الْاَعْلٰی اَدُوْا وُجِہُهُمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ عَنْکُمْ مُّکْرَمٰوْنَ فَمَنْ اَبْتَغٰی ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ عَصٰوْنٌ سَیِّئَةٌ

یعنی فلاح اور بہتری اسی میں ہے کہ اہل ایمان اپنی شرمگاہوں کی پوری پوری حفاظت کریں سوائے بیوی اور شرمی باز کی کے جماع حلال نہیں اور جو شخص ان دو طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ نکالے تو

وہ حدودِ شریعت سے تجاوز کرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ متوکی عورت شیعہوں کے نزدیک بھی نہ باندی ہے اور نہ بیوی ہے، اس لئے کہ متوکی عورت کے لئے نہ شہادت ہے نہ طلاق ہے نہ ناز و نفقہ ہے نہ نسکۃ ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ لعان ہے اور نہ ظہار ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ عدت ہے نہ میراث ہے (۱۲۰)۔ نیز حق جل شانہ نے فَاَنْكِحُوا مَا طَاعَاكُمْ بِالْكُنْهِ مِنَ الْبَنَاتِ وَمِثْلَ مَا وَلَّاهُ (۱۲۱) میں نکاح کی حد مقرر فرمادی ہے کہ چار سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں اور متوہ میں نہ حد متعین ہے اور نہ کوئی عدد خاص ہے۔ (۱۲۲)۔ نیز اس رسمِ تنہی کے جاری ہونے کی صورت میں نکاح کی بھی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اکثر نکاح کرنے والے نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے نکاح کرتے ہیں اور یہ خواہش جب متوہ سے پوری ہو سکے گی تو پھر نکاح ہی کی کیا ضرورت رہے گی۔

## حرمتِ متوہ

ابتداءً اسلام میں حلال اور حرام کے بہت سے احکام رفتہ رفتہ نازل ہوئے چنانچہ شراب اور سود کی حرمت کا حکم نبوت اور بعثت کے تقریباً پندرہ بیس سال کے بعد نازل ہوا۔ اسی طرح متوہ کے بارے میں حکم خداوندی کے نازل ہونے سے پہلے جاہلیت کے عادت اور رسوم و عادات کے موافق لوگ متوہ کیا کرتے تھے اور اب تک اس بارے میں کوئی صریح اور واضح حکم نازل نہ ہوا تھا، سب سے پہلے خیبر کی لڑائی میں جو ہجرت کا ساتواں سال تھا حضورؐ پر نورؐ نے متوہ اور محرمِ اہلبیہ کی حرمت کا اعلان فرمایا جیسا کہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے باسائید صحیحہ مروی ہے۔ (بخاری و مسلم)

پھر اس کے بعد ہجرت کے آٹھویں سال کے اخیر میں جنگِ اوطاس کا واقعہ پیش آیا جس میں تین ہفتے کے لئے متوہ کی اجازت ہوئی اور اس حالت کے یہ بھی ہیں کہ جن لوگوں نے حسبِ سابق متوہ کر لیا تھا اور خیبر میں جو متوہ کی حالت کی گئی تھی اُس کا اُن کو علم نہ تھا اس لاملی میں جن لوگوں نے متوہ کر لیا ان پر مواخذہ نہیں کیا گیا، لیکن اس کے بعد جب حضورؐ پر نورؐ عرو کے لئے مکہ معظمہ



تشریف لائے تو نادر کعبہ کے دو وزن بازو ہاتھ سے پکڑ کر یہ فرمایا کہ مستعد قیامت تک کے لئے ہمیشہ کے واسطے حرام کیا گیا۔

فتح مکہ کے بعد چونکہ نزاروں آدمی دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے جن کو مستعد کی حرمت کا علم نہ تھا اس لئے نوافلی کی بنا پر حسب رسم جاہلیت انہی نو مسلموں کے بعض لوگوں نے مقام اوٹاس میں لاعلمی کی بنا پر مستعد کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے باب کعبہ پر کھڑے ہو کر مستعد کی دائمی حرمت کا اعلان فرمایا۔

پھر حضور پر نور نے غزوہ تبوک میں کچھ عورتوں کو مسلمانوں کے غیر کے قریب بھرتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کون عورتیں ہیں، عرض کیا گیا کہ ان عورتوں سے کچھ لوگوں نے مستعد کیا معلوم ہوا کہ اس وقت کسی گزشتہ زانیہ میں (تو اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور عقد کی وجہ سے چہرہ مبارک مٹخ ہو گیا اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کے بعد مستعد سے منع فرمایا، صحابہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے کبھی تجویز نہیں کیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ ارادہ کر لیا کہ کبھی مستعد نہیں کریں گے (کذا فی کتاب الاعتبار للامام الحارثی رحمہ اللہ)

پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شدید ناراض ہونا حتیٰ کہ چہرہ مبارک کے رنگ کا مٹخ ہو جانا یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ مستعد کی حرمت اور مخالفت آپ پہلے ہی فرما چکے تھے بلکہ دوسرے اس کی حرمت سے آگاہ کر چکے تھے، پہلی تاریخ میں اور دوسری بار غزوہ اوٹاس میں یہی دوسری نعت کے بعد جب فیصل ظہور میں آیا اگرچہ وہ لاعلمی اور نادانیت کی بنا پر تھا، تو حضور پر نور کو شدید ناگوار گزرا

۱۵۔۔۔ بحوالہ حسین عبادت فتح الباری سے اخذ ہے۔ ۱۶۔۔۔ اخرج الامام الحارثی باسناد عن جابر بن عبد اللہ انہما یقولان خرجنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی غزوہ تبوک حتیٰ انّا کان عندنا لعقبت حامی الشام من جنس نسوة فذکرنا متفقاً من یملین فی رعالنا او قال یطعن فی رعالنا فحمدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الیہن نقاسن ہو لہم النسوة فقلنا یا رسول اللہ نسوة تشتمنا منہن فنضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتیٰ احمرت وجنتاه وتغیر لونه و اشتد غضبه و تم نینا خطیب محمد اللہ و اننی طرہ فم ہی عن اللہ فتوا دعت الیہ من الرجال ولم یسئلوا

فعود الیہا ہاھ

اور حق کے مارے چہرہ سرخ ہو گیا اور سہارا آپ نے اس کی حرمت کے لئے خطبہ دیا۔ اور قسری باراس کی حرمت کا تاکید اعلان فرمایا۔ اس کے بعد پھر حجۃ الوداع میں حرمت متوحہ کا اعلان عام فرمایا تاکہ انہیں اور حرام سب ہی کو اس کی حرمت کا علم ہو جائے۔

بعض راویوں کو تحریم متوحہ کے اس بار بار اعلان سے یہ گمان ہو گیا کہ متوحہ دو یا تین مرتبہ حلال کیا گیا اور دو یا تین مرتبہ حرام کیا گیا حالانکہ دوبارہ اور سہ بارہ اعلان کوئی جدید تحریم نہ تھی بلکہ تحریم قدیم اور نبی سابق کا اعادہ اور تاکید تھی۔

بعد ازاں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بعض نداد تقصیت کی بنا پر جن کو تحریم متوحہ کی خبر نہ پہنچی تھی اس فعل کا ارتکاب کر بیٹھے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو سخت ناراض ہوئے اور منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا اور متوحہ کی حرمت کا اعلان فرمایا تاکہ اس کی حرمت میں کوئی شہدہ باقی نہ رہے اور یہ فرمایا کہ میرے اس اعلان کے بعد اب اگر کوئی متوحہ کرے گا تو میں اس پر زنا کی حد جاری کروں گا اس دلت سے متوحہ بالکل موقوف ہو گیا اور اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا اور عبداللہ بن عباس وغیرہ جولا علمی کی بنا پر متوحہ کے اباحت کے قائل تھے جب ان کو متوحہ کی حرمت اور کائنات کا علم ہوا تو اپنے قول سے رجوع کیا جیسا کہ ابو بکر جصاص نے احکام القرآن ص ۱۲۴ میں نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت اہل علم۔ فَمَا اسَلَمْتُمْ عَنْهُمْ مِنْهُمْ فَاَتَوْهُمْ اَجُوزًا هُنَّ فَرِيضَةٌ كِتَابِيَّةٌ فِي تَفْصِيلٍ ملاحظہ فرمائیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہجرت سے ایک یا دو سال پہلے ہوئی اور آٹھ یا نو برس کی عمر تک اپنے والدین کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے۔ فتح مکہ کے بعد شہرہ میں جب حضرت عباسؓ نے مع خاندان کے ہجرت فرمائی تو ابن عباسؓ اپنے والد محترم کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور غزوہ خیبر۔ رجب میں حرمت متوحہ کا اعلان ہوا تھا اور ابن عباسؓ کے مدینہ منورہ آنے سے قبل ہو چکا تھا اور اس عرصہ میں کوئی متوحہ کا واقعہ بھی پیش نہیں آیا، اس لئے حضرت عباسؓ کو بذاتِ خود متوحہ کے متعلق کوئی خبر نہیں ہوئی صرف دوسرے صحابہ کی زبانی سنا اور اس بنا پر یہ فتویٰ دیا کہ جس طرح جمہوری کی حالت میں مردار اور خنزیر مباح ہو جاتا ہے اسی طرح جمہوری کی حالت میں متوحہ بھی جائز ہے لیکن بعد میں جب حضرت علیؓ کو

وجہ نے اور دیگر صحابہ نے متعہ کے متعلق قیامت تک کی حرمت اور مانعت کی روایتیں ابن عباس کو سنائیں تو ابن عباس نے اس سے رجوع فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حرمت متعہ کی روایتیں بیٹھا آئی ہیں مگر حضرات خفیہ متعہ کے اس وجہ شیدائی ہیں کہ حضرت علی کی بھی نہیں تھیں۔

قال اکامام ابو جعفر الطحاوی کل ھذا  
الذین ورد عن النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم اطلاقھا اخبارا  
انھا کانت فی سفردان النہی  
لحقہا فی ذلک السفر بعد ذلک  
فمنع منها ولیس احد منهم  
یخبر انھا کانت فی حضور وذلک  
مر وی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ  
تفسیر قطبی ج ۱ ص ۵

امام محمد اوی فرماتے ہیں کہ جتنے لوگوں نے بھی متعہ کی اباحت اور زحمت کو بیان کیا ہے سب نے اتفاق یہی بیان کیا ہے کہ یہ وقتی زحمت فقط حالت سفر میں پیش آتی ہے اور پھر یہ بھی بیان کیا کہ پھر اس سفر میں اس اباحت کے بعد متعہ فرما کر بھی متعہ کی مانعت کا اعلان ہوا اور ایک ماویٰ بھی ایسا نہیں کہ جو یہ بیان کرتا ہو کہ متعہ مکمل اور سفر میں پیش آیا ہو اور ایسا ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اور اسی طرح امام حازمی فرماتے ہیں  
وانما کان ذلک فی اسفارهم ولم  
یبلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم اباحہ لهم وهم فی بیوتهم  
کتاب الاعتبار ص ۱۱

متعہ کی اباحت کا جو واقعہ بھی ہوا وہ جزائیت کہ سفر میں ہوا اور ہم کو کسی ایک ماویٰ سے یہ نہیں پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر اور وطن میں رہنے کی حالت میں بھی ان کو متعہ کی اجازت دی ہو یعنی ایسا کہیں نہیں ہو کہ وطن میں رہ کر کسی نے متعہ کیا ہو۔

## ابتداء اسلام میں کس قسم کا متعہ مباح تھا

جاننا چاہئے کہ لفظ متعہ متاع سے مشتق ہے جس کے معنی نفع نفیل کے ہیں کا قائل تھائے

إِنَّمَا هَذِهِ الْخِيَارُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ۔ اور مطلقہ کو جو کپڑوں کا جو لٹا دیا جاتا ہے اس کو بھی متعہ  
 اس لئے کہتے ہیں کہ متعہ مہر نفعِ طہیل ہے۔ کما قال تعالى فَمَتَّعُوْهُنَّ۔ قال تعالى وَلَمْ يَطْلُقَا  
 مَتَاعٌ بِأَلْمَعْدُومَةِ۔ یہ متعہ کسے مکمل معنی ہوتے اور متعہ کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے ایک یہ کہ متعہ سے  
 نکاح موقت مراد ہو یعنی ایک مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کے سامنے کسی عورت سے از دہلی تعلق قائم  
 کیا جائے اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد بلا طلاق مفارقت واقع ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد اعتبار  
 رجم کے لئے ایک مرتبہ آیامِ ماہِ راء کا انتظار کرے تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے  
 فقط یہ صورتِ ابتلاہ اسلام میں جائز تھی بعد میں ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی یعنی متعہ یعنی نکاح موقت  
 ابتداء اسلام میں جائز تھا اور بعد میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا اور متعہ کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ کوئی  
 شخص کسی عورت سے یہ کہے کہ میں تجھ سے ایک روز کے لئے منفع ہوں گا اور اس ایک روزہ یا دو  
 روزہ انتفاع کی چھکویہ اجرت و دل کا تریہ صریح زلب ہے اور عین زنا ہے متعہ کی یہ صورت کبھی بھی  
 اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوئی تاکہ اس کو منسوخ کیا جائے بلکہ متعہ کی صورت کسی دین میں بھی حلال  
 نہیں ہوئی اس لئے کہ متعہ کی یہ صورت صریح فحشاء ہے اور زنا کسی دین میں کبھی بھی حلال نہیں ہوا البتہ متعہ  
 کی پہلی صورت یعنی نکاح موقت (یعنی مدتِ معینہ کے لئے گواہوں کی موجودگی میں ولی کی اہازت  
 سے تعلق قائم کرنا اور مدتِ معینہ گزرنے کے بعد ایک حیضِ عدت گزارنا) یہ ایک برزخی مقام ہے یعنی  
 یہ نکاح موقت نکاح مطلق اور زنا شخص کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے کہ جو نہ زنا محض ہے اور نہ  
 نکاح مطلق ہے کہ جس میں طلاق اور عدت اور میراث ہر نکاحِ متعہ کی یہ صورت حقیقی نکاح نہیں بلکہ نکاح  
 حقیقی کے ساتھ صرف ظاہری مشابہت ہے کہ متعہ کی اس صورت میں گواہ کی بھی اور ولی کی اجازت کی بھی  
 ضرورت ہے اور مرد سے علیحدہ ہونے کے بعد اگر دوسرے مرد سے متعہ کرنا چاہے تو عیب تک ایک مرتبہ  
 حیض نہ آجائے اس وقت تک دوسرے مرد سے متعہ نہیں کر سکتی اس لئے اس صورت کو محض زنا بھی نہیں  
 جاسکتا ایسے نکاح موقت میں کہ جس میں ابتداء گواہی اور اذن ولی ضروری ہو اور انتہاء استبراء جسم  
 کے لئے حیض کا آنا ضروری ہو اور نکاح صحیح و مؤبد میں صرف موقت اور مؤبد اور میراث کا فرق ہے

باقی شرائط میں دونوں متفق ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔

روى الليث بن سعد عن بكير بن  
الاشج عن عماد مولى الشريد  
قا سألت ابن عباس عن المتعة  
اسفاح هي ام نكاح قال لا سفاح  
ولا نكاح قلت فما هي قال لمعة  
كما قال تعالى قلت هل عليها عدا  
قال نعم حبيضة قلت يتوارثان  
قال لا

امام ليث بن سعد۔ بحیر بن اشج سے مروی ہیں کہ  
عمار مولا شریک کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباسؓ  
سے متعہ کے متعلق یہ سوال کیا کہ متعہ زنا ہے یا نکاح  
فرمایا متعہ زنا ہے نہ نکاح ہے میں نے پھر سوال  
کیا کہ آخر وہ ہے کیا۔ فرمایا کہ وہ متعہ ہے جیسا کہ اللہ  
تعالیٰ نے اس پر لفظ متعہ کا اطلاق کیا ہے یہی سوال  
کیا کہ متعہ دالی عورت پر درست ہے، فرمایا کہ ہاں متعہ کی  
گذر کے بعد اس پر ایک عین کا انظار کرنا واجب ہے  
میں نے سوال کیا کہ وہ ایک دو سر کے لاش ہونے فرمایا

(تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۵۵)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نکاح متعہ یعنی موقت ایک بزرگی مقام ہے یعنی نکاح  
مطلق اور زنا و محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ ابتداء اسلام میں صرف یہ صورت بھی  
ایسی مجبوری کی حالت میں جائز تھی جیسا کہ مجبوری کی حالت میں مرد اور خنصر پر حلال مہر تانبہ  
اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قال ابو عمر لم يختلف العلماء من السلف والخلف ان المتعة نكاح اجل لا  
عيراث فيه والفرقة تقع عند انقضاء الاجل من غير طلاق وقال ابن عطية وكانت المتعة  
ان ينزوجه الرجل بشاهدين واذن الولي الى اجل مسمى وعلى الاكابر عيراث بينهما وعليهما  
ما الفقا عليه فاذا انقضت المد لا فليس له عليها سبيل وليست بى رحمها لان الولد  
لا حق فيه بملاشنة فان لم تحمل حلت يفرأ وفي كتاب النحاس في هذا خطأ وان الولد  
لا يلحق في نكاح المتعة قلت: هذا هو المفهوم من عبارة النحاس فانه فقال انما  
المتعة ان يقول لها اتزوجك يوما او ما شبه ذلك على انه لا عدا عليها ولا ميراث

بینا ولا طلاق ولا شاهد یشہد علی ذلک۔ وھذا ھو الزنا بعینہ ولم یبع قط فی الاسلام۔ ولذا قال عمرؓ لا اوفی برجل تزوج متعۃ الا غلیبۃ تحت الحجارۃ ۱۵

## خلاصہ کلام

یہ کہ احادیث نبویہ میں جس نکاح متعہ کی اباحت اور پھر اس کی حرمت اور مانعت کا ذکر ہے اس سے یہ عرفی متعہ ہرگز ہرگز مراد نہیں جس کے حضرات شیعہ قائل ہیں بلکہ اس سے وہ نکاح موقت مراد ہے کہ جو نکاح ایک مدت معینہ کے لئے گواہوں کے موجودگی میں دلی کی اجازت سے منعقد ہوا اور پھر مدت معینہ گزر جانے کے بعد بلا طلاق کے مفارقت واقع ہو جائے اور پھر اس کے بعد وہ عورت بغیر ایک حیض آنے دوسرے مرد سے متعہ نہ کر سکے فقط یہ صورت ابتداء اسلام میں بائیں معنی جائز اور مباح تھی کہ شریعت میں اس خاص صورت کی مانعت اور حرمت کا ابھی تک کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا جیسا کہ شراب اور سود کے ابتداء اسلام میں مباح اور حلال ہونے کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء اسلام میں حق تعالیٰ کی طرف سے شراب اور سود کی مانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اور جن لوگوں نے مانعت سے پہلے شراب پی یا سود لیا، شریعت کی طرف سے ان کو کوئی حد جاری نہیں کی گئی اور نہ ان کو کوئی سزا دی گئی یہاں تک شراب اور سود کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔

ابتداء اسلام میں شراب اور سود کے حلال ہونے کے معنی نہیں کہ معاذ اللہ شریعت کی طرف سے اجازت تھی کہ جس کا جی چاہے شراب پیے اور جس کا جی چاہے سود لے اسی طرح متعہ یعنی نکاح موقت کے ابتداء اسلام میں جائز اور مباح ہونے کے یہ معنی نہیں کہ ابتداء اسلام میں نکاح متعہ یعنی نکاح موقت کی مانعت نہ تھی، معاذ اللہ یہ معنی نہیں کہ حضور پر نورؐ نے تو لاہ نکاح متعہ کی اجازت دی تھی نکاح متعہ کی حرمت کا پہلا اعلان غزوہ خیبر میں ہوا اور پھر غزوہ اوطاس میں اور پھر

غزوہ تبوک میں اور ہجر حجۃ الوداع میں تاکہ عوام و خواص کو اس کی حرکت کا خوب علم ہو جائے اور حضور پُر نور کا حرمت متوع کے متعلق یہ بار بار اعلان اسی پہلے اعلانِ حرمت کی تاکید کے لئے تھا کہ جو آپ غزوہ خیبر میں فرما چکے تھے، کوئی جدید حکم نہ تھا۔ باقی شیعوں والا متوع کہ مرد و عورت سے ایک دن یا دو دن ایک گھنٹے یا دو گھنٹے کے لئے معاوضہ طے کر کے استفادہ کرے تو یہ خالص ننانا اور صریح بدکاری ہے یہ صورت کبھی بھی اسلام میں جائز اور مباح نہیں ہوگی چہ جائیکہ منسوخ ہو جیسے زنا نہ کبھی مباح ہوا اور نہ منسوخ ہوا۔

### بلکہ

ابتداءً قریشِ عالم سے لے کر اب تک سوائے مذہبِ شیعہ کے کسی دین اور مذہب میں متوع جائز نہیں ہوا، معاف اللہ اگر شیعوں والا متوع جائز ہو جائے تو پھر نسب میں بھی خلل واقع ہوگا اور اولاد بھی ضائع ہوگی اور وارث اور وصیت کی تمیز نہ ہوگی اور نہ یہ معلوم ہوگا کہ کون بیٹا ہے اور کون بھائی، نیز میراث اور طلاق اور عدت کے جو احکام شریعت میں آئے ہیں وہ سب معطل ہو جائیں گے نیز شریعت نے نکاح میں جو چار عورتوں کی حد مقرر کی ہے وہ بھی معطل ہو جائے گی اس لئے کہ متوع میں نہ چار کی قید ہے نہ عدت ہے اور نہ طلاق ہے اور نہ میراث ہے، ایک متوع کے قائل ہونے سے قرآن و حدیث یہ تمام احکام یکجہت معطل ہوئے جاتے ہیں بلکہ نکاح کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ مرد اپنی حاجت متوع سے پوری کر لیں گے اور عورتیں اپنے نان نفقہ اور دکھ اور درد کے مستقل کفیل اور ذمہ داری سے محروم ہو جائیں گی اور چلتے پھرتے اویشوں پران کی نظر ہوگی اور پھر دوسرا شباب گزرنے کے بعد کون ان کا کفیل اور ذمہ دار ہوگا۔ حضراتِ شیعہ غور کریں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی ذلت اور مصیبت کا منظر ہو سکتا ہے شیعوں کو چاہیے کہ دل و جان سے فاسق اعظم کے شکر گزار ہوں کہ جس نے اپنے درِ ظلمات میں اس بے حیائی کا نام نشان بھی مٹا دیا۔

تحریم متوع کے اگر تفصیلی دلائل اور اس کے مفاسد معلوم کرنے ہوں تو حضراتِ اہل علم احکام القرآن بحصصہ ص ۱۵۳ ج ۲ تا ۱۵۵ ص ۲ اور تحفۃ اشنا عشریہ اور فتاویٰ عزیزیہ کی مراجعت کریں۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

### حرمت متعہ کی ایک وجدانی دلیل

ہر شریف الطبع اور باعزت انسان اپنے اور اپنی بیٹی اور بہن کے نکاح کے اعلان کو فخر سمجھتا ہے اور غایت مسرت اور انبساط کے ساتھ ولیمہ نکاح پر انار ب اور اجلب کو مدعو کرتا ہے۔ بخت متعہ کے کہ اس کو چھپاتا ہے اور اپنی بیٹی اور بہن اور اس کی طرف متعہ کی نسبت کرنے سے عاجز و محسوس کرتا ہے۔ آج تک کسی ادنیٰ غیرت مند بلکہ کسی بے غیرت کے متعلق بھی یہ نہیں سنا گیا کہ اُس نے کسی مجلس میں بطور فخر یا بطور ذکر کر یہ یہ کہا ہو کہ میری بیٹی اور بہن اور میری ماں نے اتنے متعہ کئے ہیں، نیز تمام عقلاء نکاح پر مرد و عورت کو اور اس کے والدین کو مبارک باد دیتے ہیں مگر متعہ کے متعلق کہیں مبارک باد دیتے نہیں سنا۔

### مہاجرین حبشہ کی حبشہ سے واپسی

جو مہاجرین مکہ سے حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے جب ان کو یہ علم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اکثر ان میں سے حبشہ سے مدینہ چلے آئے۔ عبد اللہ بن مسعود اس وقت مدینہ پہنچے کہ جب آپ بدر کی تیاری فرما رہے تھے لہٰذا حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ساتھ جو چند آدمی رہ گئے تھے وہ اس روز پہنچے کہ جس روز خیبر فتح ہوا تھا۔ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جعفر کو گلے لگایا اور پیشانی کو ہوس دیا۔ اور بعد ازاں یہ فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی مسرت زیادہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔ (رواہ البیہقی عن جابر رضی اللہ عنہ)

(ابو موسیٰ اشعریؓ جو حضرت جعفر کے ساتھ آئے تھے) راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت پہنچے کہ جب آپ خیبر فتح فرما چکے تھے۔ مال غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ عطا فرمایا ہمارے سوا جو فتح خیبر میں شریک نہ تھا کسی کو حصہ نہیں دیا۔

۱۵۔ فتح ابدلی، ج: ۱، ص: ۱۴۵



یہ بخاری کی روایت ہے۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں سے کہہ کر ان لوگوں کو غنیمت میں شریک فرمایا۔

### فتح وادی القریٰ، تیمار

فتح خیبر کے بعد آپ نے وادی القریٰ کا رخ فرمایا۔ چار دن کے محاصرہ کے بعد فتح فرمایا۔ آپ کا غلام و غم آپ کا کجاوہ آتدر با تھا کہ ایک ناگہانی تیرا کر لگا جس سے وہ شہید ہوا۔ لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو، آپ نے فرمایا: نہیں۔ خدا کی قسم جس چادر کو اس نے مال غنیمت میں سے چھو لیا ہے وہ آگ بن کر اس پرشتعل ہوگی۔ ایک شخص نے جب آپ کو یہ کہتے سنا تو ایک جوتی کا تسمہ لے کر آیا آپ نے فرمایا جوتی کا ایک تسمہ بھی (خیانت کیا ہوا) جہنم سے ہے (رواہ البخاری)۔ اہل تیمار کو جب وادی القریٰ کے فتح کا حال معلوم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جزیرہ پر صلح کر لی۔

### مراجعت اور واقعہ لیلۃ التقریب

وادی القریٰ اور تیمار کی فتح کے بعد آپ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک وادی میں اخیر شب میں آرام لینے کی غرض سے نزول فرمایا۔ اتفاق سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی یہاں تک آفتاب بلند ہو گیا۔ سب سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر اٹھے اور صبا بکوجگایا۔ اور اس وادی سے کرچ کرنے کا کلمہ دیا کہ یہاں شیطان ہے اس وادی سے نکل کر اپنے نزول فرمایا۔ اور بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ وضو کر کے صبح کی دو رکعت سنتیں پڑھیں بعد ازاں بلال نے آقامت کہی اور جماعت کے ساتھ صبح کی نماز تھا کی گئی۔ (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃؓ)۔

### فوائد

(۱)۔ نماز اور عبادت میں حضرات انبیاء اللہ علیہم السلام صلوٰۃ اللہ علیہم وسلم کی وجہ سے کبھی سہو نہیں ہوتا بلکہ من جانب اللہ سہو میں مبتلا رکھے جاتے ہیں تاکہ امت کو سہو کے مسائل معلوم

ہوں بلکہ اگر آپ کو یہ سہو نہ مہی آتا تو امت کو فرت شدہ خانوں کی قضا کا مسئلہ کیسے معلوم ہوتا اور اگر ظہر یا عصر کی دو یا تین رکعت پر آپ بھول کر سلام نہ پھیر دیتے مد جیسا کہ حدیث ذوالیدین میں ہے، تو امت کو سجدہ بھوکا مسئلہ کہاں سے معلوم ہوتا۔

شبان اللہ خدا کی پاکتیں اور کیا رحمتیں ہیں کہ جن حضرات کو نبوت و رسالت کا خلعت پہنا کر تشریح احکام کی مسند پر بٹھلایا۔ ان کے سہو اور نسیاں کو سب تشریح احکام کا ایک ذریعہ بنایا حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر سہو نسیاں نہ پیش آتا تو قہر اور استغفار کی سنت کہاں سے معلوم ہوتی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ کہہ کر قیامت تک کے لئے خداوند والہ الجلال کی رضا اور غرض خودی اور اطمینان کی ذلت اور رسوائی کا طریقہ بتلا گئے۔ قربان جائے ایسے سہو نسیاں کے کہ جس سے ہمیشہ کے لئے رحمتوں کا دروازہ کھل گیا۔

حضرت عارفین کے کلام میں مدلیق اکبر کا یہ مقولہ نقل کیا جاتا ہے۔

یا الیتنی کنت سہو محمد صلی اللہ کا شش میں مرتابا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم۔

غالباً مدلیق اکبر نے یہ کچھ کہہ کر حضرت امیاء کا سہو کس درجہ موجب خیر و برکت اور کس درجہ عذاب مقبول ہوتا ہے۔ یہ تمنا فرمائی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

(۲) اسی حدیث سے میرے مسئلہ معلوم ہوا۔

کہ جس جگہ عبادت نے ذہول اور غفلت پیش آجائے تو منتخب یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جائے بظاہر یہ انتقال مکانی ہجرت کبریٰ کا ایک نمونہ معلوم ہوتا ہے جس کو اگر ہجرت معرّی کے نام سے موسوم کیا جائے تو شاید بیجا نہ ہو جس جگہ اللہ جل جلالہ کی طاعت و شواہ ہو جائے اور اس کی معصیتوں کا بازار گرم ہو جائے ایسی جگہ کو چھوڑ کر ایسے مقام پر جا کر سکونت اختیار کر لیں کہ جہاں اللہ عزوجل کی طاعت اور بندگی آسان ہر شرعاً واجب ہے اور اسی کو ہجرت کبریٰ کے نام سے موسوم

کیا گیا ہے۔

اور جس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غفلت پیش آجائے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری قریبی جگہ میں عبادت کا بجائے استغاثہ ہے اسی کو ہم نے ہجرت معریٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔  
رواذا جابک منزلی نسترل (جب تجھ کو کوئی منزل ناموافق آئے تو وہاں سے کوچ کر۔ باقی ہجرت کے احکام  
سوان کی تفصیل کتب فقہ سے معلوم کی جائے۔

## زفاف ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

اسی سال ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا حبشہ سے مدینہ آئیں جسے حضور پر نور  
نباشی کے توسط سے نکاح فرمایا تھا جن کے نکاح کا مفصل واقعہ انشاء اللہ از سلع مہلرات کے  
بیان میں آئے گا۔

## عمرۃ القضاء

### ذی تعدۃ المحرام

صلح حدیبیہ میں قریش سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ امسال بغیر عمرہ کئے ہوئے واپس  
چلے جائیں اور سال آئندہ عمرہ کے لئے آئیں اور عمرہ کر کے تین دن میں واپس ہو جائیں اس بنا  
پر آل حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے ذیقعدہ کا چاند دیکھ کر صحابہ کو حکم دیا کہ اس عمرہ کی قضا کے لئے  
ردوانہ ہوں جس سے مشرکین نے حدیبیہ میں رد کا تھا اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک  
تھے ان میں سے کوئی نہ نہ جائے، چنانچہ بجز ان لوگوں کے کہ جو اس عرصہ میں شہید ہو چکے تھے یا وفات  
پا چکے تھے کوئی شخص بغیر شریک ہوئے باقی نہ رہا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲، زند تانی ص ۲۵۷ ج ۲)

۱۵۔ قال ابن اسحق خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ مثل الشہر الذی صدق اللہ فیہ  
معمراً وعمرۃ القضاء مکان عمرہ تہ التی صدق اللہ عنہا۔ وقال الحاکم فی (الکلیل) ابن عساکر

اس طرح دو ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ آپ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے ہدی کے مشراوٹ آپ کے ہمراہ تھے ذوالحلیفہ پہنچ کر مسجد میں آپ نے اور صحابہ نے احرام باندھا۔ لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے احتیاطاً ہتھیار ساتھ رکھ لئے مگر چونکہ معاہدہ مدینہ میں یہ شرائط کو ہتھیار ساتھ نہ لائیں اس لئے ہتھیار بطن یا فرج میں چھپوڑ دیئے جو کہ سوائے اٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور دو سو آدمیوں کا ایک دستہ ان کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا۔ اور آپ مع اصحاب کے تبلیہ کہتے ہوئے حرم کی طرف بڑھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۶۴)

اد عبد اللہ بن رواحہ آپ کی ناقہ قصواء کی جبار کچڑے ہوئے یہ جرز چلتے ہوئے اگے آگے تھے۔

خَلُّوا بَنِي الْكَفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ      قَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ فِي تَنْزِيلِهِ

اے کافروں آپ کا راستہ چھوڑ دو      اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ حکم نازل کیا ہے

مَا نَخِيفُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِهِ      نَعْنُ قَتَلْنَاكَ عَلَى تَاوِيلِهِ

مگر قتل کا ہم خوف نہیں      (رواہ عبد الرزاق عن انس)

کو بہترین قتل وہ ہے کہ خدا کی راہ میں جو ہم نے تم سے جہاد و قتال کیا اس کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے جیسے قرآن منسلک من اللہ کے نہ ماننے کی وجہ سے تم سے قتال کیا۔

واقعہ پچھلے صفحہ کا حاشیہ تراثر الاخبار اندھی اللہ علیہ وسلم لما حلل فدا القعدة احوال صحابہ ان انتم و انتم انتم وان لا یختلف احد منهم شهد الحدیث فخرجوا الا من استشهد و خرج مع اخرین معتبرون فكانت عطفهم الفین سوی النساء و الصبیان قال و تسمی ایضا عطف الصالح۔ ریح الباری ص ۳۶۳۔ حاکم اکلیل میں میں فرماتے ہیں کہ اگر ما ریش متواترہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقہ کا پابند دیکھا اس عمرہ کی قضاء کا حکم دیا جس کو مدینہ میں تریش کے نہ کرنے کی وجہ سے نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ تاکید فرمائی کہ جو لوگ مدینہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی نہ نہ جائے چنانچہ سورائے ان لوگوں کے کہ جو اس اشار میں شہید ہو گئے سب آپ کے ساتھ عمرہ کی قضاء کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی آپ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے جن کی عمر کی حدود حد قرآن انہ بچوں کے سامعین تراجمہ ماں عمرہ کو عمرہ الصغیر کہتے ہیں ۱۱۔ یہ حال ان روایات یا عمر بن ابی حاتم سے ہے کہ اگر کسی وجہ سے عمرہ اور حج نہ ہو سکے تو سال آئندہ اسی تھا و احیاً ما انظم فی اللہ کا یہی مسلک ہے تفصیل کے لئے کتب فقہیہ کی مراجعت کی جائے ۱۲۔ علی تامل اول تل تشریح کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو قرآن نے بیان کیا ہے نہ علی کا تامل و علی انکار تشریح لوگوں سے کہ یہ صحیح نہیں کہ تم سے جہاد و قتال اس کے حکم کے مطابق کہتے ہیں ۱۳۔

اور یہی سچی روایت میں اس کے بعد یہ زیادہ ہے۔

اليوم نصر بكم على تنزيه  
ضرباً يزيل الهام عن مقيله  
آج اللہ کے حکم کے مطابق ایسا کریں گے کہ تمھاری کھوپری۔ سر سے الگ ہو جائے۔  
ويذ هل الخليل عن خليله  
یا رب انی موأمن بقيله  
ہو دوست کو دوست سے بچرنا ہے، اے اللہ میں اس کے تول پر ایسا ن رکھت ہوں۔  
اوسا بن اسحق کی روایت میں ہے۔

یا رب انی موأمن بقيله انی سأيت الحق في قبوله

میں اس کے قبول کرنے ہی کو حق سمجھتا ہوں

حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن رواحہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر پڑھتا ہے آپ نے فرمایا اے عمر رہنے دو۔ یہ شعر کافروں کے حق میں تیرا باری سے زیادہ سخت ہیں۔ (رواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی حسن غریب) یہ تمام تفصیل فتح الباری ص ۳۳۳ میں مذکور ہے۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا، اے عمر میں سن رہا ہوں۔ اور عبد اللہ بن رواحہ

کو یہ حکم دیا کہ اے ابن رواحہ یہ پڑھو۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا نَهْيًا عَبْدًا وَلَا أَعْرَجُ جُنْدًا - وَهَذَا أَمُّ الْاُخْرَابِ  
وَحْدَهُ - عبد اللہ بن رواحہ کے ساتھ اور صحابہ بھی ان کلمات کو پڑھتے جاتے تھے۔ اس شان سے مکہ میں داخل ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور سعی میں الصفا والمردہ کر کے ہدی کو نحر فرمایا اور طواف ہو گئے بعد ازاں کچھ لوگوں کو حکم دیا کہ وہ بطن یا نج چلے جائیں اور جو آدمی اسکو کی حفاظت کے لئے وہاں چھوڑ دینے گئے تھے وہ اگر طواف اور سعی کر لیں اور یہ فرما کر کعبۃ اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ غیبت تک اندر ہی رہے۔ آپ کے حکم سے خانہ کعبہ کی چھت پر حضرت بلالؓ نے ٹھہر کر اذان دی۔

لہ۔ الطبقات الکبریٰ - ۵: ۲، ص ۸۸

قریش نے اگرچہ از روئے معاہدہ آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت دے دی لیکن شدت غیظ اور غایت حسد کی وجہ سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دیکھ نہ سکے اس لئے سردارانِ قریش اور ان کے کبراء و اشراف مکہ مکرمہ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ ۱۷

## حضرت میمونہ سے نکاح

اداءِ عمرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن مکہ میں مقیم رہے اور حضرت میمونہ بنت الحارث سے نکاح فرمایا جب تین دن گزر گئے تو قریش لے چند آدمی آپ کی خدمت میں بھیج کر مدت گزر گئی ہے آپ چلے جائیں آپ نے فرمایا اگر تم ہلست دو تو مکہ میں میمونہ بنت الحارث کی عروہ اور عورت ولیمہ کروں، ان لوگوں نے نہایت ترش روئی سے یہ جواب دیا کہ ہمیں آپ کے ولیمہ اور دعوت کی ضرورت نہیں آپ چلے جائیے۔

۱۸ آپ نے فوراً صحابہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور اپنے غلام ابورافع کو حضرت میمونہ کے پاس بھجور گئے، وہ ان کو لے کر مقامِ سرف آپ کے پاس لائے۔ یہاں آپ نے عروہ کی فرمائی۔ اور یہاں سے چل کر ماہ ذی الحجہ داخل مدینہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّسُلَ يَا أَبَتِ النَّاسِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ أُنْشِئْنَا لِلْعَالَمِينَ مَحَلِّقِينَ رُءُوسِهِمْ وَمَقَصِّرِينَ لَا تَعْلَافُونَ تَعْلَمُ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلْ مِنْ دُونِ ذَلِكَ نِعْمًا قَرِيبًا ۱۹

عمرہ اتھار سے فارغ ہو کر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت حمزہ کی چھوٹی صاحبِ زادی آپ کو چچا چچا بھارتی ہوئیں آپ کے پاس آئیں حضرت علی نے

۱۷۔ زرقانی، ج ۱، ص ۲۵۵، ۲۵۶۔ صحیح بخاری کے متعدد مواضع میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ سے حالت احرام میں نکاح کیا صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طہال ہوئے کے بعد نکاح کیا صحیح بخاری کی روایت سے صحیح صحیح ہے جبکہ حافظ عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے تفصیل کے لئے شریعت مدینہ کی مراجعت کی جائے۔ ۱۸۔ سورۃ الفتح، آیت ۲۴، ابنِ جبر، ج ۱، ص ۲۰۲۔ ۱۹۔ حضرت حمزہؓ آپ کے رضائی بھائی تھے اس رشتہ سے آپ چچا ہوئے۔

فرمان کر اٹھا لیا اب حضرت علی اور حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ میری پرورش میں رہے۔ حضرت علی نے کہا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں نے اس کو اٹھا لیا ہے۔ حضرت جعفر نے کہا۔ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید نے کہا کہ میرے اسلامی اور نبی بھائی کی بیٹی ہے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ بیٹی اپنی خالہ کے پاس رہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہے (رواہ البخاری عن البراء بن عازب)

## سیرۃ اخترم بن ابی العوجار

### ذی الحجہ ۱۰ شہ

ماہ ذی الحجہ میں اخترم کو بچپاس آدمیوں کے ہمراہ نبی ﷺ کو دعوت اسلام دینے کی غرض سے روانہ فرمایا نبی ﷺ نے کہا ہمیں اسلام کی ضرورت نہیں اور تیرا مذازی کر کے مسلمانوں کی اس قلیل جماعت کو شبید کر دیا صرف اخترم کو مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ یہ زخموں کی وجہ سے نیم جان ہو گئے تھے، بعد میں زندہ ہو کر صفحہ کی پہلی تاریخ کو مدینہ پہنچے۔

## سیرۃ غالب بن عبد اللہ لثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### صفر ۱۰ شہ

صفر ۱۰ شہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ لثمی کو مقام کید کی جانب بنی الملوچ پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر شب خون مارا اور ماں کے اونٹ پکڑ کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے بنی الملوچ کی ایک جماعت مسلمانوں کے تعاقب میں مدنی اسی وقت من جانب اللہ اتنی زد کی بارش برنی کہ مسلمانوں اور کافروں کے

درمیان میں جو ایک مادی حالت تھی وہ پانی سے بھر گئی اور وہ لوگ مسلمانوں تک نہ پہنچ سکے اس طرح مسلمان صحیح دسالم مدینہ منورہ پہنچے۔ ۱۷

## بعض سرائیا

غزوہ خیبر اور غزوہ موتہ کے درمیان حضور پر نورؐ نے اور بھی چھوٹے چھوٹے سریے روانہ فرمائے جو کجہہ تعالیٰ کامیاب واپس آئے۔ ۱۸

## اسلام خالد بن ولید و عثمان بن طلحہ و عمرو بن العاص

اسی عرصہ میں اسلام کے مشہور سپہ سالار خالد بن ولید اور عرب کے مشہور عاقل عمرو بن العاص مسلمان ہوئے ان کے زمانہ اسلام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ہجرت ۶ھ میں مشرف باسلام ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ خیبر کے بعد ۷ھ میں مسلمان ہوئے۔

یہ امر روایت صحیحہ اور صریحہ ثابت ہے کہ غزوہ حُدیبیہ کے وقت خالد بن ولید کفار کی فوج میں تھے اور اُمتدہ غزوہ موتہ کے بیان میں بخاری کی روایت سے معلوم ہو جائے گا کہ خالد بن ولید غزوہ موتہ میں شریک ہوئے اور اخیر میں یہنا امیر ہوئے اور انہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح دی معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ اور غزوہ موتہ کے درمیانی مدت میں مسلمان ہوئے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ اجل شانہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی، یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں جس دوائی میں بھی قریش کو ک ل طرف سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جاتا ہوں اور پھر واپس آتا ہوں واپسی پر میرے دل کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ دل اندر سے یہ کہتا ہے کہ تیری یہ تمام کوشش اور یہ تمام جدوجہد بلا حاصل اور بے سود ہے اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اضرر غالب ہوں گے چنانچہ حدیبیہ کے موقع پر میں شکر کریں



مکہ کے سواروں میں سے تھا تو میں نے آپ کو مقام عسفان میں دیکھا کہ اپنے اصحاب کو صلاۃ الخوض پڑھا رہے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ نماز کی حالت میں حضور پر حملہ کروں مگر حضور میرے ارادہ سے مطلع ہو گئے اور میں حملہ نہ کر سکا تو اس وقت میں یہ کچھ لگی کہ یہ شخص من جاب اللہ امان اور محفوظ ہے غیب سے اس کی حفاظت ہو رہی ہے میں ناکام واپس ہو گیا۔

اور اسی حضرت جب قریش سے صلح کر کے واپس ہوئے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قریش کی نرت اور شرکت ختم ہوئی اور شاہ حبشہ یعنی نجاشی آپ کا پیر و مہو چکا ہے اور آپ کے اصحاب حبشہ میں امن و امان کے ساتھ رہتے ہیں اب اس کے سوا کیا صورت ہے کہ میں ہرقل شاہ روم کے پاس جلا جاؤں اور وہاں جا کر یہودی یا نصرانی ہو جاؤں اور عجم کے تابع اور ماتحت رہ کر عیب کی زندگی گزاروں اور چند سو اپنے وطن ہی میں وہ کر دیکھوں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اسی خیال میں تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سالِ اُندہ عمرۃ القفار کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اُس وقت میں مکہ سے بھل گیا اور درپوش ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ سے فارغ ہو گئے تو میرا بھائی ولید بن ولید جو حضور کے ہمراہ تھا، اس نے مجھے تلاش کیا مگر میں نہ ملا بعد ازاں میرے بھائی نے میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لِمَا سَا اَعْجَبُ مِنْ ذَهَابِ  
لَا یَدْعُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَقْلًا عَقْلًا  
وَمِثْلُ الْاِسْلَامِ جَهْلٌ اَحَدٌ وَقَدْ  
سَأَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
عَنْكَ وَقَالَ اَسِیْنُ خَالِدٌ فَقُلْتُ یَا قِیُّ  
اللّٰہُ بَہْ نَقَالَ مِثْلُ جَهْلٍ الْاِسْلَامِ  
وَلَوْ کَانَ جَعَلَ نَکَیْتَهُ وَجَدَہُ مَعَ  
الْمَسْلَمِیْنَ کَانَ خَیْرًا لِّہِ وَلَقَدْ مَنَّا لَا  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لِمَا سَا اَعْجَبُ مِنْ ذَهَابِ  
لَا یَدْعُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَعَقْلًا عَقْلًا  
وَمِثْلُ الْاِسْلَامِ جَهْلٌ اَحَدٌ وَقَدْ  
سَأَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ  
عَنْكَ وَقَالَ اَسِیْنُ خَالِدٌ فَقُلْتُ یَا قِیُّ  
اللّٰہُ بَہْ نَقَالَ مِثْلُ جَهْلٍ الْاِسْلَامِ  
وَلَوْ کَانَ جَعَلَ نَکَیْتَهُ وَجَدَہُ مَعَ  
الْمَسْلَمِیْنَ کَانَ خَیْرًا لِّہِ وَلَقَدْ مَنَّا لَا

علی غیریہ فاستدرك يا اخي ما قد  
 فانك من مواطني صالحه .  
 کہ اگر غلام مسلمانوں کے ساتھ مل کر دین حق کی مدد کرتا اور

اہل باطل کا مقابلہ کرتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا اللہ ہم کو دوسروں پر مقدم رکھتے۔ پس اے  
 بھائی تجھ سے جو عمدہ مقامات فوت ہو گئے ہیں تو ان کی تلافی اور تدارک کرے ابھی تدارک کا  
 وقت ہے۔

گیسا وقت پھر آتا تھا انہیں سدا دور دوراں دکھاتا نہیں

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میرے بھائی کا یہ خط جب میرے پاس پہنچا تو اس خط نے میری غیبت  
 اسلام میں اور زیادہ کردی اور سفر ہجرت کا ایک خاص نشاۃ اور انساۃ دل میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا اس نے مجھ کو مسرور کیا اور اسی اثنا میں میں نے  
 ایک خواب دیکھا کہ میں تنگ بلادیوں جن میں قحط ہے۔ میں اس قحط اور تنگ علاقہ سے نکل کر  
 سرسبز اور کشادہ شہروں میں چلا گیا ہوں میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خاص خواب ہے جو میری تنبیہ  
 کے لئے مجھ کو دکھایا گیا ہے۔ میں مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور اسباب سفر متیار کر کے مدینہ کی طرف چلا اور یہ چاہا  
 کہ کوئی اور بھی میرے ساتھ ہو جائے میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ تم دیکھتے ہی  
 نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب عجم پر غلبہ پایا۔ اگر ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور  
 اور ان کا اتباع کریں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہوگا محمد کا شرف ہمارا شرف ہوگا، صفوان نے نہایت سختی سے  
 انکار کیا اور یہ کہا کہ اگر روئے زمین پر میرے سوا کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے  
 باقی نہ رہے تو میں جب بھی آپ کا اتباع نہ کروں گا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کا باپ  
 اللہ بھائی بدر میں مارے گئے ہیں اس لئے اس سے کوئی ترقی نہیں کی جاسکتی بعد ازاں میں مکرمہ بن  
 ابی جہل سے ملا اور جرات میں نے صفوان سے کبھی حق دہی مکرمہ سے کہی۔ مکرمہ نے بھی مجھے وہی جواب  
 دیا جو صفوان نے دیا تھا خالد کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر گیا اور ادنیٰ کو تیار کیا اور یہ خیال کیا کہ لاؤ غفیل  
 بن طلحہ سے ملاقات کروں وہ میرا سچا دوست ہے لیکن مجھ کو اس کے باپ دادا کا قتل بڑا یاد آیا اور

مترود ہو گیا کہ عثمان سے ذکر کروں یا نہ کروں پھر یہ خیال آیا کہ ذکر کرنے میں میرا کیا نقصان ہے میں تو اب جا ہی رہا ہوں، چنانچہ میں عثمان بن طلحہ سے وہی امر ذکر کیا کہ جو مصفوان سے ذکر کیا تھا عثمان بن طلحہ نے میرے مشورہ کو قبول کیا اور کہا کہ میں بھی مدینہ چلتا ہوں مقام یاج میں تم سے مل لوں گا تم اگر پہلے پہنچ جاؤ تو میرا انتظام کرنا اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں تمہارا انتظار کروں گا۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ میں بھی روانہ ہوا اور حسب وعدہ مقام یاج میں عثمان بن طلحہ مجھے مل گئے اعلیٰ الصباح ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے ہم دونوں جب مقام ہدہ میں پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی کہ وہ بھی اسلام کے امادہ سے مدینہ جا رہے ہیں عمرو بن عاص نے ہم کو دیکھ کر مرہا کہا ہم نے بھی مرہا کہا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو کہا کہ اسلام میں داخل ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے ارادہ سے جا رہا ہوں ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی امادہ سے نکلے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں کہ اس طرح ہم تینوں ساتھ ہوئے اور مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنے سواری کے اونٹ مقام قرہ میں مچھلائے کسی نے ہماری خبر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی آپ ہماری آمد کی خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ کہنے اپنے جگر گوشہ کی پھینک دیا ہے، خالد کہتے ہیں کہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا راستہ میں مجھے میرا بھائی ولید آ ملا اور کہا کہ جلدی چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری آمد کی خبر پہنچ گئی ہے، حضور پُر نور تمہاری آمد سے بہت مسرور ہوئے اور تمہارے منتظر ہیں۔ ہم تیزی کے ساتھ چلے اور حضور پُر نور کی خدمت میں حاضر ہوئے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا اشہدان الا الا اللہ وان محمدا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا قریب ہو جاؤ اور یہ فرمایا،

الحمد لله الذي هداك قد  
كنت ارى لك عقلا وجوت  
ان لا يسلمك الا ابي خير  
حمد ہے اُس ذات پاک کی جس نے تجھے اسلام کی توفیق  
دی میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں عقل ہے اور امید کرتا تھا کہ وہ  
عقل تجھ کو خیر اور بھلائی کی طرف تیری رہنمائی کرے گی۔

خالد کہتے ہیں میں عرض کیا کہ آپ دیکھتے تھے کہ مقامات جنگ میں آپ کے ارحق کے مقابلہ میں حاضر ہونا تنہا جس سے میں شرمندہ انسان ہوں اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے وعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری ان تمام خطاؤں کو معاف کر دے آپ نے ارشاد فرمایا :  
اے اسلام یجب ماکان قبلہ میں نے پھر یہی درخواست کی تو آپ نے میرے لئے یہ وعا فرمائی۔

اللہم اغفر لخالد بن الولید لے اللہ تو خالد بن الولید کی ان تمام خطاؤں کو معاف  
ما اوضع فیہ من صد عن سبیل اللہ کرے جو خالد نے خدا تعالیٰ کی راہ سے روکنے کیلئے کیا  
خالد کہتے ہیں کہ میرے بعد عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص آگے بڑھے اور حضور پر نور کے  
دست مبارک پر بیعت کی یہ تمام تفصیل البدائیۃ والنہائیۃ میں ہے اور اسی طرح خصائص کبریٰ  
المسیدوی میں مذکور ہے۔ لہ

عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد پہلے خالد بن الولید نے  
بیعت کی اور پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی۔ پھر میں بیعت کے لئے آگے بڑھا مگر اس وقت میری  
حالت یہ تھی۔

فواللہ ما ہوا الا ان جلست بین  
نیدیہ فما استطعت ان ارفع طرفی  
حیاء منہ قال فبا یعتہ علی ان یغفر لی  
ما تقدم من ذنبی ولم یحضر فی  
ما تأخر فقال ان الا سلام یجب  
ما کان قبلاً والہجرت تعجب ما  
کان قبلہا۔

خدا کی قسم میں حضور کے سامنے بیٹھ کر گیا۔ مگر شرم اور اندام  
کی وجہ سے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تھا غور  
کہتے ہیں کہ بالآخر میں نے آپ کے دست مبارک پر  
بیعت کی اور عرض کیا کہ اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ  
میری تمام گزشتہ خطائیں اور قصور معاف کر دے جائیں  
عمر کہتے ہیں کہ اُس وقت یہ خیال نہ آیا کہ یہی عرض کر دیتا  
کہ میرے آئندہ اور کچھ قصور میں معاف کر دیتے جائیں

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسلام ان تمام گنہوں کو منہدم کر دیتا ہے کہ جس اسلام سے پہلے کفر کی حالت میں کئے گئے ہیں اور اسی طرح ہجرت بھی تمام گنہوں کو منہدم کر دیتی ہے۔

عمر بن العاص کہتے ہیں کہ مجھ کو لایزال جس دن سے ہم مسلمان ہوئے اس دن سے جو ہم پیش آئی اس حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے ہماری ہر ایک کو نہیں فرمایا۔ عمر بن العاص کہتے ہیں کہ میں اور خالد اور عثمان شروع صفر ۳ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۳۵ ج ۴)

## غزوۂ موتہ

### جمادی الاولیٰ ۳ھ

موتہ ایک مقام کا نام ہے جو ملک شام میں علاقہ بلقاریہ واقع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے تو شرجیل بن عمرو غسانی کے نام بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ شرجیل قبیلہ کی طرف سے شام کا امیر تھا حارث بن عمر رضی اللہ عنہ جب آپ کا یہ خط لے کر مقام موتہ میں پہنچے تو شرجیل نے ان کو قتل کر دیا۔ اس وجہ سے آپ نے تین ہزار کا لشکر ماہ جمادی الاولیٰ ۳ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا اسلئے

نہیں مارا۔ رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر لشکر ہوں اور اگر جعفر بھی قتل ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ سردار لشکر ہوں اور اگر عبداللہ بھی قتل ہو جائیں تو مسلمان جس کو چاہیں اپنا امیر بنالیں۔ (رواہ البخاری و احمد والنسائی باسناد صحیح) اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۂ حبشہ الامراء کہتے ہیں جیسا کہ مسند احمد و نسائی میں باسناد صحیح ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ الامراء روانہ فرمایا الی آخر الحمد للہ

اور ایک سفید جھنڈا زید بن حارثہ کو دیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اول اُس مقام پر جانا جہاں

۱۔ فتح الباری، ج ۴، ص ۳۹۲، الطبقات النجری، ج ۲، ص ۹۳، ۱۔ زرقانی، ج ۲، ص ۲۶۸

مارٹ بن غیر شہید ہوئے اور ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو تو فیہا ونمت ورنہ خداوند ذوالجلال سے اعانت اور امداد کی درخواست کر کے اُسے جہاد و قتال کرنا اور غنیۃ الوداع تک خود بنفس نفیس مشالعت کے لئے تشریف لے گئے غنیۃ الوداع کچھ دیر ٹھہر کر لشکر کو یہ وصیت فرمائی کہ ہر حال میں تقویٰ اور پرہیزگاری کو ملحوظ رکھیں اپنے رفقاء کی خیر خواہی کریں اللہ کی راہ میں اللہ کے نام پر اللہ سے کفر کرنے والوں سے جہاد و قتال کریں، خدا و خیانت نہ کریں کسی بچہ اور عورت اور بوڑھے کو قتل نہ کریں لوگ جب امر اور لشکر کو رخصت کرنے گئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ روڑے لوگوں نے کہا اے ابن رواحہ کس چیز نے تم کو مدد لایا تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ جواب دیا۔

اما والله ما بي حب الدنيا ولا صباية  
بكم ولكن سمعت رسول الله صلى الله  
عليه وسلم بقراءة آية من كتاب الله  
عز وجل وان منكم اكداس دها كان  
على ريك حتما مقضيا فلست ادري  
كيف بي بالصد ر بعد الوعد  
آگاہ ہر جاؤ۔ خدا کی قسم مجھے نہ دنیا سے محبت ہے  
اور نہ تم سے شیفگی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کو کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھتے سنا ہے نہیں ہے تم  
میں سے کوئی شخص مگر ضرر و زنج پر گزرنے والا ہے  
خدا کے نزدیک یہ امر مقرر ہو چکا ہے پر نہیں معلوم کہ  
جہنم پر درود کے بعد واپسی کیسے ہوگی اس نے رد ہوا۔

پشکر جب روانہ ہونے لگا تو مسلمانوں نے پکار کر کہا خدا تعالیٰ تم کو صحیح سالم اور کامیاب  
واپس لائے تو عبد اللہ بن رواحہ نے یہ شعر پڑھا۔

لكنني اسأل الرحمن مغفرة  
وَصَوْرَةٌ ذَاتُ فَرْغٍ تَقْضِي الْقَبْدَا  
میں واپس نہیں چاہتا بلکہ اللہ کی مغفرت اور اُن کی راہ میں ایسے گہرے زخم کا خواہشمند ہوں کہ جو جگہ بھیکتا ہو۔  
او طغنة بيدى حذران مجهره  
بِحَرْبَةٍ تَنْفِذُ الْاِحْشَاءَ الْكَبْدَا  
اے ایسا کاری زخم کہ جو تیرے ہوا دیسے نیزہ سے گئے کہ جو میری آنسوؤں اور جگر سے ہار ہو جائے۔  
حتى يقال اصر على جدتي  
يا ارشد الله من غايه وقد رشنا

یہاں تک کہ لوگ جب میری قبر پر گزریں تو یہ کہا جائے کہ واہ کیا غازی تھا اور کیا کامیاب ہوا۔  
 لشکرِ جب چلنے کے لئے باطل تیار ہو گیا تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے قریب آئے اور یہ شعر پڑھے  
 انت الرسول نعم یخرم نوافله والوجه منه فقد انزریٰ بل نقد  
 آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں جو شخص آپ کے فیوض و برکات اور آپ کے چہرہ انور کے دیدار سے محروم  
 رہا۔ تو بجز کو قضا قدر نے اس کی تحیر کی کہ اس کو اس قدر عظمیٰ سے محروم رکھا۔

فَقُلْتُ اللَّهُ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنٍ تَشْنِيتُ مُوسَى وَنَصْرًا كَالَّذِي نَصَرُوا  
 پس اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے محاسن کو ثابت و قائم رکھے اور ایسا رابقیں کی طرح آپ کی مدد فرمائے۔  
 اِنِّیْ لَنَصْرُكَ فِیْكَ الْخِیْرَانِ فَلَمَّا فُرِیْسَةُ خَالَفَتْ فِیْكَ الَّذِیْ لَظْمُوا  
 میں نے آپ میں خیر اور بھلائی کو بیش از بیش محسوس کر لیا ہے اور میرا یہ احساس مشرکین کی نظر اور احساس کے  
 کے برخلاف ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

وانت فتبتنا اللہ یا ابن رواحہ اور تجھ کو بھی اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے  
 شرجیل کو جب اس لشکر کی روانگی کا علم ہوا تو ایک لاکھ سے زیادہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ  
 کے لئے جمع کیا۔ اور ایک لاکھ فوج لے کر ہر قتل خود شرجیل کی مدد کے لئے بلقار میں پہنچا۔ معان  
 پہنچ کر مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ دو لاکھ سے زیادہ سپاہیوں کا لشکر جزارہم بنی ہزار مسلمانوں کے  
 مقابلہ کے لئے مقام بلقار میں جمع ہوا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر و شب معان میں ٹھہرا اور مشورہ ہوتا  
 رہا کہ کیا کرنا چاہیے، اسے یہ پہلوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی جائے اور آپ کے حکم  
 اور امداد کا انتظار کیا جائے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

یا قوم واللہ ان الاتی تکتھون لستی اے قوم خدا کی قسم جس بات کو تم کردہ کچھ رہے ہو  
 خرجتم ایاھا تطلبون الشہادۃ وہی شہادت ہے جس کی تلاش میں تم نکلے ہو ہم  
 وما نقاتل الناس بعدد ولا قوۃ کا فرد سے کسی قوت اور کثرت کی وجہ سے نہیں

وہا کثرۃ ما لقاتلہم الا لہذا روتے۔ ہمارا رونا تو محض اس دینِ اسلام کی وجہ  
الدین الذی اکرمنا اللہ بہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشے۔ پہلے  
فالطلقوا فانما ہی احد الحنین اور چلو دو بھلائیوں میں ایک بھلائی ضرور حاصل ہوگی  
اما ظہور واما شہادۃ۔ یا تو کفایت پر غلبہ حاصل ہوگا یا شہادت کی نعمت نصیب ہوگی۔

لوگوں نے کہا خدا کی قسم ابن رواحہ نے بالکل سچ کہا۔ اور خدا کے پرستاروں اور جاں بازوں  
کی یہ تین ہزار جمعیت اعداء اللہ کے دلاکھ لشکرِ جبار کے مقابلہ کے لئے موتہ کی طرف روانہ  
ہوئی موتہ کے میدان میں دونوں جماعتیں مقابلہ کے لئے سلسلے میں ادھر سے یہاں جا رہی  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاپیادہ راایتِ اسلام لے کر آگے بڑھے اور روتے روتے شہید ہوئے۔ ان کے  
بعد حضرت جعفر علمِ ماتہ میں لے کر آگے بڑھے جب دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر لیا اور گھوڑا زخمی  
ہو گیا تو گھوڑے سے اتر آئے اور گھوڑے کے کوچے کاٹ کر سینہ سپر ہو کر اعداء اللہ سے رونا  
شروع کیا۔

گھوڑے کے کوچے اس لئے کاٹ ڈالے کہ اعداء اللہ اس سے نفع نہ ہو سکیں۔ دیکھنا  
الہدایہ روتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔

یا حیدر الجنۃ واقترابہا طیبۃ وبارک وبارک

جنت اور اُس کا قرب کیا ہی پاکیزہ اور پسندیدہ ہے اور پانی اُس کا نہایت ٹھنڈا ہے۔

والروم روم قد دنا عذابہا کافر کا کفر کا بعید کا انسابہا

اور رومیوں کا عذاب قریب آگیا ہے کافر میں اور ان کے نسب ہم سے بہت دور ہیں یعنی ہم میں

علی اذکما قیتہا ضرابہا

اور ان میں کوئی قربت نہیں متبادل کے وقت ان کا مانا کچھ فیضِ اولاد نہ ہے

روتے روتے جب دایاں ہاتھ کٹ گیا تو راایتِ اسلام کو بائیں ہاتھ سے سنبھالا جب

ایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھنڈا گود میں لے لیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اس کے



عوض میں ان کو دوبارہ عطا فرمائے جن سے جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔  
صبح بخاری میں عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر کی لاش کو تلاش کیا گیا  
تو نوٹے سے زیادہ تیر لور تلواریں کے زخم تھے اور سب سامنے تھے۔ پشت کی جانب کوئی زخم  
نہ تھے۔

حضرت جعفر کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم ہاتھ میں لیا اور آگے بڑھے گھوڑے پر  
سوار تھے چند لمحوں کے لئے نفس کو کچھ توڑ دلا حق ہوا تو اپنے نفس کو مخاطب کر کے یہ فرمایا:

أَشْمَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّكَ كَارِهَةً أَوْ لَتَطْطَا وَعَنَّا

اے نفس تجھ کو تم ہے کہ تو ضرور گھوڑے سے اتر کر اعداء اللہ سے جہاد و قتال کرنا گواری سے اتر یا خوشی

اور رغبت کے ساتھ کدانی فتح الباری ص ۳۹۳

إِنَّا جُلِبْنَا بِالنَّاسِ وَشَدُّوا الرِّبَّةَ مَا لِي أَرَاكَ تَكْرَهِيْنَ الْحَنَّةَ

اگر لوگ چیخ و پکار کر رہے ہیں تو کیا وجہ ہے تجھ کو دیکھ رہا ہوں کہ تو جنت کو پسند کر رہا ہے مگر جہاد و قتال  
کیوں نہیں بڑھاتا۔ پیش قدمی میں ہستی کرنا گوارا کہ جنت کو پسند کر رہا ہے یہ نقطہ نفس کی فروع اور انعام کیلئے قدم

قَدْ لَاحَاقَ دَكْنُكَ كُنْتَ مُظْمِيَةً هَلْ أَنْتِ إِلَّا لَنُفْغَتِ فِي شَيْءٍ

تو رہا انتقام ملنے رہا ہے اس وقت تجھ کو کیا ہوا تیری حقیقت کیا ہے تو تو نرم ماور میں ایک لطف  
ی تھا۔ اس بے حقیقت نقطہ کے لئے خدا کی راہ میں پیش پیش کر رہا ہے۔

اور یہ کہا ہے

يَا نَفْسُ إِنْ تَقْتُلِي تَمُوتِي هَذَا جِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صُلِّيَتْ

اے نفس اگر تو قتل نہ ہوا تو مر جائے تو ضرور اور یہ ہے قتل موت میں تجھ کو مبتلا ہونا ضروری ہے۔

وَمَا كُنْتِ نَفْسٌ مُّعْطِيَتْ إِنْ تَفْعَلِي فَعَلَهُمَا هَدِيَّتِ

جو چیز کی ترے تمنا کی تھی وہ تجھ کو مل گئی یعنی شہادت فی سبیل اللہ کا موقع۔ اگر تو نے زیادہ جعفر  
جیسا کہ کیا تو ہدایت پائے گا۔

یہ کہہ کر گھوڑے سے اتر پڑے ان کے ابن عم رجاءؓ نے آگے بڑھ کر ان کو ایک گوشت کی ہڈی دی کہ اس کو چوس لو تاکہ اس کی قوت سے کچھ لڑ سکو کئی دن تم پر فائدے کے گزر چکے ہیں۔ ابن رواحہؓ نے ہڈی لے لی اور اس کو ایک بار چوسا لیکن فوراً ہی پھینک دیا اور کہا اے نفس لوگ جہاد کر رہے ہیں اور تو دنیا میں مشغول ہے اور تلوار لے کر آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور رائیتؓ اسلام ہاتھ سے گر گیا۔ ثابت بن اظہم رضی اللہ عنہ نے فوراً رائیتؓ اسلام آج میں لے لیا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے گروہ مسلمین! اپنے میں سے کسی شخص کے امیر بننے پر متفق ہو جاؤ لوگوں نے کہا آپ ہی ہمارے امیر ہیں ہم آپ کے امیر ہونے پر راضی ہیں۔ ثابتؓ نے فرمایا۔ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ اور یہ کہہ کر بھٹا خالد بن ولیدؓ کو کھٹا دیا اور کہا کہ آپ جنگ سے خوب واقف ہیں۔ خالد بن ولیدؓ نے امارت قبول کرنے میں کچھ تامل کیا، لیکن تمام مسلمانوں نے ان کے امیر ہونے پر اتفاق کر لیا خالد بن ولیدؓ نے اسلام لے کر آگے بڑھے اور نہایت شجاعت اور مہارت سے اعداء اللہ کا مقابلہ کیا۔

صحیح بخاری میں خود خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ غزوہ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ سے تلواریں ٹوٹیں صرف ایک یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔

دوسرے روز خالد بن ولیدؓ نے لشکر کی ہینٹ تبدیل کر دی مقدمۃ الجیش کو ساتھ اور مینہ کو میرہ کر دیا دشمن لشکر کی ہینٹ بدلی ہوئی دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور یہ کچھ کٹھنی مٹا دی۔

ابن سعد ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب خالد بن ولیدؓ نے رومیوں پر حملہ کیا تو ان کو اسی ناش شکست دی کہ میں نے اسی شکست کبھی نہیں دیکھی۔ مسلمان جہاں چاہتے تھے وہیں اپنی تلوار رکھتے تھے

زہریؒ اور عروہ بن زہیرؒ اور موسیٰ بن عقبہؒ اور عطات بن خالدؒ اور ابن عاذہؒ سے بھی یہی منقول ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ حتی فتحہ اللہ علیہم یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔

حاکم کی روایت میں ہے کہ غنیمت میں کچھ سلمان بھی ملا۔ رمیوں کی پسپائی کے بعد خالد بن ولید نے تعاقب مناسب دیکھا اور اپنی تللیں جماعت کرنے کے دینہ واپس آ گئے۔

اس غزوہ میں بارہ مسلمان شہید ہوئے جن کے نام حسب ذیل ہیں :

(۱)۔ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲)۔ حارث بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳)۔ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)۔ سراق بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵)۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶)۔ البرکلیہ بنی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۷)۔ مسعود بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸)۔ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۹)۔ عمرو بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۰)۔ عمرو بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۱)۔ عباد بن نفیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۲)۔ عامر بنی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۳)۔ عبد بنی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴)۔ عامر بنی اللہ تعالیٰ عنہ  
(۱۵)۔ عبد بنی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶)۔ عامر بنی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ تمام تفصیل زرقانی اور فتح الباری باب غزوہ موتہ سے لی گئی ہے۔

جس روز اور جس وقت مقام موتہ میں غازیان اسلام کی شہادت کا یہ حادثہ پیش آ رہا تھا تو حق

جل شانہ نے سرزمین شام کو اپنی قدرت کا مد سے آپ کے سامنے کر دیا کہ میدان کارزار آپ کی نظروں

کے سامنے تھا۔ آپ کے اور شام کے درمیان تمام مجاہدات اٹھائے گئے، آپ نے صحابہ کو جمع کرنے

کے لئے الصلاۃ جامعہ کی منادی کرادی صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ مہر پر تشریف فرما ہوئے، میدان

کارزار آپ کی نظروں کے سامنے تھا۔ ارشاد فرمایا کہ زید نے رایت اسلام اپنے ہاتھ میں لیا اور کافروں سے

خوب قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا۔ زید کے بعد جعفر نے رایت اسلام ہاتھ

لے لیا۔ آخرم الو قدی عن شیوخہ قالوا رقت الارض لوصول اللہ علی اللہ علیہ وسلم حتی نظرانی

معركة القوم۔ کذا فی المختصر للسیرۃ ص ۲۶۱ وقال ابن کثیر قال الراقدی حدثنی عبد الجبار بن عمار عن

عبد اللہ بن ابی بکر بن عمر بن حزم قال لما التقى الناس بموتہ تجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی

المنبر وکشف لہ ما بینہ و بین الشام فهو یبصر فی معسكرهم فقال لخذ الراية ازيد المحدث

البدایہ والنہایہ ص ۲۶۱ وکذا فی المختصر ص ۲۶۱ وفي رواية البيهقي والي نعم عن موسى بن عقبه قال ان الله

میں آیا اور اعداد اللہ سے خوب ٹالیاں تک، کہ شہید ہوا اور جنت میں داخل ہوا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں دوبارہ زوروں کے ساتھ اُترنا پھرتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے رایتِ اسلام سنبھالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما کر خاموش ہو گئے اور کچھ دیر تک سکوت کا عالم طاری تھا۔ انصاریہ دیکھ کر گھبرا گئے اور چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے اور یہ خیال ہوا کہ شاید عبداللہ بن رواحہ سے کوئی نا پسندیدہ امر ظہور میں آیا ہے جس سے آپ خاموش ہیں۔

کچھ دیر سکوت کے بعد یہ فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے بھی کافروں سے خوب جہاد و قتال کیا، یہاں تک شہید ہوئے اور یہ نینوں جنت میں جنت اٹھائے گئے اور تختِ زرین پر متمکن ہیں لیکن میں عبداللہ بن رواحہ کا تخت کچھ بچتے ہوئے دیکھا کہ میں نے دریافت کی کہ اس کا کیا سبب ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کا تخت بٹھا ہوا دیکھتا ہوں تو جھکویہ بتلایا گیا کہ عبداللہ بن رواحہ کو مقابلہ کے وقت کچھ تھوڑا سا تر و دیش آیا اور تھوڑی سی پس دیش کے بعد آگے بڑھے اور زہید اور جعفر بلا کسی تر و دار بلا کسی پس دیش کے آگے بڑھے۔

یہاں ایک روایت میں اس طرح ہے۔

ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة  
ناستشهد ثم دخل الجنة معتزلاً  
فشق دلاء على اكلانصار فقيدياً  
رسول الله ما اغتواضت قال لما  
اصابته الجراح بكل فعاتب نفسه  
آپ نے فرمایا پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا اور  
شہید ہوئے پھر وہ جنت میں کچھ دیر کھڑے رہے داخل  
ہوئے یہ سن کر انصار کو رنج ہوا کسی نے پوچھا کہ یا  
رسول اللہ اس کا کیا سبب ہے آپ نے اشارہ فرمایا  
کہ جس وقت عبداللہ بن رواحہ کو میدان کا زلزلہ

۱۵۔ قال ابن اسحاق وحدثني محمد بن جعفر بن عروة قال ثم اخذ الراية عبد الله بن رواحة  
فالتوى بها بعض الاقدام ثم تقدم على فرسه ثم نزل فقاتل حتى كذا في فتح الباري ۳/۴۹۳،

اور ابن اسحاق کی روایت میں یہ لفظ ہیں فراتیت فی سریر عبداللہ بن رواحہ از و لاد را ای میلاد و عجا، عن سعدیہ سے  
عاجیہ نقلت ثم هذا افقيل في مصفيا وتود عبد الله بعض التود ثم مضى (سيرة ابن هشام)

فتجمعنا ستشهد فندخل الجنة ۱ زخم لگے ترورہ و مقتضائے بشریت تھوڑی دیر کے لئے  
فسرى عن قومه اخذوا البهيق كذاني سست ہو گئے اور بیٹھتی تھی میں پس پیش کرنے لگے  
البدایة والنہایة ۳۷ ج ۴ پھر انھوں نے اپنے نفس کو طاعت کی اور غائب کی اور  
والخصائص الكبرى ۲۶ ہمت اور شجاعت سے کام لیا اور لڑکر شہید ہو گئے اور

جنت میں داخل ہو گئے یہ سن کر انھار کی پریشانی گزر ہوئی رد البدایة والنہایة

آپ یہ کہہ رہے تھے اما انھوں سے آنسو جاری تھے پھر فرمایا کہ اب ان کے بعد سیف  
من سیف اللہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے یعنی خالد بن ولید نے اسلام کا جھنڈا اٹھایا  
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ فرمایا۔  
اللهم انما سیف من سیوفك اسے اللہ خالید بن ولید کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے  
فانت تنصر عن یومئذ سمی یہی تو ہی اس کی مدد فرمائے گا بس اسی روز  
سیف اللہ - سے خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

اس وقت تو صحیح بخاری میں مذکور ہے باقی تفصیل ابن اسحق اور بیہقی کی روایت سے  
کے گئی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب خالد بن ولید کو مرثدین کے قتل کے لئے مامور فرمایا  
اور ان کو امارت کا جھنڈا دیا تو یہ فرمایا:

انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ صدیق اکبر کہتے کہ تم میں خود رسول اللہ صلی اللہ  
وسلم لقیول نعم عبد اللہ واخو علیہ السلام کو میزاتے نسلبے کیا ہی اچھا آدمی ہے اللہ  
العشیرۃ خالد بن الولید سیف کا بندہ اور قبیلا کا بھائی خالد بن ولید۔ اللہ کی  
من سیوف اللہ سلمہ اللہ علی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اللہ تعالیٰ نے

۱۔ البدایة والنہایة ۳۷ ج ۴، ص ۲۲۵ - فتح الباری ۱۰ ج ۱، ص ۳۹۲

الخصائص الكبرى ۱ ج ۱، ص ۲۶۰

انکفار۔ اصابہ ترجمہ خالد بن ولید۔ اس کو کافروں پر چلانے کے لئے سوتا ہے بنی نیا م سے نکالا ہے۔

(نکتہ مطلب یہ ہوا کہ خالد بن ولید تراب اللہ کی تلوار میں اور اُس تلوار کا چلانے والا اور کافروں پر اس کا استعمال کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر ہے کہ جس تلوار کو حق تعالیٰ چلائے اُس تلوار سے کون بچ کر بھاگ سکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اول صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فرمایا کرتے تھے کہ خالد بن ولید نے اپنی ساری عمر شہادت کی تمنا میں جہاد و قتال میں گزاری لیکن ان کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اور شہادت اُن کو نصیب نہ ہوئی۔ مولانا یعقوب صاحب میں کچھ شان جذب کی تھی، اسی شان جذب میں فرمایا کہ خالد بن ولید خواہ مخواہ ہی شہادت کی تمنا اور آرزو کرتے تھے ان کی اس تمنا اور آرزو کا پورا ہونا ناممکن اور محال تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تلوار بتایا ہوا ہے نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ مڑ سکتا ہے اللہ کی تلوار کا توڑنا ناممکن اور محال ہے۔

(نکتہ و گہرا) عبداللہ بن رواحہ کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے ان کا تخت ہٹے ہوئے دیکھا یہ حقیقت۔ عبداللہ بن رواحہ کے تردد کی مثال تھی عبداللہ بن رواحہ کو شہادت سے کچھ پہلے اس عالم شہادت میں جو تردد لاحق ہوا تھا عالم غیب میں اس کو ہٹے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا گیا۔ جو چیز یہاں پوشیدہ ہے وہی چیز عالم غیب میں کسی صورت اور شکل میں ظاہر اور نمایاں ہو جاتی ہے۔

## حکایت

محمود غزنوی نے جب ہندوستان کو فتح کیا اور سومنات مندر کے تمام بت توڑ ڈالے تو جو بت ان میں سب سے بڑا تھا جب اس کو توڑنا چاہا تو سومنات کے چار یوں نے بڑی

الحاج وزاری سے عرض کیا کہ اس بت کے برابر تول کر ہم سے سونے لیا جائے مگر اس بت کو نہ توڑا بلکہ سلطان محمود نے ارکان دولت سے مشورہ کیا سب نے یہ کہا کہ ہم کو فتح تو ہو ہی چکی ہے اگر ایک بت کو چھوڑ دی دیا جائے تو ہمارا خاص نقصان نہیں اور اُس کے بدلے میں حوالے کا وہ لشکر اسلام کے کام آئے گا اسی مجلس سپہ سالار مسعود غازی بھی تھے فرمایا کہ یہ تو بت فرضی ہے اب تک بادشاہ بت شکن مشہور تھا اب بت فروش کہلائے گا۔ یہ بات محمود غزنوی کے دل کو لگ گئی مگر ایک گونہ تردید باقی رہا، وہ پہرہ کو سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ میلان حشر پیادے اور ایک فرشتہ اُس کو دوزخ کی طرف یہ کہہ کر کھینچتا ہے کہ یہ بت فروش ہے وہ سرفرشتہ کہتا ہے کہ نہیں یہ تو بت شکن ہے اس کو جنت میں لے جاؤ اتنے میں آنکھ کھل گئی اور حکم دیا کہ فوراً بت کو توڑ دیا جائے جب بت کو توڑا تو اس کے پیٹ میں سے جو اہر ات بھرے ہوئے نکلے۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا اُس نے بت فروش سے بچا یا اور جس مال کی طرح میں بت فروش اختیار کرنا چاہتا ہے اُس سے کہیں ناامد مال عطا کر دیا۔ فرشتوں کا دوزخ اور جنت کی طرف کھینچنا یہ اُس تردید کی صورت تھی جو محمود غزنوی کو بت کے توڑنے میں لاحق ہوا تھا بحالت بیداری جو تردید ہوا تھا اُس کو خواب میں اس صورت میں دکھلایا گیا کہ ایک فرشتہ دوزخ کی طرف کھینچتا ہے اور ایک جنت کی طرف کبھی خیال بت کے توڑنے کی طرف جا رہا ہے اور کبھی خیال بت کے چھوڑنے کی طرف جا رہا ہے در نہ حقیقت یہ ہے کہ بت کو چھوڑ دینا حقیقت میں بت فروش نہ تھا لیکن صورت میں بت فروشوں کی مشابہت تھی جس کو حق جل شانہ نے اس شکل میں دکھایا۔

اسی طرح عبداللہ بن رواحہ کے تردید کو مٹتے ہوئے تخت کی شکل میں دکھلایا۔ کسی عبادت کا بلا کسی تردید کے بجا لانا یہ نفس مطمئنہ کی شان ہے اور تردید کے وقت نفس کو ملامت کرنا ایسیا کہ عبداللہ بن رواحہ نے کہ یہ نفس تو امر کی شان ہے جس کی حق جل شانہ سورہ قیامہ کے شروع میں قسم کھائی لَا أَقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ وَلَا أَقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ عبداللہ بن رواحہ عین موکر کے وقت جو شعر پڑھتے تھے اُن سے مقصود اپنے ہی نفس کو ملامت تھی ایک ہی دو شعر

ملا مت کے پڑے کہ نفس مطمئن ہو گیا اور آگے بڑھ کر خدا کی راہ میں شہید ہوا اور آپے رفتار کے ساتھ جنت میں جا ملا **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ إِنَّ جَنَّاتِ إِبْرَاهِيمَ إِذَا ضَلَّتْ فَتَضِلُّ مُضِلَّةً مُضِلَّةً تَأْذِيَةً تَأْذِيَةً** فی عبادی واذ خلجی جلتی ۵

یہ حادثہ فاجعہ بیان فرما کر آپ حضرت جعفر کے مکان پر تشریف لے گئے بچوں کو بلایا اور ان کے سروں پر ماتہ پھرا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے حضرت جعفر کی بیوی اسماء بنت عمیس سمجھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کیوں روئے کیا جعفر اور ان کے رفقاء کے متعلق آپ کو کوئی اطلاع ملی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ آج وہ شہید ہو گئے۔ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں سنتے ہی میری چیخ نکل گئی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا پکا کر بھیجو۔ آج وہ اپنے صدمہ میں مشغول ہیں اور خود اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس صدمہ کا بہت اثر تھا۔ اس غم میں تین دن تک مسجد میں تشریف فرما رہے۔ (ازرقانی)

خالد بن ولید جب لشکر اسلام کو مدینہ سے واپس ہوئے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مدینہ سے باہر جا کر ان کا استقبال کیا۔

## سیرہ عمرو بن العاصؓ بسوئے ذات السلاسل

ماہ جمادی الثانیہ ۳۳ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ قبیلہ بنی قضاہ کی ایک جماعت مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس لئے آپ نے ان کی سرکوبی کیلئے عمرو بن العاصؓ کو مقام ذات السلاسل کی طرف روانہ کیا یہ مقام مدینہ منورہ سے دس منزل پر ہے تین سو آدمی اور تیس گھوڑے سواران کے ساتھ کئے، جب اس مقام کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ کافروں کی جمعیت بہت زیادہ ہے اس لئے توقف کیا اور رافع بن مکینؓ کو حضور پر نور کی خدمت میں روانہ کیا کہ مدد کے لئے کچھ اور آدمی بھیجیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے



ابو عبیدہ بن الجراح کو دوسو آدمیوں کے ساتھ مدائن فرمایا جن میں ابوبکر و عمر بھی تھے اور یہ تاکید فرمائی کہ عمرو بن العاص سے جاملو اور آپس میں متفق رہنا اور باہم اختلاف نہ کرنا جب ابو عبیدہ وہاں پہنچے اور نماز کا وقت آیا تو ابو عبیدہ نے امامت کرنی چاہی۔ عمرو بن العاص نے کہا کہ امیر لشکر تو میں ہوں اور تم تو میری مدد کے لئے آئے ہو ابو عبیدہ نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم امیر ہو اور میں اپنی جماعت کا امیر ہوں۔ بعد ازاں ابو عبیدہ نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چلتے وقت مجھ کو آخری حکم یہ دیا تھا کہ ایک دوسرے کی اطاعت کرنا اور اختلاف نہ کرنا، لہذا میں تمھاری اطاعت کروں گا اگرچہ تم میری مخالفت کرو۔ اس طرح ابو عبیدہ نے عمرو بن العاص امارت اور امامت کو تسلیم کر لیا چنانچہ عمرو بن العاص امامت کرتے تھے اور ابو عبیدہ اُن کی اقتداء کرتے تھے بالآخر سب مل کر قبیلہ بنی قضاہ میں پہنچا اور اُن پر حملہ کیا۔ کفار مرعوب ہو کر بھاگ اٹھے اور منتشر ہو گئے۔ صحابہ نے عوف بن مالک اشجعی کو خبر دے کر مدینہ مدائن کیا۔ عمرو بن العاص نے غلبہ کے بعد کچھ مدد وہاں قیام کیا اور مختلف جوانب میں سواہل کو بھیجتے رہے۔ وہ اونٹ اور بکریاں بکڑ کر لاتے اور مسلمان ان کو بچا کر کھاتے، اسی سفر میں یہ واقعہ پیش آیا۔ کہ عمرو بن العاص کو احلام ہو گیا۔ سرور کی شدت تھی اس لئے عمرو بن العاص نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے نماز صبح پڑھائی، اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اس واقعہ کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ اے عمرو تو نے اچھا صحاب کو بجا لست جناب نماز پڑھائی عمرو بن العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ تھا اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ حَاسِبًا حضور پُر نور نے قسم فرمایا اور کچھ نہ فرمایا۔

(فائدہ) خالد بن ولید اور عمرو بن العاص دونوں ساتھ اسلام میں داخل ہوئے، ان دونوں کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد غزوہ موتہ پیش آیا جس میں خالد بن ولید امیر بن گئے اور غزوہ موتہ کے بعد غزوہ ذات السلاسل پیش آیا اس میں عمرو بن العاص امیر ہوئے۔

## سیرۃ البوعبیدہ بسوئے سیف البحر

اس کے بعد نازحہ شب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البوعبیدہ بن الجراح کو تین سو آدمیوں پر امیر مقرر کر کے سیف البحر ساحل بحر کی طرف قبیلہ جہینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر میں عمر بن الخطاب اور جابر بن عبد اللہ بھی تھے اور چلتے وقت ترشہ کے لئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تخیلہ کھجوروں کا مرحمت فرمایا جب وہ کھجوریں ختم ہو گئیں تو کھجوروں کی گٹھلیاں چوس چوس کر اور پانی پانی کر جہاد کیا۔ اور جب یہ بھی نہ رہا تو درختوں کے پتے جھاڑ کھانی میں تر کر کے کھانے لگے، اسی وجہ سے اس سریرہ کو سریرۃ الخط بھی کہتے ہیں اس لئے کہ غنط کے معنی لغت میں درخت سے پتے جھاڑنے کے ہیں۔ درختوں کے پتے کھانے سے ہونٹ اور منہ زخمی ہو گئے۔

بالآخر ایک روز وریکے کنارہ پہنچے اور بھوک سے بچیں اور بے تاب تھے یکایک ایک غبی عنایت کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ دیانے اپنے اندر سے باہر ایک اتنی بڑی مچھلی پھینکی جس سے تمام لشکر نے اٹھاہ دن تک کھایا صحابہ کہتے ہیں کہ اسے کھا کر ہمارے جسم تو انا اور تندہرست ہو گئے اس مچھلی کا نام عنبر تھا بعد ازاں البوعبیدہ نے اس مچھلی کی پسلیوں میں سے ایک ہڈی لی اور اس کو کھڑا کیا اور لشکر میں سب سے لمبا آدمی جن کو سب سے بڑے اونٹ پر اس کو بٹھایا اور حکم دیا کہ اس ہڈی کے نیچے سے گزرو تو وہ سوار بلا تکلف اس کے نیچے سے گزرا اور سوار کا سر بھی اس ہڈی سے نہ لگا۔

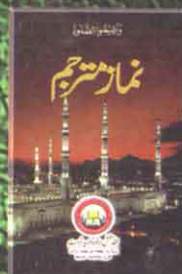
جب ہم مدینہ واپس آئے اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اس نے تمہارے لئے بھیجا تھا اگر اس میں کا کچھ گوشت باقی ہو تو لاؤ۔ چنانچہ اس میں کا گوشت آپ کے سامنے لایا گیا اور آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور اس سفر میں کسی قتال کی نوبت نہیں آئی لشکر اسلام ہلاک کسی قتال کے مدینہ واپس ہوا۔

رحمۃ) جو رزق براہِ ماست اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے اور بندہ کی کسی عمل اور  
ضعف کو اس میں دخل نہ ہو وہ رزق نہایت ہی مبارک اور پاکیزہ ہوتا ہے، اس لئے اُن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اس کی برکت اور پاکیزگی کی وجہ سے اس کی فراہم کی کہ اس میں سے تناول فرمایا  
نہیٰ اِنِّیْ لَمَّا اَشْنَلْتُ اِنِّیْ مِنْ حَیْثُ یُقَدَّرُ۔

فائدہ :- بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے پہلے روانہ کیا گیا اس لئے  
کہ حضور پر نور نے صلح حدیبیہ کے بعد قریش پر حملہ کرنے کے لئے کوئی سریہ نہیں بھیجا اور مشہور قول  
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سریہ قریش کی عہد شکنی کے بعد اور فتح مکہ سے تھوڑا پہلے روانہ  
فرمایا اس لئے کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے  
اور یہ سریہ ماہِ رجب میں روانہ کیا اور میان میں صرف شعبان کا مہینہ رہ جاتا ہے۔ عجیب نہیں کہ  
قریش کے عہد شکنی کی بنا پر ماہِ رجب ہی سے فتح مکہ کی تیاری شروع فرمادی ہو اور یہ سریہ اسی  
کی تمہید ہو۔

مسئلہ :- ماہِ رجب الحرام میں سریہ کو روانہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ شہر حرام میں  
کافروں سے قتل و قتال جائز ہے۔

# دیگر مطبوعات



**اسلامک ایجوکیشنل ٹرسٹ، یو۔ کے۔**

قاری عبدالرشید نیئر

119-121 ہالی ویل روڈ، پلٹن - BL13NE

فون/فیکس : 07930 464843 ، 01204 389080 ، موبائل : 07930 464843

**دارالعلوم المدنیہ، یو۔ ایس۔ اے**

182، سوئیٹسکی سٹریٹ، بنگلو، NY-14212

فون : 0716 892 2606 ، فیکس : 0716 892 6621

ای میل : office@madania.org

**صدیقی ٹرسٹ**

صدیقی ہاؤس، المنظر پارٹمنٹس 458، گارڈن ایسٹ، پی۔ او۔ بکس 609

کراچی-74800 پاکستان، فیکس : 7228823